

اس دور کی سب سے آسان، مفہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

# آسان تفسیر

پارہ ۱۴

مرتب

مولانا محمد یعقوب تاسیمی

سابق اساتذہ حدیث و تفسیر دارالعلوم سہارنپور

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبہا نوری رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

کلی آلہ کی جنگی سڑکی سیتی وڈ سہارنپور

MOBILE : 9837375773

50/-



اس دور کی سب آسان و عام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک  
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

# اسان تفسیر

ترجمہ قرآن شریف  
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ  
مرتب  
محمد یعقوب قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند  
پارہ ۱۰۱ لکھنؤ

ادارہ اشرفیہ تبلیغ زکریا آباد، گلی ۱۲ آلی جنگی سہا پور (یو۔ پی)  
شافعی

حنفی  
بسم اللہ الرحمن الرحیم  
کفایت دینی کتب خانہ

کفایت اللہ ابن صدیق

وائس لیپ گروپ نیلی گرام چینل  
اس گروپ میں کتابیں اہل سنت و جماعت، حنفی، شافعی، مالکی،  
حنبل، دیوبند، علماء حق کے عقائد کے مطابق ہوں گی مختلف  
زبانوں میں اسلامی کتابیں پشتو عربی اردو فارسی جیسے تفسیریں،  
قادی درسی کتب خارجی کتب وغیرہ۔

کفایت اللہ ابن صدیق  
+923052488551  
+923247442395

easypaisa



ماکی

حنبل

## فہستہ مضامین آسان تفسیر اردو بارہ ۱۷

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۵۷	فرعون کے بعض سوال اور ان کے جواب	۲۸	حضرت مریم کی اپنے گھر واپسی	۳	حضرت موسیٰ کا دوسری مرتبہ عذر کرنا
۵۹	ہر بچہ کے نطفہ میں اسکے دفن کی جگہ کی مٹی شامل ہوتی ہے	۲۹	حضرت عیسیٰ کا بچپن میں گفتگو کرنا	۵	کشتی توڑنے کی حکمت
۶۲	مقابلہ کی تیاری	۳۲	حضرت ابوبکر کی اپنے والد کو دعوت ایمان	۵	محصوم بچہ کے قتل کا راز
۶۲	مقابلہ بازی	۳۲	باپ کا بیٹے کی نصیحت سے روگردانی کرنا	۵	دیوار سیدھی کرنے کی مصلحت
۶۴	جادو گروں کا جواب	۳۴	حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر جانا	۶	کیا حضرت خضر ابھی زندہ ہیں؟
۶۵	فرعون کی بیوی آسیہ کا انجام خیر	۳۵	ایفار عبد ایک شریفانہ عادت ہے	۹	کیا ذوالقرنین بنی تھے؟
۶۷	حضرت موسیٰ پر تورات کا نزول	۳۶	حضرت ادیس کا تذکرہ	۹	ذوالقرنین کب اور کہاں ہوئے
۶۹	حضرت ہارون کا اپنی قوم کو نصیحت کرنا	۳۷	جنت کے مستحق	۱۰	ذوالقرنین کا پہلا سفر جانب مغرب
۷۱	ایک سوال کا جواب	۳۸	واقعہ شان نزول	۱۱	دوسرا سفر جانب مشرق
۷۲	قرآن میں کوتاہی کا انجام	۳۹	واقعہ شان نزول	۱۲	تیسرا سفر جانب شمال
۷۳	واقعہ شان نزول	۴۰	مرکز دوبارہ زندہ ہونا ضروری ہے	۱۳	یا جوج ماجوج کا خروج
۷۶	قصہ حضرت آدم علیہ السلام اہل و عیال اور متعلقین کو نماز کی تاکید اور اس کی حکمت	۴۱	کافرین کا مخالفہ	۱۴	یا جوج ماجوج کون ہیں
۸۰		۴۲	واقعہ شان نزول	۱۵	یا جوج ماجوج کی تعداد
		۴۵	اللہ اولاد سے بے نیاز ہے	۱۸	جنت فردوس
		۴۷	سورہ طہ کی فضیلت	۱۹	ریا کے نقصانات
		۴۹	حضرت موسیٰ کی مدین سے مہر واپسی	۲۰	ریا سے بچنے کی دعا
		۵۱	حضرت موسیٰ کی اللہ سے ہمکلامی	۲۰	ریا کی تین علامتیں
		۵۲	حضرت موسیٰ کی پانچ دعائیں	۲۱	قصہ حضرت زکریا
		۵۳	حضرت موسیٰ کی فرعون پر نجات	۲۳	حضرت یحییٰ کی فضیلت
		۵۵	حضرت موسیٰ کے ہاتھوں ایک فرعون کا قتل	۲۵	قدر جنت مریم
		۵۶	فرعون کا تبلیغ	۲۶	پیدا نش انسان میں اللہ کی قدرت

## قَالَ الْمَ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنَى تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

ان بزرگ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا، موسیٰ صبراً۔ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَحِّبْنِي فَقَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي نِي فَرِيَا كَر اكر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنے بے شک آپ عذراً ۛ فَا نَطْلَقَا ۛ حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلُهَا فَأَبَوْا أَنْ يَخْبُوا مِنْ حَرْبِ الْكَلْبِ فَأَمَرَ الْفَرَسَ أَنْ يَلْزَمَ الْكَلْبَ وَلْيَنفِرَ الْإِنْسَانُ مِنْهُمَا فَأَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۛ قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۛ

ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

## حضرت موسیٰ کا دوسری مرتبہ عذر کرنا

مقصوم بچے کے قتل پر حضرت موسیٰ نے حضرت خضرؑ کو ٹوکا تھا جس پر حضرت خضرؑ نے فرمایا میں نے آپ سے پہلے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر میرے حالات و واقعات دیکھ کر صبر نہیں کر سکیں گے، حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ اس مرتبہ اور دگر کیجئے اور اگر میں اس کے بعد بھی آپ کے کسی کام میں روک ٹوک یا پوچھ تاچھ کر دوں تو پھر آپ میرا عذر قبول نہ کیجئے اور مجھے اپنے سے جدا کر دیجئے، پھر دونوں حضرات چلے اور ایک بستی میں پہنچے اس بستی کا نام حضرت ابن عباسؓ سے انطاکیہ منقول ہے اور حضرت ابن سیرینؒ سے ایک مردکی ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ یہ شہر اندلس کی کوئی بستی تھی، غرضیکہ یہ دونوں حضرات بستی والوں سے ملے اور چاہا کہ بستی والے یہاں سمجھ کر کھانا کھلائیں مگر یہ سعادت ان کی قسمت میں نہ تھی، انھوں نے حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام جیسے برگزیدہ نبی اور مقربین خدا کی ہمان نوازی سے انکار کر دیا، یہ معاملہ دیکھ کر ان خسیس و تجلیل اور بد اخلاق لوگوں پر غصہ آنا چاہئے تھا مگر حضرت خضرؑ نے بجائے غصہ کے ان پر احسان کیا کہ اس بستی میں ایک بہت بڑی رودار جس کی لمبائی پانچ سو ہاتھ اور اونچائی سو ہاتھ اور چوڑائی



بکاس ہاتھ بعض مفسرین سے منقول ہے وہ اس قدر جھک چکی تھی کہ گرنے کو تیار تھی، لوگ اس کے قریب سے نہیں گذرتے تھے حضرت خضرؑ نے اپنے ہاتھ سے سہارا لگا کر اس کو سیدھا کر دیا جس سے اس کے گرنے کا خطرہ بالکل جاتا رہا (یہ بھی حضرت خضرؑ کا ایک اہم معجزہ تھا، یہ معاملہ دیکھ کر حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ سے فرمانے لگے کہ بستی والوں نے یہاں کا حق ادا نہیں کیا اور آپ نے ان کی دیوار مفت میں سیدھی کر دی اگر کچھ اجرت و معاوضہ لے کر ٹھیک کرتے تو ہمارے کھلنے پینے کا بھی کام چل جاتا اور ان تنگ دل بخیلوں کو بھی تنبیہ ہو جاتی، شاید اپنی بد اخلاقی و بے مروتی پر شرماتے اور آئندہ کسی ضرورت مند اور مسافر کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرتے، یہ سن کر حضرت خضرؑ نے فرمایا اب آپ کے اور میرے درمیان جدائی کا وقت آگیا آپ حسب وعدہ مجھ سے علیحدہ ہو جائیے اور جانے سے پہلے ان چیزوں کی حقیقت سننے جائیے جن پر آپ سے صبر و ضبط نہ ہو سکا (اگلی آیات میں ان کا ذکر ہے)

جناب نبی کریم علیہ التبیہ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کاش حضرت موسیٰؑ تھوڑا صبر اور کرتے تو ہم اللہ تعالیٰ کے اسرار و تکوینی علوم کی مزید معلومات ہو جاتیں۔

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ

وہ جو کشتی تھی سو چند آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں

وَرَأَوْهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَضْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبُوهُ

اور ان لوگوں آگے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی پکڑا لیتا اور وہ لڑکا اس کے باپ کا ملازم

مُؤْمِنِينَ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا

تھے سو ہم کو اندیشہ ہوا کہ ان دونوں پر سرکشی اور کفر کا اثر ڈال دے، پس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا

رَبُّهُمَا خَيْرٌ أَمْنَهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي

پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور ان باپ کے ساتھ محبت کرنے میں اس سے بڑھ

الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا

کریں اور وہی دیوار سودہ و دیتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون

تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی نبیانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی

أَشْدُّهُمَا وَيُتَخَرَّجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ

کو پہنچ جائیں اور اپنا دھنیز نکال لیں اور یہ سارے کام میں نے بالہا الہی کے حکم میں سے کوئی کام نہیں کیا۔

تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَشْطَعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۖ

رائے سے نہیں کیا لیجئے یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ صبر فرموسکا۔

**کشتی ٹوڑنے کی حکمت**

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تختہ ٹوڑ کر کشتی کو عیب دار

اس لئے بنایا کہ آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی (بلا عیب) کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا میں نے اس کشتی کو عیب دار بنا کر بادشاہ کے ہاتھوں سے بچا دیا کیونکہ یہ کشتی چند مسکین لڑکوں کی تھی جو اس سے روزی کھاتے تھے، حضرت کعب بن اجار سے منقول ہے کہ یہ دس بھائی تھے پانچ ان میں اپنا بچ تھے اور پانچ اس کشتی پر کام کر کے ان اپنا جوں کا خرچہ چلاتے تھے

**معصوم بچہ کے قتل کا راز**

اور جس لڑکے کو ہم نے قتل کیا اس کے والدین ایمان والے تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس لڑکے کی کفر و سرکشی کا اثر اس کے والدین پر نہ پڑے

کیونکہ والدین اس بچہ سے نہایت محبت کرتے تھے اس کی محبت میں وہ اس کے خیالات کو اختیار کر کے بددین نہ بن جائیں، حضرت خضر کا یہ اندیشہ اپنی عقل سے نہ تھا بلکہ اللہ کی طرف سے حضرت خضر کو وحی آگئی ہوگی کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کے مومن والدین گمراہ اور کافر ہو جائیں گے اس لئے اس کو قتل کر دیا جائے حضرت خضر فرماتے ہیں اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان نیک مومن والدین کو اس لڑکے کے بدلے اس سے بہتر اولاد عطا فرمادے جو دیندار بھی ہو اور اعمال و اخلاق میں بھی پاکیزہ ہو اور والدین کے حقوق بھی ادا کر سکے، چنانچہ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ اس لڑکے کے بدلے اسکے والدین کو حق تعالیٰ شائد نے ایک لڑکی عطا فرمائی جس سے ایک نبی پیدا ہوئے اور حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق دو نبی پیدا ہوئے، بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس لڑکی کا نکاح ایک نبی سے ہوا اور پھر ان سے ایک نبی پیدا ہوئے جن کے ذریعہ اللہ نے ایک بڑی امت کو ہدایت فرمائی، بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اللہ کے حکم و فیصلہ پر راضی رہے، مومن کو اللہ کا فیصلہ ناگوار لگتا ہے وہ بھی اس سے بہتر ہوتا ہے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے اس لئے ہر حال میں اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہئے،

**دیوار سیدی کرنے کی مصلحت**

جس دیوار کو میں نے حق تعالیٰ کے حکم سے سیدھا کیا اس کے نیچے خزانہ دفن تھا وہ دو یتیم بچوں اصرم اور قمریم کا تھا

جو اسی بستی میں رہتے تھے، ان کا باپ بڑا ہی نیک و صالح تھا ان کے باپ کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

نے دیوار سیدھی کر اگر ان کے خزانہ کی حفاظت کرائی تاکہ وہ جوان ہو کر اپنا خزانہ حاصل کر سکیں اگر دیوار ان کے جوان ہونے سے پہلے گر جاتی تو بدینیت لوگ اس مال کو اٹھا لیتے اور یہ بچے محروم ہو جاتے۔  
دیوار کے نیچے جو خزانہ دفن تھا اس کے متعلق حضرت ابو درداءؓ نے حضور علیہ السلام کا فرمان نقل کیا ہے کہ وہ سونے اور چاندی کا ذخیرہ تھا اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر چند نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

۲۔ تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اور پھر بھی رنجیدہ و غمگین ہوتا ہے۔

۳۔ تعجب ہے اس شخص پر جو اس پر ایمان رکھتا ہے کہ رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے پھر ضرورت سے زیادہ مشقت اور فضول قسم کی کوشش میں پڑتا ہے

۴۔ تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر خوش کیسے رہتا ہے۔

۵۔ تعجب ہے اس شخص پر جو آخرت کے حساب پر ایمان رکھتا ہے پھر آخرت سے غافل کیوں رہتا ہے۔

۶۔ تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کے فنا ہونے کا یقین رکھتا ہے پھر وہ اس پر مطمئن ہو کر کیسے بیٹھ جاتا ہے

۷۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

آخر میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے یہ تمام کام رکشتی توڑ دینا، لڑکے کو قتل کر دینا، دیوار کو سیدھی کر دینا، اللہ کے حکم سے کئے ہیں ان میں سے کوئی کام میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا اس کے بعد حضرت خضرؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رخصت ہو گئے

## کیا حضرت خضرؑ ابھی زندہ ہیں

حضرت خضرؑ ابھی حیات میں کہ نہیں اس سلسلہ میں کچھ محققین علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت خضرؑ ابھی تک حیات میں اس کے ثبوت کے لئے وہ ایک تو حضرت انسؓ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے انتقال پر وہ تشریف لائے اور حضرات صحابہؓ کو نسلی دی دوسرے یہ کہ امام بغویؒ سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ الیاسؑ دونوں زندہ ہیں اور ہر سال حج میں دونوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے، تیسرے یہ کہ حضرت خضرؑ نے الگ ایک موقع پر حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ سے ملاقات کی اور ان کو مندرجہ ذیل دعا بتائی کہ جو اس کو ہر نماز کے بعد پڑھے گا اس کے لئے بہت بڑا ثواب اور مغفرت و رحمت ہے۔

ایک وہ ذات جس کو ایک کلام کا سنا دوسرے کلام کے سننے سے مانع نہیں ہوتا اور اے وہ ذات جس کو بیک وقت ہونے والے (بے شمار) سوالات میں سے کوئی مغالطہ نہیں لگتا، اور اے وہ ذات جو دعائیں

يَا مَنْ يُّغْلِبُ سَمْعُ عَنْ  
سَمْعٍ وَيَا مَنْ لَا تَخْلُطُهُ  
الْمَسَابِلُ وَيَا مَنْ لَا  
يَبْزُمُ مِنَ الْحَاجِّ



الْمُلْحِينَ أَذَقْنِي  
سَبْرَدَ عَفْوِكَ وَحِلَاوَةَ  
مَغْفِرَتِكَ

الحاج و امرا کرنے اور بار بار کہنے سے ملول نہیں ہوا، مجھے  
عفو و کرم کا ذائقہ چکھا دیجئے اور اپنی مغفرت کی تلاوت  
نصیب فرما دیجئے۔

اور بہت سے عجیب و غریب واقعات اولیاء اللہ سے منقول ہیں کہ ان کی حضرت خضر  
سے ملاقات ہوئی اور حضرت خضر نے اس طرح لوگوں کی مدد فرمائی وغیرہ، مگر ان سب کے  
باوجود جمہور علماء امت کا اجماع ہے کہ حضرت خضر وفات پا چکے ہیں، ان کی سب سے مضبوط دلیل  
قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ  
قَبْلِكَ الْخُلْدَ (سورہ انبیاء ۲۷)

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ سے پہلے  
بھی کسی بشر کو حیات ابدی عطا نہیں کی۔

یہ آیت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت خضر حیات نہیں وفات پا چکے ہیں، اسی طرح دوسری  
دلیل حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی یہ روایت ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے  
فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اس رات سے ایک سو سال گزرنے پر کوئی شخص ان میں سے زندہ نہیں رہیگا  
جو آج زمین کے اوپر ہے، اس ارشاد نبوی سے بھی صاف واضح ہے کہ حضرت خضر وفات پا چکے  
ہیں، تیسرے یہ کہ سورہ آل عمران رکوع ۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا ہے کہ محمد عربیؐ  
کی بعثت کے وقت تم میں سے جو بھی موجود ہو اس کا فرض ہے کہ وہ ہمارے اس رسول پر ایمان لائے  
اور اس کی مدد کرے، پس اگر حضرت خضر حیات ہوتے تو ان کا فرض تھا کہ وہ علی الاعلان حاضر  
خدمت ہو کر آپ پر ایمان لاتے اور تمام غزوات میں آپ کی مدد کرتے مگر کسی صحیح حدیث میں کوئی تذکرہ  
نہیں ہے کہ حضرت خضر نے آپ سے ملاقات کی ہو جب کہ غزوہ بدر و حنین وغیرہ میں حضرت جبریل  
اور دوسرے فرشتوں کا مدد کرنا صریح طور پر احادیث پاک میں موجود ہے۔

قاضی ثناء اللہ یانی پتی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت خضر کی حیات یا وفات کا  
بہترین اور صحیح حل وہ ہے کہ جو حضرت سید احمد سرمنہدی مجدد الف ثانیؒ کو مکاشفہ کے ذریعہ معلوم ہوا  
حضرت مجدد صاحبؒ سے جب حضرت خضر کی حیات و وفات کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ اللہ تعالیٰ  
کی طرف متوجہ ہوئے اور بارگاہِ ہمدی میں اس کا جواب ملنے کی دعا کی چنانچہ عالم مراقبہ میں آپ نے دیکھا  
کہ حضرت خضر سامنے آگئے ہیں، حضرت مجددؒ نے حضرت خضر سے ہی ان کی حالت دریافت

(اقوال و تحقیق)۔ مَلِكٌ تَأْخُذُ الْغَمَّ بِبَادِشَاهِ كَافِرٍ تَهْتَابُ شَرِيفٍ مِّنْ اسْ كَانَامِ هَدُؤِ بَدَدُ  
بیان کیا گیا ہے یہ جزیرہ اندلس کے شہر قرطبہ کا بادشاہ تھا، ابواللیث سے مروی ہے  
کہ اس بادشاہ نے سب سے پہلے دنیا میں فساد اور ظلم برپا کیا اور زمین میں سب سے پہلے فساد قایل نے ہابیل کو قتل کر کے کیا۔

کی، حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ میں اور الیاسؑ دونوں وفات پا چکے ہیں لیکن اللہ نے ہماری روحوں کو ایسی طاقت عطا فرما رکھی ہے کہ وہ اپنے جسم میں داخل ہو کر بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتاتے اور مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم وا حکم)

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۚ إِنَّا مَكْنَا

اور لوگ آپؐ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپؐ فرمادیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں، ہم نے ان کو

لَهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَّبَنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۚ فَاتَّبَعْ سَبَبًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا

روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان دیا تھا چنانچہ وہ ایک راہ پر ہوئے جہاں تک کہ جب

بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَيِثُهَا وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۚ

غروب آفتاب کے موقع پر پہونچے تو آفتاب ان کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا أَنْ تَعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۚ قَالَ

اس موقع پر انھوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے یہ کہا اے ذوالقرنین خواہ سزا دو اور خواہ ان کے بارے میں نرمی کا معاملہ اختیار

أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا ثَكْرًا ۚ وَأَمَّا

کہو ذوالقرنین نے عرض کیا کہ لیکن جو ظالم رہے گا سو اس کو تو ہم لوگ سزا دیں گے پھر وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا

مَنْ أَمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ ۖ أَحْسَنُ ۖ وَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۚ

جائے گا پھر وہ اس کو سخت سزا دیگا اور جو شخص ایمان لے آویگا اور نیک عمل کریگا تو اس کیلئے برے میں بھلائی ملے گی اور ہم اپنے برتاؤ میں اس کو

آسان بات کہیں گے۔ قریش مکہ نے یہود کے مشورہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سوال

شان نزول

کئے تھے ۱۔ روح کیا ہے؟ اس کا جواب سورہ نبی اسرائیل کے اخیر میں گذر

چکا، ۲۔ اصحاب کہف کا قصہ کیا ہے؟ اس کا جواب اسی سورت پارہ ۱۸ میں دیا جا چکا، ۳۔ تیسرا

سوال تھا ذوالقرنین کے متعلق جس کا جواب ان آیات میں دیا جا رہا ہے۔

اقوال و تحقیق

دنیا میں ذوالقرنین نام کی کئی اہم شخصیتیں ہوئی ہیں اور اتفاق سے سبھی کے ساتھ سکندر

بھی لگا ہوا ہے، یہاں ہم دو شخصیتوں کا ذکر کر رہے ہیں، اول وہ بادشاہ جو حضرت یحییٰ علیہ السلام

سے تقریباً تین سو سال پہلے ہوا اس کو ذوالقرنین، سکندر، یونانی، مقدونی وغیرہ القاب سے یاد کیا جاتا ہے (باقی برصغور آئندہ)

## کیا ذوالقرنین نبی تھے

بعض علماء کا فرمان ہے کہ ذوالقرنین نبی تھے لیکن اکثر علماء فرماتے ہیں کہ نبی نہیں تھے البتہ ایک انصاف پسند اور اعلیٰ درجہ کے دیندار اور متقی و پیر ہر گز بادشاہ تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذوالقرنین اللہ کا مخلص و فراہم کردار بندہ تھا، ایک دوسرے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ذوالقرنین نہ نبی تھے نہ فرشتہ بلکہ وہ ایک نیک و صالح مومن تھے۔

## ذوالقرنین کب اور کہاں ہوئے

ذوالقرنین حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ملک روم میں ہوئے ہیں، چنانچہ وہ ببن منبہ جو تاریخ کے بہت بڑے عالم ہیں لکھتے ہیں کہ ذوالقرنین رومی تھا یہ ایک بڑھیا کا اکلوتا بیٹا تھا اس کا نام سکندر تھا۔ ام تفسیر ابن کثیرؒ سے منقول ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے مدینہ منورہ میں حج کیا، جب حضرت ابراہیمؑ کو ان کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے مکہ مکرمہ سے باہر آکر آپ کا استقبال کیا اور ان کو دعائیں دیں اور کچھ اہم نصیحتیں فرمائیں، ان دعاؤں ہی کا نتیجہ تھا کہ ذوالقرنین نے پوری دنیا پر حکومت کی، حضرت خضرؑ ان کے خاص وزیر تھے شاید اسی لئے حق تعالیٰ نے دونوں کا قصہ ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے، ان کا ذوالقرنین لقب اس وجہ سے پڑا کہ ان کو حق تعالیٰ نے ظاہر و باطن کا علم عطا کر رکھا تھا، نیز انھوں نے مشرق و مغرب کا سفر کیا تھا۔

قرآن کریم کسی بھی واقعہ کا صرف وہی اہم حصہ بیان کرتا ہے جس سے دین و دنیا کا فائدہ اور عبرت و نصیحت حاصل ہوتی ہو، چنانچہ واقعہ ذوالقرنین کا صرف

ذوالقرنین کا واقعہ

اسی قدر حصہ بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ ذوالقرنین انصاف پسند اور نیک بادشاہ تھے جو مشرق و مغرب میں پہنچے اور ان کے ملکوں کو فتح کیا اور ان میں امن و انصاف کی حکومت قائم کی، ان کو اللہ نے ہر طرح کی وہ سہولیات عطا فرمائی تھیں جن سے وہ شاہی منصوبوں کو آسانی پورا کر سکیں انھوں نے فتوحات حاصل کرتے ہوئے

بقیہ احوال و تحقیق صفحہ گذشتہ ۱۰۔ اس کا وزیر اسطو تھا اس کی جنگ دارا سے ہوئی اور اس کو قتل کر کے اس نے اس کا ملک فتح کر لیا اسی سکندر کے زیادہ تر قصے لوگوں میں مشہور ہیں، بعض حضرات نے قرآنی اس قصہ ذوالقرنین کو اسی ذوالقرنین یونانی سے جوڑ دیا ہے جبکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ یہ بادشاہ آتش پرست اور مشرک تھا۔

قرآن میں جس ذوالقرنین کا قصہ ہے یہ وہی ذوالقرنین رومی ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں ہوئے ہیں اسی کو ہم نے صحیح اور رائج ہونے کی وجہ سے تفسیر میں اختیار کیا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)



تین طرف سفر کئے، مغرب اقصیٰ تک، مشرق اقصیٰ تک، شمال میں پہاڑوں تک، اس جگہ انھوں نے دو پہاڑوں کے درمیانی درے کو ایک عظیم الشان آہنی دیوار کے ذریعہ بند کر دیا تھا جس سے یا جوج و ماجوج کے ظلم و ستم سے یہاں کے لوگ محفوظ ہو گئے۔

**تفسیر** ان آیات پاک میں قریش مکہ کے سوال کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ذوالقرنین کو روئے زمین پر حکومت عطا فرمائی اور اس کے لئے حکومت کرنے کی ہر ضروری چیز ہیا فرمائی۔

**ذوالقرنین کا پہلا سفر جانب مغرب** | ذوالقرنین نے ملک فتح کرنے کی غرض سے مغرب کی جانب سفر شروع کیا اور درمیان کے ملکوں کو فتح کرتے کرتے جانب مغرب کی اس حد تک پہنچ گئے جس سے آگے کوئی آبادی نہیں تھی وہاں انھیں

سورج ایک سیاہ پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا، مطلب یہ ہے کہ حضرت ذوالقرنین سمندر کے کنارے پہنچ گئے جہاں ان کو آفتاب پانی میں ڈوبتا نظر آیا، کیونکہ جب سمندر سے آگے نظر نہ جاتی ہو تو پھر سمندر ہی میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے اگرچہ حقیقت میں آفتاب سمندر میں غروب نہیں ہوتا یہاں انھوں نے ایک قوم دیکھی، قاضی بیضاویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ قوم کافر تھی کھال کا لباس پہنتی تھی اور سمندر جو مردہ مچھلیاں یا دوسرے بحری جانور کنارہ پر پھینک دیتا تھا وہ ان کی غذا تھی، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام یا کسی پیغمبر کے ذریعہ یہ فرمان بھیجا کہ اے ذوالقرنین چاہے تو تم اس قوم کو قتل وغیرہ کے ذریعہ سزا دو اور چاہے اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کر دو مطلب یہ ہے کہ پہلے انھیں ایمان کی دعوت دو اگر قبول نہ کریں تو پھر سزا دو اور چاہو تو بغیر دعوت ایمان کے ہی اس کو قتل کر سکتے ہو کیونکہ انھیں اس سے پہلے دعوت ایمانی دی جا چکی جس کو انھوں نے ٹھکرا دیا تھا، قبول نہیں کیا تھا، حضرت ذوالقرنین نے عرض کیا اے میرے مالک میں پہلے ان کو ایمان کی دعوت پیش کروں گا اگر قبول نہیں کریں گے تو پھر سزا دوں گا چنانچہ آپ نے اس قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم کفر و شرک چھوڑ کر اپنے حقیقی معبود اللہ کی بندگی اختیار کرو اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارو، اس میں تمھاری زبردست بھلائی اور کامیابی ہے، اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ذوالقرنین کی دو وجہ تسمیہ تو ہم تفسیر میں قلمبند کر چکے ہیں، تین کو یہاں سپرد قرطاس کیا جا رہا ہے۔ ۱۔ اس نے خواب دیکھا تھا کہ میں نے آفتاب کے دونوں کناروں کو یکڑ لئے ہیں ۲۔ اس کے دو خوبصورت گیسو تھے ۳۔ اس کے سر میں دو سینگ یعنی سر کے دونوں طرف کچھ اچھل تھا جس کو یہ عامہ میں چھپا کے رکھتا تھا، واللہ اعلم بالصواب محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوالدیہ۔

اگر تم ایسا نہیں کرو گے کفر و شرک پر ہی جمے رہو گے تو پھر ہم تمہیں سخت سزا دیں گے جتنا کہ دینگے اور پھر مر کر اللہ کے یہاں پہنچ کر تم کو اس سے بھی زیادہ سنگین سزا ہمیشہ دی جاتی رہے گی۔

ثُمَّ اتَّبِعْ سَبِيلَ ۞ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ

پھر ایک راہ پر ہولے یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع

لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا ۞ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۞

ہوتے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا ہکو اس کی پوری خبر ہے۔

### دوسرا سفر جانب مشرق

شاہ ذوالقرنین جانب مغرب کے ممالک کی فتوحات سے فارغ ہو کر اب اپنا رخ مشرق کی جانب شروع کرتے ہیں، اس سفر کا سبب بعض مورخین نے یہ بیان کیا ہے کہ جانب مشرق کی آخری حدود میں کچھ وحشی اور صحرائشین قبائل نے کرکشی اور بغاوت کر رکھی تھی ان کی سرکوبی کے لئے ذوالقرنین اپنے لشکر کو لے کر وہاں پہنچے قرآن کریم کہتا ہے کہ وہاں جا کر انھوں نے ایک ایسی قوم کو پایا جو دھوپ وغیرہ سے بچنے کے لئے مکان یا خیمہ وغیرہ نہیں بناتی تھی، بہت ممکن ہے لباس بھی نہ پہنتے ہوں اور جانوروں کی طرح کھلے میدان میں رہتے ہوں، بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ انھوں نے زمین میں سرنگ بنا رکھی تھی، سورج نکلنے کے وقت سے غروب تک اسی میں چھپے رہتے تھے۔ ذوالقرنین نے اس قوم کے ساتھ کیا معاملہ کیا قرآن کریم نے اس کو بیان نہیں کیا بلکہ صرف کَذَٰلِكَ (یعنی یہ قصہ اسی طرح ہے) کہہ کر ختم کر دیا ہے جس سے واضح طور پر اس طرف اشارہ ہو گیا ہے کہ یہ قوم بھی کافر تھی ان کے ساتھ ذوالقرنین نے وہی معاملہ کیا جو مغربی قوم کے ساتھ کیا تھا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ذوالقرنین کے پاس جو سامان تھا ہمیں اس کی پوری خبر تھی یعنی کتنی فوج تھی، کتنے جنگی ہتھیار تھے اور کس قدر دوسرے سامان تھے وغیرہ مطلب یہ ہے کہ ذوالقرنین کے پاس اتنا لشکر اسلحہ اور دیگر سامان تھا کہ اس کا کسی کو علم نہیں صرف ہم ہی اس سے واقف تھے، اس سے درحقیقت شاہ ذوالقرنین کی طاقت و وسعت کو ظاہر کرنا ہے کہ ہم نے اس کو ہر طرح کی زبردست طاقت عطا فرما رکھی تھی

ثُمَّ اتَّبِعْ سَبِيلَ ۞ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ

پھر ایک اور راہ پر ہولے یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا

يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۖ قَالُوا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يٰجُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ

جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچتے انھوں نے عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یا جوج و ماجوج اس سرزمین میں

فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۖ قَالَ مَا مَكْنٰى فِیْهِ

بڑا فائدہ مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک ٹاک بنائیں

رَبِّیْ خَبِرْ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ۖ اَتُوْنِیْ زُبْرًا حَدِیْدًا

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جہاں میں میرے رہنے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو ہاتھ پاؤں سہ کر دو میں تمہارے اور ان کے درمیان

حَتّٰی اِذَا سَاوِیَ بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ اَنْفُخُوْا حَتّٰی اِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ

خوب مضبوط دروازہ بنا دوں تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لیکر آؤ یہاں تک کہ جب ان کے دونوں سروں کے بیچ کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ

اَتُوْنِیْ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قَطْرًا ۖ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْۤا لَهٗ نَفْبًا ۖ

دھونکو یہاں تک کہ جب سکولال انگارہ کر دیں حکم دیا کہ اب میرے پاس لگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ اس پر ڈال دوں سو نہ تو یا جوج

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهُ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۚ

و یا جوج اس پر جڑ ٹھہر سکتے ہیں اور نہ اس میں نقب دے سکتے ہیں ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی ایک رحمت ہے پھر

جس وقت میرے رب کا وعدہ آدے گا تو اس کو ڈھاکر برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ رحتی ہے۔

تیسرا سفر جانب شمال | شاہ ذوالقرنین مغرب و مشرق کی فتح و کھرا نی کے بعد شمال کی جانب

البتہ حضرات مفسرین نے جانب شمال کی تصریح کی ہے اور مورخین نے بھی اسی سمت کا ذکر کیا ہے

اور ظاہر بھی یہی ہے کیونکہ اسی طرف آبادی زیادہ ہے۔

بہر حال سفر کرتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پہنچے جو دو پہاڑوں کے درمیان تھا حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ دونوں پہاڑ ارمینیا اور آذربائیجان کے تھے، پہاڑوں کے

دروں میں ایک ایسی قوم ملی جو نہ اپنی بات سمجھا سکتے تھے اور نہ دوسرے کی سمجھ سکتے تھے کسی

ترجمان کے مہیا ہو جانے پر انھوں نے شاہ ذوالقرنین سے کہا کہ پہاڑ کے اس پار ایک قوم یا جوج

ما جوج رہتی ہے، ہم اس سب سے حد پریشان ہیں وہ یہاں اگر تباہی مچاتی ہے، قتل و غارت گری

کرتی ہے اور ہماری کھیتیوں کو اجاڑ دیتی ہے، بعض مفسرین نے لکھا کہ موسم بہار میں یا جوج



داجوج آتے ہیں، تمام سبز چیزیں مثلاً پھل سبزی وغیرہ کھا جاتے ہیں اور خشک چیزیں غلہ وغیرہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور یہ لوگ خالی رہ جاتے ہیں، اس قوم نے شاہ ذوالقرنین سے درخواست کی کہ آپ ہمیں ان سے نجات دلانے کے لئے درمیان میں کوئی ایسی چیز بنا دیجئے جس سے وہ لوگ ہم تک نہ آسکیں اس کے لئے ہم آپ کو کچھ مال چندہ کر کے دیدیں گے، شاہ ذوالقرنین نے ان کی پریشانی کو محسوس کیا اور فرمایا مجھے میرے رب نے اپنے فضل سے مال و دولت خوب عطا فرما رکھا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں البتہ محنت و مزدوری کے لئے مجھے تمھاری ضرورت ضرور پڑے گی اس میں تم مجھے مدد دینا، میں تمھارے لئے ایک مضبوط دیوار بنادوں گا پھر داجوج و ماجوج تمھاری بستی میں نہیں آسکیں گے

اس قوم ماجوج و ماجوج کے درمیان دو پہاڑ تھے جن پر چڑھنا ممکن نہ تھا البتہ ان دونوں پہاڑوں کے بیچ ایک درہ کھلا ہوا تھا، یہیں سے ماجوج و ماجوج آتے تھے، شاہ ذوالقرنین نے اسی درہ کو بند کرنے کا پروگرام بنایا اور اس قوم سے کہا کہ لوہے کی چادریں لاؤ قیمت ہم دیں گے اسی کے ساتھ ضروریات کی دوسری چیزیں بھی منگائیں مگر قرآن کریم نے صرف چادریں کا ذکر غالباً اس لئے کیا کہ اس وحشی ملک میں لوہے کی چادریں کا ملنا مشکل ہوگا، بہر حال جب تمام چیزیں بیاہو گئیں تو ان کو پورے درہ میں تہ بہ تہ لگوا کر دونوں پہاڑوں کی چوٹی کے برابر کر دیا، تو حکم دیا کہ اس کے چاروں طرف آگ بھڑکاؤ جب وہ لوہے کی دیوار انگارے کی طرح بالکل سرخ ہو گئی تو پگھلا ہوا تانبہ جو پہلے سے تیار تھا آلات کے ذریعہ اس دیوار کے چاروں طرف ڈالنے کا حکم دیا یہ پگھلا ہوا تانبہ پختی ہوئی دیوار کی تمام دراڑوں میں گھس گیا جس سے پوری دیوار مثل پہاڑ کے مضبوط و مستحکم ہو گئی۔

خلیفہ دافق باللہ نے اپنے چند امراء کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا کہ وہ اس دیوار کی خبر لائیں یہ لشکر مسلسل دو سال ملک در ملک گھومتا ہوا آخر اس دیوار کے پاس پہونچا اور پھر واپس آکر خلیفہ کو خبر دی کہ یہ دیوار لوہے اور تانبے کی بنی ہوئی ہے بہت ہی مستحکم اور بے حد بلند ہے کتنی ہی کوشش کی جائے اس پر چڑھنا ناممکن ہے، اس دیوار میں ایک نہایت پختہ اور عظیم الشان دروازہ بھی ہے جس میں منوں وزن کے تالے لگے ہوئے ہیں اس دیوار سے ملا ہوا دونوں طرف پہاڑوں کا سلسلہ برابر چلا گیا اس کے علاوہ اور بھی بہت سی عجیب و غریب چیزیں خلیفہ کو بتائیں۔

شاہ ذوالقرنین نے جب اپنی بنوائی ہوئی اس دیوار کو مکمل ہو جانے پر دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھ حقیر سے اتنا اہم کام انجام دلادیا اور پھر اس قوم کو مخاطب کر کے فرمایا اس دیوار کے چکنی اور ادبچی ہونے کی وجہ سے نہ تو ماجوج و ماجوج اس پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکتے ہیں کیونکہ یہ بے پناہ مضبوط ہے، البتہ جب میرے رب کا وعدہ یعنی اس دیوار

کے فنا ہونے کا وقت آجائے گا تو وہ اس کو گر کر زمین کے ہموار کر دے گا، بلاشبہ میرے رب کا وعدہ برحق ہے وہ اپنے وقت مقررہ پر ہو کر رہے گا، مفسرین نے فرمایا ہے کہ اللہ کا وعدہ قیامت کے قریب یا جوج و ماجوج کے نکلنے کے وقت پورا ہوگا۔

## یا جوج و ماجوج کا خروج

علامہ بغویؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مرفوع بیان نقل کیا ہے کہ یا جوج و ماجوج روز دیوار کو کاٹتے ہیں اور اتنا کھود دیتے ہیں کہ سورج کی کرنیں (دوسری طرف کی) چمکنے کے قریب ہو جاتی ہیں تو ان کا سردار کہتا ہے کہ بھٹ چلو باقی کل کھود لیں گے یہ واپس چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ رات میں دیوار کو پھر پہلی حالت پر کر دیتے ہیں وہ اگلے دن پھر اس کو اتنی ہی کھود کر چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر اس کو پہلی حالت پر کر دیتے ہیں، روزانہ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے، جب اللہ کا مقررہ وقت آجائے گا اور حسب معمول یہ دیوار کو کھودیں گے اور جب ایک ورق کے برابر موٹی رہ جائے گی تو ان کا سردار کہے گا، اب واپس چلو انشاء اللہ ہم اس کو کل کھودیں گے، انشاء اللہ کہنے کا یہ اثر ہوگا کہ جس حالت پر یہ دیوار کو چھوڑ کر گئے تھے اگلے دن اسی حالت پر اس کو بائیں گے اور پھر اس ورق جیسی دیوار کو توڑ کر دوسری طرف نکل آئیں گے اور جہاں جہاں پانی ہوگا تلاش کر کے وہاں پہنچیں گے (غرضیکہ تمام ممالک، کنوئیں، چشموں، جھرنوں وغیرہ کا پانی پی جائیں گے) لوگ ان کے خوف سے پختہ و مضبوط عمارتوں اور قلعوں میں چھپ جائیں گے (جو ان کو ملیں گے وہ ان کے ہاتھوں مارے جائیں گے) جب ان کو یقین ہو جائے گا کہ زمین کے تمام لوگوں کو ہم مار چکے) تو پھر یہ آسمان کی طرف تیر چلیں گے اللہ تعالیٰ ان کو خون آلود کر کے واپس کرے گا جس سے یہ خوش ہوں گے کہ ہم زمین والوں اور آسمان والوں پر غالب آگئے ہیں (غرضیکہ خوب اترتے اور گھنٹا کرتے ہوئے پھر میں گئے) تو اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں میں گلیاں پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے تمام یا جوج و ماجوج مر جائیں گے۔

## یا جوج و ماجوج کون ہیں؟

یا جوج و ماجوج ہم انسانوں کی طرح انسان ہیں اور حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے ہیں، جمہور محدثین و مؤرخین ان کو حضرت نوح علیہ السلام کے بڑے یافت کی اولاد قرار دیتے ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یافت بن نوحؑ کی اولاد حضرت نوحؑ کے زمانہ سے شاہ ذوالقرنین کے زمانہ تک دور دور تک مختلف آبادیوں، مختلف قبیلوں اور مختلف قوموں میں پھیل چکی تھی، یا جوج و ماجوج جن قوموں کا نام ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ تمام ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کے پیچھے بند ہوں بلکہ کچھ قبیلے باہر بھی ہوں گے البتہ ان میں سے جو قتل و غارتگری کرنے والے وحشی تھے ان کو اس دیوار کے پیچھے قید کر دیا گیا ہے۔ مؤرخین عام طور سے ان کو ترک اور مغول یا منگولین لکھتے ہیں مگر ان میں سے یا جوج و ماجوج صرف ان ہی وحشی

غیر تمدن ظالم لوگوں کا نام ہے جو دیوار ذوالقرنین کے پیچھے قید ہیں اور ان کی برادری کے جو لوگ دیوار کے اس طرف ہیں وہ تمدن اور شعور و سلیقہ سے آشنا ہو گئے ان کو ترک اور مغول یا منگولین کہا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ یا جوج ماجوج کی تعداد

نے تمام انسانوں کے دس حصے کئے ہیں ان میں سے نو حصے یا جوج ماجوج ہیں (جن میں ترک اور مغول یا منگولین بھی شامل ہیں) اور ایک حصہ میں دنیا کے انسان ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ عام انسانوں کے مقابلہ میں یا جوج ماجوج کی برادری کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

یا جوج ماجوج جو دیوار کے پیچھے قید ہیں وہ قیامت کے قریب اس وقت تک قید رہیں گے جب کہ دجال آئیگا اور اس کو حضرت عیسیٰ قتل کریں گے اس کے بعد یہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور زمین کے ہموار ہو جائے گی اس وقت تمام یا جوج ماجوج سمندر کی موجوں کی طرح ٹٹھاٹھیں اترتے ہوئے نکلیں گے اور وہ اپنی بے شمار تعداد کی وجہ سے پہاڑوں سے اترتے ہوئے ایسے معلوم ہو رہے ہوں گے کہ گویا پہاڑوں سے پھسل پھسل کر گر رہے ہیں اور عام انسانی آبادیوں کو تباہ و ہلاک کر ڈالیں گے اس وقت حضرت عیسیٰ باذن خدا اپنے مومن ساتھیوں کو لے کر کوہ طور پر جا کر اس ظالم قوم سے پناہ لیں گے اور اس ظالم قوم کی ہلاکت کے لئے اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ عام و بانی بیماری بھیج کر اس پوری قوم کو ہلاک کر دیگا پوری زمین پر ان کی لاشیں بکھری پڑی ہوں گی ان میں بدبو کی وجہ سے زمین پر بے ہوش ہو جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دعا کریں گے کہ یا اللہ اس بدبو سے بھی نجات دے تو حق تعالیٰ بڑے بڑے پرندے بھیجیں گے جن کی گردنیں دنٹ کی گردنوں جیسی ہوں گی یہ ان لاشوں کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیں گے اور پھر پوری زمین پر بارش ہوگی جس سے دھلائی ہو کر پوری دنیا پاک و صاف ہو جائے گی۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ

اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائیں گے اور صور پھونکا جاوے گا پھر ہم سب

جَمَعًا ۖ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۚ الَّذِينَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

کو ایک ایک کر کے جمع کریں گے اور دوزخ کو اس روز کافروں کے سامنے پیش کریں گے جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے

فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۖ

بروز پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔



**تفسیر**

ارشاد خداوندی ہے کہ اس دن ہم ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گھس جائے گا۔ کڈمڈ ہو جائے گا، بعض مفسرین نے فرمایا یہ وہ دن ہوگا جب کہ دیوار ٹوٹ جائے یا جوج دما جوج ایک دوسرے میں گھستے ہوئے اور ایک ایک سے آگے بڑھتے ہوئے آپس میں گڈمڈ ہو جائینگے بعض مفسرین نے فرمایا یہ واقعہ اس وقت ہوگا جب کہ قیامت پیا ہوگی اور لوگ قبروں سے باہر آجائیں گے اور جناب بھی انسانوں کے ساتھ گڈمڈ ہو جائیں گے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ اِذْ اُورِثُ صُورٌ يُّهَوِّكُنَا جَائِئِیْنَ كَا، جس سے مردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے، ان سب کو اللہ تعالیٰ میدان محشر میں حساب و کتاب اور سزا و جزا کے لئے جمع کریں گے اور اس دن ہم دوزخ کو کافروں کے ردیو کریں گے جس کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، دنیا میں تو اللہ کی وحدانیت و ربوبیت کے سننے سے ان کے کان اور آنکھیں بند تھیں جس کی وجہ سے انہوں نے اللہ کی قدرت کو نہ مانا نہ دیکھا اور دوزخ کا بھی انکار کر دیا، آج جبکہ اللہ ان کو دوزخ دکھائیگے کہ یہ ہے وہ تم جس کا انکار کرتے تھے، اب اپنے انکار کی سزا بھگتو۔

اَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنْ يَّتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز قرار دیں، ہم نے کافروں

لِلْكَافِرِیْنَ نَزْلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ

کی دعوت کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے، آپ کہتے کہ کیا ہم تمکو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے باطل خواہ

سَعِیُّہُمْ فِی الْحَیْوةِ الدُّنْیَا وَہُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنْہُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ

میں ہیں یہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب کئی گزری ہوئی اور وہ اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کار کر رہے ہیں،

كَفَرُوا بِآیٰتِ رَبِّہُمْ وَلِقَآئِہِ فَحِطَّتْ اَعْمَالُہُمْ فَلَا نَفِیْمٌ لَّہُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ

یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی آیتوں کا اور اس کے ملنے کا انکار کر رہے ہیں سو ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز

وَزَنَّا ۝ ذٰلِكَ جَزَاؤُہُمْ جَہَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ہُزُوًا ۝

ہم ان کا وزا بھی وزن قائم کرینگے ان کی سزا دی ہوگی یعنی دوزخ اس سبب کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور پیغمبروں

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَہُمْ جَنَّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نَزْلًا ۝ خٰلِدِیْنَ

کا مذاق بنایا تھا بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کی ہماری کیلئے فردوس کے باغ ہوں گے

## فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔

**تفسیر** ان کافروں نے جنہوں نے میرے بجائے میرے بندوں حضرت عزیر و عیسیٰ وغیرہ کو اپنا معبود اور کارساز بنالیا ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ میرے مقابلہ میں ان کی حمایت کریں گے یا ان کو کچھ نفع پہنچائیں گے، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ تو تمہاری اس بے ہودہ حرکت کفر و شرک سے نفرت فرمائیں گے، بس وہاں تو ہم تمہاری جہان نوازی کریں گے دوزخ میں پہنچا کر تمہیں طرح طرح کے عذاب دیں گے، یہ بطور طنز کے حق تعالیٰ ان کافروں سے فرما رہے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ قیامت کے دن خسارہ میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اعمال اچھے سمجھ کر کئے مگر وہ ایمان نہ ہونے کے سبب سے بیکار گئے، حضرت ابن عباسؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا اس آیت کی رو سے سب سے زیادہ خسارہ والے یہودی و عیسائی ہوں گے کہ وہ دین موسیٰ و عیسیٰ کو حق سمجھ کر اعمال کرتے رہے حالانکہ دین اسلام آجانے کے بعد تمام دین منسوخ ہو گئے اس لئے ان کے تمام اعمال ضائع گئے اور یہ خسارہ میں رہ گئے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اعمال دو وجہ سے ضائع ہوتے ہیں ۱۔ اعتقاد کے بگاڑ کی وجہ سے پس جس کا عقیدہ و ایمان درست نہیں وہ کتنے ہی اچھے کام کرے سب ضائع ہو جاتے ہیں ۲۔ ریاکاری، جو شخص کسی کو خوش کرنے اور دکھاوے کی غرض سے نیک اعمال کرتا ہے وہ بھی عند اللہ مقبول نہیں ان پر کوئی ثواب نہیں ملیگا وہ ضائع اور بیکار جاتے ہیں، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں کے اعمال جو بظاہر بڑے بڑے نظر آئیں گے مگر یہ بالکل بے وزن ہوں گے کیونکہ یہ اعمال کفر و شرک اور ریا کی وجہ سے بیکار اور بے وزن ہو گئے، حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بہت سے لوگوں کی نظر میں ان کے اعمال اتنے بڑے ہوں گے جیسے تہا مہ کے پہاڑ، لیکن جب ان کو میزان میں تول جائے گا تو اس میں کچھ بھی وزن نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کافروں نے چونکہ ہماری آیتوں اور پیغمبروں کا مذاق اڑایا اور کفر و شرک اختیار کیا اس لئے ان کو دوزخ میں سنگین سزا دی جائے گی اور اس کے برخلاف وہ لوگ جنہوں نے ایمان قبول کیا ہمارے احکام کی پیروی اور ہمارے پیغمبروں کی فرما برداری کی اور نیک اعمال کئے ان کی جہان نوازی کے لئے جنت فردوس کے باغ ہوں گے جس میں ہمیشہ رہیں گے، یہاں سے کہیں اور جانے کی خواہش نہ کریں گے۔ کیونکہ جنت میں ان کو وہ اعلیٰ قسم کا راحت و آرام اور سکون ملے گا جن کی نظیر نہیں، نیز جنت سے زیادہ عمدہ و نفیس کوئی

دوسری جگہ نہیں ہے کہ وہاں جانے کی خواہش کریں۔

## جنت فردوس

بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ سے (جنت کی) دعا مانگو تو جنت الفردوس ملنے کی دعا کیا کرو کیونکہ وہ جنت کے بالکل بیچ میں ہے اور جنت کا سب سے اعلیٰ و افضل درجہ ہے اس کے اوپر عرش خداوندی ہے اسی سے جنت کی تمام نہریں نکلتی ہیں

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكَلِمَتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَتُ رَبِّي

آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر

وَلَوْ جُنَّا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ

ختم ہو جاوے اگرچہ اس سمندر کی مثل دوسرا سمندر مد کے لئے ہم لے آویں اور آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں

إِلَهُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يُرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ

میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا سجدہ و رخصت ایک ہی ہے سوجو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک

رَبِّهِ أَحَدًا ۝

کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

## تفسیر

قریش نے حضورؐ سے روح، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا قرآن کریم میں اللہ نے اس کا جواب دے کر فرمایا کہ تم کو علم کا تھوڑا سا حصہ دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی علم

و حکمت کی باتیں بے انتہا ہیں، جو باتیں تمہارے ظرف و استعداد اور ضرورت کی تھیں وہ بتلا دیں، یہ

اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اتنی بھی نہیں جتنا کہ سمندر سے ایک قطرہ، فرض کرو اگر پورے سمندر کا

پانی روشنائی بن جائے اور اس سے اللہ کے علم و حکمت کی باتیں لکھی جائیں تو سمندر خشک

ہو جائے گا مگر اللہ کے علم و حکمت کی باتیں پوری نہ ہوں گی اور اگر اسی طرح ایک اور سمندر بلکہ کئی

سمندر کی روشنائی سے حق تعالیٰ کے علم و حکمت کی باتیں لکھی جائیں تو تمام سمندر خشک ہو جائیں

مگر اللہ کے صفات و کمال اور علم و حکمت کی باتیں پوری نہیں ہو سکیں گی اور پوری بھی ہوں کیسے

جبکہ وہ باتیں غیر محدود ہیں اور سمندر خواہ کئی ہوں وہ محدود ہیں بس محدود شئی غیر محدود شئی کا

کیسے احاطہ کر سکتی ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں سے فرمادیجئے کہ میں تمہاری

طرح ایک انسان ہوں، فلا نہیں، جو خود بخود ذاتی طور پر مجھے تمام علوم و کمالات حاصل ہوں، البتہ علوم و معارف حق تعالیٰ شانہ بذریعہ وحی مجھے عطا فرماتا ہے جن میں اصل علم توحید کا ہے اسی کی طرف میں سب کو دعوت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جس کو اللہ سے ملنے کا شوق ہو یا اس کے سامنے عائد کئے جانے کا خوف ہو تو اس کو چاہئے کہ کچھ اچھے کام دین اسلام کے مطابق کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی قسم کا شرک نہ کرے، یہاں شرک سے مراد شرک خفی یعنی ریا ہے جیسا کہ اس آیت کے شان نزول کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

## شان نزول

ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ ایک صحابیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ میں بعض اوقات کسی نیک کام کے لئے یا عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اس سے اللہ ہی کی رضا ہوتا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ دل میں یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ لوگ اس حالت میں (عبادت کرتا ہوا) مجھے دیکھیں، حضورؐ نے کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ خاموشی اختیار کی اس پر یہ آیت فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ الْخِ نازل ہوئی۔

## ریا کے نقصانات

جو اعمال و عبادات ریا کاری اور دکھاوے کے لئے کئے جاتے ہیں وہ عند اللہ مقبول نہیں ہوتے ان کو منہ پر مار دیا جاتا ہے، شرک خفی یعنی ریا کاری کے بہت سے مضر اثرات اور نقصانات کا، روایات حدیث میں بیان ہے بعض کو یہاں لکھا جاتا ہے۔ جو اعمال و عبادات ریا کاری اور دکھاوے کے لئے کئے جاتے ہیں وہ عند اللہ مقبول نہیں ہوتے ان کو منہ پر مار دیا جاتا ہے، حضرت محمود بن لبیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جس چیز کا تم پر سب سے زیادہ خوف ہے وہ شرک خفی (اصغر) ہے، صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ریا کاری، یہی نے شعب الایمان میں اس حدیث کو نقل کر کے اس میں یہ زیادتی بھی نقل کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب بندوں کے اعمال کا بدلہ دیں گے تو ریا کاروں کو فرمائیں گے کہ تم اپنے اعمال کا بدلہ لینے انہی کے پاس جاؤ جن کو دکھانے کے لئے تم نے اعمال کئے تھے پھر دیکھو وہ تمہیں کچھ بدلہ دیتے ہیں یا محروم واپس کرتے ہیں (ظاہر ہے کہ وہ کیا بدلہ دیں گے وہ تو خود بدلہ لینے کے محتاج ہیں)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے نیک اعمال کو لوگوں میں شہرت کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں وہ حق و ذیل ہو جاتا ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سے انسان کے نیک اعمال کے صحیفے (نائل) جو ہر لگا کر بند کئے ہوئے ہوں گے خدا کے سامنے پیش

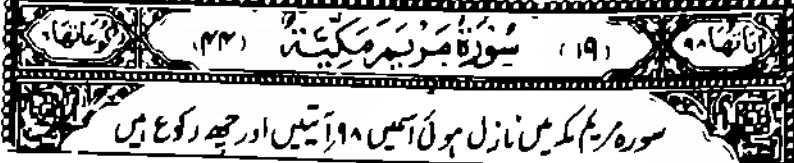
کئے جائیں گے حق تعالیٰ فرمائیں گے اس کو پھینک دو، قبول مت کرو، فرشتے عرض کریں گے، تیری عزت کی قسم ہم تو ان اعمال کو نیک ہی سمجھتے ہیں، حق تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ اعمال ہیں جو صرف میری رضا کی خاطر نہیں کئے گئے، بلکہ ان میں ریاکاری تھی، آج میں صرف وہی اعمال قبول کروں گا جو صرف میرے لئے کئے گئے ہیں (اس میں کسی دوسرے کی شرک و ریاکاری شامل نہیں ہے)

**ریا سے بچنے کی دُعا** حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا بیان فرمایا کہ وہ تمہارے اندر ایسے خفیہ انداز سے آجاتا ہے جیسے چیونٹی بغیر آواز کی رفتار (چال) کے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح چیونٹی کے چلنے کی آواز کا احساس نہیں ہوتا اسی طرح انسان اپنے بہت سے اعمال و افعال میں ریاکاری کر بیٹھتا ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا، اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی دعا بتلاتا ہوں جو اسے تین مرتبہ روزانہ پڑھے گا وہ شرک اکبر اور شرک اصغر و ریاکاری سے محفوظ رہے گا، وہ دعا یہ ہے -  
اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ بِمَا لَا اَعْلَمُ۔

**ریا کی تین علامتیں** امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ریاکار کی تین علامتیں ہیں ۱۔ جب اکیلا عبادت کرے تو کاہلی و سستی اس پر چھائی ہوئی ہو ۲۔ عبادت کرتے وقت جب لوگوں کو دیکھے تو خوش ہو کہ لوگ مجھے عبادت کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ۳۔ جب لوگ اس کی عبادت و عمل کی تعریف کریں تو عبادت و عمل زیادہ کرے اور جب اسکے عمل و عبادت کی مذمت کی جائے تو اس عبادت و عمل کو بہت کم کر دے

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بندہ جب ریاکاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو بندہ مجھ سے مذاق و دل لگی کر رہا ہے (جو اسے زیبا نہیں) حضرت امام غزالیؒ نے عبادت میں ریاکاری کو گناہ کبیرہ بتلایا ہے اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کے نزدیک ریاکاری دل کی سب سے بڑی بیماری ہے، اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ کو اس مہلک مرض سے نجات دے۔

الحمد لله، آج مورخہ ۱۱ نومبر ۱۴۱۹ھ شنبہ دو شنبہ کو سورۃ کہف کی تفسیر مجسن و خوبی مکمل ہوئی



سورہ مريم مکہ میں نازل ہوئی آیتیں ۱۹ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

كَهَيِّصَ ۚۚ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكِرِيَّا ۚ اِذْ نَادٰی رَبُّهُ نِدَآءً خَفِیًّا ۝

کھپھٹے سے، یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا پر جبکہ انھوں نے اپنے

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهْنٌ الْعِظْمُ مِنِّیْ وَاسْتَعَلَ الرَّاسُ شِیْبًا وَلَمْ اَكُنْ

پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور آپ نے مانگتے

یَدْعَاۤیْكَ رَبِّ شَقِیًّا ۝ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتْ اُمْرَاتِیْ عَاقِرًا

میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں اور میں نے اپنے بعد رشتہ داروں سے اندیشہ رکھا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے سو آپ مجھ کو

فَهَبْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝ تَیْرَتْنِیْ وَیَرِّثْ مِنْ اِلٰی یَعْقُوبَ ۚ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا

خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث دیدیجئے کہ وہ میرا وارث بنے اور یعقوب کے خاندان کا وارث بنے اور اسکو اے میرے رب پسندیدہ بنائیے

قصہ حضرت زکریا | ان آیات میں خالق دو جہاں نے حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا ہے

حضرت زکریا بنی اسرائیل کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں، بخاری شریف میں

ہے کہ آپ بڑھی کا کام کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کما کر کھاتے تھے۔ ارشاد ہے کہ حضرت

زکریا نے اپنے رب سے پوشیدہ طور پر دعا کی (اس طرح دعا کرنا ریا سے دور اور اخلاص سے

بھرپور ہوتا ہے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اگرچہ میرے بدن کی ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، پورے

سر کے بال سفید ہو چکے ہیں مطلب یہ ہے کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں اور بظاہر مرنے کے قریب

ہوں اس وقت حضرت زکریا کی عمر ایک سو دس سال اور آپ کی بیوی کی عمر اٹھانوے سال

تھی، بہر حال آپ نے عرض کیا اے میرے رب میں کبھی بھی آپ سے دعا کر کے نامراد نہیں ہوا ہوں

بلکہ آپ کے فضل و کرم سے ہمیشہ اپنے میری دعا قبول فرمائی ہے اس وقت بھی میں آپ سے

ایک دعا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خاص اپنی رحمت سے مجھے ایک لڑکا عنایت فرمادیجئے اگرچہ

میری بیوی بانجھ ہے مگر آپ کی قدرت کے سامنے ہر کام آسان ہے۔



یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ کو اس عمر میں لڑکا مانگنے کا کیا شوق ہوا؟ اس کا جواب خود قرآن کریم نے اس جگہ مرحمت فرمایا ہے، حضرت زکریاؑ کو یہ اندیشہ ہوا کہ میرے بعد میرے چچا یا وہ لوگ جو میری امت کی اصلاح کے متولی اور جانشین ہوں گے وہ میری جانشینی صحیح طور سے نہیں کر سکیں گے، نااہل ہوں گے، دین کی صحیح تبلیغ نہ کر سکیں گے اس لئے میری آپ سے دعا ہے کہ مجھے ایک ایسا صالح لڑکا عنایت فرما دیجئے جو آپ کا پسندیدہ ہو اور وہ اس دولت کا وارث بن سکے جو دینی و روحانی خزانہ حضرت یعقوب ؑ کے خاندان سے منتقل ہوتا ہوا مجھ تک پہنچا ہے یعنی وہ لڑکا علم و حکمت کے خزانوں کا مالک اور کمالات نبوی کا وارث بنے۔

يٰۤاِذَا بَشَّرْنَا بِغُلَامٍ اِسْمُهُ يَحْيٰى ۚ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ

اے زکریاؑ ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل ہم نے کسی کو اس کا رب اُنے بیکون لی غلام و کانت امراتی عاقراً وقد بلغت من الکبر

ہم صفت نہیں نہ بنایا ہوگا، زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہے اور

عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰى هٰٓيِنٍ ۚ وَقَدْ خَلَقْتَكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں، ارشاد ہوا کہ حالت یوں نہیں رہے گی تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ مجھ کو آسان ہے

تَكَ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ

اور میں نے تم کو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت مقرر کر دیجئے ارشاد

سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝

ہوا کہ تمہاری علامت یہ کہ تم تین راتیں ایسے بات نہ کرو گے حالانکہ ستر ہو گے پس جڑے میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو اشارے سے

تفسیر زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبانی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی کہ ہم آپ کو ایک لڑکا عنایت فرمائیں گے اور پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ

نے اس کا نام یحییٰ تجویز فرمادیا، نام بھی ایسا نرالا جو اس سے پہلے کسی کا نہ رکھا گیا جیسے نام نرالا

ویسے ہی اس میں بعض صفات بھی ایسی زالی جو پچھلے انبیاء میں سے کسی میں نہ تھیں، اس سے

حضرت یحییٰ کی جزوی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہیں تو آپ سے پہلے حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام

کا افضل ہونا تمام علماء کے نزدیک مسلم ہے۔

یہ خوشخبری سنکر حضرت زکریاؑ نے دریافت کیا اے میرے رب لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ

زکریاؑ کو تم کو آسان ہے

میری بیوی باکھ ہے، اور میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں، مطلب یہ ہے کہ کیا ہم دونوں جوان ہوں گے یا مجھے دوسرا نکاح کرنا ہوگا یا اس حالت میں لڑکا پیدا ہوگا۔ جواب ملا کہ اسی حالت میں آپ کے لڑکا ہوگا، اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، ہم تم کو اس سے پہلے عدم سے وجود بخش چکے ہیں یعنی انسان اپنی ہستی ہی کو دیکھ لے ایک زمانہ پہلے اس کا وجود ہی نہ تھا پھر حضرت آدمؑ کو عدم سے وجود میں لاکر انسان کی ہستی کو وجود بخشا۔

انسان کی فطرت ہے جب اس کو کوئی غیر متوقع اور اہم چیز ملنے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کی خوب تحقیق کرتا ہے، اس میں اس کو ایک خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے، پس اسی بنا پر حضرت زکریاؑ نے ایک سوال اور کیا کہ اے میرے رب مجھے یہ بھی بتا دیجئے، عرض کیا میرے رب مجھے آپ کے وعدے پر پورا پورا اطمینان ہے بس ذرا میری تسلی کے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے جس سے میری بیوی کا حاملہ ہونا معلوم ہو جائے۔ جواب ملا کہ آپ تین رات دن تک کسی سے بات نہ کر سکیں گے حالانکہ تندرست ہوں گے کوئی بیماری آپ کو نہ ہوگی، چنانچہ بھی ہوا کہ جب آپ کی بیوی حاملہ ہوئیں تو تین رات دن تک کسی سے آپ بات نہ کر سکے حالانکہ جب ذکر کرتے تھے تو زبان روانی کے ساتھ چلتی تھی۔

بہر حال جب یہ وقت آیا تو آپ کی زبان گفتگو سے رک گئی، آپ حجرے سے باہر تشریف لائے اور اشارہ سے لوگوں سے فرمایا کہ صبح و شام خوب تسبیح پڑھو، تسبیح کا حکم دینا یا تو آپ کا معمول ہوگا، اب زبان سے نہ کہہ سکے تو اشارہ سے سمجھا دیا، یا پھر ان کو تسبیح کا حکم دیا ہو کہ اللہ کی ایک عظیم نعمت ملنے والی ہے اس کے لئے مجھے خوب تسبیح پڑھنے کو کہا گیا ہے، لہذا تم بھی تسبیح پڑھو۔

لِيَجْزِيَ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَاتَّبِعْهُ احْكُمَ صَبِيًّا ۝ وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط ہو کر لو اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں مجھ اور خاں چنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی عطا فرمائی تھی اور

تَقِيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلَّمْ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ

وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور وہ سرکشی کرنا والے نافرمانی کرنا والے نہ تھے اور ان کو سلام پہنچے جس دن کہ وہ

يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن زندہ ہو کر اٹھائے جاویں گے

حضرت یحییٰؑ کی فضیلت :- خوشخبری کے مطابق حضرت زکریاؑ کے یہاں حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے

ابھی ان کی عزتیں ہی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توریت سکھادی، اس وقت توریت ہی پر عمل ہوتا تھا، توریت ہی کے متعلق حضرت یحییٰ م کو حکم ہو رہا ہے کہ اس کو مضبوطی سے پکڑ لو یعنی خوب شوق و لگن سے اس کو سیکھو اور سمجھو اور پھر بلوری کوشش کے ساتھ اس پر خود بھی عمل کرو اور دوسروں سے بھی عمل کراؤ۔

حضرت یحییٰ م کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دین کی صحیح سمجھ، علم و حکمت عطا فرمادی تھی، نفس منطہری میں لکھا ہے کہ تین سال کی عمر میں اپنے تئیں پڑھ اور سمجھ لی تھی، حضرت یحییٰ م کو ایک مرتبہ بچوں نے کھیلنے کے لئے بلایا تو آپ نے جواب دیا ہم کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں، بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عام عادت کے خلاف اللہ نے ان کو بچپن ہی میں نبوت عطا فرمادی تھی، اللہ پاک نے آپ کو خاص طور پر رقت و نرم دلی، شفقت و رحمت اور محبت عطا فرمائی تھی، اسی طور پر اعلیٰ قسم کے پاکیزہ اخلاق سے نوازا تھا، اپنے والدین کے نہایت فرمانبردار اور خدمت گزار تھے، اعلیٰ قسم کے متقی و پرہیزگار تھے، حدیث پاک میں ہے کہ حضرت یحییٰ م سے نہ کبھی گناہ کیا اور نہ کبھی گناہ کرنے کا ارادہ کیا، خشیت خداوندی آپ پر اس قدر طاری تھی کہ روتے روتے آنسوؤں سے رخسار پر نالیاں سی بن گئیں تھیں۔

حضرت یحییٰ م اللہ کے نزدیک اس قدر مکرم و باعزت تھے کہ اللہ نے ان پر سلام بھیجا ارشاد ہے کہ یحییٰ م کو ہمارا سلام پہنچے جس دن کہ وہ بیدار ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن کہ زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے، یعنی قیامت میں مطلب یہ ہے کہ پیدائش سے لے کر موت تک اور موت سے لے کر قیامت تک وہ ہماری پکڑ سے محفوظ و مامون رہیں گے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ اتَّيَبَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۖ فَاتَّخَذَتْ مِنْ

اور اس کتاب میں مریم کا بھی ذکر کیجئے جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا

دُونِهِمْ حِجَابًا ۖ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۖ قَالَتْ إِنِّي

گئیں پھر ان لوگوں کے سامنے سے انھوں نے پردہ ڈال لیا پس ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ جبریل م کو بھیجا اور وہ ان کے سامنے

أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۖ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ

ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا کہنے لگیں کہ میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا ترس ہے فرشتہ نے کہا کریں تمہارے رب کا

عِلْمًا زَكِيًّا ۖ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۖ قَالَ كَذَلِكَ

بھیجا ہوا ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں وہ کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کس طرح ہو گا کہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيْبٍ ، وَلِتَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ، وَكَانَ أَهْرًا

لنگایا اور نہ میں بدکار ہوں، فرشتہ نے کہا کہ یوں ہی ہو جاوے گی تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ

### مَقْضِيًّا ۝

کو آسان ہے اور اس طور پر اسے پیدا کریں گے کہ ہم اس فرزند کو لوگوں کیلئے ایک نشانی بنادیں اور بابرکت بنادیں اور ایک شہدہ بات

### قصہ حضرت مریم ۴

حضرت مریم علیہا السلام کو ان کی والدہ نے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا، آپ اپنے خالو حضرت زکریاؑ کی پرورش و تربیت میں یہیں رہا کرتی تھیں اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتیں، آپ کا زہد و تقویٰ لوگوں میں مشہور تھا، ابتدائی عمر یعنی بچپن ہی میں حضرت مریمؑ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں مثلاً آپ کے پاس بے موسم پھلوں کا آنا وغیرہ، ان آیات میں ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مریمؑ بیت المقدس کے مشرقی جانب ایک مکان میں چلی گئیں، ان کا جانا کس مقصد سے تھا اس میں احتمالات اور اقوال مختلف ہیں، بعض مفسرین نے فرمایا کہ غسل کرنے کے لئے گئی تھیں اور بعض نے فرمایا کہ حسب عادت عبادت الہی میں مشغول ہونے گئی تھیں، امام قرطبی نے اسی آخری قول کو زیادہ بہتر مانا ہے، عزیز کہ حضرت مریمؑ ایک گوشہ میں مشغول عبادت تھیں کہ اچانک ایک فرشتہ ان کے پاس آ پہنچا، یہ حضرت جبریلؑ تھے جو مرد کی شکل میں آئے تھے، چونکہ فرشتے کو اصل صورت میں دیکھنا انسان کے لئے آسان نہیں اس کی ہمدست طاری ہو جاتی ہے اس لئے حضرت جبریلؑ انسانی شکل میں تشریف لائے، حضرت مریمؑ نے ایک اجنبی مرد کو پردہ کے اندر اپنے پاس دیکھا تو گھبرا گئیں اور سمجھیں کہ اس کا ارادہ برا معلوم ہو تلہے تو اپنی حفاظت کی فکر ہوئی اور بولیں کہ میں تجھ سے اپنے خدا کی پناہ مانگتی ہوں، اگر تیرے دل میں خدا کا ذرا بھی خوف ہو تو یہاں سے چلا جا، بعض روایات میں ہے کہ حضرت جبریلؑ نے مریمؑ علیہا السلام کو یہ بات سنی تو خدا کے نام کی تعظیم کے لئے تھوڑا نیچے ہٹ گئے، اور پھر فرمایا کہ میں انسان نہیں ہوں جو تم مجھ سے ڈرتی ہو، بلکہ میں تو آپ کے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو ایک نیک و صالح لڑکا دوں، آپ کے گریباں میں پھونک بار دوں جس سے بحکم خدا تم کو خل قرار پا جائے گا۔

اب حضرت مریمؑ کے دل میں اللہ نے یقین جما دیا کہ بلاشبہ یہ فرشتہ ہے، تو تعجب سے کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کس طرح پیدا ہو جائے گا، حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا ملک نہیں یعنی نہ ہی جائز طور پر کیونکہ میرا نکاح نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے بدکاری کی ہے، فرشتہ نے جواب دیا کہ

اللہ تعالیٰ اسی حال میں بغیر باپ کے آپ کو لڑکا عطا فرمائے گا، آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا میرے لئے کچھ مشکل نہیں، اور اے مریم تم خلاف عادت ہونے کی وجہ سے تعجب مت کرو آپ کا رب جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کر دیتا ہے نہ وہ مادہ کا محتاج ہے اور نہ اسباب کا پابند اس کے بعد ارشاد ہے کہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ لڑکا اسی حالت میں ضرور پیدا ہو گا تا کہ ہم اس کو اپنی قدرت کی ایک عظیم نشانی بنادیں اور اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنا کر رحمت کا سامان بنادیں۔

**پیدائش انسان میں اللہ کی قدرت** | انسان کو چار طریقوں سے پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا ہے، کبھی مرد و عورت کے ملنے سے جیسے عام طور پر بچوں کی پیدائش ہوتی ہے، اور کبھی بغیر عورت و مرد کے جیسے حضرت آدم ؑ کو پیدا فرمایا، اور کبھی صرف مرد سے جیسے حضرت حوا کو آدم سے پیدا فرمایا اور کبھی صرف عورت سے جیسے حضرت مریم ؑ سے حضرت عیسیٰ ؑ کو پیدا فرمایا۔

**فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جُذْعِ النَّخْلَةِ ۖ قَالَتْ**

پھر ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس حمل کو لئے ہوئے کسی دور جگہ میں الگ جلی گئیں پھر درد روزہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف یلیٹنی مٹ قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً ۝ فنَادَیْهَا مِنْ تَحْتِهَا اَلَا تَحْزَنِ

آئیں کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے گئی ہوتی اور ایسی نیست نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی پھر جبریل نے ان کے بایں

قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَ هُزِّيْ اِلَيْكَ بِجُذْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ عَلَیْكَ

سے پکارا کہ تم منہ مٹ ہو تمہارے رب نے تمہارے بایں میں سے ایک نہر پیدا کر دی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو اپنی طرف کو ہلاؤ اس

رُطْبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا ثَرِيْرٌ مِّنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقَوْلِیْ

سے تم پر خزانے تر و تازہ جھڑپس گے پھر کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کر دو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی اعراض

**اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ۝**

کہتا ہوا دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں گی

**تفسیر** | حضرت مریم ؑ جب فرشتہ کی زبانی اللہ کا فیصلہ سن چکی کہ بچہ اس طرح ضرور ہو گا تو انھوں نے گردن جھکادی اور حضرت جبریل ؑ نے حضرت مریم ؑ کے کرتے کے گریبان میں پھونک مار دی جس سے انھیں حمل قرار پا گیا۔

جب حضرت مریمؑ کو اپنے وقت پر بچہ کی پیدائش کے آثار محسوس ہوئے تو وہ شرم کے مارے کسی دور جگہ جنگل پہاڑ میں ایک طرف چلی گئیں، جب دروزہ شروع ہوا تو ایک درخت کی طرف آئیں تاکہ اس سے سہارا لگا کر بیٹھیں، ابن ابی حاتم نے فرمایا ہے کہ یہ درخت بالکل سوکھا کھڑا تھا، حضرت مریمؑ نے اس کو ہلایا تو اس کی چوٹی پر شاخیں بھی پتوں کے ساتھ نکل آئیں اور کھجوریں بھی۔

بہر حال حضرت مریمؑ ایک طرف درد سے بے چین اور تنہائی و سبکی اور راحت و ضرورت کے سامان نہ ہونے کی وجہ سے ریشان تھیں اور دوسری طرف یہ مشہور پاکدامن عورت دینی حیثیت سے آئندہ بدنامی اور رسوائی کے تصور سے گھبرائی ہوئی تھیں، اس پریشانی و بے چینی کے عالم میں کہہ اٹھی کہ کاش میں اس حالت سے پہلے مرچکی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی، اسی وقت اللہ کے حکم سے حضرت جبریلؑ آپہنچے اور احترام کی وجہ سے حضرت مریمؑ کے سامنے نہیں گئے بلکہ جس مقام پر حضرت مریمؑ تھیں وہ بلندی پر تھا اور حضرت جبریلؑ نے اس کے نیچے سے آڑ میں سے حضرت مریمؑ کو پکارا، حضرت مریمؑ نے پہچان لیا کہ یہ اسی فرشتے کی آواز ہے، حضرت جبریلؑ نے کہا کہ تم ضرورت کے سامان نہ ہونے اور بدنامی کے خوف سے غمگین نہ ہو کیونکہ تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے کی جانب پانی کا ایک چشمہ یا نہر جاری فرمادی ہے یہ تو پینے کے لئے پانی کا انتظام ہے اور کھانے کے لئے اس کھجور کے درخت کو ہلاؤ اس سے بچی اور تازہ کھجوریں گریں گی، بس کھجوریں کھاؤ اور چشمہ کا پانی پیو اور اپنے بچے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو، آگے کا غم مت کہ اللہ تعالیٰ تمام مشکلات کو دور کرنے والا ہے۔

قاضی بیضاویؒ و دیگر مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ بطور خرق عادت نہر یا چشمہ جاری کر کے اور بے موسم سوکھے درخت سے تازہ کھجوریں گرا کر ایک طرف حضرت مریمؑ کے خوف کو دور کر کے انھیں تسکین قلب عطا فرمایا گیا اور دوسری طرف ان سے ان کے کھانے پینے کی ضرورت کو پورا کیا گیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بدنامی سے بچنے کا طریقہ بتایا کہ جب کوئی تم سے اس بچے کے متعلق سوال کرے تو تم کچھ جواب مت دینا بلکہ اشارہ سے کہہ دینا کہ میں روزہ سے ہوں بات نہیں کر سکتی بس تم اتنا جواب دے کر بے فکر ہو جانا اللہ تعالیٰ تمہارے اس بچے کو خرق عادت بولتا کر دے گا جس سے تمہاری پاکدامنی ثابت ہو جائے گی، اس وقت کی شریعت میں نہ بولنے کا روزہ تھا، ہماری شریعت میں اس طرح کا روزہ نہیں ہے۔

فَاتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُہٗ ۚ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ۝۱۰ یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ

پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں، لوگوں نے کہا اے مریمؑ تم نے بڑے غضب کا کام کیا، اے ہارون



مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا ۖ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا

کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں پس مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا

كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۚ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ آتَنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي

وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے، وہ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں

نَبِيًّا ۚ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا آيِنَ مَا كُنْتُ ۖ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ

اس نے مجھ کو کتاب دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ

حَيًّا ۚ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي ۖ وَكَلَّمَ الْجَبَّارَ شَقِيًّا ۚ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ

کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بد بخت نہیں بنایا اور مجھ پر

وَيَوْمَ أُمُوتُ ۖ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۚ

سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مردوں کا اور جس روز میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

**حضرت مریم کی اپنے گھر واپسی** جب حضرت مریم ۴ کو حضرت جبریل کی بشارت دینے پر

اطمینان ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے رسوائی و بدنامی

سے بچائیں گے تو اپنے بچے (حضرت عیسیٰ) کو لے کر اپنے گھر واپس آ گئیں، یہ واپسی کتنے دن بعد

ہوئی ایک روایت کے مطابق پیدائش کے فوراً بعد ہوئی، دوسری روایت حضرت ابن عباس رضی

سے یہ مروی ہے کہ پیدائش کے چالیس دن بعد جب نفاس سے فراغت و طہارت ہو چکی اس وقت

ہوئی، کلمی کا بیان ہے کہ یوسف بخاری نے حضرت مریم ۴ اور ان کے بیٹے کو چالیس دن تک ایک

غار میں رکھا۔

غرضیکہ جب حضرت مریم ۴ بچہ گود میں لئے ہوئے اپنی بستی میں آئی تو ان کی قوم کے لوگ کہنے

لگے اے مریم تو نے یہ بہت برا کام کیا کہ بدکاری کر کے بچہ جنا، تمہارے ماں باپ اور خاندان والوں میں کوئی

ایسی بات نہ تھی وہ تو اعلیٰ درجہ کے دیندار اور متقی تھے پھر یہ اثر تم میں کس سے آیا، تمہارے بھائی ہارون

کس قدر نیک اور پرہیزگار تھے، یہ وہ ہارون نہیں جو حضرت موسیٰ کے بھائی تھے بلکہ حضرت مریم کے رشتہ

کے بھائی ہیں اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہی حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون

ہیں، اگرچہ وہ حضرت مریم سے سینکڑوں برس پہلے گذر چکے تھے مگر چونکہ حضرت مریم حضرت ہارون

کی نسل سے تھیں اس لئے قوم ہارون کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہہ دیا گیا اے قوم ہارون کی بہن۔

حضرت عیسیٰ کا بچنے میں گفتگو کرنا

حضرت مریم نے قوم کی کڑی کڑی باتیں سن کر کوئی جواب نہ دیا، ملکہ بچہ کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ کہتا ہے اس سے کہو یہ جواب دے گا، اس سے لوگوں کو غصہ آگیا کہ ایک تو تو نے شرناک حرکت کی اور پھر ہم سے مذاق بھی کر رہی ہے کہ بچے سے پوچھ لو، بھلا یہ بچہ کس طرح بول سکتا ہے، بس اسی وقت بچہ بول اٹھا کہ بلا شک و شبہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس پہلے ہی حملے سے حضرت عیسیٰ نے اس غلط فہمی کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر میری پیدائش بغیر باپ کے بطور معجزہ ہے مگر میں خدا کا بیٹا نہیں اور نہ ہی خود خدا ہوں کہ لوگ میری بندگی کرنے لگیں۔ جیسا کہ بعد میں جاہل نصاریٰ اس عمل ہی میں مبتلا ہوئے حضرت عیسیٰ نے دوسری بات یہ فرمائی کہ مجھے کتاب (انجیل) دی اور نبی بنایا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ان کو نہ کتاب دی گئی تھی اور نہ نبوت کسی بھی پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کی عمر سے پہلے نہ کتاب مرحمت فرمائی نہ نبوت، حضرت عیسیٰ نے اپنے متعلق کتاب و نبوت کی خبر دی اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے متعینہ وقت پر اللہ تعالیٰ مجھے کتاب و نبوت عطا فرمائیں گے، بعض علماء مفسرین نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ نے لوح محفوظ میں لکھے ہوئے کی اطلاع دی کہ میں لوح محفوظ کی تحریر کے بموجب نبی بنایا جا چکا ہوں۔

اور اللہ نے مجھے برکت والا بنایا۔ یعنی مجھ سے مخلوق کو دینی فائدہ پہونچے گا بس میں جہاں کہیں ہوں گا مجھ سے لوگوں کو تبلیغ دین کا فائدہ ہوگا چاہے میری اس دینی تبلیغ کو کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی تاکید کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں، نماز و زکوٰۃ دونوں ایسی اہم عبادتیں ہیں کہ حضرت آدم سے لے کر خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی و رسول کی شریعت میں فرض رہی ہیں۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ ان کے پاس کبھی مال جمع ہی نہیں ہوا جو زکوٰۃ نکالتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اے عیسیٰ تیری شریعت میں ہم نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جس کے پاس بقدر نصاب مال ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، حضرت عیسیٰ بھی اس کے مخاطب ہیں کہ جب بھی بقدر نصاب مال جمع ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کریں، اور مجھے اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کروں اور ان کی خدمت کروں، یہاں صرف والدہ کا ذکر ہے چونکہ آپ بغیر باپ کے صرف ماں سے بطور معجزہ پیدا ہوئے۔

اللہ نے مجھے سرکش و بدبخت نہیں بنایا کہ اپنے پروردگار اور اپنی والدہ کے حقوق ادا کروں اخیر میں فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مردوں کا اور جس روز میں قیامت میں زندہ ہو کر اٹھایا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کا مطلب یہ ہے کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی جانب سے سلامتی و حفاظت میں ہیں، بیدارش کے وقت شیطان کے کچوکا دینے سے اور مرنے کے بعد عذاب قبر سے اور قیامت کے دن قیامت کی گھبراہٹ و ہولناکی سے اور عذاب جہنم سے محفوظ و امون رہیں گے۔

حضرت عیسیٰ اپنی قوم سے یہ کلام و گفتگو کر کے خاموش ہو گئے اور پھر اس عمر تک کوئی بات نہیں کی جس عمر تک عموماً بچے بولتے ہیں، علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اس کلام کے بعد سب لوگوں کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ مریم بائبل بے گناہ اور پاک و صاف ہے۔

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ

یہ ہیں عیسیٰ بن مریم میں سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی یشان نہیں ہے

يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۚ سُبْحٰنَہٗ ۚ اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ

وہ اولاد اختیار کرے وہ پاک ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا سودہ ہو جا

وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاَعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ

ہے اور بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو اس کی عبادت کر دو یہی سیدھا راستہ ہے سو مختلف گروہوں

مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ قَوْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدٍ يُّوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ اَسْمِعْ بِرَبِّمْ وَاَبْصُرْ

نے باہم اختلاف ڈال لیا سو ان کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے بڑی خرابی ہے جس روز یہ لوگ ہمارے پاس

يَوْمَ يَاتُوْنَآ لٰكِنَ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

آویں گے کیسے کچھ شنوا اور مینا ہو جاویں گے لیکن یہ ظالم آج کیسی صریح غلطی میں ہیں اور آپ ان لوگوں کو حسرت

اِذْ قَضٰى الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ

کے دن سے ڈرائے جبکہ آخر فیصلہ کر دیا جاوے گا اور وہ لوگ غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے تمام زمین

وَمَنْ عَلَيْهَا وَاَلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝

اور زمین کے رہنے والوں کے ہم ہی وارث رہ جاویں گے اور یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹنے جاویں گے

**تفسیر:-**

حضرت عیسیٰ کی شان و صفت یہ ہے جو ادب پر بیان ہوئی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا نبی ہوں، اس سچی اور کھلی ہوئی بات میں لوگ خواہ مخواہ جھگڑ رہے ہیں، کوئی ان کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور کوئی

خدا جیسا کہ عیسائی اور کوئی انکو جھوٹا اور فریبی کہتا ہے اور کوئی ان کے نسب پر جس دقت سے کہتا ہے جیسا کہ یہودی یہاں اللہ تعالیٰ نے یہود کے قول کا رد تو نہیں فرمایا کیوں کہ اس سے نبی کی شان میں عیب لگنا ظاہر ہے اس کو ہر شخص سمجھ کر بچ سکتا ہے البتہ عیسائیوں کے عقیدے میں بظاہر نبی کے لئے کمال ظاہر ہوتا ہے اس کی طرف جلد توجہ نہ جاتی، نیز اس سے توحید کا انکار بھی لازم آتا ہے اس لئے اس کا رد فرمایا کہ اللہ کی شان یہ نہیں کہ وہ کسی کو اپنی اولاد بنائے وہ اس سے بالکل پاک و صاف ہے کیونکہ اس کی شان و قدرت تو یہ ہے کہ جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو فرمادیتا ہے کن (ہو جا) وہ فوراً ہی وجود میں آ جاتا ہے۔

اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو بلاشبہ اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی تمہارے عقیدے کے مطابق میں اس کا بیٹا نہیں اور نہ ہی خدا ہوں، پس میں بھی اس کی عبادت و بندگی کرتا ہوں تم بھی صرف اسی کی عبادت و بندگی کرو، اور یاد رکھو یہی سیدھا راستہ ہے مگر افسوس حضرت عیسیٰ کے واضح طور پر سمجھانے کے باوجود بھی ان میں مختلف فرقے بن گئے اور توحید کا انکار کر کے طرح طرح کے مذہب ایجاد کر لئے، ان گمراہ لوگوں کو قیامت کے دن بلاکت و بربادی پیش آنے والی ہے، اس دن ان کی حالت قابل تعجب ہوگی دنیا میں تو بالکل اندھے بہرے بنے رہے نہ حقیقات سنی اور نہ دیکھی اور قیامت کے دن دیکھنا اور سننا کچھ فائدہ نہ دیگا ان کی آنکھیں اور کان خوب کھل جائیں گے، اس وقت وہ باتیں سنیں گے جن سے جگر پھٹ جائیں گے اور وہ منظر دیکھیں گے جس سے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

مرنے کے بعد کافروں و مشرکین کو بچھانے اور حسرت سے آہ بھرنے کے بہت سے مواقع پیش آئیں گے آخری موقع وہ ہوگا جب کہ تمام مخلوق کا حساب و کتاب ہو چکے گا جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے اس وقت موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت و دوزخ کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کر دیا جائیگا اور نہ آئے گی کہ اسب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ یوں ہی رہیں گے اب کسی کو موت نہیں آئے گی، اس وقت بالکل ہی ناامید ہو کر حسرت سے اپنے ہاتھ کاٹیں گے مگر اب بچھائے کیا موت ہے جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

**اقوال و تحقیق** الاحزاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں، عیسائیوں کے تین بڑے فرقے ہیں ۱۔ سنطوریہ ۲۔ اس کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، ۳۔ یعقوبیہ اس کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ خدا ہے یعنی بعینہ خدا کی ذات ہے جو آسمان سے زمین پر اترائے پھر آسمان پر چڑھ جائیں گے ۴۔ ملکائیہ اس کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔

آج دنیا میں یہ کافرن غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، ان کافرن کو اس بات کا یقین نہیں کہ واقعی ایسا دن بھی آنے والا ہے، بس وہ غفلت کے نشے میں جو پڑے ہوئے ہیں، جس گمراہی میں وہ مبتلا ہیں اس سے بھی غافل اور آخرت میں اس گمراہی کی وجہ سے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اس سے بھی غافل، کاش اس وقت یہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوتے اور سمجھداری سے کام لے کر ایمان قبول کرتے تو قیامت کے حسرت اور دوزخ کے عذاب سے بچتے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں یاد رکھو ایک دن وہ آنے والا ہے کہ جب تم بکرم موت دیدیں گے اس وقت تمام روئے زمین اور اس کے رہنے والوں اور اس کی ہر چیز کے ہم تنہا وارث ہوں گے، مطلب یہ کہ دنیا کی جن چیزوں نے تم کو غفلت میں ڈال رکھا ہے یہ تمام فنا ہو کر تم سے جھوٹ جائیں گی اور تم سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاؤ گے یعنی مرنے کے بعد میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ سب کو اپنے سامنے حاضر کر لیں گے اور پھر ہر ایک کے کفر و شرک کی سزا کا فیصلہ سنائیں گے اس کے بعد کافرن کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالا جائیگا جہاں ان کو کبھی موت نہ آئے گی

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ كَانَ صَدِيقًا نَبِيًّا ۖ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ

اور اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجئے وہ بڑے راستی والے پیغمبر تھے جب کہ انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے

لَمْ تَعْبُدْ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصَرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۖ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي

باب تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے اے میرے باپ

مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۖ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ

میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا تو تم میرے کہنے پر چلو تم کو سیدھا راستہ بتاؤں گا اے میرے باپ

إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۖ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُمَسِّكَ عَذَابٌ مِّنْ

تم شیطان کی پرستش مت کرو بے شک شیطان رحمن کا نافرمانی کرنے والا ہے اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا

الرَّحْمَنِ فَتَكُونَنَّ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۖ

ہوں کہ تم پر رحمن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آ پڑے پھر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ

حضرت ابراہیم کی اپنے والد کو دعوتِ ایمان  
کھلے رکوع میں حضرت عیسیٰ و مریم کا قصہ بیان  
فرما کر نصاریٰ کے عقیدہ کو رد فرمایا گیا تھا جو ایک

آدمی (یعنی حضرت عیسیٰ) کو خدا بنا رہے تھے، اس رکوع میں مشرکین مکہ کو سترانے اور شرک سے بچانے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنایا گیا کہ انھوں نے اپنے باپ تک کو کس طرح بت پرستی سے روکا اور آخر کار وطن و اقارب کو چھوڑ کر اللہ کے لئے ہجرت اختیار کی، مشرکین مکہ کا دعویٰ تھا کہ وہ ابراہیم کی اولاد ہیں اور انھیں کے دین پر ہیں، انھیں بتلایا گیا کہ بت پرستی کے متعلق تمہارے باپ ابراہیم کا کیا رویہ تھا اگر آباؤ اجداد کی تقلید کرنا چاہتے ہو تو ایسے باپ کی تقلید کرو، اور مشرک باپ داؤد اول سے ایسے ہی بیزار ہو جاؤ جیسے حضرت ابراہیم ہو گئے تھے۔

حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے والد بزرگوار کو دینی دعوت پیش کرتے ہوئے عرض کیا ابا حضور آپ اپنے ہاتھ سے پتھر کی تراشی ہوئی مورتی کی کیوں پوجا کرتے ہیں، جبکہ یہ نہ دیکھتی ہے نہ سنتی ہے کہ کوئی نفع و نقصان پہونچانے کی اس میں صلاحیت، غرضیکہ یہ ہمارے کسی کام نہیں آسکتی، پوجا تو اس ذات کی کرنی چاہئے جو خود کسی کی محتاج نہ ہو اور دوسروں کے کام آسکے اس کو ہر چیز پر پوری قدرت ہو اس کے بعد بڑے احترام سے محبت بھرے لہجہ میں عرض کیا، ابا جان میرے پروردگار نے مجھے دجی کے ذریعہ صحیح بندگی کا طریقہ بتلایا ہے جس میں غلطی کا کوئی احتمال ہی نہیں بس آپ میرے کہنے پر چلے میں آپ کو سیدھا اور صحیح راستہ بتلاؤں گا جو ہم سب کے خالق و مالک کی رضا تک پہونچانے والا ہے، یعنی توحید، صرف ایک ذات برحق کی بندگی، ابا جی آپ شیطان کی پوجا مت کیجئے، آپ بھی شیطان کو اور اس کی بندگی کو برا سمجھتے ہیں اور بت پرستی سے شیطان پرستی لازمی اور یقینی ہے، شیطان ہی یہ حرکت کراتا ہے اور اس سے بہت خوش ہوتا ہے اس لئے آپ بت پرستی مت کیجئے اور بلاشبہ و شبہ شیطان اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور سرکش ہے اس کی نافرمانی کا ظہور سب سے پہلے اس دلت ہوا جب اس نے آپ کے باپ آدم ؑ کے سامنے سجدہ کرنے سے روگردانی کی اسی لئے یہ راندہ درگاہ ہوا، غرضیکہ شیطان پوری قوم انسانی کا ازلی دشمن ہے اس لئے ہمیں اس کی اطاعت نہیں بلکہ مخالفت کرنی چاہئے، میرے والد بزرگوار مجھے خوف ہے کہ میں رحمن کی طرف سے آپ پر کوئی عذاب نہ آجائے یعنی اگرچہ اللہ کی ذات اپنے بندوں پر بے پناہ شفقت و رحمت کرنے والی ہے مگر آپ کی بت پرستی و اطاعت شیطان کی وجہ سے مجھے ڈر ہے کہ ہمیں عذاب کی بجلی آپ پر نہ گر جائے، پھر آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں، شیطان پر جو لعنت دنیا میں ہے وہ آپ پر بھی ہو جائے گی اور آخرت میں جو عذاب اس کو ہو گا وہ آپ پر بھی ہو گا

قَالَ اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنْ الْهَيْتِ يَا اِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَا رَحْمَتَ لَكَ

باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہو، ہوا سے ابراہیم اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو مار پھروں گے



وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۚ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝

سنگسار کروں گا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے مجھ سے برکنار رہو ابراہیم نے کہا میرا سلام لو اب میں تمہارے لئے اپنے رب سے

وَاعْتَزِّلْكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ وَأَدْعُوا رَبِّي ۚ عَسَىٰ أَلاَّ أَكُونَ بِدُعَاءِ

مغفرت کی درخواست کروں گا بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہیں اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو جھوڑ کر عبادت

رَبِّي شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

کر رہے ہو ان سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا،

وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۖ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ

پس جب ان لوگوں سے اور جن کی وہ لوگ خدا کو جھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے علیحدہ ہو گئے ہم نے ان کو اسحق اور یعقوب

لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

عطا فرمایا اور ہم نے ان میں سے ہر ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت کا حصہ دیا اور ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا

باپ کا بیٹے کی نصیحت سے روگروانی کرنا اور والد کا جواب ابراہیم علیہ السلام کی مذکورہ نصیحتیں سن کر آپ کے باپ آذر نے

جواب دیا، اے ابراہیم معلوم ہوتا ہے تو ہمارے معبودوں سے بد عقیدہ اور بیزار ہے اسی لئے مجھے بھی اسکی پوجا سے منع کرتا ہے بس اپنے اس دغما نصیحت کو رہنے دے، یاد رکھ اگر تو اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا اور اسی طرح ہمارے معبودوں کو برا کہتا رہا تو میں تجھ پر پتھر اوڑھ کر کے قتل کر دوں گا بس تو میری نظروں سے دور ہو جا۔

باپ کی اس ترش کلامی اور بد اخلاقی کے باوجود حضرت ابراہیم نے فرمایا، اگر یہ بات ہے تو آپ میرا سلام لیجئے میں آپ سے رخصت ہو جاتا ہوں اور فرمایا کہ میں آپ کے لئے اپنے رب سے دعا کر دوں گا

{ اقوال تحقیق } سوال مشرکین و کافروں کے لئے دعا مغفرت کرنا جائز نہیں پھر حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے باپ کیلئے کیوں دعا مغفرت فرمائی، جواب اکثر مفسرین نے یہ دیا ہے

کہ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا مغفرت کرنے کا مطلب یہ تھا کہ میں دعا کروں گا کہ میرا رب آپ کو شرک و کفر سے بچا کر ایمان عطا فرمائے جو مغفرت کا ذریعہ ہے، قاضی شامی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اپنے والد کیلئے دعا مغفرت اسوقت کی جبکہ اسکی مانعت کا آپ کو علم نہ تھا اسکا ناجائز نہنا آپ کو معلوم ہو گیا تو پھر اپنے اپنے والد کے حق میں دعا مغفرت کرنا جھوڑکی

کہ وہ آپ کے گناہ بخش دے اور ہدایت کی توفیق دے، میرا رب مجھ پر بہت مہربان ہے اس نے مجھے ایمان و اخلاص کی دولت سے نوازا ہے، پھر فرمایا کہ جب آپ اور آپ کے ہم مذہب بتوں کے بھاری میری بات نہیں مانتے تو تم میں رہنا یہ کار ہے، لہذا میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو یعنی بت الٰہ سے دور چلا جاتا ہوں، تاکہ اطمینان سے تم الگ ہو کر اپنے رب کی بندگی کر سکو میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا جیسا کہ بت پرست اپنے باطل معبودوں کی عبادت کر کے محروم رہتے ہیں، الغرض اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم اپنے باپ اور قوم سے علیحدہ ہو کر ملک شام کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے باپ سے علیحدہ ہوتے ہوئے آپ نے سلام کیا یعنی آپ پر سلامتی ہو مطلب یہ ہے کہ میں نے آپ کو کبھی دکھ اور تکلیف کی بات نہیں پہنچے گی۔ جب آپ ہجرت کر کے ملک شام تشریف لے آئے تو کافر رشتہ داروں کے عوض حق تعالیٰ نے آپ کو حضرت اسحاقؑ جیسا پاکیزہ بیٹا اور حضرت یعقوبؑ جیسا پوتا مرحمت فرمایا جو خود بھی پیغمبر ہوئے اور ان کی اولاد در اولاد پیغمبری کا سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ نبی آخر الزماں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر یہ سلسلہ مکمل ہوا۔

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۖ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ

اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کیجئے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور ہم نے ان کو

جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۖ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا

کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کیلئے مقرب بنایا اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا۔

حضرت موسیٰؑ کا کوہ طور پر جانا

ارشاد خداوندی ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو حال حضرت موسیٰؑ کا قرآن میں بیان کیا جا رہا ہے وہ آپ لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے اس آیت میں جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے یہ اس وقت کا ہے جب حضرت موسیٰؑ آگ کی تلاش میں طو پہاڑ کے داہنی طرف آگ کی چمک دیکھ کر پہنچے تھے (یہ تفصیلی واقعہ اگلی سورۃ طہ میں آ رہا ہے حضرت موسیٰؑ مدین سے آ رہے تھے اور مصر جا رہے تھے پہاڑ کی داہنی جانب حضرت موسیٰؑ کے اعتبار سے ہے کہ پہاڑ ان کے داہنے ہاتھ کی طرف جانب مغرب میں واقع تھا، اَيْمَنُ کے معنی بعض مفسرین نے برکت والا کئے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ آپ پہاڑ کی اس جانب تھے جو برکت والی تھی یعنی جس سمت سے اللہ کا کلام آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے راز اور بھید کی باتیں کرنے کے لئے موسیٰؑ کو اپنے قریب بلایا، حضرت موسیٰؑ اس وقت سمت سے اللہ کا کلام سن رہے تھے جو بلاد وسطہ دشتہ کے ہو رہا تھا۔

حضرت موسیٰ کی خواہش و تمنا کے مطابق حضرت ہارون کو بنی بنا کر آپ کی مدد و تقویت کے لئے ساتھ کر دیا حضرت ہارون م آپ کے بڑے بھائی تھے، کہتے ہیں جیسی دعا حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی حضرت ہارون کے لئے کی ایسی دنیا میں کسی نے کسی کے لئے نہیں کی (یعنی ان کے لئے نبوت طلب کی جو اللہ نے قبول فرمائی)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَكَانَ

اور اس کتاب میں اسمعیل کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کے سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے، اور اپنے

يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝

متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

ایفار عہد ایک شریفانہ عادت ہے | حضرت اسمعیل حضرت ابراہیم کے بیٹے اور بنی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں، ان کے متعلق یہاں ایک

صفت یہ مذکور ہے کہ آپ وعدے کے بڑے سچے، یکے تھے، ایفار عہد یعنی وعدہ پورا کرنا ایسی عادت ہے جس کو ہر شریف آدمی اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے، اور یہ صفت تمام انبیاء علیہم السلام میں ہوتی ہے حضرت اسمعیل علیہ السلام میں یہ صفت خصوصاً اور امتیازی شان کی تھی اس لئے ان کے ساتھ اس صفت کو خاص طور پر بیان فرمایا، حضرت اسمعیل اللہ سے یا بندے سے جو وعدہ کرتے تھے اس کو ہر حال میں پورا کرتے تھے خواہ اس میں کتنی ہی مشقت و پریشانی جھیلنا پڑے، چنانچہ اپنے اپنے پروردگار سے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے آپ کو ذبح و قربانی کے لئے پیش کر دوں گا چنانچہ اس وعدہ کو اپنے نجوشی مکمل صبر کے ساتھ پورا کر کے دکھادیا، اسی طرح آپ نے ایک شخص سے کسی جگہ ملنے کا وعدہ فرمایا وہ نہیں آیا تو آپ ایک رات دن اس کا وہیں انتظار کرتے رہے، وہ آیا، اس نے عرض کیا کہ میں بھول گیا تھا، آپ اس وقت سے یہاں موجود ہیں فرمایا جب وعدہ کر لیا تھا تو کیسے جاتا، بعض روایات میں تین رات دن مذکور ہے، سفیان ثوری سے تو یہاں تک مروی ہے کہ ایک سال مکمل اس کے انتظار میں وہیں رہے، ابن شوبر کہتے ہیں کہ وہیں اپنے رہنے کا ٹھکانا بنالیا تھا۔

اسی طرح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق منقول ہے، حضرت عبداللہ بن ابی الحسار کہتے ہیں حضور کی نبوت سے پہلے میں آپ سے کچھ تجارتی معاملہ کیا تھا، میں یہ کہہ کر آپ سے پیسے ٹھہرے میں ابھی آتا ہوں، پھر مجھے کسی وجہ سے بالکل خیال ہی نہ رہا، یہاں تک کہ وہ دن بھی گزر گیا، اور رات بھی اور پھر اگلا دن بھی تیسرے دن مجھے خیال آیا تو دیکھا آپ وہیں تشریف فرما ہیں، اپنے فرمایا تم نے ہمیں مشقت میں ڈال دیا، میں نے معذرت کی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ نے اعلان فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سے کوئی وعدہ کیا ہو میں اسے پورا کروں گا اور پھر آپ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔  
حضرت اسمعیل مکی دوسری صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے کیونکہ گھروالے قریب ہونے کی وجہ سے ہدایت کے اول مستحق ہیں اور پھر ان کے ذریعہ تعلیم و تبلیغ اور اصلاح کا سلسلہ آسانی زیادہ پھیلتا ہے، چنانچہ حضور علیہ السلام کو بھی یہی ہدایت فرمائی گئی تھی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ، یعنی اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈھائیے۔  
آخر میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت اسمعیل اللہ کے نزدیک پسندیدہ تھے، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اولاد ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے اسمعیل کو پسند فرمایا تھا اسی لئے آپ کے نسب سے نبی آخر الزماں کو پیدا فرمایا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۖ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

اور اس کتاب میں ادريس کا بھی ذکر کیجئے بیشک وہ بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے ان کو بلند مرتبہ تک پہنچایا۔

## حضرت ادريس کا تذکرہ

حضرت ادريس علیہ السلام کا ذکر قرآن مقدس میں صرف دو آیتوں میں کیا گیا ہے، ایک تو یہی آیت ہے اور دوسری آیت سورہ انبیاء میں ہے راجع قول کے مطابق حضرت ادريس حضرت آدم و نوح ؑ کے درمیانی زمانہ میں گذرے ہیں، اللہ نے آپ پر بیس صحیفے نازل فرمائے، علم نجم و حساب آپ کو بطور معجزہ عطا فرمایا گیا، آپ نے سب سے پہلے قلم سے لکھا، ناپ تول کے طریقہ ایجاد کرنا اور اسلحہ بنانا شروع کیا، اپنے اسلحہ تیار کر کے بنو قایل سے جہاد کیا، آپ سے پہلے لوگ کپڑے کے بجائے جانوروں کی کھال پہنا کرتے تھے آپ ہی نے کپڑا بننے کا فن ایجاد کیا مردی ہے کہ آپ ہر مانگے پر سبجان اٹھوڑا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ادريس (علیہ السلام) کا مقام بلند کیا یعنی کمالات کے بلند مرتبہ تک پہنچایا کہ رسالت و نبوت اور قرب الہی کا خاص مقام عطا فرمایا، شب معراج میں حضور علیہ السلام کی آپ سے جو تھے آسمان پر ملاقات ہوئی۔

تذکرہ ۱۔ بعض روایات میں ہے کہ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا اور اب تک زندہ ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ آسمان پر لے جا کر ان کی روح قبض کی گئی، صاحب تفسیر ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یہ سب اسرائیلی روایات ہیں جو قابل اعتبار نہیں اور ان پر اس آیت کی تفسیر کا سمجھنا بھی موقوف نہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ آدَمَ وَ مِنْ حَمَلْنَا

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے بخدا انبیاء کے آدم کی نسل سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ

مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا

سوار کیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل سے اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور ان کو

إِذَا تَلَّٰ عَلَيْهِمُ آيَةُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝

مقبول بنایا جب ان کے سامنے رحمن کی آیتیں برپا ہوتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔

### تفسیر

ارشاد خداوندی ہے کہ جن انبیاء کا ابتداء سورۃ سے یہاں تک ذکر ہوا ہے یعنی حضرت

زکریا سے حضرت ادریس علیہ السلام تک ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کی بارش فرمائی

ہے، یہ سب آدم کی اولاد ہیں اور حضرت ادریس کے علاوہ باقی تمام ان کی اولاد میں سے ہیں، جو حضرت نوح

کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے جیسے حضرت ابراہیمؑ اور بعض حضرات ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں جیسے

حضرت اسحاقؑ حضرت یعقوبؑ حضرت اسماعیلؑ علیہم السلام، اور بعض حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں

جیسے حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت عیسیٰؑ علیہم السلام، ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے

منصب رسالت و نبوت کے لئے پسند فرمایا تھا، اس عالی مقام کو پہنچنے کے باوجود یہ حضرات بندگی

میں کامل تھے، اللہ کا کلام سنکر اور اس کے مضامین سے متاثر ہو کر نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع

کے ساتھ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اس کو یاد کر کے روتے ہیں۔

علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت پر سجدہ کرنا چاہئے تاکہ ان مقربین انبیاء کے طرز عمل کو یاد کر کے ان کے

ساتھ ایک طرح کی مشابہت اختیار کی جاسکے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ

پھر ان کے بعد ایسے خلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو بر باد کر دیا اور خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عذرا

غِيًّا ۖ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُونَ

خراہ دیکیں گے ان مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے کا سو یہ جنت میں جا دیں گے اور

شَيْئًا ۚ جَنَّاتٌ عَدْنٌ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝

ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاویگا اور ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمن نے اپنے بندوں سے ناجائز وعدہ فرمایا ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۚ تِلْكَ

ادراکے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ نہ سنے پچیس گے اس میں وہ لوگ کوئی فضل بات نہ سننے پاویں گے بجز سلام سے

الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۚ

اور ان کو ان کا کھانا صبح و شام ملا کر گائیے جنت ایسی کہ ہم اپنے بندوں میں سے اسکا مالک ایسے لوگوں کو بنا دیں گے جو کہ خدا ڈرنے والا ہو

**تفسیر**

ارشاد خداوندی ہے کہ پھر ان انبیاء مذکورین کے بعد ایسے ناصلف پیدا ہوئے کہ دنیا کی لذتوں اور نفسانی خواہشات میں بڑا کر خدا کی عبادت سے غافل ہو گئے حتیٰ نماز تیس اہم عبادت کو بھی ضائع کر دیا، بعض تو فرضیت کا ہی انکار کر بیٹھے، بعض نے فرض جانا مگر پڑھی نہیں، بعض نے پڑھی تو مگر جماعت و وقت کی پابندی اور اسکے حقوق و آداب کی رعایت نہ کی، ان میں سے ہر ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کی سزا پایا گیا حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو جہنم کے اس بدترین غار میں پھینک دیا جائے گا جس کا نام عقی ہے خود جہنم بھی اس غار سے پناہ مانگتی ہے۔

**جنت کے مستحق**

إِلَّا مَنْ تَابَ ۚ ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ توبہ کا دروازہ ایسے مجرموں کے لئے بھی بند نہیں جو گنہگار سچے دل سے توبہ کر کے ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرے۔ جنت کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں، اور چونکہ یہ حضرات بلا دیکھی چیزوں پر پیغمبر کے کہنے پر ایمان لائے اور اللہ کو بلا دیکھے اس کی عبادت و بندگی کی تو ان سے اللہ نے جنت کی ایسی نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کو انھوں نے دیکھا نہیں اور اللہ کا وعدہ اپنی جگہ پراٹل ہے جو ضرور پورا ہوتا ہے جس جنت کا اللہ نے نیک عمل کرنے والے مومنین سے وعدہ فرمایا ہے وہ ایسی پرسکون جگہ ہوگی کہ اس میں کوئی غلط بات سننے کو نہیں ملے گی، وہاں شور و شغب اور گالم گلوچ یا کوئی ایسی بات نہ ہوگی جس سے انسان کے طبیعت کو رنج ہو وہاں جنتی ایک دوسرے کو سلام کریں گے اور فرشتے بھی ان جنتیوں کو سلام کریں گے بعض مفسرین نے فرمایا کہ سلام کے معنی سلامتی کے ہیں لہذا وہاں مکمل سلامتی نصیب ہوگی اور جنت میں ان کو صبح و شام کھانا دیا جائے گا، جنت میں دنیا کی طرح سورج کے طلوع و غروب سے صبح و شام نہیں ہوگا وہاں تو ہر وقت ایک خاص قسم کی روشنی اور نور پھیلا ہوا رہے گا، اور صبح و شام کا علم کسی خاص امانت سے ہوگا

یہاں صبح و شام، کھانے کا ذکر انسان کی عام عادت کی وجہ سے فرمایا گیا ہے نہیں تو جنت میں اس قدر فراخی ہوگی کہ جس وقت جس چیز کو جی چاہا وہ فوراً حاضر ہو جائے گی، آخر میں فرمایا کہ جنت کے دائمی وارث وہی نہیں گے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں یعنی ان کی زندگی اللہ و رسول کے احکامات کے مطابق گذرتی ہے۔



وَمَا تَنْتَظِرُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا

اور ہم بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے اسی کی میں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے

كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۚ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

سچھے کی سب چیزیں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں وہ رب ہے آسمانوں اور زمین

لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝

کا اور جو ان دونوں کے درمیان میں ہو اسکی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے ۔

## واقعات نزول

صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے آرزو ظاہر فرمائی کہ آپ ذرا زیادہ آیا کیجئے، اس پر یہ آیت نازل

ہوئی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل کئی روز تک نہ آئے تو آپ دل گیر ہوئے

اس پر کفار نے آپ پر طنز کرنا شروع کر دیا کہ محمدؐ کا رب ان سے ناراض ہو گیا ہے، اس سے آپ کو مزید تکلیف

پہونچی، جب جبرائیلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے نہ آنے کی وجہ معلوم کی، اس آیت میں اس

کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کے حکم کے ماتحت ہیں اس کے حکم کے بغیر ایک پر بھی نہیں ہلا سکتے، ہمارا زمین

پر آنا اور آسمان پر جانا سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے جس وقت اللہ اپنی حکمت سے مناسب جانتا ہے

ہمیں آپ کے پاس بھیجتا ہے کیونکہ ہر زمانے یعنی ماضی، مستقبل حال کا اس کو صحیح علم ہے اور اسی طرح ہر مکان

یعنی آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا بھی صحیح اور مکمل علم اسی کو ہے اور وہی ہر چیز کا

حقیقی مالک اور اس پر پورے طور پر قادر ہے، بس وہی بہتر جانتا ہے کہ فرشتے کو کس وقت پیغمبر کے پاس

بھیجنا ہے، کسی مقرب ترین فرشتے اور معظم ترین پیغمبر کو بھی یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے کہیں چلا جائے، یا

جب چاہے کسی کو اپنے پاس بلا لے، بس اللہ کا ہر کام ٹھیک وقت پر ہوتا ہے، آپ کا رب بھولنے والا نہیں

یعنی ایسا نہیں کہ کہیں ہمارا جانا اس کی مصلحت کے مطابق ضروری ہو اور وہ نہ بھیجے، بھول جائے حاصل

یہ کہ میرا کچھ روز نہ آنا نہ تو اللہ کی بھول یا غفلت کی وجہ سے ہے نہ ناراضگی کی وجہ سے بس جب اسکی

مصلحت ہوئی بھیج دیا۔

اخیر آیت میں اپنے رسول کو مخاطب فرما کر آپ کی امت کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جب مقدس ترین

فرشتے اور پیغمبر اللہ کے حکم تابع ہیں تو بس آپ بھی اسی کی ہمیشہ بندگی کیا کیجئے اور کوئی بھی ایسا

نہیں کہ جس میں اس جیسی صفات موجود ہوں، پھر اسکے علاوہ کوئی عبادت کے بھی لائق نہیں، صرف

وہی ایک ذات وحدہ لا شریک مستحق عبادت و بندگی ہے ۔

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِثُّ لَسَوْفَ أَخْرِجُ حَيًّا ۝ أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَا

اور ان یوں کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالاجاؤں گا کیا ان اس بات کو نہیں سمجھتا کہ

خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكْ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ

اس کو اسکے قبل وجود میں لایچکے میں اور یہ اس وقت کچھ بھی نہ تھا سو قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو جمع کریں گے اور شیاطین

لَنَحْضُرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى

کو بھی پھر ان کو دوزخ کے گرد اگر اس حالت سے عام کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے پھر ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو جب

الرَّحْمَنِ عَنِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَعْلَمَنَّ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا

کریں گے جو ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے رشتہ کیا کرتا تھا پھر ہم ایسے لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں بنانے کے نامزد تھے

وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ

میں اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گذر نہ ہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا پھر ہم ان لوگوں

### الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝

نجات دیدیں گے جو خدا سے ڈرتے تھے اور ظالموں کو اسیں ایسی حالت میں رہندے گے کہ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے

مرکز دوبارہ زندہ ہونا ضروری ہے | پچھلے رکوع میں نیک و بد لوگوں کا انجام بیان فرمایا گیا تھا جو

مرنے کے بعد ہوگا، یہاں ان لوگوں کے شبہات ہ۔ جواب دیا جا رہا ہے جو مرکز زندہ ہونے کو ناممکن سمجھتے ہیں، چنانچہ منکرین کہتے ہیں کہ جب مرکز ہماری ہڈیاں ریزہ

ریزہ ہو گئیں اور مٹی میں مل کر مٹی بن گئیں تو کیا پھر ہم قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، نہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ جب ان کا کوئی وجود نہ تھا اس وقت ہم نے ان کو بنادیا، زندہ

کر کے اٹھادیا تو بھلا جب ہم نے ایک معدوم چیز کو وجود بخش دیا تو پھر اس مادہ میں دوبارہ جان ڈال کر بنادینا ہمارے لئے کیا مشکل ہے، افسوس ہے ان احمقوں پر جو اتنی بڑی بات بھی نہیں سمجھتے،

اس کے بعد فرمایا ہم ان کو قیامت کے دن زندہ کر کے میدان حشر میں جمع کریں گے اور ان کے ساتھ ان شیاطین کو بھی لائیں گے جو ان کو دنیا میں بہکاتے تھے پھر ان کو دوزخ کے گرد اس حالت میں جمع کریں گے کہ یہ مارے دہشت کے گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے، علامہ بغوی نے

لکھا ہے کہ ہر کافر کو ایک شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھ کر میدانِ حشر میں لایا جائیگا صاحبِ نفسِ مظہری لکھتے ہیں کہ خوش نصیب ہوں یا بد نصیب، مومن ہوں یا کافر سب کو جہنم کے گرد اللہ تعالیٰ جمع کریں گے، نیکوں کو یہ بات دکھا کر خوش کرنے کے لئے کہ اللہ نے ان کو جہنم سے بچایا، اور بدوں کو زیادہ حسرت و تکلیف پہنچانے کے لئے کہ نیک لوگ جہنم سے لوٹ کر جنت کی طرف چلے گئے اور ہم کو جہنم کے لئے جھوٹ دیا گیا ہے۔

منکرین کے ہر فرقہ میں جو زیادہ سرکش تھے انھیں عام مجرموں سے الگ کر لیا جائے گا اور پھر ان میں بھی جو سب سے زیادہ سزا کا مستحق اور دوزخ کا حقدار ہوگا اس کو دوسرے مجرموں سے پہلے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ ہم فیصلہ کر چکے ہیں ہر نیک و بد، مجرم، بری، مومن و کافر کو ضرور دوزخ پر سے گزاریں گے، کیونکہ جنت میں جانے کا راستہ ہی دوزخ پر کو گیا ہے جسے عام محاورات میں بطراط کہتے ہیں، خدا سے ڈرنے والے مومنین اپنے اپنے درجہ کے موافق وہاں سے صحیح سالم گذر جائیں گے اور گنہگار الجھ کر دوزخ میں گر پڑیں گے پھر کچھ مدت بعد اپنے اپنے عمل کے موافق، نیز انبیاء و صلحا کی شفاعت سے اور آخر میں ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب گنہگار جنھوں نے سچے اعتقاد سے کلمہ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے صرف کافر باقی رہ جائیں گے اور دوزخ کا سٹھ بند کر دیا جائے گا،

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ میں ہر آدمی کو داخل کیا جائیگا مگر جو نیک لوگ ہوں گے ان پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی اور وہ بے فکر ہو کر اس میں آرام سے گذر جائیں گے

وَإِذَا تَلَّیٰ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰی

اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں

الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدْبًا (۱) وَ کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَہُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ

مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کئے ہیں

اَحْسَنُ اَنَّا وَاَوْفٰی (۲) قُلْ مَن كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلَیْمٌ ذٰلِہُ الرَّحْمٰنُ مَذٰا

جو سامان اور نود میں ان سے بھی اچھے تھے آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں رحمن ان کو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے

حَتّٰی اِذَا رَاوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعٰۃَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَن هُوَ

یہاں تک کہ جس چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو دیکھ لیں گے خواہ عذاب کو خواہ قیامت کو سوان کو معلوم ہو جاوے گا کہ برا

شَرُّ مَكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۝

مکان کس کا ہے اور کمزور و مدگار کس کے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کو ہدایت بڑھاتا ہے اور جو نیک کام ہمیشہ

وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ۝

کیئے باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب میں بھی بہتر ہیں اور انجام میں بھی بہتر ہیں

### کافروں کا مغالطہ

کافروں و منکرین قرآن کریم کی وہ آیتیں سنکر جن میں ان کا برا انجاء بیان کیا گیا ہے ہنستے ہیں اور غریب مسلمانوں سے بطور مذاق اور فخر کے کہتے ہیں کہ ہم مال و دولت اور عزت و شہرت میں تم سے بڑھے ہوئے ہیں، تم ہر طرح سے مجبور ہو اور تم میں سے بہت سے لوگ ہم سے خوف کھا کر کوہ صفا کی گھاٹی میں نظر بند ہیں بس لو انعام و اکرام اس شخص پر ہوتا ہے جس سے اس کا مالک خوش ہو، معلوم ہوا پروردگار عالم کے ہم محبوب و پسندیدہ ہیں تم نہیں لہذا ہم حق پر ہوئے تم باطل پر۔

کافروں کے اس مغالطہ کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ دنیا کی چند روزہ دولت و شہرت نہ پروردگار عالم کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہونے کی علامت ہے اور نہ ہی وہ دنیا میں کسی ذاتی کمال کی علامت سمجھی جاتی ہے تم سے پہلے بہت سی ایسی قومیں گزر چکی ہیں جو دنیوی ساز و سامان اور شان و شوکت میں تم سے کہیں بڑھے چڑھ کر تھیں، لیکن جب انھوں نے انبیاء کے مقابلے میں سرکشی و تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا وہ نشان ہی مٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ گمراہ لوگوں کو ہم نے ابھی ڈھیل دے رکھی ہے، جب عذاب کا مقررہ وقت آجائے گا خواہ دنیا میں یا آخرت میں تب ان کو پتہ چلے گا کہ دولت و شہرت اور جماعت و پارٹی کچھ کام نہ آئے گی بس اصل دولت ایمان و عمل صالح ہیں، یہی ہمیشہ کام آنے والی چیز ہے، ہر شخص کو اس میں کوشش کر کے اپنی دنیا و آخرت کو کامیاب بنانا چاہئے۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ

بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا کہ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو مال اور اولاد میں گے کیا یہ شخص غیب پر مطلع

أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ

ہو گیا ہے کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لے لیا ہے ہرگز نہیں ہم اس کا کہا ہوا بھی لکھے لیتے ہیں اور اس کے

الْعَذَابِ مَذًا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے اور اسکی کہی ہوئی چیزوں کے ہم مالک رہ جائیں گے اور وہ ہمارے

إِلَهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّاهُ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

پاس تنہا ہو کر آدے گا اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود تجویز کر رکھے ہیں تاکہ ان کے لئے وہ باعث عزت ہوں

ضَدًّا ۝

ہرگز نہیں وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے

**تفسیر**

بخاری و مسلم شریف میں حضرت جب بن ارث کا بیان ہے کہ میں لوہار کا کام کرتا تھا میں نے عاص بن داؤد کا کچھ کام کیا اور جب اس سے اپنی مزدوری لینے گیا تو اس نے کہا جب تک تو محمد کی پیروی نہیں چھوڑے گا میں اس وقت تک تیری مزدوری نہیں دوں گا میں نے کہا جب تو مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھے گا اس وقت تک بھی میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا کہ کیا میں مر کر دوبارہ زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں ضرور زندہ ہوگا، اس نے کہا کہ پھر وہاں میرا مال و اولاد بھی میرے پاس ہوگا اسی وقت میں تیری مزدوری ادا کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ کیا اس کو غیب کا علم ہے یا اللہ نے اس سے کوئی وعدہ کر لیا ہے جو اتنے یقین سے کہہ رہا ہے کہ تیری مزدوری اس وقت دوں گا، ایسا ہرگز نہیں، اس کا مال و دولت ہیں رہ جائے گا اس کے صرف ہم مالک ہوں گے، قیامت کے روز یہ اکیلا ہمارے دربار میں حاضر ہوگا ہم اس کی سزا بڑھادیں گے، ایک کفر کی سزا اور دوسرے ہماری آیات کا مذاق اڑانے کی سزا، غرض کہ اس کو ڈبل سزا دی جائے گی۔

ان کافریں کو اپنے مال و اولاد سے بڑھ کر اپنے باطل معبودوں (توں) پر گھنڈ ہے اور ان سے امیدیں وابستہ ہیں کہ وہ آخرت میں ہمیں بڑے بڑے درجات دلایں گے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ ان کے مخالف ہو جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے اے العالمین تو ان کو سخت عذاب دے کہ انھوں نے تجھ کو چھوڑ کر ہمیں اپنا معبود بنالیا تھا۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤْزُهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کفار پر جھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو خوب ابھارتے رہتے ہیں، سو آپ ان کے

عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعْدَلُهُمْ عَذَابًا يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا ۖ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ

لئے جلدی نہ کیجئے ہم ان کی باتیں خود شمار کر رہے ہیں جس روز ہم مقبول کو تہن کی طرف جہان بنا کر جن نیلے اور بے یوں کہ

إِلَى جَهَنَّمَ وَرْدًا ۖ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۖ

دوزخ کی طرف پیاسا ہائیں گے کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا مگر ہاں جس نے رحمن کے پاس اجازت لی ہے۔

## تفسیر:-

ان آیات میں کفار کے متعلق ارشاد ہے کہ شیاطین ان کو بُرے کاموں پر ابھارتے ہیں اور پھر خود اپنے اختیار سے شیطان کی اطاعت اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں آپ ان کے لئے عذاب جلد آنے کی دعائے کیجئے اللہ نے ان کو گئے چنے دنوں یعنی دنیوی زندگی تک کھٹ ڈھیل دے رکھی ہے اس کے بعد عذاب ہی عذاب ہے ان کا ایک ایک عمل ہمارے یہاں لکھا ہوا ہے جس کی ان کو پوری پوری سزا دی جائے گی اور ان مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانا کا جائیگا اور وہاں کوئی ان کا سفارشی بھی نہ ہوگا، کیونکہ شفاعت خاص ہے مومنین کے لئے، یہ حال تو کافروں کا بیان ہوا کہ ان کو ذلت آمیز سزا دی جائے گی اور جو مومنین متقین ہیں ان کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ حضرات احکم الحاکمین کے دربار میں نہایت عزت و اکرام کے ساتھ اپنی اپنی پسندیدہ سواری پر پہنچیں گے اور بعض روایات میں ہے کہ جنت کی طرف جائیں گے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۚ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۖ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے تم نے یہ ایسی سمٹ حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان

وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۖ أَنْ دَعَا لِرَحْمَنِ وَلَدًا ۖ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ

پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت

يَتَّخِذَ وَلَدًا ۚ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِيَ الرَّحْمَنِ عَبْدًا ۚ لَقَدْ أَخْصَحُّهُمْ

کرتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا تعالیٰ کے

وَعَدَهُمْ عَذَابًا ۖ وَكُلُّهُمْ أَتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۖ

ادھر و غلام ہو کر حاضر ہوتے ہیں اس نے سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور سب کو شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب کے پاس نہایت حاضر ہو گئے

اللہ اولاد سے بے نیاز ہے۔۔۔ کافروں کی ایک جماعت غر اللہ کو معبود مانتی ہے اور ایک جماعت اس کے لئے

اولاد دانتی ہے چنانچہ نصاریٰ حضرت مسیح م کو اور یہود حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں، اور مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے ہیں، ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ ان کافروں نے یہ ایسی سخت گستاخانہ بات منہ سے نکالی ہے جسے سنکر اگر آسمان وزمین اور پہاڑ مارے ہول کے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو کچھ بعید نہیں، ان کی اس بھاری گستاخی پر اگر غضب الہی بھڑک اٹھے اور دونوں جہاں تہس نہس ہو جائیں اور آسمان وزمین کے پرچے اڑ جائیں تو بجا ہے مگر یہ محض اللہ کا کرم ہے کہ وہ ان یہود کیوں کو دیکھ کر دنیا کو ایک دم تباہ نہیں کرتا، جس خدائے وحدہ لا شریک کی توحید پر آسمان وزمین، پہاڑ اور دونوں جہاں کا ذرہ ذرہ گواہی دیتا ہے اس کے لئے اس کمزور و حقیر انسان کی یہ جرأت کہ وہ اس کے لئے اولاد ثابت کرتا ہے جبکہ اللہ کی ذات اولاد سے بالکل بے نیاز و مستغنی ہے

انہی آیات میں کافروں کو سمجھانے کے لئے ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ جو کچھ بھی آسمان وزمین میں ہے وہ سب اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں اور بندے ہی بن کر قیامت کے دن پوری مخلوق اس کے سامنے حاضر ہوگی، پھر وہ اولاد کیسے ہو سکتے ہیں اور جس ذات کے سب محتاج ہوں اسے اولاد بنانے کی کیا ضرورت۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسْرُنَهُ

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا سو ہم نے اس قرآن کو آپؐ بلسانک لتبشیر بہ المتقین و تنذیر بہ قومًا لڈا ۝ وکم اهلکننا قبلہم من قرن ک زبان میں اسلئے آسان کیا ہے کہ آپؐ اس سے متقیوں کو خوشخبری سنا دیں اور اس سے جھگڑا لو آدمیوں کو خوف دلادیں

هَلْ تُحِشُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

اور ہم نے ان کے قبل بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے کیا آپؐ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان کی کوئی آہستہ آواز سننے میں ان آیات میں ارشاد ہے کہ جو لوگ ایمان کی دولت سے سرفراز ہو کر اعمال صالحہ کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اخروی نعمتوں کے علاوہ دنیا میں یہ نعمت بھی عطا فرمائے گا کہ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا فرمادے گا، چنانچہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو حضرت جبریلؑ سے فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، حضرت جبریلؑ آسمانوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں اور تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر یہ محبت زمین والوں میں اتر آتی ہے تو زمین والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

سَيَجْعَلُ الرَّحْمَنُ وُدًّا۔ بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت ڈال دیتا ہے یا خود ان سے محبت کرنے لگتا ہے یا مخلوق کے دل میں ان کی محبت ڈال دیتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ یہ قرآن عظیم خوب کھول کھول کر آسان و عام فہم زبان میں پرہیزگاروں کو خوشحالی سنانا ہے اور جو قرآن کو نہیں مانتے ان کو انجام بد سے ڈراتا ہے انہیں پھیلی ان قوموں کے واقعات سنانا ہے جن کو ان کی نافرمانی و سرکشی کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا آج ان کا نام، نشان بھی باقی نہیں اللہم اغفلنا من الحمد للہ سورہ مدثر کی تفسیر بتوفیقہ تعالیٰ پوری ہو گئی

سورہ طہ میں نازل ہوئی آیتیں ۱۳۵ اور آٹھ رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

طہ ۱ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰی ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَخْشٰی ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ

ظہ ۱۔ ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کیلئے اتارا جو ڈرتا ہو یہ

خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۝ الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۝ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اسکی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے اسی کی ملک میں جو

وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ

جیہیں آسمان میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں،

السِّرِّوَاخْفِ ۝ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ طہ ۱ لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ۝ تَبٰرَکَ الَّذِیْ

اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چپکے سے کہی بات کو اور اس سے زیادہ خفی کو جانتا ہے اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے

حفظات اب۔ یہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق سورہ طہ کی فضیلت

تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے بھی دو ہزار سال پہلے سورہ طہ اور یس کی تلاوت فرمائی جسے سن کر فرشتے کہنے لگے وہ امت بڑی خوش نصیب اور مبارک ہے جس پر یہ سورتیں نازل

ہوں گی اور مبارک ہیں وہ سینے جو ان کو حفظ کریں گے اور مبارک ہے وہ زبانیں جو ان کی تلاوت کریں گی

بھی وہ مبارک سورت ہے جس نے حضور علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کر کے نکلنے والے عمر بن خطاب کو ایمان قبول کرنے



اور حضور کے قدموں میں گرنے پر مجبور کر دیا جس کا واقعہ شہور ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کو غریب بتلایا ہے۔

ظلم حروف مقطعات میں سے ہے اس کی تفصیل سورہ بقرہ کے شروع میں گذر چکی ہے، جب قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تو آپ اور صحابہ کرام تہکرات عبادت میں کھڑے رہتے اور تلاوت قرآن کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کے قدموں پر درم آگیا اور پھر دن بھر اس فکر اور جدوجہد میں رہتے کہ کسی طاعت کفار و مشرکین ہدایت پر آجائیں، ایمان قبول کر لیں، اس آیت میں آپ کو ان دونوں قسم کی مشقتوں سے بچانے کے لئے ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت و تکلیف میں پڑ جائیں تمام رات جاگنے اور تلاوت قرآن میں مشغول رہنے کی ضرورت نہیں، چنانچہ آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ کا معمول بن گیا کہ شروع رات میں آرام فرماتے اور آخر رات میں بیدار ہو کر تہجد ادا فرماتے تھے۔

اسی طرح اس آیت میں اس کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ آپ کا فرض صرف دعوت و تبلیغ ہے یہ نکل آپ کے ذمہ نہیں کہ کون ایمان لایا اور کس نے دعوت قبول نہیں کی۔

کفار آپ کی محنت و ریاضت دیکھ کر بطور طنز کہنے لگے کہ قرآن کیا نازل ہوا بیچارے محمدؐ سخت تکلیف اور مشقت میں پڑ گئے، اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے انہی آیات میں دیا ہے کہ قرآن محنت و مشقت نہیں بلکہ رحمت و نور ہے جس کو جتنا آسان ہو اسی قدر ناط کے ساتھ پڑھنا چاہئے، اور فرمایا گیا کہ یہ قرآن مقدس اس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا وہ تنہا مالک ہے اور عرش پر اپنی شایان شان جلوہ افروز ہے، عرش کے متعلق روایات میں ہے کہ اس کے بائیں ہیں اور خاص فرشتے اٹھانے والے ہیں اور عرش آسمانوں کے اوپر قبہ کی طرح ہے، عرش سے متعلق تفصیلات سورہ اعراف میں گذر چکی ہیں۔

اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ عبادت و بندگی کی مستحق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کی خالق و مالک اور قادر مطلق ہے اس کے بڑے اچھے اچھے نام ہیں جو اس کی اعلیٰ صفات و کمالات پر دلالت کرتے ہیں اسماء الحسنیٰ کی تفصیل سورہ اعراف میں مذکور ہے۔

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۖ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا

اور کیا آپ کو موسیٰؑ کی خبر بھی پہنچی ہے جبکہ انہوں نے ایک آگ دیکھی سو اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم ٹھہرے رہو میں نے آگ

لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۖ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَبُوسَىٰ ۖ

دیکھی ہے، شاید اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاون یا آگ کے پاس رسوا یہ تیرے لئے نوحہ کو ملتا ہو۔ سو وہ جب اس کے پاس

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۖ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ

یہو نیچے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں پس تم اپنی جوتیاں اتار دو تو تم ایک پاک میدان یعنی طوی میں ہو اور میں نے

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۚ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ

تم کو منتخب فرمایا ہے سو جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اس کو سن لو میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کیا کرو اور

لِذِكْرِي ۚ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۚ فَلَا

میری ہی یاد کی ناز بڑھا کر دکلاشیہ قیامت آنیوالی ہے میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے

يُصَدِّدَنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ۚ

کئے کا بدلہ مل جائے سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھے یا جس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم

تباہ نہ ہو جاؤ۔

## حضرت موسیٰ کی مدین سے مصر واپسی

یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو قصہ بیان کیا جا رہا ہے

یہ اس وقت کا ہے جب حضرت موسیٰ ۴ شہر مدین سے

ملک مصر کو روانہ ہوئے، مدین میں حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہو گیا تھا، تقریباً دس سال

کے بعد آپ نے اپنے سسر حضرت شعیبؑ سے اجازت چاہی کہ میں اب اپنی والدہ اور بہن سے مصر ملنے جاتا ہوں

دس سال کا عرصہ بیت جانے کے بعد ان فرعونی سپاہیوں کا خطرہ بھی سر سے ٹل گیا ہے، غرضیکہ آپ اپنی حاملہ

بیوی کو ساتھ لے کر چل دیئے، بکریوں کا گنہ بھی ساتھ تھا سردی کی اندھیری رات تھی، آپ راستہ بھول

گئے بکریاں ادھر ادھر ہو گئیں اور بیوی کو درد زہ شدہ ہو گیا، اندھیرے اور سردی کی وجہ سے سخت

پریشان تھے چمقاں سے آگ جلانا چاہی مگر نہ جل سکی، پہلے زمانے میں ماچس نہیں ہوتی تھی، لوگ ایک چمھر

سے دوسرے چمھر کو رگڑ کر اس کی چنگاری سے آگ جلاتے تھے اسی کو چمقاں کہتے ہیں اس کس میرسی کے عالم

میں ایک آگ نظر آئی جو حقیقت میں ایک نور تھا، حضرت موسیٰ ۴ نے اپنے گھردالوں یعنی بیوی اور خادم سے

کہا تم ہمیں ٹھہرو میں تمہارے لئے آگ لے کر آتا ہوں اور ممکن ہے وہاں کوئی راستہ بتلانے والا مل جائے،

غرضیکہ آپ کو وہ طور کے داہنی جانب کے حصہ میں پہونچے جس کا نام طوی ہے وہاں آپ نے ایک عجیب

نظارہ دیکھا کہ ایک درخت ہے جس میں خوب زردی آگ لگ رہی ہے اور جس قدر یہ آگ بھڑکتی ہے اسی

قدر درخت کی شاخیں سرسبز و شاداب ہو کر لہلہاتی ہیں، آپ اس درخت کے جب بھی قریب جاتے کہ

کوئی شاخ جلتی ہوئے گرے تو میں اس کو لے کر واپس اپنے گھردالوں کے پاس جاؤں تو اسی وقت وہ

نورانی درخت پیچھے ہٹتا چلا جاتا، آپ گھبرا کر پیچھے لوٹے تو وہ درخت پھر آپ کے قریب آجاتا اس حیرانی

کے عالم میں اس درخت سے آواز آئی، اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں۔ آواز سن کر حضرت موسیٰ نے کئی مرتبہ لبیک کہا اور عرض کیا اے میرے رب میں آپ کی آواز سن رہا ہوں اور آہٹ بھی محسوس کر رہا ہوں، مگر یہ نہیں دیکھ پا رہا ہوں کہ آپ کہاں ہیں، جواب آیا، اے موسیٰ میں تیرے اوپر ہوں، تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں، تیری جان سے زیادہ قریب ہوں، حضرت موسیٰ یہ آواز ہر سمت سے اور اپنے بدن کے ہر عضو سے سن رہے تھے جو ایک معجزہ تھا، حضرت موسیٰ کو جب یقین ہو گیا کہ یہ میرے رب کی آواز ہے اور آپ مطمئن ہو گئے تو آواز آئی اے موسیٰ اپنی جوتیاں اتار دتم اس وقت ایک پاک میدان طوٹی میں ہوا، آپ نے فوراً اپنی جوتیاں نکال دیں، پھر آواز آئی اے موسیٰ ہم نے تم کو اپنی نبوت و رسالت کے لئے تمام جہان والوں میں سے منتخب فرمایا ہے۔

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال: کہ آگ لینے کو جائیں پیہری مل جائے۔

لہذا آگے تم سے جو کہا جا رہا ہے اسے پوری توجہ سے سنئے پھر آواز آئی میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میرے لئے نماز پڑھا کرو اور سنو قیامت آنے والی ہے اور میں اس کو تمام مخلوق سے چھپا کر رکھنا چاہتا ہوں حتیٰ کہ انبیاء اور فرشتوں سے بھی، تاکہ لوگ قیامت اور آخرت کی فکر سے ایمان و عمل صالح پر قائم رہیں کہ نہ جانے قیامت کب آجائے، اور قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے تاکہ ہر شخص کو اس کے اچھے، برے کئے کا پورا پورا بدلہ مل جائے۔

آخر میں حضرت موسیٰ کو مخاطب کر کے پوری امت کو تنبیہ کی گئی ہے کہ دنیا پرست کا فراہنی چالپوسی سے آپ کو قیامت پر یقین رکھنے کے سلسلہ میں — غفلت میں نہ ڈال دیں اور آپ آخرت کے لئے کچھ تیاری نہ کر سکیں اور ہلاکت میں پڑ جائیں۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يُمُوسَىٰ ۖ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاهْتَسِبُ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ انھوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے میں کبھی اس پر سہارا لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں

وَلِيْ فِيْهَا مَآرِبُ اٰخَرٰى ۚ قَالَ اَلْقَهَا يُمُوسٰى ۚ فَالْقَهَا فَاِذَا هِيَ حَبۡۢهٖۡ تَسۡعٰۤی ۙ

برپتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کام نکلتے ہیں ارشاد ہوا کہ اس کو ڈال دے موسیٰ سوا انھوں نے اس کو ڈال

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۚ فَنفَخْتُ سُفۡۢوۃَہَا سٰۤیَرَتۡہَا ۙ الْاَوَّلٰی ۙ وَاضۡمَمۡۢیۡدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ

دیا یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا ارشاد ہوا کہ اسکو پھڑلو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے اور تم

تَخۡرُجُۢ بَیۡضَآءَ مِنْ غَیۡرِ سُوۡءٍ اٰیۃٌۭ اٰخَرٰى ۙ لَنُرٰیۤکَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْکُبۡرٰی ۙ اِذۡہَبۡ اِلٰی

اپنا ہاتھ اپنی بغل میں لے کر وہ ہلکا سی عیب کے نہایت روشن ہو کر نکلیں گے یہ دوسری نشانی ہوگا، تاکہ ہم تم کو اپنا بڑا

## فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ

نشانوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔

## حضرت موسیٰ کی اللہ سے ہم کلامی

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ سے سوال کیا تمہارے دانت ہاتھ

اور ان کی دشت کو دور کرنے کے لئے کیا گیا، نیز اس لالٹھی کو آئندہ بطور معجزہ سانپ بنانا تھا اسلئے سوال کیا تاکہ آپ کو خوب ذہن نشین ہو جائے کہ یہ میری لالٹھی ہی ہے، نہیں تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ خوب جانتا تھا کہ موسیٰ کے ہاتھ میں لالٹھی ہے، حضرت موسیٰ نے جواب دیا اے میرے پروردگار یہ میری لالٹھی ہے (علامہ بغویؒ نے لکھا ہے کہ اس لالٹھی کا اوپر والا سرا دوشاخہ تھا، اور نیچے والے سرے میں برنجی لگی ہوئی تھی) میں اس لالٹھی پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر درخت سے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میں اپنی اور بہت سی ضرورتیں پوری کرتا ہوں۔

حضرت موسیٰ ؑ کو صرف اتنا جواب دینا چاہئے تھا کہ یہ لالٹھی ہے مگر آپ نے جواب بہت لمبا دیا کہ لالٹھی کے فائدے اور کام بتانے شروع کر دیئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی اپنے محبوب سے بات کرتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ کرتا ہی چلا جاؤں بس جب آپ کو اپنے محبوب حقیقی سے گفتگو کرنے کا موقع ملا تو اپنے اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھ کر گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا مگر ساتھ ہی جب یہ خیال آیا کہ شہنشاہ عالم کے دربار میں کھڑا ہوں کہیں لمبی گفتگو کرنا بے ادبی اور گستاخی میں شمار نہ ہو جائے فوراً ہی اپنے کو قابو میں کیا اور گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے بات ختم کر دی کہ میں اس لالٹھی سے اور بہت سا کام لیتا ہوں

عشق کہتا ہے جنوں کا جوش رہنا چاہئے؛ ضبط کی تاکید ہے خاموش رہنا چاہئے  
قصہ موسیٰ سبق ہے ہوش والوں کے لئے؛ کس طرح عشاق کو خاموش رہنا چاہئے

بہر حال جب یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ یہ لالٹھی ہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اپنی اس لالٹھی کو زمین پر ڈال دو، ڈالتے ہی وہ اژدہا بن کر زمین پر دوڑنے لگی، حضرت موسیٰ یہ منظر دیکھ کر بمقتضائے بشریت خوفزدہ ہو گئے، اللہ نے فرمایا اس اژدہا کو اپنے ہاتھ میں اٹھا لیجئے، یہ پھر سے آپ کی لالٹھی بن جائے گی، یہ ایک معجزہ آپ کو عطا کیا گیا، اور دوسرا معجزہ یہ دیا گیا کہ اپنا داہنا ہاتھ اپنی بائیں بخل میں دبا کر نکالو تو وہ (بلا کسی عیب مرض برص وغیرہ کے) خوب روشن اور چمکتا ہوا نکلے گا، ان دو اہم معجزات سے مسلح فرما کر اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ سرکش فرعون کو جا کر ایمان کی دعوت دیں۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۖ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۖ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ۖ يَفْقَهُوا

عرض کیا اے رب میرے دل کو کھول دے اور میرا کام آسان کر دیجئے اور میری زبان پر سے ایسی بات نکلے جو لوگ میری بات

قُولِي ۖ وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۖ هَرُونَ أَخِي ۖ اَشْدُّ بِهِ أَمْرًا ۖ

سمجھ سکوں اور میرے واسطے میرے گھرانے میں سے ایک معاون مقرر کر دیجئے یعنی ہارون کو کہ یہ سبھی میں ان کے ذریعہ سے میری

وَ أَشْرِكُهُ فِيَّ أَمْرِي ۖ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۖ وَ نَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۖ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا

قوت مستحکم کر دیجئے اور ان کو میرے کا ایسے شریک کر دیجئے تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی بیان کریں اور آپ کا خوب

بَصِيرًا ۖ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَمُوسَىٰ ۖ

کثرت سے ذکر کریں بیشک آپ ہم کو دیکھ رہے ہیں، ارشاد ہوا کہ تمہاری ہر درخواست منظور کی گئی اے موسیٰ

**حضرت موسیٰ کی پانچ دعائیں**

حضرت موسیٰ کو جب کلام الہی کا شرف حاصل ہوا اور نبوت سے سرفراز

فرمایا گیا تو موسیٰ نے اپنے رب سے دعا کی کہ اس عظیم منصب کی ذمہ داریاں آپ کی مدد سے ادا ہو سکتی ہیں

لہذا ہر موقع پر آپ میری بھرپور مدد فرمائیے،

ان آیات میں حضرت موسیٰ کی پانچ دعاؤں کا ذکر ہے ۱۔ میرا سینہ کھول دیجئے اور اس میں ایسی

وسعت فرمادیجئے جو علوم نبوت کی تکمیل ہو سکے، اور لوگوں کو ایمانی دعوت پہنچانے میں جو ناگوار واقعات

پیش آئیں ان کو برداشت کر سکے ۲۔ اس دعوت و تبلیغ کی اہم خدمت کو انجام دینا میرے لئے آسان

فرمادیجئے ۳۔ میری زبان کی لکنت ختم کر دیجئے تاکہ لوگ میری بات آسانی سمجھ سکیں۔ حضرت موسیٰ ۴۔

کی پرورش فرعون کے دربار میں ہوئی، ایک روز حضرت موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑ لی اور اس

کے منہ پر طمانچہ مارا، بعض روایات میں ہے کہ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ کھیل

رہے تھے آپ نے وہ فرعون کے سر پر ماری جس سے فرعون کو غصہ آ گیا اس نے آپ کو قتل کرنے کا

ارادہ کر لیا، فرعون نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر یہ دی گئی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک بڑا

بدا ہو گا جو آپ کو اور آپ کی حکومت کو تباہ و برباد کر دے گا، ڈاڑھی پکڑ کر طمانچہ مارنے پر فرعون

کو گمان ہوا کہ یہ وہی بڑا کا ہے اس لئے فرعون نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا مگر فرعون کی

بیوی آسیہ جو نیک عورت تھی اس نے کہا یہ بچہ ہے اس کو اچھے بڑے کی کچھ نہیں آپ اس کا

کچھ خیال نہ کریں اور غصہ ختم کر دیں مگر فرعون نہ مانا تو ایک تدبیر اس کے سامنے کی گئی کہ آگ کے

انگارے اور میرے جواہرات آپ کے سامنے رکھ دیئے چونکہ انبیاء علیہم السلام کو بچنے ہی سے

اعلیٰ صلاحیت اور عقل و شعور سے نوازا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت موسیٰ کا ہاتھ میرے جوابات کی طرف بڑھا مگر فوراً ہی اللہ کے حکم سے حضرت جبریل نے آپ کا ہاتھ انکارے کی طرف موڑ دیا، آپ نے انکارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا اس سے زبان جل گئی اور کلفت کا مرض پڑ گیا، اس کے لئے اللہ سے دعا کی، میری زبان کا یہ عیب ختم کر دیجئے تاکہ میں آپ کے احکامات کو گتے کو اچھی طرح سمجھا سکوں میرے خاندان میں میرے بھائی ہارون کو میرے اس دعوت و تبلیغ کے کام میں معاون مقرر کر دیجئے، ۵۔ اور ان کو بھی نبوت سے سرفراز فرما دیجئے تاکہ میرے دل کو تقویت ملے اور ہم دونوں مل کر خوب آپ کے احکامات کی تبلیغ کریں اور خوب ذکر و تسبیح کریں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام دعاؤں کو قبول فرمایا چنانچہ انھی آیات کے اخیر میں ارشاد ہے کہ اے موسیٰ ہم نے آپ کی مانگی ہوئی تمام چیزیں آپ کو دیدیں

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۖ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلَىٰ اُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۖ اِنْ اَقْدَفِيْهِ

اور یہ تو ایک دفعہ اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلانے کی تھی یہ کہ

فِي السَّابُوتِ فَاَقْدَفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّهِ وَ

موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھو پھر ان کو دریا میں ڈال دو پھر ان کو دریا کنارے لے آئیگا کہ ان کو ایک شخص پکڑ لے گا جو

عَدُوٌّ لِّهِ ۚ وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰٓى عَيْنِيْ ۖ اِذْ تَتَنَبَّٰى اُخْتُكَ

میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا اور تاکہ تم میری

فَتَقُوْلُ هَلْ اَدْرٰكُكُمْ عَلٰٓى مَنْ يَّكْفُلُهُ ۚ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا

نکرا نی میں پرورش پاؤں جبکہ تمہاری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا بہتہ دوں جو

تَحْزَنُ ۚ

اس کو پائے رکھ پھر ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پھر پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کو غم نہ رہے

حضرت موسیٰ کی فرعونیوں سے نجات ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اے موسیٰ اس سے پہلے ایک

بہت بڑا احسان ہم تم پر بنیہ درخواست کے کر چکے ہیں جبکہ حکم بھیجا ہم نے آپ کی والدہ کے پاس ایک ایسے معاملہ کا جو

عہ حضرت موسیٰ و فرعون کے جو حالات یہاں بیان کئے جا رہے ہیں یہ قدرے تفصیل سے آسان تفسیر پارہ ۷ میں بھی بیان ہو چکے ہیں ان کا بھی مطالعہ کر لیجئے = ثم یعقوب غفر لہ ووالدہ =

صرف الہام سے ہی معلوم ہو سکتا ہے، وہ یہ کہ فرعون سپاہی جو اسرائیلی بڑا کون کو قتل کرنے پر مقرر تھے اسے پہچانے کے لئے آپ کی والدہ کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ ان کو ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیں اور ان کے ہلاک ہونے کا اندیشہ نہ کریں، ہم ان کو حفاظت سے رکھیں گے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا دیں گے جو ہمارا بھی دشمن ہے اور اس بچہ کا بھی، اس سے مراد فرعون ہے اللہ کا دشمن ہونا تو نظام ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتا تھا اور خدائی کا دعویٰ کرتا تھا مگر یہ کہ دشمن ہونا نظام نہیں اس کا دشمن ہونا انجام کے اعتبار سے ہے کہ آخر کار ایک ایسا وقت آئے گا کہ فرعون موسیٰ کا دشمن ہو جائیگا اور پھر آپ کے پاس ہی واپس پہنچا دیں گے

چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے بچہ کو صندوق میں پڑا کر صندوق کو دریا میں ڈال دیا، اس دریا سے ایک ندی کٹ کر فرعون کے باغ میں جاتی تھی یہ صندوق اس میں بہہ کر باغ کے کنارہ پر جا لگا، فرعون کی بیوی آسیہ جو ایک نیک عورت تھی جب اس نے اس صندوق کو دیکھا تو اس میں ایک صحت مند خوبصورت بچہ دیکھ کر خوش ہو گئی، اور فرعون کے پاس اس کو لے گئیں اور کہنے لگیں کہ ہم اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے، فرعون نے بیٹا بنانے کا اقرار تو نہیں کیا مگر اپنی بیوی کی خاطر اس کی پرورش بیٹوں کی طرح کی، البتہ اس بچہ کو دیکھ کر فرعون کو بھی محبت آئی، آخر کیوں نہیں آتی جبکہ حق تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ ہم مخلوق کے دل میں تیری محبت ڈال دیں گے جو دیکھے گا وہ تجھ سے محبت دینا کرے گا، یا یہ کہ تجھ پہ اپنی محبت ڈال دی یعنی موسیٰؑ محبوب خدا ہے اور جس سے خدا محبت کرے اس سے بندے بھی محبت کرنے لگتے ہیں۔

صندوق کو دریا کے حوالے کر دینے کے بعد حضرت موسیٰ ؑ کی والدہ بہت غمگین و پریشان تھیں کہ نہ جانے میرا لخت جگر کس حال میں ہے زندہ ہے یا دریا کی جانوروں نے کھایا ہے اس پریشانی کے عالم میں آپ وہ وعدہ بھی بھول گئیں جو حضرت موسیٰ ؑ کی حفاظت اور کچھ دن بعد واپس ملنے کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، بہر حال اپنی بیٹی سے کہا کہ اپنے بھائی کا خفیہ طور پر پتہ لگا کر لائے کس حال میں ہے، بہن نے دیکھا کہ بھائی کو شاہی کینز میں لئے ہوئے ہیں اور وہ کسی اتا کا دودھ نہیں پی رہے ہیں بہن نے موقع غنیمت جانا اور کینزوں سے عرض کیا کہ میں ایک دودھ پلانے والی کا پتہ دوں شاید یہ اسکا

**اقوال و تحقیق** اَوْ حَيَاتًا اَوْ یعنی خواب میں یا بیداری میں بطور الہام کے یا اس زمانہ کے کسی نبی کی زبانی یا کسی فرشتہ کے ذریعہ آپ کی ماں کے پاس وہ حکم بھیجا جس کا بھیجا جانا مناسب تھا، والدہ حضرت موسیٰ کے پاس جو وحی (حکم الہی) آئی وہ بطور نبوت کے نہ تھی جس سے ان کو نبی کہا جائے، اور پھر جس قدر نبی ہوئے ہیں وہ تمام مرد ہوئے ہیں کوئی عورت نبی نہیں ہوئی حتیٰ کہ حضرت مریم بھی نبی نہیں ہیں جب کہ ان کے پاس فرشتہ اللہ کا حکم (وحی) لے کر آتا تھا۔

دودھ پکڑے، کنیزیں بچہ کے دودھ پینے سے پریشان ہو چلی تھیں انھوں نے کہا اس عورت کو فوراً دربار میں لے کر آؤ، یہ اپنی والدہ کو لے کر گئیں بچہ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا، ذی عون کی بیوی اسیہ بہت خوش ہوئی، اس نے کہا تم دربار میں رہ کر اس کو دودھ پلاؤ آپ نے کہا میں یہاں نہیں رہ سکتی آپ بچہ مجھے دیدیجئے میں اپنے گھر نے جا کر اس کی خوب اچھی طرح پرورش کروں گی اسیہ نے اس کو منظور کر لیا، آپ شاہی اکرام کے ساتھ حضرت موسیٰ کو اپنے گھر لے آئیں۔

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ

اور تم نے ایک شخص کو جان سے مار ڈالا پھر ہم نے تم کو اس غم سے نجات دی اور ہم نے تم کو خوب خوب محنتوں میں ڈال پھر

مَدِينَةٍ ثُمَّ جَعَلْنَا عَلَى قَدَرٍ يُمْسِي ۖ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۚ

مدین والوں میں کئی سال رہے پھر ایک خاص وقت پر تم آئے اے موسیٰ اور میں نے تم کو اپنے لئے منتخب کیا

حضرت موسیٰ کے ہاتھوں ایک فرعون کا قتل ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر کے کنارے

کنارے جارہے تھے اس وقت آپ جوان ہو چکے تھے آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں ایک اسرائیلی تھا اور دوسرا فرعون، آپ کو دیکھ کر اسرائیلی چلایا، اور آپ سے مدد چاہی آپ نے قبیل (فرعون) کے ایک گھونسا مارا جس کو وہ برداشت نہ کر سکا اور مر گیا، اس پر آپ کو بہت غم و افسوس ہوا کہ میں دنیا میں بھی پکڑا جاؤں گا اور آخرت میں بھی مواخذہ ہوگا اللہ نے ان دونوں پر نشانوں سے اس طرح نجات دی کہ آپ کو توبہ و استغفار کی توفیق بخشی، اللہ نے آپ کو معاف کر دیا اور دنیوی پریشانی سے اس طرح نجات دی کہ ملک مصر سے نکال کر شہر مدین پہنچا دیا یہاں آپ تقریباً دس سال رہے اور یہیں آپ کی شادی حضرت شعیب کی بیٹی سے ہو گئی اس کے بعد اللہ نے آپ کو مدین سے نکالا اور راستہ بھلا کر کوہ طور پہنچا دیا جہاں آپ کو اپنا مقرب بنا کر نبوت سے نوازا، یہ پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ انشا اللہ بارہ قصص میں بیان ہوگا

اِذْ هَبْ اَنْتَ وَاَخُوكَ بِاَيَّتِي وَلَا تَنْبِئَا فِي ذِكْرِي ۚ اِذْ هَبَّا اِلَىٰ فِرْعَوْنَ

تم اور تمھارے بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ

اِنَّهُ طَغٰ ۖ فَقَوْلَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٖ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰی ۝

بہت نکل چلا ہے پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے



## تفسیر:

ان آیات میں حضرت موسیٰ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی بچار کھی ہے، خدائی کا دعویٰ کر رکھا ہے، بس تم اپنے رب کے احکامات کی تبلیغ میں پوری مستعدی سے لگ جاؤ اور جو سجوات ہم نے تم کو دئے ہیں ان کو بوقت ضرورت استعمال کرنا، اور ہمہ وقت اللہ کا خوب ذکر کرنا خاص طور پر تبلیغ کے وقت اہل اللہ کے لئے کامیابی کا بڑا ذریعہ اور دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار ذکر الہی ہی ہے، فرعون کو جو دعوت پیش کر دو وہ نرم لہجہ میں پیش کرنا اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں فرعون اپنے تکبر و بڑائی کی وجہ سے سرکشی پر نہ اتر آئے اس کی سرکش طبیعت کو دیکھتے ہوئے اگرچہ قبولیت کی امید نہیں تھی مگر یہ سوچ کر اس کو نصیحت کرنا ممکن ہے ہماری بات پر غور و فکر کی اس کو توفیق ہو جائے اور وہ نصیحت قبول کر لے یا اللہ کے جلال و قدرت کو سنکر اس کو کچھ خوف ہو اور ایمانی دعوت پر لبیک کہہ دے۔

تنبیہ :- تبلیغ دعوت و تبلیغ اور نصیحت کرنے والے حضرات کو دعوت و نصیحت نرمی و خوش اخلاق کے ساتھ پیش کرنا چاہئے۔

قَالَ رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَى ۚ قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا

دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت کرنے لگے ارشاد

أَسْمِعْ وَأَرْأِي ۖ فَاتَّبِعْهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَا

ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سب سنتا دیکھتا ہوں سو تم اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار

تُعَذِّبُهُمْ ۚ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا ۚ إِنَّا قَدْ

کے فرستادے ہیں سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کو تکلیفیں مت پہنچا تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشان

أَوْحَى إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۖ

لائے ہیں اور ایسے شخص کیلئے سلامتی ہے جو راہِ حق پر چلے ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ عذاب اس شخص پر ہوگا جو جھٹلا دے اور روگردانی کرے

## فرعون کو تبلیغ

اللہ تعالیٰ نے جینے ت موسیٰ و ہارون کو حکم فرمایا کہ تم دونوں جا کر فرعون کو تبلیغ کرو، تو

انھوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہماری بات

سننے پر آمادہ بھی ہو گیا نہیں، ممکن ہے وہ ہماری پوری بات سننے سے پہلے غصہ میں بھڑکے اور ہم پر

ظلم و زیادتی کرنے لگے جس سے تبلیغ کا کام نہ ہو جائے، یا ممکن ہے وہ پہلے سے زیادہ سرکشی پر اتر آئے

اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے لگے، حق تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا جو باتیں تمہارے اور اس

کے درمیان ہوں گی اور وہاں جو ممالک ملو پیش آئیں گے میں وہ سب، جیتا اور سنتا رہوں گا، میں کسی وقت تم سے علیحدہ نہیں میری مدد و نصرت تمہارے ساتھ ہے، گمراہی اور فکر کرنے کی لذت نہیں، تم بلا کسی اندیشہ کے اسکے پاس جاؤ چنانچہ دونوں نبی فرعون کے پاس پہنچے اور دین و ایمان کی دعوت دی، فرایا فرعون کا اور تمام مخلوق کا کوئی رب ہے جو رسول بھیجتا ہے ہم دونوں اسی کے رسول، میں لہذا ہماری اطاعت اور رب کی عبادت کرنی چاہئے، اور دوسری دعوت جس کی اس وقت خاص ضرورت تھی یعنی نبی اسرائیل کو فرعونوں کی ذلت آمیز اور درد انگیز غلامی سے نجات دلانا، فرایا اس شریف النسل خاندان پر ظلم و ستم کرنا بند کر اور ان کو ذیل ترین غلامی سے آزادی دے کر ہمارے ساتھ جانے دے تاکہ جہاں چاہیں یہ آزادانہ زندگی بسر کر سکیں ان کو اپنی عبادت کے لئے مجبور نہ کر حقیقی رب کی عبادت آزادی سے کرنے دے۔

حضرت موسیٰ و ہارون نے فرعون سے فرایا ہمارا نبوت کا دعویٰ بلا دلیل نہیں بلکہ اپنی صداقت پر ہم خدائی نشان لے کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں معجزہ عطا فرمایا ہے بس جو ہماری بات مان کر سیدھی راہ پر چلے گا اس کے لئے عذاب الہی سے سلامتی ہے اور جو حق کو جھٹلایگا اور اس سے روگردانی کرے گا اس کے لئے اللہ کا سخت عذاب ہے۔

قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يُؤْتِي ۖ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۖ

وہ کہنے لگا پھر تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ، موسیٰ نے کہا کہ رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکے مناسب بناوٹ عطا فرمائی

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۖ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي ۖ

پھر رہنمائی فرمائی فرعون نے کہا اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا، موسیٰ نے فرمایا ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر

وَلَا يَنسَى ۖ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَوَسَّلَكَ لَكُمُ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ

میں ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے، وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کیلئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے واسطے

السَّمَاءِ مَاءً فَآخَرُجْنَا بِهِ أَنْوَارًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ۖ كُلُّوا وَأَرْعُوا أَنْعَامَكُمْ ۖ

راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اسکے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کئے تو کھاؤ اور اپنے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ۖ

مواشی کو چراؤ ان سب چیزوں میں اہل عقل کے واسطے نشانیاں ہیں

فرعون نے دعوت ایمان قبول کرنے کے بجائے مختلف قسم کے سوال شروع کر دیئے، کہنے لگا یہ بتاؤ تم

فرعون کے بعض سوال اور ان کے جواب

دونوں کا رب کون ہے جس کے بھیجے ہوئے تم یہاں رسول بن کر آئے ہو؟ حضرت موسیٰ نے جواب دیا ہم دونوں کا بلکہ تمام مخلوق کا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر ان میں جو جاندار چیزیں تھیں ان کو ان کی ضرورت کی چیزوں کی طرف رہنمائی فرمائی چنانچہ ہر جاندار اپنی مناسب غذا رہنے کی جگہ اور اپنا جوڑا ڈھونڈ لیتا ہے۔

اس جواب میں حضرت موسیٰ نے اپنے رب کی وہ صفت بیان فرمائی جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ یہ کام ہم نے یا دوسرے انسان نے کیا، بہر حال فرعون یہ جواب سن کر حیران رہ گیا اور حضرت موسیٰ کو الجھانے کے لئے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا، اس نے ایک سوال کیا کہ پہلی امتیں اور قومیں جو بتوں کی پوجا کرتی تھیں آپ کے نزدیک وہ کیسے ہیں، ان کا انجام کیا ہوا فرعون کا مقصد اس سوال سے یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کے جواب میں فرمائیں گے سب گمراہ اور جہنمی ہیں، جو اس کا اصل جواب ہے، تو مجھے یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ یہ تو ساری دنیا ہی کو بے وقوف، گمراہ اور جہنمی سمجھتے ہیں اور لوگ یہ سن کر موسیٰ سے بدگمان اور ان کے مخالف ہو جائیں گے بس ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا، مگر حضرت موسیٰ نے اس کا ایسا حکیمانہ جواب دیا جس سے اس کا پورا مقصد اور منصوبہ فوت ہو کر رہ گیا، فرمایا ان کا علم میرے رب کے پاس ہے کہ ان کا کیا انجام ہوا ہوگا میرا رب نہ غلطی کرتا ہے، نہ بھولتا ہے وہ اس طرح کی تمام چیزوں سے پاک و صاف ہے، اس کو ہر چیز پر پوری پوری قدرت ہے اور ان کا علم ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت کی کچھ تفصیل بیان فرمائی، ارشاد ہے کہ تمہارا رب ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو نخل فرش کے بنایا جس پر تم آسانی سے کاشت کرتے ہو اور مکانات بناتے ہو اور تمہارے واسطے چلنے کو راستے بنائے کہ وادیوں، دیاؤں اور پہاڑوں کے بیچ میں سے زمین پر راہیں نکال دیں جن پر چل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ (اور ایک ملک سے دوسرے ملک) جاسکتے ہو، اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے مختلف قسم کے غٹے بنریاں، چارہ گھانسن پھل پھول وغیرہ پیدا فرمایا، ان میں کچھ تمہارے کھانے کے لئے ہے اور کچھ تمہارے جانوروں کے لئے پھر ہر نباتات، جڑی بوٹی پھل پھول درخت چھال میں اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی خاصیتیں رکھی ہیں کہ علم طب اور ڈاکڑی کے ماہرین حیران ہیں اور ہزاروں سال سے اس کی تحقیقات کا سلسلہ جاری ہونے کے باوجود کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے متعلق جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہ حرف آخر ہے، اسی لئے اس کے آخر میں فرمایا کہ ان سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ملکہ بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں عقل والوں کے لئے کہ وہ ان میں غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کو باسانی پہچان سکتے ہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيهَا نَعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۝

ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو بجائیں گے اور پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو نکالیں گے۔

### تفسیر:-

جس طرح نباتات کو زمین سے پیدا کیا اسی طرح انسان کو بھی اسی زمین یعنی مٹی سے پیدا کیا، چنانچہ انسانوں کی اصل حضرت آدم ؑ مٹی سے بنائے گئے، نیز جن غذاؤں سے آدمی پرورش پاتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہے، پس جس نطفہ سے بچہ وجود پاتا ہے وہ مٹی سے پیدا شدہ غذاؤں سے بنا۔

ہر بچہ کے نطفہ میں اسکے دفن کی جگہ کی مٹی شامل ہوتی ہے

بعض روایات میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ نطفہ میں مٹی ملائی جاتی

ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر پیدا ہونے والے انسان پر رحم مادر میں اس جگہ کی مٹی ملائی جاتی ہے جس جگہ وہ دفن ہوگا، اس مضمون کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے اور عطار خراسانی نے فرمایا کہ جب رحم میں نطفہ قرار پاتا ہے تو جو فرشتہ اس کی تخلیق پر مامور ہے وہ جا کر اس جگہ کی مٹی لاتا ہے جس جگہ اس کا دفن ہونا مقرب ہے اور یہ مٹی اس نطفہ میں شامل کر دیتا ہے اس لئے انسان کی پیدائش نطفہ اور مٹی دونوں سے ہوتی ہے، اور مرنے کے بعد انسان پھر اسی مٹی میں مل جائے گا، چنانچہ کوئی مردہ کسی حالت میں ہو مگر انجام کار وہ مٹی میں ضرور ملیگا اور قیامت کے دن پھر اس کو اسی مٹی سے نکالا جائیگا چنانچہ انسان کے جسم کے جو اجزاء مٹی میں مل چکے تھے ان کو اللہ تعالیٰ یکجا کر کے از سر نو اس کو پیدا کریں گے اور جو قبروں میں ہوں گے ان کو بھی قبروں سے باہر نکالا جائے گا۔

غرضیکہ یہ اللہ کی قدرت کاملہ کا واضح ثبوت ہے کہ وہ انسان کو پہلے مٹی سے پیدا کرتا ہے پھر مٹی میں ملا دیتا ہے اور پھر مٹی سے نکال کر زندہ کر دیتا ہے۔

وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى ۝ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ

اور ہم نے اس کو اپنی وہ سب ہی نشانیاں دکھلائیں سو وہ جھٹلایا ہی کیا اور انکار کرتا رہا اور کہنے لگا اے ہوسنی تم ہمارے پاس

أَرْضُنَا بِسِحْرِكَ يَمُوسَى ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرِ مِثْلِهِ فَأَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

اس واسطے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے ملک سے اپنے جادو سے نکال باہر کرو سو اب ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لاتے

مَوْعِدًا إِلَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ

میں تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک وعدہ مقرر کر لو جس کا نہ ہم خلاف کریں اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان میں موسیٰ

وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضَحًى ۝

نے فرمایا تمہارا وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں میلہ ہوتا ہے اور دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔

**تفسیر:**

ان آیات میں حق تعالیٰ شانہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے فرعون کو وہ تمام نشانیاں (معجزے) دکھائیں جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی تھیں یعنی لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا چکھدار ہو جانا وغیرہ مگر فرعون نے غنا و ضد کی وجہ سے حضرت موسیٰ کو جھٹلایا اور آپ کو جادوگر کہا اور ایمان و اطاعت سے انکار کیا، اور کہنے لگا اے موسیٰ کیا تم اسلئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم کو ہمارے ملک سے جادو کے زور سے باہر نکال دو، اور یہاں تمہاری حکومت ہو جائے۔ یہ بات فرعون نے اپنی قوم قبیط کو حضرت موسیٰ کی طرف سے نفرت اور اشتعال دلانے کو کہی، اور کہا یا درکھو تم اپنے اس مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے، ہمارے یہاں بھی بڑے بڑے اہر جادوگر موجود ہیں بس ہم تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو لاتے ہیں بس وقت اور جگہ مقرر ہو جائے جس کی خلاف ورزی نہ تم کرو نہ ہم کریں، اور یہ مقابلہ کسی ایسے وسیع میدان میں ہونا چاہئے جو کھلا اور ہموار ہو تاکہ پوری پبلک باسانی دیکھ سکے، حضرت موسیٰ نے فرمایا بہتر ہے جو بڑا میلہ اور جشن تمہارے یہاں ہوتا ہے اسی روز دن چڑھے یہ مقابلہ ہو جائے حضرت موسیٰ نے دن اور وقت مقرر کرنے میں بڑی سمجھ داری سے کام لیا، ایسا دن مقرر کیا جس میں دور سے ہر طبقہ سے بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوتے تھے اور وقت بھی تقریباً دن کے دس بجے کا جس میں تمام لوگ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر جمع ہو سکیں اور اس وقت روشنی بھی خوب ہوتی ہے تاکہ ہر شخص مقابلہ خوب اچھی طرح دیکھ سکے اور ہارجیت (حق و باطل) کا فیصلہ کر سکے۔

فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ۝ قَالَ لِمُؤْسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَيَّ

غرض فرعون لوٹ گیا پھر اپنا کمرا سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا موسیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ارے کبھی خدا تعالیٰ

اللَّهُ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۝ فَنَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ

تعالیٰ پر جھوٹا افتراء مت کر دو کبھی خدا تعالیٰ تمکو کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و نابود ہی کر دے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ ناکام رہتا ہے، پس جادوگر باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے،

بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى ۖ قَالُوا إِنَّ هَٰذِهِ لَسِحْرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ يُخْرِجَكُم

کہنے لگے بے شک یہ دونوں جادو گر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو سے تم کو تمہاری سرزمین سے

مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَى ۖ فَأَجْبِعُوا كَيْدَكُمْ

نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ طریقہ کا دفر ہی اٹھادیں سو اب تم مل کر اپنی تدبیر کا انتظام کر دو

ثُمَّ اسْتَوْصُوا صَفَاءً ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنْ اسْتَعْلَى ۖ قَالُوا لِمُوسَىٰ إِمَّا أَنْ

صاف آراستہ کر کے مقابلہ میں آؤ اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہوا پھر انہوں نے کہا اے موسیٰ! آپ پہلے

سَلِّقْ وَلَا تَأْتِ بِشَيْءٍ ۚ قَالُوا بَلْ أَتَيْنَا بِكُم بِلَاحٍ مِّنْ حِجَابِكُمْ

ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے نہیں آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو پس یہ ایک ان کی

وَعَصِيَّتُهُمْ يَخِيلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ۖ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ

رسیاں اور لاسٹھیاں ان کی نظر بندی سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے سانپ چلتی دوڑتی ہوں

خَيْفَهُ مُوسَىٰ ۖ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۖ وَأَلْقِ مَا فِي

سوموسیٰ کے دل میں تھوڑا خوف ہوا ہم نے کہا تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو

يَبِينُكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۚ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَحِيرٌ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۖ

ہے اس کو ڈال دو ان لوگوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ سب کو نکل جا دیگا یہ جو کچھ بنایا ہے جادو گردوں کا سانگ ہے اور

فَأَلْقَى السَّحَرَةُ سُبْحًا ۚ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۖ قَالَ أَمْنْتُمْ لَهُ

جادو گر کہیں جادوے کا سیلاب نہیں ہوتا سو جادو گر سجدے میں گر گئے کہا ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار

قَبْلَ أَنْ أَدْنَىٰ لَكُمْ مَائِهِ لِكَيْ يُزَكِّيَ الَّذِي عَلَيْكُمْ السَّحَرَةَ فَلَا تَقْطَعْنَ أَيْدِيَكُمْ

پر فرعون نے کہا کہ بد دن اسکے کہ میں تمکو اجازت دوں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے واقعی وہ تمہارے بھی بڑے ہیں کہ انہوں نے تم

وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَلَا وَصَلَيْنَاكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلِتَعْلَمِنَّ أَيْنَا

کو سحر سکھایا ہے سو میں تم سب کے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤں اور تم سب

## اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰی ۝

کو کھجوروں کے درختوں پر لٹکواتا ہوں اور یہ بھی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونوں میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے

### مقابلہ کی تیاری

مقابلہ کے لئے وقت اور جگہ طے ہو جانے کے بعد فرعون مجلس سے اٹھ گیا اور مقابلہ کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی تدبیریں شروع کر دیں، اس زمانہ میں جادو کا بہت زور تھا اور بڑے بڑے جادوگر موجود تھے، فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ تمام ماہر اور موہشیا جادوگر کو میکس پاس بھیج دیں، غرضیکہ وقت متعین سے پہلے پہلے تمام جادوگر جمع ہو گئے آخر کار پوری تیاری کے بعد پوری طاقت کے ساتھ وقت مقررہ پر فرعون نے اسی میدان میں اپنا تخت لگو کر اس پر بیٹھا، تمام اُمراء و زما را اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے، تمام رعایا جمع ہو گئی اور جادوگر صفیں بنا کر تخت کے آگے کھڑے ہو گئے ان سے انعام و اکرام کے وعدے ہو رہے تھے اور حضرت موسیٰؑ کو ہر طرح کی شکست دینے اور حق کو مغلوب کرنے کی کوشش جاری تھیں، ادھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تبلیغ کرنا شروع کی کہ اپنے ہاتھوں ہلاکت و بربادی مت خریدو کہ خدا کی نشانیوں اور انبیاء کے معجزات کو جادو بتا کر ان کا مقابلہ جادو سے کرنا یہ اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے، یاد رکھو ایسے لوگوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا بلکہ اندیشہ ہے کہ ان پر عذاب الہی آجائے اور ان کو نیست و نابود کر دے، حضرت موسیٰؑ کے ان سادہ کلمات کا جادوگروں پر ایسا اثر ہوا کہ ان میں باہم اختلاف ہونے لگا، کچھ کی رائے یہ ہوئی کہ موسیٰؑ جادوگر نہیں واقعہ اللہ کے رسول معلوم ہوتے ہیں لہذا ان سے مقابلہ نہیں کرنا چاہئے، اور کچھ لوگ آپ کو جادوگر ہی سمجھتے رہے اس آپسی اختلاف کو دور کرنے کے لئے وہ خفیہ طور پر مشورہ کرتے لگے اور پھر فرعون کے اثر سے متاثر ہو کر کہنے لگے کہ یہ دونوں بہت ماہر جادوگر ہیں اپنے جادو کے زور سے ہم سب کو ہمارے ملک سے نکال کر خود حکومت کرنا چاہتے ہیں اور جادو کے فن پر بھی جو ہماری عزت و کمائی کا ذریعہ ہے خود قابض ہونا چاہتے ہیں نیز جو ہمارا دین اور رسم و رواج ہے اسکو ختم کر کے اپنا دین رائج کرنا چاہتے ہیں، فرعون جو ہمارا خدا ہے اور اسکو ہر قسم کے اختیارات ہیں وہی ہماری پرورش کرتا ہے اس کی جگہ کسی اور کو ہم سے خدا منوانا چاہتے ہیں، لہذا ان کے دھوکہ و فریب میں نہ آکر ہم سب کو مل جل کر ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہئے، پس پھر سب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور جم کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے

### مقابلہ بازی

جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا پہلے آپ اپنا کرتب دکھاتے ہیں، یا ہم دکھائیں؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا پہلے تم ہی دکھا لو تاکہ باطل کی زور آزمائی کے بعد حق کا پوری طرح غلبہ ہو جائے، چنانچہ جادوگروں نے نظر بند کی کر کے رسیاں اور لاٹھیاں جو سینکڑوں کی تعداد میں وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے سب نے ایک ہی مرتبہ زمین پر ڈال دی جو سانپ بن کر دوڑتی

ہوئی نظر آنے لگیں، یہ منظر دیکھ کر حضرت موسیٰؑ نے دل میں ایچہ خوف ہوا، خوف اتنی جان کا نہیں تھا بلکہ اس بات کا تھا کہ ان سب کی لاشیں سائب نظر آرہی تھیں، میری لاشیں بھی سائب بن جائیں گی تو دیکھنے والے دونوں کو یکساں ہی سمجھیں گے، حق و باطل کے درمیان فرق کیسے ہوگا، یہ خوف آپ کے دل میں بمقامضائے بشریت ہوا، نہیں تو آپ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مزدراں کا معقول انتظام فرمائیں گے، چنانچہ وحی آئی کہ اے موسیٰؑ ڈریے مت غلب آپ ہی رہیں گے، پس یہ جو آپ ہاتھ میں لاشیں ہے اس کو زمین پر ڈال دیجئے یہ سائب بن کر ان کے سب سائبوں کو کھاجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت موسیٰؑ کی لاشیں ایک بڑا اثر دیا بن گئی اور اس نے ان کے تمام اجلی، سائبوں کو ننگلایا، یہ منظر دیکھ کر تمام جادوگروں کو یقین ہو گیا کہ یہ کام جادو کے ذریعہ نہیں ہو سکتا، بلاشبہ یہ معجزہ ہے جو صرف اللہ کی قدرت سے ظاہر ہوتا ہے بس تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے اور اعلان کر دیا کہ ہم موسیٰؑ دہاردن کے رب پر ایمان لے آئے، اور اس طوبیہ پر اپنی شکست اور موسیٰؑ کی فتح کا اعلان کر دیا جس سے پوری رعایا کے سامنے فرعون کو زبردست رسوائی اٹھانی پڑی، لہذا اس نے اپنی عزت بچانے کے لئے جادوگروں پر الزام لگایا کہ معلوم ہوتا ہے تم سب ان دونوں جادوگروں کے شاگرد ہو، اپنے استادوں کو کامیاب کرنے کے لئے تم نے جان بوجھ کر شکست مانی ہے، پس میں تم کو سخت سزا دوں گا، اب میں تم سب کے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر اور پھر تمہیں کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں تاکہ درختوں پر بھوکے پیاسے ٹلے ٹلے تم جادو اور دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو اور آئندہ کوئی اس طرح ہم سے بغاوت نہ کرے۔

فرعون نے خدائی نشہ میں کہا کہ اس سزا کے بعد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہماری سزا سخت ہے یا رب موسیٰؑ کی، مطلب یہ ہے کہ ہمارا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے اس سے ڈرو، رب موسیٰؑ کے عذاب سے مت ڈرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر عمل کرو

قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ

ان لوگوں نے صاف جواب دیا کہ ہم تجھ کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے بمقابلہ ان دلائل کے جو ہم کو ملے ہیں اور بمقابلہ اس ذات کے جس نے

قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِئَنَا

ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو جو کچھ کرنا ہے کر ڈال تو جو اسے کہ اس دنیاوی زندگی میں کچھ کر لے اور کری کیا سکتا ہے پس اب ہم

وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ إِنَّهُ مِنْ بَيَاتِ رَبِّهِ

اپنے پروردگار پر ایمان لائے تاکہ ہمارے گناہ معاف کر دیں اور تو نے جو بنا دیا میں ہم پر زبردتہ الا اس کو بھی معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ



مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَبُوتُ فِيهَا وَلَا يَخْيَىٰ ۚ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

بدرجہ اچھے ہیں اور زیادہ بقا والے ہیں جو شخص مجرم ہو کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اسکے لئے دوزخ مقرر ہے اس میں نہ لگاؤ نہ گناہ۔

قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۚ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ

رب کے پاس ہوں جو حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کئے ہوں سو ایسوں کیلئے بڑے اونچے درجے ہیں یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ۚ

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور جو شخص پاک رہا اس کا یہی انعام ہے۔

**جادو گروں کا جواب** | فرعون کی سنگین سزا کی دھکی سنکر بھی جادوگر اپنے ایمان پر بڑی پختگی سے ثابت قدم رہے اور فرعون کو بڑے حوصلہ سے جواب دیا کہ اس ہدایت و نصیحت کے

مقابلہ میں جو ہمیں اب خدا کی طرف سے حاصل ہوا ہے ہم تیرا مذہب کسی طرح سے قبول نہیں کریں گے نہ تجھے اب اپنے بچے خالق و مالک اللہ جل شانہ کے سامنے کچھ سمجھیں گے،

حضرت عکرمہؓ نے فرمایا کہ جادوگر جب سجدہ میں گرے تو حق تعالیٰ نے ان کو جنت میں ان کے عالیشان مقامات اور نعمتوں کا مشاہدہ کرا دیا جو ان کو ملنے والی تھیں، جادو گروں نے بڑی لاپرواہی اور بے فکری سے

کہا کہ اب تو ہمارے لئے جو چاہئے سزا تجویز کر اس سے ڈر کر ہم حقیقی معبود کو چھوڑ کر تجھے اپنا معبود ہرگز نہیں بنائیں گے تو زیادہ سے زیادہ دنیوی چند روزہ زندگی میں ہمیں سزا دیکر موت کے گھاٹ اتار سکتا

ہے مگر اب ہمیں اس دنیوی زندگی کے چند روزہ رنج و راحت کی فکر نہیں اب تو تمنا صرف یہ ہے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے اور ہمارے عام گناہوں کو اور خصوصاً اس گناہ کو جو تیری حکومت کے خون سے ہمیں زبردستی کرنا پڑا کہ حق کا مقابلہ ہم نے جادو سے کیا، معاف فرادے اور ہمیں تیرے اس انعام

و اکرام کی ضرورت نہیں جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس سے ہزار ہا گنا بہتر اجر ہمیں رب العلیین عطا فرمائے گا۔

جادوگر بطور نصیحت فرعون کو اللہ کے عذاب سے ڈرا رہے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا لالچ دے رہے ہیں کہ گنہ گاروں کا ٹھکانا جہنم ہے جہاں موت تو کبھی آئے گی نہیں اور زندگی بھی بڑی مشقت والی

موت سے بدتر ہوگی اور مومنین اعمال صالحہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں بلند درجات حاصل ہوں گے اور ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

خدا کی شان قدرت دیکھئے کہ یہ نصیحتی کلمات ان جادو گروں کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں جو ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، درحقیقت یہ سب حضرت موسیٰؑ کی صحبت کی برکت اور ان کے اخلاص کا اثر

تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان بدین کے تمام حقائق ان دھڑ میں ایسے کھول دیئے کہ ان کے مقابلے میں نہ اپنی جان کی پروا اور نہ کسی بڑی سے بڑی سزا اور تکلیف کا خوف رہا، گویا ایمان کے ساتھ ساتھ ان کو ولایت کا بھی وہ مقام حاصل ہو گیا جو دوسروں کو عمر بھر کے مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد بھی حاصل ہونا مشکل ہے۔

**فرعون کی بیوی آسیہ کا انجام خیر** | فرعون کی بیوی حق باطل کے اس مقابلہ کی برابر خبر رکھتی رہی کہ انجام کیا ہوا، جب اس کو معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کو ہارون م

غالب آگئے تو اس نے فوراً اعلان کر دیا کہ میں بھی رب موسیٰ و ہارون پر ایمان لے آئی، فرعون کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ ایک بڑے پتھر کی چٹان اٹھا کر اس کے اوپر ڈال دو، آسیہ نے جب یہ دیکھا تو آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور اللہ سے فریاد کی اللہ نے پتھر اس کے اوپر گرنے سے پہلے ہی اس کی روح قبض کر لی پھر پتھر اس بے جان جسم پر گرا۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى هَ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِى

اور ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات بے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنا دینا تو تم کو

الْبَحْرِ يَبَسًا ۚ لَا تَخَفْ ۚ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَبِجُنُودِہٖ

کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف ہوگا پس فرعون اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پیچھے چلا تو دریا ان

فَغَشٰیہُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشٰیہُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَہٗ وَمَا هَدٰى ۝

بر جیسا مئے کو تھا آہلا اور فرعون اپنی قوم کو بُری راہ لایا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی۔

**تفسیر** | جب حق باطل کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ عطا ہوا اور جادوگروں نے ایمان قبول کر لیا، اور موسیٰ م نے سالہا سال تک اللہ کے احکامات پہنچا کر اور مختلف

معجزات دکھا کر ہر طرح سے حجت پوری کر دی اور اس پر بھی فرعون حق قبول کرنے اور بنی اسرائیل کو آزادی دینے پر آمادہ نہ ہوا تب اللہ نے حضرت موسیٰ م کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر راتوں رات مصر سے ہجرت کر جاؤ تاکہ بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات حاصل ہو۔

چونکہ پیچھے سے فرعون کے لشکر کا اندیشہ اور آگے سے دریائے قلزم کا خطرہ تھا اسلئے اللہ تعالیٰ

نے یہ فرما کر آپ کو مطمئن کر دیا کہ سمندر میں اپنی لاکھی مارنا تمہارے لئے اس میں خشک راستے بن جائیگے

چنانچہ آپ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو جن کی تعداد بعض اسرائیلی روایات میں چھ لاکھ تین ہزار

بیان کی گئی ہے جمع کر کے رات کے وقت شہر سے نکل گئے، صبح سویرے جب فرعونیوں کو معلوم ہوا تو

فرعون نے ایک بہت بڑا لشکر ساتھ لے کر ان کا پیچھا کیا اس وقت بنی اسرائیل دریا کے کنارے پہنچ

پہنچ چکے تھے، آگے سمندر اور پیچھے شکر دیکھ کر بنی اسرائیل گھرا گئے، حضرت موسیٰ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے اور پھر سمندر میں اپنی لاکھی ماری تو اس میں خشک راستے بن گئے اور بعافیت تمام بنی اسرائیل سمندر پار کر گئے، فرعون نے یہ منظر دیکھا تو اپنے گھوڑے اس میں ڈال دیئے، جب پورا شکر سمندر کے بیچ میں پہنچ چکا تو اللہ نے دیا کوئل جانے کا حکم دیا، دریا چاروں طرف سے مل گیا اور پورا شکر اس دریا میں غرق ہو گیا، غرضیکہ فرعون نے اپنی قوم کو بری راہ پر ڈالا، جس کی وجہ سے وہ دنیا میں بھی غرق دریا ہو کر ہلاک ہوئے اور آخرت میں بھی جہنم رسید ہوں گے (یہ واقعہ قرآن کریم میں اس سے پہلے بھی کئی جگہ بیان ہو چکا ہے)

يٰۤاَيُّهَا اِسْرٰٓءِیْلُ قَدْ اَنْجٰیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ وَوَعَدْنَاکُمْ جَانِبَ الطُّورِ

اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے کوہ طور کی داہنی جانب آنے

الَاٰیْمٰنَ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّٰۤیۃَ وَالسَّلٰوۃَ ۝ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ

کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من و سلویٰ نازل فرمایا، ہم نے جو نفیس چیزیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس

وَلَا تَطْغَوْا فِیْہِ فَبِجَلِّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ ۚ وَمَنْ یَّحِلِّ عَلَیْہِ غَضَبِیْ

میں حد سے مت گدرو کہیں میرا غضب تم پر واقع ہو جائے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے

فَقَدْ هُوَ ۝ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَامَنَّ وَعَمِلَ صٰلِحًا ثُمَّ اهْتَدٰۤی ۝

وہ بالکل گیا گذرا ہوا، اور میں ایسے لوگوں کیلئے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آویں اور نیک عمل کریں پھر راہِ قائم پر

**تفسیر:** ان آیات میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ ہم نے تم پر کیسے کیسے انعامات و احسانات کئے تم کو چاہئے کہ ان کا حق ادا کرو، تم پر ہم نے یہ کتنا عظیم احسان کیا کہ تمہارے سخت دشمن فرعون سے تم کو آزادی دی جو برسوں سے تم کو اپنا غلام بنائے ہوئے تھا اور اس کو تمہاری

ہی آنکھوں کے سامنے مع اس کے لشکر کے دریا میں غرق کر دیا اور جب تم کو مکمل سکون ہو گیا تو تمہارے پیغمبر کے واسطے یہ حکم بھیجا کہ کوہ طور کی داہنی جانب آجاؤ وہاں ہم تم کو تورات عطا فرمائیں گے، اور

اسی طرح وادیِ تہہ میں تم پر احسان کیا وہاں آسمانی کھانا من و سلویٰ تم کو عطا فرمایا یہ واقعہ بھی سورہ بقرہ میں تفصیل کے ساتھ گزر چکا اور اس کے علاوہ اور بے شمار تمکو حلال و لذیذ نعمتیں عطا فرمیں پس

ان کو صحیح طریقہ سے استعمال کرو، حد سے آگے مت بڑھو اور کسی کام میں ہماری نافرمانی مت کرو نہیں تو ہمارا غضب تم پر نازل ہو جائے گا اور عذاب میں مبتلا کر دیئے جاؤ گے اور ایسے لوگوں کو ہم خوب بخشنے والے بھی ہیں

جو کفر و معاصی سے سچی توبہ کر کے ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرے اور اسی پر اشد تائب قائم رہے۔

وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَمُوسَى ۝ قَالَ هُمْ أَوْلَاءٌ عَلَيَّ أَشْرَى وَعَجِلْتُ

اور اے موسیٰ! اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا سبب کیا ہوا انھوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ ہیں تو میں نے سے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى ۝ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ

آجک پاس جلدی سے اسلئے جلا آیا کہ آپ خوش ہوں گے، ارشاد ہوا کہ تمھاری قوم کو تو میں نے تمھارے بعد ایک بد میں مبتلا کر دیا اور ان کو

السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَقَوْمُ

سامری نے گمراہ کر دیا۔ غرض موسیٰ غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے

أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدًّا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ

تمھارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر زیادہ راز گذر گیا تھا یا تم کو یہ منظور ہوا کہ تم پر تمھارے رب کا غضب

أَنْ يَجِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ۝ قَالُوا مَا

واقع ہو اس لئے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو خلاف کیا وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا

أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلِكِنَّا حَمَلْنَا أَوْثَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَدْ تَفَنَّا

اس کو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا لیکن قوم کے زیور میں سے ہم پر بوجھ لدرہا تھا سو ہم نے اس کو ڈال دیا

فَكَذَّبْتَكَ فَقَالُوا لَكَ الْفَقْرُ السَّامِرِيُّ ۚ فَأَخْرَجَهُمْ عَجَلًا جَسَدًا لَهُ خُورٌ فَقَالُوا

پھر اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیا پھر اس نے ان لوگوں کے لئے ایک بھڑا ظاہر کیا کہ وہ ایک قاب تھا جس میں ایک

هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى ه فَتَنَى ۚ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۚ

آواز تھی سو وہ لوگ کہنے لگے کہ تمھارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے تھے کہ

وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ

وہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی مضر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے۔

حضرت موسیٰ پر توریت کا نزول | جب حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ کو توریت عطا کرنا چاہی تو فرمایا کہ تم کو وہ طور پر پہلے آؤ، بقول علامہ بغوی

آپ اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو ہمراہ لے چلے، خود توریت اور دیوار خدا مدی کے شوق میں ان سے پہلے پہنچ گئے، اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے موسیٰ اپنی قوم سے پہلے آپ کیوں آگئے؟ عرض کیا قوم بھی میرے پیچھے آ رہی ہے، میں آپ کے شوق میں بھاگا چلا آیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم ادھر آئے اور ادھر تم نے آپ کی قوم کو ایک آزمائش میں مبتلا کر دیا، ان کو سامری نے گمراہ کر دیا ہے، حضرت موسیٰ غصہ اور رنج و غم کی حالت میں توریت کی تختیاں لے کر کوہ طور سے واپس ہوئے اور اپنی قوم سے خطاب فرمایا کیا میرے رب نے تم سے ایک بہتر وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تم کو توریت دوں گا جس سے تمہیں دونوں جہان کی کامیابی نصیب ہوگی، تم نے اس سچے وعدہ کا انتظار کیوں نہیں کیا، کیا سعاد مقررہ سے وقت زیادہ گزر گیا تھا کہ تم مایوس اور ناامید ہو گئے تھے اس لئے پھڑپھڑے کی پوجا شروع کر دی تاکہ میرے رب کا غضب پھر نازل ہو جائے، کہنے لگے پھڑپھڑے کا پوجا ہم نے از خود نہیں کیا بلکہ یہ کام ہم سے سامری نے کرایا ہے اور اس کا واقعہ یہ ہوا کہ قوم فرعون کے زیورات جو ہمارے پاس تھے ان کے متعلق ہم سے حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے جائز نہیں، ان کو ایک گڑھے میں ڈال دو اور بعض روایات میں ہے کہ سب زیورات اکٹھا کر کے سامری نے ایک گڈھے میں ڈلوائے اور پھر انھیں ڈھال کر ایک پھڑپھڑ بنایا جس میں سے ایک آواز نکلتی تھی، اس سے سامری نے قوم کو گمراہ کیا، کہنے لگا یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے، موسیٰ بھول کر خدا کی تلاش میں دوسری جانب چلے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس احمقانہ حرکت کا جواب دیا کہ ان عقل کے اندھوں کو اتنی موٹی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی کہ جو مورتی انسان نے خود بنائی ہے اور اس کی یہ حالت کہ نہ کسی بات کا جواب دے سکے اور نہ کسی کو نقصان پہنچا سکے نہ فائدہ پہنچا سکے وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے؟

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَقَوْمِ إِنَّكُمْ فُتِنْتُمْ بِهِ، وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ

اور ان لوگوں سے ہارون نے پہلے ہی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس کے سبب گمراہی میں پھنس گئے ہو اور تمہارا رب

فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ۖ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا

رجمن ہے سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو، انھوں نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس آئیں اسی

مُوسَىٰ ۖ قَالَ يَهُدُونَ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ۖ أَلَا تَتَّبِعُنَا ۚ أَفَعَصَيْتَ

پر برابر جے بیٹھے رہیں گے کہا اے ہارون جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے تو تم کو میرے پاس چلے آنے سے کون امراغ ہوا

اَمْرِي ۛ قَالَ يَبْنَؤُمْ لَا تَاْخُذْ بِلِحَيْتِي وَلَا يَدَايِي اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَقْتُ

تھا سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا ہارون نے کہا کراے میرے مٹا جائے تم میری ڈاڑھی مت پکڑو اور نہ سر کے بال پکڑو

بَيْنَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۝

مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہلے لگو کر تم نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا

**حضرت ہارون کا اپنی قوم کو نصیحت کرنا** بنی اسرائیل جب بچھڑے کی پوجا میں مبتلا

ہونے لگے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ اس کی پوجا کسی طرح بھی جائز نہیں یہ کھلا کفر اور گمراہی ہے، عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے دین کے بارے میں تم اپنی رائے سے کچھ مت کرو، میں حضرت موسیٰ ؑ کا نائب اور اللہ کا نبی ہوں، دین پر چلنے کا جو طریقہ میں بتلاؤں اس پر چلو، بنی اسرائیل میں تین گروہ ہو چکے تھے، لہذا حضرت ہارون کی یہ تقریر سن کر ایک فرقے نے آپ کی بات مان لی ان کی تعداد بارہ ہزار تھی، دوسرا گروہ پوجا تو کرتا رہا مگر اس نے وعدہ کیا کہ اگر حضرت موسیٰ ؑ نے منع کیا تو ہم اس کی پوجا کرنا چھوڑ دیں گے، تیسرا گروہ پوجا پر جا رہا، اس نے کہا کہ موسیٰ ؑ کے آنے پر دیکھا جائیگا جو مناسب سمجھیں گے کریں گے، ان کا بیخبر یقین تھا کہ موسیٰ ؑ بھی آکر اس کی پوجا کریں گے بس ہم ہمیشہ ان کی پوجا کریں گے۔

حضرت ہارون ؑ کی مکمل ہدایت و نصیحت کے بعد جب یہ لوگ راہ راست پر نہ آتے تو آپ ان بارہ ہزار لوگوں کو لیکر ان سے الگ ہو گئے جنہوں نے آپ کی بات مان لی تھی، البتہ رہتے رہے اسی جگہ پر، کو چلو سے واپس آنے پر پہلے تو آپ نے بنی اسرائیل کو ڈانٹا جس کا بیان پچھلی آیات میں ہو چکا، پھر اپنے جانشین حضرت ہارون ؑ پر سخت غصہ اور ناراضگی کا اظہار کیا اور ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر فرمایا کہ جب قوم کھلی گمراہی اور کفر و شرک میں مبتلا ہو گئی تھی تو تم نے ان کا مقابلہ کیوں نہ کیا اور اگر یہ نہ ہو سکتا تھا تو ان سے تعلقات ختم کر کے میرے پاس کوہ طور پر چلے آتے۔

حضرت ہارون ؑ نے فرمایا کہ جتنا نصیحت کرنا اور صحیح راہ پر رکھنا میرے بس میں تھا میں نے اس میں کمی نہیں کی مگر لوگوں نے میری نصیحت زانی اور میرے قتل کی فکر میں لگ گئے، اگر میں ان سے مقابلہ کرتا یا انہیں چھوڑ کر آپ کے پاس چلا آتا تو قوم میں تفرقہ پڑ جاتا، بس میں نے آپ کی نصیحت کو قوم میں پھوٹ مت پڑنے دینا پر عمل کیا یہ سوچ کر کہ ممکن ہے آپ کے آنے کے بعد سب سمجھ جائیں اور کفر و شرک سے تائب ہو کر ایمان و توحید پر واپس آجائیں۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ۖ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ

کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے اس نے کہا مجھ کو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اوروں کو نظر نہ آئی تھی چہرے میں نے

قَبَضْتُ ۚ مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ۖ قَالَ

اس فرستادہ کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی تھی سو میں نے وہ مٹھی ڈال دی اور میرے جی کو یہی بات پسند آئی

فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۚ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ

آپ نے فرمایا تو بس تیرے لئے اس زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا بھراکے کا کہ مجھ کو کوئی ہاتھ نہ لگنا اور تیرے لئے ایک

تُخْلِفُهُ ۚ وَانْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ

اور وعدہ ہے جو تجھ سے ملنے والا نہیں اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس پر تو جما ہوا بیٹھا تھا ہم اسکو جلا دیں گے پھر

لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۚ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ

اسکو دریا میں بھیر کر بہا دیں گے بس تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل

شَيْءٌ عِلْمًا ۖ

نہیں وہ اپنے علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے

**تفسیر:-**

حضرت ہارون م سے فارغ ہو کر موسیٰ علیہ السلام نے اس گمراہی کے اصل بانی سامری

سے ڈانٹ کر پوچھا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے وہ چیز

دیکھی ہے جو دوسروں نے نہیں دیکھی اور وہ یہ ہے کہ حضرت جبریل م کے گھوڑے کا پاؤں جہاں پڑتا تھا

وہیں سبزہ نمودار ہو جاتا تھا میں نے سمجھ لیا کہ ان کے گھوڑے کے پاؤں کی برکت سے مٹی میں قوت حیات

پیدا ہو جاتی ہے، بس میں نے اس جگہ کی ایک مٹھی مٹی اٹھالی اور اسکو بھیرے کے اندر خول میں

ڈال دی وہ بولنے لگا،

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ حضرت جبریل حضرت موسیٰ م کو کوہ طور پر آنے کی دعوت دینے کیلئے

گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے تھے، سامری نے حضرت جبریل کو پہچان لیا، دوسرے لوگ نہ پہچان

کے اس کی وجہ حضرت ابی عباس رضی کی روایت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ جس وقت سامری کو اس کی ماں

نے غار میں ڈال دیا تھا تو حضرت جبریل یہاں اس کے لئے روزانہ کھانے پینے کی چیزیں لے کر آتے تھے

اس لئے اس نے باسانی حضرت جبریل کو پہچان لیا، سامری ملک فارس یا ہندوستان کا رہنے والا تھا

اس کی قوم گائے کی پوجا کیا کرتی تھی اس لئے اس نے بنی اسرائیل کی پوجا کے لئے بچہ طیار کیا، یہ مہم جو بچہ کرنا پڑا۔ ایمان لے آیا اور حقیقت میں کافر ہی رہا اس طرح اس نے منافق رہ کر قوم کو زبردست نقصان پہنچایا۔

اس کا یہ جواب سنکر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تیرے لئے دنیا میں یہ سزا ہے کہ تو لوگوں سے کہے کہ مجھے کوئی نہ چھوئے اور نہ میرے قریب آئے، یہ ایسے کیوں کہتا تھا اس کی وجہ علامہ مفسرین سے یہ نقل ہے۔ اللہ نے اس کے دل میں انسانوں سے وحشت ڈال دی تھی اسی لئے وہ جنگلوں اور ویرانوں میں انسانوں سے دور مارا مارا پھرتا تھا۔ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ اس سے میل جول بالکل ختم کر دیا جائے۔ حضرت موسیٰ کی بددعا سے اسکے جسم میں یہ بیماری پیدا کر دی گئی تھی کہ اگر یہ کسی کو چھوے یا اس کو کوئی چھوے تو دونوں کو بخار ہو جاتا اسلئے جب یہ کسی انسان کو اپنے قریب دیکھتا تو دور ہی سے چلاتا لا مِسَّاسَ یعنی مجھے مت چھونا۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ سزا تو تیری ہوئی اب دیکھ ہم تیرے بنائے ہوئے معبود اور خدا کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں ہم اسکو توڑ پھوڑ کر جلا کر راکھ بنا کر دریا میں بکھر دیں گے۔

## ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بچہ طیار سونے چاندی کا بنا ہوا تھا پھر جل کر اسکی راکھ کس طرح بن سکتی ہے؟ اسکے کئی جواب علامہ مفسرین نے دیئے ہیں۔ اسکے خول میں مٹی ڈال دینے کے بعد جب اسکے اندر آثار زندگی پیدا ہو گئے تو وہ گوشت اور ہڈی کا بن گیا، اس صورت میں اس کو ذبح کر کے جلا کر کے راکھ بنا دینا آسان ہے۔ اس کو سوہان سے ریت کر ذرہ ذرہ کر کے دریا میں بکھر دیا جائے گا۔ اسکو جلانا بطور خرق عادت اور معجزہ کے تھا، واللہ اعلم بالصواب۔

كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ، وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۝

اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت

مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْمَلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ۝ خَلِدِينَ فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ

نار دیا ہے، جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ لادے ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ۝ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝

رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے بڑا بھاری بوجھ ہو گا جس روز صور میں پھونک دی جاوے گی اور ہم اس روز

يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ

مجرم لوگوں کو اس حالت سے جمع کریں گے کہ گرجے ہوں گے چکے چکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم لوگ صرف دس روز



## اَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝

مگر نہیں تم ایک ہی روز ہے۔

رہے ہو گے جس کی نسبت وہ بات چیت کریں گے اس کو ہم خوب جانتے ہیں جبکہ ان سب میں زیادہ صاف راہیوں کہتا ہوگا کہ نہیں م

تفسیر

ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس طرح ہم نے موسیٰ و فرعون کا واقعہ بیان کیا اسی طرح پچھلی بہت سی قوموں اور انبیاء کے واقعات بیان کرتے ہیں جو عبرت سے بھرپور ہیں ان سے عقل مند لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں اور یہ واقعات آپ کی نبوت اور وحی الہی کی واضح دلیل بھی ہیں کہ اس نبی امی کی زبان کیسے طرح سینکڑوں سال پرانے واقعات ہو ہو بیان ہو رہے ہیں اور ہم نے آپ کو ایک نصیحت نامہ یعنی قرآن مقدس عطا فرمایا ہے جو عبرت آموز واقعات و حقائق پر مشتمل ہے جو شخص قرآن سے اعراض

## قرآن میں کوتاہی کا انجام

در گردانی کرے گا قیامت کے روز اسکے اوپر گناہوں کا بڑا بوجھ لدا ہوگا، قرآن سے اعراض کی مختلف صورتیں ہیں قرآن سیکھنے میں لاپرواہی کرے یا اسکی تلاوت میں کوتاہی کرے یا کسی دنیوی مال و عزت کے لالچ میں پڑھے یا اسکے معانی و مطالب اور احکامات سمجھنے کی کوشش نہ کرے یا سمجھنے کے بعد ان پر عمل پیرا ہونے میں کوتاہی کرے وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی، جس کی آواز سن کر تمام مردے زندہ ہو جائیں گے اس دن ہم مجرم یعنی کافر لوگوں کو میدانِ محشر میں اس حالت میں جمع کریں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی جو انتہا سے زیادہ بد نما اور عیب دار معلوم ہوتی ہیں، قیامت کے دن کافروں کی آنکھیں نیلی اور چہرے سیاہ ہوں گے، بعض مفسرین نے زُمرًا کی تفسیر نابینا کی ہے یعنی کافر میدانِ محشر میں لائے جانے کے وقت اندھے ہوں گے پھر بینائی دیدی جائے گی تاکہ دوزخ وغیرہ دیکھ سکیں۔

ارشاد ہے کہ کافر قیامت کی سخت ترین ہولناکی دیکھ کر کہیں گے کہ ہم دنیا میں یا قبر میں دس دن سے زیادہ نہیں رہے یعنی بہت ہی کم دن رہے، ممکن ہے کافر معذرت کے طور پر ایسا کہیں کہ ہمیں دنیا میں بہت ہی کم رہنے کا موقع ملا کہ آخرت کی کچھ تیاری نہ کر سکے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں جس مدت کو یہ اندازہ سے کہہ رہے ہیں اس کا صحیح علم ہمیں ہے کہ کتنی مدت رہے اسکے بعد فرمایا کہ ان کافروں میں جو سب سے زیادہ صحیح رائے قائم کرنے والا اور سمجھدار ہوگا وہ یوں کہے گا کہ ہم صرف ایک دن رہے مطلب یہ ہے کہ قیامت کی ہولناکی والا ایک دن اس قدر لمبا ہوگا کہ وہ ذموی ساٹھ سو سالہ زندگی کے برابر معلوم ہوگا، اللہ تعالیٰ وہاں کی سختی سے تمام مومنین کی حفاظت فرمائے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۖ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۚ

اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں سو آپ فرمادیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دیکر بھری زمین کو ایک میدان بنوے گا۔

لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ

کر دیگا کہ جس میں تو نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی دیکھے گا اس روز کے سب بلانے والے کے کہنے پر بنولیں گے۔

وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۚ يَوْمَئِذٍ لَا تَنفَعُ

اس کے سامنے کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے دب جائیں گی سو تو بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ

الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

سنے گا اس روز سفارش نفع نہ دیگی مگر ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی ہو اور اس شخص کے واسطے ہوں

وَمَا خَلَقَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۚ وَعَدَّتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۚ وَقَدْ

پسند کر لیا ہو وہ ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتا اور تمام چہرے

خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا

اس حق قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ناکام رہے گا جو ظلم کرے کر آیا ہو گا اور جس نے نیک کام کئے ہوں گے

يَخْفُ ظُلْمًا وَلَا هُمْ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو گا سو اس کو نہ کسی زیادتی کا اندیشہ ہو گا اور نہ کمی کا۔

## واقعہ شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک ثقفی شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن ان پہاڑوں کا کیا ہو گا یعنی یوں ہی اپنی جگہ پر برقرار رہیں گے یا ان کو بھی ہٹا دیا جائے گا؟ اس آیت میں اس کا جواب مرحمت فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے سامنے ان پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے ان سب کو ذرا سی دیر میں یزہ یزہ کر کے دھنی ہوئی ردائی کی طرح اڑا دیا جائیگا اور زمین بالکل صاف و ہموار کر دی جائے گی، قیامت کے دن فرشتہ صور پھونکنے کی آواز سے سب قبروں سے بلائے گا، سب قبروں سے نکل پڑیں گے اور سیدھے میدان محشر میں پہنچ جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم ہو گا کہ کسی کی کوئی آواز نہیں سنی جائے گی سوائے محشر کی طرف چلنے کی کھسکھاہٹ کے، آواز کا نہ سننا یا تو اس وجہ سے ہو گا کہ گھبراہٹ کی وجہ سے

کوئی بولے گا ہی نہیں یا گھبراہٹ کی وجہ سے آہستہ آہستہ کانایہوسی کریں گے جو سنی نہیں جائے گی، قیامت کے روز کسی کو کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر صرف ایسے شخص کو انبیاء و صلحاء کی شفاعت نفع بخش ہوگی جس کے لئے شفاعت کرنے کی اللہ نے اجازت مرحمت فرمادی ہو اس سے مراد مومن ہے کیونکہ کافر کے لئے کسی کو شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ملے گی، اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والوں اور جن کی شفاعت کی جائے گی ان سب کے اگلے پچھلے حالات خوب جانتا ہے، اس لئے وہی خوب جانتا ہے کہ کس کو کس کے حق میں سفارش کرنے کا موقع دیا جائے گا، کسی کا علم اللہ کی معلومات کا احاطہ نہیں کر سکتا، قیامت کے روز ان بڑے بڑے سرکش و متکبروں کے سر بھی اس ذات حی القیوم (اللہ تعالیٰ) کے سامنے ذیل قیدیوں کی طرح جھکے ہوئے ہوں گے جنہوں نے کبھی خدا کے سامنے پیشانی نہیں ٹکی تھی، اور مشرک کو اس دن ذلت آنیز سزا دی جائے گی، اس کے بالمقابل وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں اعمال صالحہ کئے اس کو زکسی زیادتی کا اندیشہ ہوگا نہ کی کا، مطلب یہ ہے کہ ناسکے گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ نیکیوں میں کمی۔

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ

اور ہم نے اسی طرح اس کو عربی قرآن کر کے نازل کیا ہے اور اس میں ہم نے طرح طرح سے وعید بیان کی ہے تاکہ وہ لوگ

يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۖ فَتَعْلَىٰ لِلَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ

ڈر جائیں یا یہ قرآن ان کے لئے کسی قدر سمجھ پیدا کر دے سوائے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے اور قرآن میں

مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۚ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۖ وَلَقَدْ عَهِدْنَا

قبل اسکے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیجئے اور اب یہ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجئے

إِلَّا أَدْمَرَ مِنْ قَبْلِ قُنْصِي وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عِزْمًا ۚ

اور اس سے پہلے ہم آدم کو ایک حکم دے چکے تھے سوان سے غفلت ہو گئی اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی

**تفسیر**

ارشاد ہے کہ جس طرح ہم نے پچھلی آیات میں قیامت کے احوال اور نیک و بد کا انجام صاف صاف بیان فرمایا ہے اسی طرح ہم نے پورا قرآن صاف صاف عربی زبان میں نازل فرمایا ہے تاکہ جو لوگ اس کے ادین مخاطب ہیں وہ اس کو پڑھ کر خدا سے ڈریں اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں اور اتنا نہ ہو تو کم از کم ان کے دلوں میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ سوچ تو پیدا ہو جائے، ممکن ہے کہ یہ سوچ اور غور و فکر آگے بڑھتے بڑھتے ہدایت پر لے آئے اور پھر ان کے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت ہو۔

خداے تعالیٰ جو حقیقی بادشاہ اور اعلیٰ شان والا ہے اس نے یہ عظیم الشان قرآن نازل فرمایا جس میں  
اے محمدؐ جس طرح ہم اس عظیم الشان قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے آہستہ آہستہ نازل کرتے ہیں تم بھی اسکو  
جبریلؑ سے لینے میں جلدی نہ کیا کرو، حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نزول قرآن کا سلسلہ  
شروع ہوا تو جس وقت جبریلؑ کوئی آیت لے کر نازل ہوتے اور حضور علیہ السلام کو سناتے تو آپ جبریلؑ  
کے ساتھ ساتھ اس کو پڑھتے جاتے اس ڈر سے کہ کہیں بھول نہ جاؤں، حق تعالیٰ نے آپ کو ہدایت زمانی کر  
اس طرح آپ جلدی نہ کیا کیجئے ہم ذمہ لے چکے ہیں کہ قرآن آپ کے سینے میں سے نہیں نکلے گا، پس آپ اس  
کی فکر نہ کیجئے اسکے بجائے یوں دعا کیجئے اے اللہ میرا علم بڑھا دیجئے، اس جامع دعا میں نازل شدہ قرآن  
کا یاد رکھنا بھی داخل ہے اور غیر نازل شدہ کی طلب بھی اور اسکے معارف و حقائق سمجھنے کی توفیق بھی۔  
اسکے بعد ارشاد فرمایا دیکھو آدمؑ نے ایک چیز میں بے موقع جلدی کی تھی اس کا انجام کیا ہوا، یعنی  
بھول کر اناج کا دانہ کھالیا تھا پھر اس کی وجہ سے جنت سے نکال دیئے گئے۔ اس قصہ کی تفصیل اگلے  
رکوع میں بیان کی گئی ہے۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَۙۤ اَبٰی ۝۱۰ فَقُلْنَا

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا سجز ابلیس کے اس

یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوُّ لَکَۙ وَ لِزَوْجِکَ فَلَا یُخْرِجُکُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی ۝۱۱

نے انکار کیا پھر ہم نے کہا کہ اے آدمؑ یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا دشمن ہے سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلا دے

اِنَّ لَکَ الْاَلٰ تَجُوْعُ فِیْہَا وَلَا تَعْرٰی ۝۱۲ وَ اَنْتَ لَا تَظْمَؤُا فِیْہَا وَلَا تَصْحٰی ۝۱۳

پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ تنگے ہو گے اور نہ یہاں بیاہ ہو گے

فَوَسْوَسَ اِلَیْہِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةٍ الْخُلْدِ

اور نہ دھوپ میں تپو گے پھر ان کو شیطان نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدمؑ کیا میں تم کو ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی

وَمُلْکٍ لَا یَبْلٰی ۝۱۴ فَاَکَلَا مِنْہَا فَبَدَتْ لَہُمَا سَوَاتِہُمَا وَ طَفِیْقًا یَّخْصِفٰنِ

بادشاہی کہ جس میں کبھی ضعف نہ آوے سو دونوں نے اس درخت سے کھالیا تو ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے

عَلَیْہِمَا مِنْ وَّرَیْقِ الْجَنَّةِ وَ عَصٰیۤاۤ اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی ۝۱۵ ثُمَّ اجْتَبٰہُ رَبُّہٗ

اور دونوں اپنے اوپر جنت کے درختوں کے پتے چیکانے لگے اور آدمؑ سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے پھر ان کو

فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَذَا ۛ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا

ان کے رب نے مقبول بنایا سو اس پر توبہ فرمائی اور راہ پر قائم رکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو ایسی

بایاتیں تم مئی ہدیٰ ۛ فَمِنْ اَتْبَعَهُ هٰذَاى فَلَآ يَصِلُ وَلَا يَشْفِى ۛ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنِّ

حالت سے کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع

ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ۚ ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَعْمٰى ۛ قَالَ رَبِّ

کرے گا تودہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ شقی ہوگا اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اسکے لئے تنگی کا جینا ہوگا

لِمَ حَشَرْتَنِىْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۛ قَالَ كَذٰلِكَ اَتٰتَكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْنَهَا ۚ

اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ اے میرے رب آپ نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنٰى ۛ وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيٰتِ رَبِّهٖ ۚ

تو آنکھوں والا تھا ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج تیرا

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۛ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اٰهَلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ

کچھ خیال نہ کیا جاوے گا اور اسی طرح اس شخص کو ہم سزا دیں گے جو حد سے گزر جائے اور اپنے رب کی آیاتوں پر ایمان نہ لادے اور اچھی نصیحت

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ۛ

غائب بڑا سخت اور بڑا دیر پا ہے کیا ان لوگوں کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہون کر ہم ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں

کر ان کے رہنے کے مقامات میں وہ لوگ بھی چلتے ہیں اس میں اوائل ہم کے لئے کافی دلائل موجود ہیں

ان آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے یہ قصہ اس سے پہلے

سورہ بقرہ اور اعراف میں گزر چکا ہے اس مقام کے مناسب جو حصہ ہے اس کا

## قصہ حضرت آدم

بیان یہاں کیا جا رہا ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں سب فرشتے فوراً سجدہ میں گر پڑے

سوائے ابلیس لعین کے، اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے آدم کو متنبہ فرمایا کہ یاد رکھو

یہ تمھارا اور تمھاری بیوی کا دشمن ہے کیونکہ یہ تمھاری وجہ سے مردود ہوا ہے، بس اس سے بچتے رہنا۔

ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے یعنی اس کے کہنے سے تم کوئی ایسا کام کر بیٹھو جس کی

وجہ سے جنت سے نکال دیئے جاؤ اور پھر تم تکلیف و مشقت اور مصیبت میں پھنس جاؤ کیونکہ یہاں

تو تھیں تمام کھانے پینے کی چیزیں، پینے کے کپڑے، ریش کے لئے مکان وغیرہ بلا کسی محنت و مشقت کے ملا ہوا ہے، دنیا میں جا کر ان تمام چیزوں کے لئے تمکو زبردست محنت کرنا پڑے گی کہ پہلے ہی ماؤ پھر دانہ ڈالو پھر پانی پھر اس کی حفاظت تب کہیں جا کر اناج نصیب ہوگا اور پھر اس کو بیٹا، جو نہ جانا سیکھتا اس کے بعد جا کر بیٹ بھر پائے گا اس کے لئے کس قدر پسینہ بہانا پڑے گا اور کس قدر دھوپ کی گرمی برداشت کرنا پڑے گی، یہاں تم دھوپ کی تپش و گرمی سے بھی محفوظ ہو کیونکہ یہاں دھوپ ہے ہی نہیں۔

الغرض شیطان ان کو بہکانے لگا کہ اے آدم میں تمکو ایک ایسا درخت بتلاتا ہوں جس کے دانے کھانے سے تم ہمیشہ جنت میں مزے کی زندگی بسر کرتے رہو گے، کبھی یہاں سے باہر نہیں کے جاؤ گے، اس کے کھانے سے کبھی موت نہیں آئے گی اور ایسی لازوال حکومت ملے گی جس میں کبھی ضعف نہ آئے گا، بس شیطان کے بہکانے سے دونوں نے اس درخت کے دانے کھالئے، پھر کیا تھا دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، اب مارے شرم کے اپنے جسم کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔ غرضیکہ حضرت آدم ؑ سے قصور ہو گیا اور وہ غلطی میں مبتلا ہو گئے کہ درخت کے دانے کھائے تھے جنت میں ہمیشہ رہنے کیلئے اور یہ سبب بن گئے جنت سے نکلنے کا، بس آدم علیہ السلام فوراً نادم و شرمندہ ہو کر معذرت خواہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کی اور ان کو اپنا اور زیادہ مقبول بنایا اور پھر ان کو ہمیشہ ہدایت پر قائم رکھا آئندہ کوئی ایسی خطا نہ ہوئی۔

جب آدم و حوا نے اس درخت کے دانے کھالئے تو اللہ نے حکم فرمایا کہ تم دونوں جنت سے اتر کر دنیا میں چلے جاؤ وہاں تمہارے جو اولاد ہوگی وہ آپس میں ایک دوسرے کی دشمن ہوگی، آپس میں لڑتے جھگڑاتے رہیں گے اور ان میں مذہبی اختلاف بھی ہوگا کہ کوئی مومن، کوئی کافر، کوئی مشرک (اسکی مکمل تفصیل سورہ بقرہ پارہ الم آسان تفسیر ص ۲ پر گزرتی چکی ہے اس کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس میرے رسول اور میری کتابیں آئیں گی جو ان کی پیروی کرے گا وہ دنیا میں رسوا ہوگا نہ آخرت میں ذلیل اور جو ان سے اعراض اور روگردانی کرے گا وہ دنیا میں بھی تنگ رہیں گے، ان کو اطمینان و سکون اور کشادہ دلی سیر نہ ہوگی، گو کھانے پینے کی کتنی ہی چیزیں میسر ہوں مگر ایمان و یقین نہ ہونے کی وجہ سے دل ہمیشہ پریشان رہے گا اور قیامت کے دن اس کو ہم اندھا کر کے قبر سے اٹھائیں گے، وہ تعجب سے کہے گا میرے رب آپ نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو آنکھوں والا تھا، مجھ سے ایسی کیا غلطی ہوئی

حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے جیسے تم نے دنیا میں اعمال کئے تھے ویسی ہی ہم نے تم کو یہاں سزا دی ہے، سوچ ہم نے تیرے پاس انبیاء و علماء کے ذریعہ اپنے احکامات بھیجے تھے تو نے ان کی طرف سے نظر جرائی، آج ہم نے تیری نظر جرا کر تجھے اندھا کر دیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے اس شخص کو اس کے عمل کے مناسب سزا دی اسی طرح ہم ہر اس شخص کو اس کے عمل کے مناسب سزا دیں گے جو ہماری اطاعت و فرمانبرداری سے روگردانی کرے گا اور ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لائے گا یا درکھو کہ آخرت کا عذاب بڑا ہی سخت اور دیر تک رہنے والا ہے بس کیا ان لوگوں کو اس سے بھی نصیحت حاصل نہیں ہوتی کہ ان سے پہلی بہت سی قوموں کو ہم اپنے احکامات سے اعراض کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک کر چکے ہیں، ان کمزوروں کے آئیں پاس ہی ہم کتنی قومیں ان کی نافرمانی و سرکشی کی وجہ سے ہلاک کر چکے ہیں، جن کے قصے لوگوں کی زبان زد ہیں اور بہت سی قوموں کی بستیوں کے کھنڈرات کا آج بھی تم ملک شام وغیرہ کا سفر کرتے ہوئے مشاہدہ کرتے ہو بس ان تمام واقعات میں سمجھدار لوگوں کے لئے اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ نافرمان لوگوں کا انجام ہلاکت و بربادی اور تباہی ہے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ فَاصْبِرْ عَلَىٰ

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات فرمائی ہوئی نہ ہوتی اور ایک معاد معین نہ ہوتی تو عذاب لازمی طور پر ہوتا سو آپ

مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، وَمِنْ

ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اور اوقات

أَنَّى الْيَلِ قَسِيٍّ وَأَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ۚ وَلَا تُمَدِّنْ عَيْنَيْكَ

شب میں تسبیح کیا کیجئے اور دن کے اول و آخر میں تاکہ آپ خوش ہوں اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھئے

إِلَّا مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ

جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کیلئے تمتع کر رکھا ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ کے رب کا

فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۖ

عطیہ بدرجہا بہتر ہے اور دیر پا ہے

جب کافریں و مشرکین کو عذاب سے ڈرایا جاتا اور ان پر عذاب نہ آتا تو یہ سمجھتے ہیں یوں ہی

تفسیر: خواہ مخواہ ڈرایا جا رہا ہے، اس آیت میں ان کے اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ان کے عذاب کا ایک وقت تعیین نہ ہو چکا ہوتا تو ان پر اسی دنیا میں عذاب آجاتا پس رسول اللہ کے رب کے لئے العالمین ہونے کی وجہ سے ان کا فرزند پر بھی دنیا میں عذاب نہیں آتا نہیں تو پچھلی قوموں کی طرف انکی بھی بیتیاں بتا دیا جائیں

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ ۚ اِس آیت میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ کافرین تو آپ کی شان میں گستاخ کرتے ہیں اور آپ کو گندے گندے القاب سے یاد کرتے ہیں کوئی آپ کو جادوگر، کوئی کاہن وغیرہ کہتا ہے کہنے دیجئے اس رنج و غم سے بچنے کے لئے آپ دو چیزوں کا اہتمام کیجئے ماصبر کیجئے انکی باتوں کی طرف دھیان نہ کیجئے بلکہ اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہئے ارشاد ہیکہ اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اسکی تسبیح و تقدیس بھی کیجئے اس میں نماز بھی آگئی آفتاب نکلنے سے پہلے مثلاً نماز فجر اور غروب سے پہلے مثلاً ظہر و عصر اور رات کے وقت مثلاً نماز مغرب و عشاء اس میں پانچوں وقت کی نمازیں اور انکا وقت مذکور ہو گیا اور فرمایا کہ دن کے اول اور آخر میں تسبیح کا اہتمام کیا کیجئے اس سے آپ کو ثواب ملے گا اور آپ خوش ہو گئے مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی پوری توجہ اپنے معبود کی طرف رکھئے لوگوں کی فکر نہ کیجئے

اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے امت کو ہدایت فرمائی ہے ارشاد ہیکہ دنیا میں ہم نے کافرین مشرکین یہود و نصاریٰ اور مجوسی وغیرہ کو عیش و آرام کے جو سامان دیئے ہیں انکی طرف آپ کبھی نظر اٹھا کر نہ دیکھئے جیسا کہ اب تک نہیں دیکھا یہ محض چند روزہ بہار ہے جس کے ذریعہ سے ہم انکا امتحان کرتے ہیں کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے جو عظیم الشان دولت ہم نے آپ کیلئے مقدر کی ہے مثلاً قرآن مقدس نبوت و رسالت فتوحات عظیمہ اور آخرت میں اعلیٰ ترین درجات انکے سامنے ان دیوی و فانی و حقیر سامانوں کی کیا حقیقت آپکے حصہ میں جو دولت آئی ہے وہ انکی دوستوں سے ہزار گنا بہتر و افضل ہیں

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا تَسْأَلْكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ

اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اسکے پابند رہئے ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے معاش تو آپ

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَ قَالُوا لَوْ لَا يَأْتِيَنَا بَايَةٌ مِّنْ رَبِّهِ ۖ أَوَلَمْ نَأْتِهِم

کو ہم دینگے اور بہتر انجام تو برہیزگاری ہی کا ہے اور وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے

بَيِّنَةٍ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۚ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا

کیا ان کے پاس پہلے کتابوں کے مضامین کا ظہور نہیں پہونچا اور اگر ہم ان کو قبل قرآن آنے کے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ

رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَ

لوگ یوں کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اسکے کہ ہم

نَخْزِي ۚ قُلْ كُلٌّ مَّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۚ فَسَتَعْلَمُونَ مَنَ أَصْحَابُ

بیقرار ہوں اور رسوا ہوں آپ کہہ دیجئے کہ سب انتظار کر رہے ہیں سو اور انتظار کر لو اب عنقریب تم کو معلوم



## الضَّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى ۝

ہو جاوے گا کہ راہ راست والے کون ہیں اور وہ کون ہے جو مقصود تک پہنچا

اہل و عیال اور متعلقین کو نماز کی تاکید اور اسکی حکمت

ارشاد ہے کہ آپ اپنے متعلقین یعنی خاندان والوں یا مومنین کو نماز کی تاکید

فرماتے رہئے اور خود بھی اسکے پابند رہئے اپنی نماز کی مکمل پابندی کیلئے یہ ضروری ہے کہ آپ کا حول آپ کے اہل و عیال اور متعلقین نماز کے پابند ہوں کیونکہ اگر احوال اسکے خلاف ہوا تو طبعی طور پر انسان خود کو نماہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے مکان پر جا کر آواز دیتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔

لَا تَسْأَلُكَ دَرْثًا وَنَاوًا یعنی ہم تم سے روزی کو مانا نہیں چاہتے، شاہ عبدلقدار رحمہما محدث دہلویؒ نے اسکی تفسیر اس طرح فرمائی ہے کہ دنیا میں جس طرح مالک غلاموں کی روزی کو دیتے ہیں وہ مالک ہم غلاموں (بندوں) سے بندگی چاہتا ہے روزی اپنے بندوں کو وہ خود دینا چاہتا ہے حضرت تھانویؒ نے اسکی تفسیر اس طرح فرمائی ہے کہ ہم آپؐ اس طرح روزی کو مانا نہیں چاہتے جو فرض و واجبات کی ادائیگی میں رکاوٹ بنے روزی تو ہم دینگے بس انسانوں کو چاہئے کہ پرہیزگاری اختیار کرے انجام کار دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو کس طرح مدد کرتے ہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرے تو میں تیرے سینے کو غنی اور استغنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرا سینہ فکر اور شغل سے بھر دوں گا اور محتاجی دور نہ کر دوں گا یعنی جس قدر مال بڑھتا جائیگا حرص بھی اسی قدر بڑھتی چلی جائے گی اسلئے ہمیشہ محتاج ہی رہے گا۔

مشرکین عناداً کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی نبوت پر کوئی واضح دلیل کیوں پیش نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ نے جو ابا فرمایا کہ پچھلی آسانی کتابیں توریت انجیل اور حضرت ابراہیم کے صحیفے سب کے سب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی شہادت دیتے آئے ہیں کیا یہ واضح دلائل ان مشرکین کیلئے کافی نہیں اور پھر خود قرآن کریم عظیم الشان دلیل ہے آپ کی نبوت پر اس عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر بھی کہتے ہیں کوئی واضح دلیل نبوت کیوں نہیں لاتے فرض کرو اگر ہم قرآن نازل کرتے اور رسول بھیجے سے پہلے ہی ان کو کفر و شرک کی سزا دیدیتے تو کہتے کہ رسول آنے سے پہلے ہی ہمیں ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کر دیا گیا اگر ہمیں عذاب آنے سے پہلے رسول کے ذریعہ آگاہ کر دیا جاتا پھر دیکھتے ہم احکام خداوندی پر کیسے پابندی سے عمل کرتے اس سے معلوم ہوا کہ دلائل و معجزات دیکھ کر ان کا مقصود ہدایت پر آنا نہیں بلکہ فضول جیلے بہانے کرنا ہے بس آپ ان سے کہہ دیجئے کہ عنقریب قیامت کے دن معلوم ہو جائیگا کون صحیح راہ پر تھا اور کون منزل مقصود (جنت) تک پہنچا۔

بحمد سبحانہ و تعالیٰ ما ۴ ذی الحجہ ۱۲۱۲ھ کو

یارۃ قال الم اقل لک کی تفسیر بحسن و خوبی مکمل ہوئی

# قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

## تاریخ حرمین شریفین

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے فیض یافتہ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ نے اس عظیم الشان کتاب "تاریخ حرمین شریفین" میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہما کے فضائل و تاریخ کو بہت عمدہ انداز میں تفصیل سے جمع کیا ہے۔ جس کے ضمن میں چاد زم زم کے نمودار ہونے، مکہ معظمہ کے آباد ہونے، بیت اللہ شریف کی تعمیر ہونے، مقام ابراہیم، حجرہ ۱۰۰۰۱، نیز مسجد نبوی کی تعمیر، مقام صفہ، اور مدینہ طیبہ کی مختلف تاریخی مساجد اور مقامات مقدسہ کی تاریخ و تعارف بڑے دلچسپ انداز میں بیان کی ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب آٹھ قسطوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

## آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابر امت کی قدیم و جدید مستند و معتبر تفاسیر کا خلاصہ و منجذ ہے۔ جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے۔ ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ الحمد للہ یہ تفسیر ۳۲ قسطوں میں مکمل ہو چکی ہے۔

## تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات و حالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح و نجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمد للہ یہ کتاب سولہ قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے حاصل کر سکتے ہیں۔ (بذریعہ وی پی رجسٹری)

**گزارش:** خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ

\*\*\*

**IDARA DAWAT-O-TABLEEGH**

GALI NO. 2 AALI KI CHUNGI MANDI SAMITI ROAD SAHARANPUR

PIN 247001 (U.P.) MOB. 09837002261 - 09837375773

\*\*\*

اس دور کی سب سے آسان، مفید اور مستند تفسیر قرآن کریم

# آسان قرآن تفسیر

پارہ پہلا

مؤلف  
مولانا محمد یعقوب ماسمی  
سابق اُستادِ حدیث و تفسیر دارالعلوم سیہان پور

ترجمہ و تفسیر: اشرف علی

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی آئی کی جی سی سی روڈ سیہان پور

MOBILE 9837375773

50/-

اس دور کی سبک آسان و عام فہم اور مستند فقہیہ کلام پاک  
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

# اسان فقہیہ

اردو

ترجمہ قرآن شریف  
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ

مرتب  
محمد یعقوب قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند

پارہ اقتراب

(شائع کردہ)

ادارہ دعوت و تبلیغ زکریا آباد، گلی ۱۷ آلی جنگی سہا پور دیوبند

(۲۱) سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ (۶۳) (۱۲ آیتوں پر مشتمل ہے)

غافل ہوتے ہیں، اس لئے آیات قرآنی میں غور و فکر کر کے یہ اپنی آخرت نہیں سنوارتے بلکہ ان آیات کا ہمیں مذاق اڑا کر اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔

جب یہ نصیحت سننے سننے تنگ آگئے تو ان ظالموں نے ایک خفیہ میٹنگ کر کے قرآن اور رسول کے متعلق کھنا شروع کیا کہ یہ رسول تو ہمارے جیسا ایک آدمی ہے یعنی نہ فرشتہ ہے اور نہ ہم سے زیادہ کوئی ظاہری حیثیت اور امتیاز رکھتا ہے بس اس کو جادو آتا ہے جو دلکش کلام ہمیں سناتا ہے وہ جادو ہی کا ہے، بس جب معلوم ہو گیا کہ یہ جادو گر ہے تو پھر اس کے پاس جانا اور اس کا کلام سننا حماقت کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان ظالموں کی خفیہ میٹنگ کی پول اپنے رسول کی زبانی کھول دی فرمایا میرا رب ہر اس بات کو جانتا ہے جو آسمان و زمین میں ہوتی ہے، مطلب یہ ہے کہ کہیں بھی کوئی بات کی جائے میرا رب اس سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے بس وہ تمہاری اس خفیہ سازش سے بھی خوب واقف ہے اور دقت آنے پر تم کو اس کی سخت سزا دے گا۔

بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۖ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ

بلکہ یوں کہا کہ یہ پریشان خیالات ہیں بلکہ انھوں نے اس کو تراش لیا ہے بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں تو ان کو جانئے کہ

الْأَوَّلُونَ ۝ مَا أَمْنْتُ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝

پاس ایسی کوئی نشانی لادیں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے یہاں

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ

نہیں لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آویں گے اور ہم نے آپ سے قبل مرث آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے جن کے پاس ہم وحی

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا

بیجا کرتے تھے سو اگر تم کو معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کرو، اور ہم نے ان رسولوں کے ایسے جتنے نہیں بنائے تھے جو

كَانُوا خَلِدِينَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَاهْلَكْنَا

کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں ہوئے پھر ہم نے جو ان سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کیا یعنی ان کو

الْمُسْرِفِينَ ۝ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

اور جن جن کو منظور ہوا ہم نے نجات دی اور حد سے گزرنے والوں کو ہلاک کیا ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ

اس میں تمہاری نصیحت کافی موجود ہے کیا چھ بھی تم نہیں سمجھتے۔

تفسیر :- منکرین و مشرکین قرآن سن کر ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ کسی ایک رائے پر قائم نہ رہتے

کبھی قرآن کو جادو تلاتے، کبھی کہتے یہ نفسانی اور شیطانی خواب ہیں جن کو جمع کر کے قرآن بنا دیا گیا، لغو باشد، کبھی کہتے کہ اپنی طرف سے کچھ باتیں گھر کر ان کے مجموعہ کا نام قرآن رکھ لیا ہے، کبھی کہتے آپ شاء، میں اور اپنے شعری مجموعہ کا نام قرآن رکھ دیا ہے، غرض کہ جب کوئی بات جیساں نہ ہوتی تو اسے چھوڑ کر دوسری بات کہنے لگتے تھے، جب ان کی کوئی بات نہ چلتی تو کہتے اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو ایسے معجزات دکھائیے جیسے پہلے انبیاء م دکھاتے تھے، ان کا یہ کہنا بھی صرف ضد کی وجہ سے تھا نہیں تو عرب کے ان مبہل مشرکین نے کیا عدم کو پہلے انبیاء نے کیا کیا معجزات دکھائے ہیں، اور پھر بے شمار معجزات کا فراموشی طور پر مطالبہ کرنا بلا وجہ تھا جن کو حق تعالیٰ نے اسلئے پورا نہیں فرمایا کیونکہ اللہ کو معلوم تھا کہ یہ اپنے فراموشی معجزات دیکھ کر بھی ایمان قبول نہیں کریں گے اور پھر ہمیں اپنے قانون کے مطابق ان پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دینا ہو گا اور ہمارے مصلحت کے خلاف ہے۔ ہم اپنے پیارے نبی کی آخری امت کو اس طرح تباہ نہیں کرنا چاہتے۔

اور فرمایا کہ اگر تمہیں پہلے انبیاء م کا حال معلوم نہیں کہ وہ انسان تھے یا فرشتہ تو اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے معلوم کرو وہ تمہیں بتا دیں گے کہ پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں وہ تمام انسان ہی تھے فرشتہ کوئی نہیں تھا اور وہ فرشتوں کی طرح ایسے نہ تھے کہ کھانا نہ کھاتے ہوں بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور وقت مقررہ پر ان پر موت بھی آئی اور وہ اس دنیا سے تشریف لے گئے، ہاں ان میں اور عام انسانوں میں یہ فرق و امتیاز تھا کہ وہ مخلوق کی ہدایت و اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے تھے، ان کی طرف حق تعالیٰ وحی بھیجتا تھا اور باوجود بے سروسامانی کے مخالفین کے مقابلہ میں اللہ ان سے حمایت و نصرت کے وعدے کرتا تھا، چنانچہ اللہ نے اپنے وعدے سچے کر دکھائے اور ان کو مع ان کے مومنین ساتھیوں کے محفوظ رکھا اور ان فرمان و حکم دشمنوں کو ہلاک کر ڈالا، بس اے مشرکین عرب تم کو بھی اپنے انجام سے باخبر رہنا چاہئے اگر تم اسی طرح ہمارے رسول کی مخالفت پر ڈٹے رہے تو تم پر آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا میں تباہی آ سکتی ہے بس پھلی قوموں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرو۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

اور ہم نے بہت سی بستیوں جہاں کے رہنے والے ظالم تھے غارت کر دیں اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی

الْآخِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحْسَبُوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا

سو جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اس بستی سے جاگنا شروع کیا بھاگومت اور اپنے سامان

الْإِلَىٰ مَا أَنْزَلْنَاهُ فِيهِ وَمَسْكَنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَٰوَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا

عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید تم سے کوئی پوچھے یا چھے وہ لوگ کہنے لگے کہ ہائے ہماری کم بختی

ظَلَمِينَ ﴿۱۰﴾ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَمِيدِينَ ﴿۱۱﴾

بیشک ہم لوگ ظالم تھے سوان کی غل پکار رہی تھی کہ ہم نے ان کو ایسا کر دیا جس طرح کھیتی کٹ گئی ہمارا آگ ٹھنڈی ہو گئی

**تفسیر** ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے بہت سی بستیاں جن کے رہنے والے ظالم یعنی کافر تھے تباہ کر ڈالیں اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کر کے ان بستیوں کو پھر سے آباد کر دیا جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو بستی سے بھاگنا شروع کیا تاکہ عذاب سے بچ جائیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے ذریعہ ان سے کہا کہ بھاگو مت اور اپنے سامان عیش و عشرت اور مکانات کی طرف واپس جاؤ شاید کوئی تم سے پوچھے کہ تم تو بڑے مال و دولت اور طاقت و قوت والے تھے پھر بزدل ہو کر کیوں بھاگ آئے، اس سے ان پر طنز کرنا اور واضح کرنا ہے کہ مال و دولت اور قوت پر گھنڈ کرنا میرا کام ہے اصل چیز اللہ سے تعلق ہے وہی دنیا و آخرت کی مصیبت میں کام آتا ہے، جب انھوں نے اپنی آنکھوں سے عذاب آتا دیکھا تب چلائے اور اپنے جرموں کا اقرار کرنا شروع کیا مگر یہ وقت قبولِ توبہ کا نہ تھا اس لئے ان کی توبہ و ندامت کچھ کام نہ آئی آخر ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا گیا جیسے کھیتی کٹ گئی ہو یا آگ بجھ گئی ہو۔

ان آیات میں جن بستیوں کے تباہ کرنے کا ذکر ہے بعض مفسرین نے ان کو یمن کی بستیاں حضرم اور قلابہ قرار دیا ہے ان کی طرف جو رسول بھیجے گئے ان کا نام بعض مفسرین نے موسیٰ بن میثا اور بعض نے شعیب بتلایا ہے رسول نے ان کو توحید کی دعوت دی تو انھوں نے اس کی تکذیب کی اور رسول کو قتل کر ڈالا، اللہ تعالیٰ نے بطور سزا ان پر کافر بادشاہ نُجَاشِہ نَصْر کو مسلط کر دیا اس نے ان کو قتل و قید کیا جب عام طور پر لوگ قتل و قید ہونے لگے تو اپنی بستی چھوڑ کر بھاگنے لگے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعِبَادٍ ﴿۱۲﴾ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهُوَ

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعلِ عبادت کر نوالے ہوں اگر ہم کو

لَا تَتَّخِذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا ۖ إِنْ كُنَّا فَعَلِينَ ﴿۱۳﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى

شفعلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم خاص اپنے پاس کی چیز کو مشغلہ بناتے اگر ہم کو یہ کرنا ہوتا بلکہ ہم حق بات کو باطل پر بھیج دیتے

الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ﴿۱۴﴾ وَلَهُ مَنْ فِي

میں سودہ اس باطل کا بھیجانکال دیتا ہے سودہ مغلوب ہو کر دفعہ جاتا رہتا ہے اور تمھارے لئے اس بات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم گھڑتے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَتَّكِبُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا

ہو اور حق تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ جتنے کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے ہیں اور جو اللہ کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے



يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يَسْتَخُونُ الْبَيْلَ وَالتَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ أَمَّا اتَّخَذُوا إِلَهًا

عار نہیں کرتے اور نہ ٹھکتے ہیں، شب و روز تسبیح کرتے ہیں کسی وقت ہوقوت نہیں کرتے، کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا اور

مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ۝

معبود بنار کھے، ہیں زمین کی چیزوں میں سے جو کسی کو زندہ کرتے ہوں

دنیا تماشہ گاہ نہیں

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو لہو و لعب اور کھیل تماشہ کے لئے نہیں بنایا بلکہ ہر چیز میں بڑی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، ہر چیز اللہ کی قدرت اور اس کے وجود پر دلالت کرتی ہے انسان کو چاہئے کہ اس میں غور و فکر کر کے اپنی آخرت سوار ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ بالفرض کھیل تماشہ کے کام ہماری شان کے لائق ہوتے بھی تو ہمیں اس کے لئے زمین و آسمان اور اتنی بڑی کائنات پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی حقیقت یہ ہے کہ دنیا کھیل تماشہ کی جگہ نہیں بلکہ عمل کی جگہ ہے یہاں حق و باطل کی جنگ ہوتی ہے حق غالب ہو کر باطل کو مٹا دیتا ہے، پس اسے نافرمان مشرک و کافر لوگو، عقل سے کام لو اور اس دنیا کو تماشہ گاہ مت سمجھو نہیں تو حق حملہ آور ہو کر تمہارا سر پھیل دیگا پس اس دن سے بربادی سے تمہیں کوئی نہ بچا سکے گا۔

اے کافرین تم حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی بندگی کرتے ہو جبکہ یہاں کی ہر چیز اللہ ہی نے پیدا کر رکھی ہے ہر چیز اس کی ملک ہے، تعجب ہے تم پر کہ اس عظیم الشان قدرت والی ذات کی بندگی کرنے سے تم کو شرم آتی ہے جب کہ اس کی بارگاہ میں جو سب زیادہ مقرب ہے وہ اس کی بندگی سے قطعاً شرم نہیں کرتے (مراد اس سے فرشتے ہیں) وہ مقربین بارگاہ ہونے کے باوجود اللہ کی بندگی و غلامی سے ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے وہ اپنے رب کی بندگی میں کبھی سستی نہیں کرتے ہر وقت اس کی تسبیح و ذکر میں مشغول رہتے ہیں نہ ٹھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں بلکہ ذکر الہی ہی ان کی غذا ہے، غور کرو جب معصوم و مقرب فرشتوں کا یہ حال ہے تو خطا کار انسانوں کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ اپنے خالق و مالک کی خوب بندگی و اطاعت کریں مگر افسوس انھوں نے حقیر ترین چیزوں (پتھروں وغیرہ) کی بندگی اختیار کر رکھی ہے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا، فَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَرْشِ

اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود ہوتا تو دونوں درہم برہم ہو جاتے سوا اللہ تعالیٰ ان امور سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ

عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝ أَمَّا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ

بیان کر رہے ہیں وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے باز پرس کی جاسکتی ہے کیا خدا کو جھوٹ

إِلَهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرٌ مِّنْ مَّعِيَ وَذِكْرٌ مِّنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٥﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٦﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا

کراہوں نے اور معبود بنا رکھے ہیں پس تم اپنی دلیل پیش کرو یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب اور نبی سے پہلے لوگوں کی کتابیں  
لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٥﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا

موجود ہیں بلکہ ان میں زیادہ وہی میں جو ارحم کا یقین نہیں کرتے سودہ اعراض کر رہے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی "سایف" نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہیں بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبارت کیا کر داری یہ لوگ بول کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٦﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا نَبِيِّهِمْ قُلْ لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ الْكِتَابُ لَأَعْتَابُكَ اللَّهُ تَبَّ عَلَيْهِمْ ذِكْرُكَ يُذَكِّرُ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٧﴾

سُبْحَنَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٨﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٩﴾ نَزَلَ مِنْ رَبِّهِ أَلَسْ بِلَا إِلَهٍ إِلَّا أَنَا تَعَالَى الْعَرْشِ عِزِّي أَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا خُلَفَاءَ لِمَا نَعْمَلُ لَوَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا خُلَفَاءَ لَأَكُنَّا مَعَهُ مُضِلَّيْنًا فَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ ﴿١٠﴾

یہیں اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور وہ بجز اس کے جس کیلئے خدا تعالیٰ کی مرضی ہو اور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے  
وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿١١﴾ وَ مَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّنْ دُونِهِ

اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور ان میں سے جو شخص بولے کہ میں علاوہ خدا کے معبود ہوں سو ہم اس  
فَذَلِكَ نُجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿١٢﴾

کو سزائے جہنم دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔  
معبود واحد ہونے کی دلیل

ان آیات میں خدا کے واحد اور معبود برحق ہونے کی دلیل پیش کی گئی ہے  
ارشاد ہے کہ اگر اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتا یعنی ایک سے زیادہ  
معبود ہوتے جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ ہے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا کیونکہ ایک معبود بارش کا حکم کرتا اور دوسرا  
اس کے خلاف حکم کرتا لہذا دونوں میں ٹکراؤ ہو کر نظام بگڑ جاتا مگر ایسا نہیں ہے جس وقت سے یہ دنیا وجود میں  
آئی ہے اس وقت سے اس کا نظام بالکل صحیح چل رہا ہے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ خدا ایک ہے اور  
وہ وہ ہے جو عرش کا مالک ہے وہ ایسی شان و قدرت والا ہے کہ ہر ایک سے باز پرس کرے گا اور کسی میں مجال  
نہیں کہ اس سے باز پرس کرے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ قرآن کریم اور اس سے پہلے کی تمام آسمانی کتابیں اور اس طرح اے محمد آپ اور  
آپ سے پہلے تمام پیغمبر بھی دعوت اپنی اپنی امتوں کو دیتے آئے ہیں کہ خدا معبود واحد برحق ہے صرف اسی کی بندگی کرو

اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا نہیں تو جہنم کا دائمی عذاب بھگتنا پڑے گا۔

عرب کے بعض قبیلے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے ان آیات میں ان کا رد کر دیا گیا ہے کہ اللہ کی شان عالی مرتبت اولاد سے بے نیاز اور مستغنی ہے اسی سے نصاریٰ کا بھی رد ہو گیا جو حضرت عیسیٰ م کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور یہود کا بھی جو حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔ فرمایا کہ جن برگزیدہ مہستیوں کو اور فرشتوں کو تم اللہ کی اولاد تلاتے ہو وہ اللہ کی اولاد نہیں بلکہ اس کے معزز و مقرب بندے ہیں جو اس کی مرضی کے خلاف لب کثافی نہیں کرتے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے عزیمت پوری پوری بندگی کرتے ہیں۔ اور اگر اے مشرکین جن کو تم اپنی اولاد اور اپنا معبود تسلیم کرتے ہو اگر وہ بھی بغرض محال اپنے کو معبود سمجھ لیں تو ہم انھیں جہنم کی وہی سنگین سزادیں گے جو ظالموں کو دی جائے گی مطلب یہ ہے کہ جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو وہ بھی ہماری احاطہ قدرت سے باہر نہیں پھر بھلا وہ کیسے معبود ہو سکتے ہیں جو اپنی جان نہ بچا سکیں سو چو اور سمجھو۔

أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا

کیا ان کافروں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے درزوں کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ

جاندار چیز کو بنایا ہے کیا پھر بھی ایمان نہیں لاتے اور ہم نے زمین میں اس لئے پہاڑ بنائے کہ زمین ان

رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝

لوگوں کو رے کر پہنے لگے اور ہم نے اس میں کٹ کٹ وہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ منزل کو پہنچ جاویں۔

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ

اور ہم نے آسمان کو ایک چھت بنایا جو محفوظ ہے اور یہ لوگ اس کی نشانیوں سے اعراض کئے ہوئے ہیں

الَّذِي خَلَقَ الْيَلَّ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

اور وہ ایسا ہے کہ اس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے ہر ایک ایک ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں

یہاں کافروں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تمہیں یہ معلوم نہیں کہ پہلے آسمان و زمین

بند تھے پھر ہم نے ان کو اپنی قدرت سے کھول دیا مطلب یہ ہے کہ پہلے آسمان سے

بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین سے پیداوار نہیں ہوتی تھی جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر لوگوں کو آباد کیا تو ان دونوں

کو کھول دیا آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین سے پیداوار ہونے لگی کہتے اور بند ہونے کی یہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ

نے فرمائی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے، مطلب یہ ہے کہ ہر زندہ جاندار چیز کے وجود و بقا میں پانی کا دخل ضروری ہے خواہ بلا واسطہ ہو یا بواسطہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کیا ہماری یہ عجیب و غریب قدرت دیکھ کر بھی کافر لوگ ایمان نہیں لاتے

آگے فرماتے ہیں کہ ہم نے زمین میں پہاڑ اسلئے بنائے تاکہ لوگ پہننے نہ لگیں، شروع میں جب زمین کو پیدا کیا گیا تو پہاڑ کا بننے لگے اس پر انسان صحیح طور پر زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے لہذا پہاڑوں کے وزن سے اللہ نے اسکی کچکپکھا ہٹ کو ختم کر دیا اور اس پر انسان اپنی ضروریات زندگی مکانات وغیرہ آسانی بنا کر آرام حاصل کر رہا ہے اس عظیم احسان کے بدلے انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے اور صرف اسی کی بندگی و اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنی پوری زندگی گزار دے۔

اور اس کی حکمت دیکھئے کہ اس نے پہاڑوں کو اس طریقہ سے نہیں بنایا کہ وہ پوری زمین میں پھیل جاتے اور چلنے کا راستہ ہی بند ہو جاتا بلکہ اس انداز پر پیدا فرمایا کہ راستے بھی کشادہ باقی رہیں اور انسان اپنی ضروریات کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت پہچاننے کے لئے صرف آسمان ہی میں غور کر لینا کافی ہے کہ اس نے اتنی بڑی مضبوط و مستحکم اور بلند و بالا چھت بلیکسی ستون کے کھڑی کر رکھی ہے جس میں آج تک کوئی بگاڑ نہیں آیا نہ ٹوٹتی ہے نہ پھوٹی ہے نہ گرتی ہے اور نہ ہی اس کی چمک و صفائی میں آج تک کوئی فرق آیا ہے اور اس نے اپنی قدرت سے رات دن اور چاند و سورج بنائے اور پھر ان کے نظام کو برقرار رکھا کہ ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں اس طرح تیزی کے ساتھ چل رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تیر رہے ہیں یہ سب اللہ کی اپنی قدرت و حکمتیں ہیں ان سے انسان کو عبرت حاصل کر کے اس کی بندگی اختیار کر لینی چاہئے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمْ الْخَالِدُونَ ﴿۷۰﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ کو رہیں گے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۚ

ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا اور ہم تم کو بری بھلی حالتوں سے اچھی طرح آزماتے ہیں

وَالْبَيْنَا تَرْجِعُونَ ﴿۷۱﴾

اور پھر تم سب ہمارے پاس چلے آؤ گے

تفسیر:- مشرکین کہ اس بات کی تمنا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام کی جلد وفات ہو جائے اس آیت میں

اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں، آدّل یہ کہ اگر تمہارا مقصد ان کی وفات سے یہ ہے کہ تم لوگوں میں یہ ثابت کر دو کہ آپ نبی نہیں تھے اگر نبی ہوتے تو ان کی موت نہ آتی، پس تمہارا یہ مقصد و غرض پورا ہو گا کیونکہ آپ سے پہلے شمار کیا تشریف لائے اور سب کی وفات ہوئی ان میں سے بعضوں کو تم بھی نبی مانتے ہو تو جب موت سے ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آیا تو کیا وفات محمدؐ سے نبوت محمدؐ میں فرق آجائے گا، ہرگز نہیں۔

دوم یہ اور اگر ان کی موت سے تمہاری غرض اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنا ہے تو یاد رکھو موت تمہیں بھی نہ چھوڑے گی ایک دن تم کو بھی ضرور اس کا لقمہ بننا ہے اور مگر تمہیں طرح طرح کے عذاب پہنچنے ہیں اور ہمارے پیارے رسول وفات پاکر طرح طرح کے عیش و آرام پائیں گے، ایسا کون ہے جو موت کے جنگل سے بچ جائے تمام جانداروں کو موت کا مزہ چکھنا ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں کو بھی موت آئے گی یا نہیں؟ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایک لحظہ کے لئے ان پر بھی موت طاری ہو جائے گی۔ اور بعض نے فرمایا کہ نہ سنتے اور جنت کے حور و غلمان موت سے بری ہیں ان پر موت کبھی طاری نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ دنیا میں انسان کو ندرستی و بیماری، امیری و غربی، سختی و نرمی وغیرہ مختلف حالات سے آزا تا ہے کہ کون ہے جو راحت و آرام کے وقت شکر گزار رہتا ہے اور کون ہے جو مصیبت و پریشانی کی حالت میں صبر نہیں کرتا اور ناشکری میں مبتلا ہوتا ہے، پھر فرمایا کہ ان حالات سے دوچار ہو کر تم سب کو مگر ہمارے ہی پاس آنا ہے اس وقت ہم شکر گزاروں کو ثواب اور ہر قسم کا راحت و آرام دیں گے اور ناشکروں کو عذاب اور مصیبت میں مبتلا کریں گے۔

وَإِذَا رَأٰكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ

اور یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی میں جو تمہارے معبودوں کا ذکر

الْهِتٰكُمْ، وَهُمْ يَذْكُرُ الرَّحْمٰنَ ۖ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ

بیا کرتے ہیں اور یہ لوگ رحمن کے ذکر پر انکار کیا کرتے ہیں انسان جلدی ہی سے بنا ہوا ہے ہم غریب

سَآوِرِيْكُمْ اٰیٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْا ۚ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

تم کو اپنی نشانیاں دکھائے دیتے ہیں پس تم مجھ سے جلدی مت بجاؤ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کس وقت آئے گا اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكْفُوْنَ عَنْ وُجُوْهِهِمْ

تم سچے ہو کاش ان کافروں کو اس وقت کی خبر ہوتی جب کہ یہ لوگ کو نہ اپنے سامنے سے روک

النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۚ بَلْ تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً

نکس گے اور نہ اپنے پیچھے ت اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا بلکہ وہ آگ ان کو ایک دم سے آگلی

فَتَبْتَهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَاَقْدِ اسْتَهْزِئْ

سوان کو بدحواس کر دے گی پھر اس کے ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور ان کو بہت دی جائے گی اور یہ تین آیات ہیں۔

يُرْسِلُ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا

ہیں ان کے ساتھ بھی تمسخر کیا گیا تھا سوچ لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان پر وہ عذاب واقع ہوا

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

جس کے ساتھ وہ استہزاء کرتے تھے۔

کافرین کی یہودہ حرکتوں کا انجام | ان آیات میں کافروں کی ایک بڑی ہودہ حرکت کا بیان ہے کہ انجام سے

بے فکر ہو کر یہ ہمارے رسول کی ہنسی اڑاتے ہیں جب آپ کو دیکھتے ہیں

تو آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کیا یہی وہ صاحب ہیں جو ہمارے معبودوں (بتوں) کا برائی سے ذکر کرتے ہیں

قرآن ان سے کہتا ہے کہ افسوس ہے تم پر تمہیں شرم نہیں آتی تم اپنے حقیقی خالق والک اور معبود برحق جل شانہ کا انکار کرتے

ہو اس کی سچی کتاب قرآن مقدس کو جھٹلاتے ہو، اور اگر اللہ کے پیچھے رسول نے تمہارے جھوٹے معبودوں کی بول بھول

دی تو تم برا مان گئے اور رسول خدا کا مذاق اڑانے لگے، درحقیقت تم ہی اس بات کے مستحق ہو کہ تمہارا مذاق اڑایا جائے۔

ان گستاخ کافروں کی حرکتیں دیکھ کر کبھی آپ کی موت کی تمنا کرتے ہیں اور کبھی آپ کا مذاق اڑاتے ہیں،

ممکن ہے بعض حضرات نے تمنا کی ہو کہ ان گستاخوں پر فوراً عذاب آجائے، اور خود کفار بھی کہتے تھے کہ اگر ہم حق عذاب میں

تو ہم پر فوراً عذاب کیوں نہیں آیا؟ ان کو جواب دیا گیا کہ انسان بڑا ہی جلد باز ہے اس کے خیر میں جلد بازی ملی ہوئی ہے جبکہ

صبر کرو وغیرہ ہم اپنے قبور و انتقام اور عذاب کی نشانیاں تمکو دکھا دیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے عذاب

کی حقیقت ان کو معلوم نہیں ورنہ اسکا مطالبہ اس قدر جلد بازی سے نہ کرتے جب ہمارا عذاب آگ بن کر ان کو آگے پیچھے ہٹا دے

سے گھیر لے گا اس وقت ان کے ہوش خراب ہو جائیں گے یہ اس کو اپنے سے ہٹا نہیں سکیں گے ورنہ کوئی دوسرا بھی

ان کی حمایت و حفاظت کرے گا اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ کے رسول کا مذاق اڑانے کا انجام یہ ہے، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور کافرین کو عذاب سے ڈرانے کے لئے دیا گیا کہ آپ سے پہلے جو رسول گذرے ہیں ان کا بھی

مذاق اڑایا گیا، بس جن لوگوں نے مذاق اڑایا تھا ان پر وہ عذاب نازل ہو گیا جس کے ساتھ وہ مذاق کرتے تھے۔

قُلْ مَنْ يَكْلَأُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ ۚ بَلْ عَنْ ذِكْرِ سَرَبِهِمْ

کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو رات دن میں تمہاری حفاظت کرتا ہو، بلکہ وہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے روگردان

مُعْرِضُونَ ﴿۳۱﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ

ہیں کیا ان کے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہیں کہ ان کی حفاظت کر لیتے ہوں وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہیں رکھتے،

وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْعَبُونَ ﴿۳۲﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ

اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی اور ان کا ساتھ دے سکتا ہے بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو خوب سالان دیا یہاں تک کہ ان پر ایک

افلا یروُنَ أَنَا نَاتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۳۳﴾ قُلْ إِنَّمَا

عصرہ دراز گذر گیا کیا ان کو یہ نظر نہیں آتا کہ ہم زمین کو ہر چار طرف سے برابر گھٹاتے چلے جاتے ہیں سو کیا یہ لوگ غالب آویں گے آپ

أَنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ﴿۳۴﴾ وَلَكِنْ

کہہ دیجئے کہ میں تو صرف وحی کے ذریعہ سے تم کو ڈراتا ہوں اور یہ بہرے جس وقت ڈرائے جاتے ہیں سنتے ہی نہیں اور ان کو آپ

مَتَّسُهُمْ نَفْحَةً مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَوْمِئِذٍ إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۳۵﴾

کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا لگ جاوے تو یوں کہنے لگیں کہ ہمارے ہم جنہی ہم خطا وار تھے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ

اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا اور اگر عمل رائی

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَٰسِبِينَ ﴿۳۶﴾

کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں

## تفسیر

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مذاق اڑانے والے کافرین سے پوچھئے کہ رحمن کے غضب و عذاب سے تمہاری حفاظت کرنے والا دوسرا کون ہے؟ صرف اسی کی رحمت ہے جو ہم

پر نوراً عذاب نہیں آتا، اللہ کے اس احسان کا تقاضا یہ تھا کہ وہ رحمن کی بندگی اختیار کر لیں مگر وہ اب بھی اپنے رب حقیقی کی یاد سے غافل ہیں اور اس کی نصیحتوں سے منہ پھرتے ہیں، اے کافرین کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہارا

معبود تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور وقت آنے پر وہ رحمن کے عذاب سے تم کو بچالیں گے وہ تمہاری حفاظت و بچاؤ تو کیا کریں گے وہ خود اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے اگر ان کو کوئی توڑنے بھوڑنے لگے تو وہ اسے بھی نہیں روک سکتے

اللہ کی قدرت و حفاظت اور تمہوں کی عجز و بچاگرگی ایسی چیز نہیں جس کو یہ لوگ نہ سمجھ سکیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مدتوں سے یہ اور ان کے باپ دادا راحت و آرام اور بے فکری کی زندگی گزار رہے تھے لہذا غفلت و

عیش پرستی کے نشہ میں چور ہو کر انجام سے بے پروا ہو کر اللہ کے احکام اور اس کے رسول کی نصیحتوں سے

اعراض کرتے رہے مگر اب اللہ نے ان کو بکرا، ان کی قومیں اور سرداریاں ختم ہونے لگیں، ان کی زمین ان کے قبضہ سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں جانے لگیں، اور آہستہ آہستہ اسلام پھیلنے لگا اور کفر و بت پرستی گھٹنے لگی بس کیا ایسی حالت میں یہ مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آسکتے ہیں کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان کے قرب و جوار کی وہ بستیوں جنہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا تباہ کر دی گئیں اور ہمیشہ اللہ کے فراخ برداروں کا گروہ ہی کامیاب رہا ہے اور اے ہمارے پیغمبر آپ ان سے فرمادیجئے میرا کام وحی کے ذریعہ تم کو اللہ کے عذاب سے ڈرا دینا اور انجام سے آگاہ کر دینا ہے (میرا کام عذاب دینا نہیں ہے، اگر تم اس کو نہ سنو اور بہرے بنے رہو تو اس کی سزا تم ہی کو جھگتنی پڑے گی مگر یہ بہرے سننے ہی نہیں اور عذاب کا سطا بہ کئے چلے جاتے ہیں اور اگر کہیں عذاب خداوندی کا ایک جھونکا بھی ان کو لگ جلتے تو ساری بہادری ختم ہو جاتے اور یوں کہنے لگیں ہائے ہماری کم بخشی واقعی ہم خطاوار تھے۔

کافرین کی گستاخیوں، شرارتوں، نافرمانیوں کا تقاضا تو یہی تھا کہ ان پر دنیا ہی میں عذاب آجائے مگر اللہ تعالیٰ اپنی بہت سی حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے ان کو دنیا میں عذاب دینا نہیں چاہتے بلکہ آخرت میں قیامت کے دن میزان عدل قائم کی جائے گی اس میں سب کے اعمال تو لے جائیں گے اور کسی کے ساتھ ذرا بھی ظلم و زیادتی نہیں ہوگی وہاں پر ہر ایک کے معمولی سے معمولی عمل کا حساب و کتاب بھی پورے پورے انصاف کے ساتھ کیا جائیگا، اس وقت ان گستاخ کافروں کو ان کی ہر شرارت کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَ هَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ۝

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو ایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیوں کے لئے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۝ وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبْرَكٌ

جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ لوگ قیامت سے ڈرتے ہیں اور یہ ایک کثیر الفائدہ

أَنْزَلْنَاهُ ۖ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝

نصیحت ہے حکوم نے نازل کیا ہے تو کیا بھر بھی تم اس سے منکر ہو۔

## تفسیر

ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ و ہارون کو توریت دی تھی جو حق و باطل، ہدایت و ضلالت، حلال و حرام کے فیصلے کرنے والی تھی اور ضلالت و گمراہی اور غفلت و جہالت کی اندھیریوں میں روشنی پہنچانے والی تھی اور خدا سے ڈرنے والوں کو نصیحت سنانے والی تھی اور یہی خدا سے ڈرنے والے قیامت سے بھی ڈرتے ہیں ان کو ہر وقت خوف رہتا ہے کہیں قیامت کے دن ہمارے حق میں اللہ کی ناراضی و سزا کا فیصلہ ہو جائے۔

اس کے بعد فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ان حضرات کو ہم نے وہ کتاب دی تھی اسی طرح آپ کو بھی ایک مقدس کتاب قرآن کریم عطا فرمائی ہے جو توریت سے بھی زیادہ روشن ہے بس افسوس! تم ایسی مقدس دیکھو اور



روشن و واضح کتاب کا بھی انکار کرتے ہو۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ ۝ اِذْ قَالَ لِأَبِيهِ

اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو ان کی خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے جب کہ انھوں نے اپنے

وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاقِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا بَاءً نَا

اپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ یہ کیا بتاتے ہیں جن پر تم جھے بیٹھے ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو

لَهَا عِبْدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالُوا

ان کی عبادت کرتے دیکھا ہے، ابراہیم نے کہا کہ بے شک تم اور تمھارے باپ دادے مرتع غلطی میں ہو وہ کہنے لگے کیا تم

أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ

سچی بات ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا دل لگی کر رہے ہو ابراہیم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمھارا رب وہ ہے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلَىٰ ذِكْرِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝

جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا اور میں اس پر دلیل بھی رکھتا ہوں اور

وَنَالَهُ لَكِيدَاتٌ ۚ أَصْنَامُكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝ فَجَعَلَهُم

خدا کی قسم میں تمھارے ان بتوں کی گت بناؤں گا جب تم پیٹے جاؤ گے تو انھوں نے ان بتوں کو ٹکڑے

جُذَا ۚ إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا

ٹکڑے کر دیا بجز ان کے ایک بڑے بت کے کہ شاید وہ لوگ ابراہیم کی طرف رجوع کریں کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتوں

إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالُوا فَاتُوا

کے ساتھ کس نے کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا، بعضوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو

بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝ قَالُوا أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا

جس کو ابراہیم کہہ کے پکارا جاتا ہے ان بتوں کا تذکرہ کرتے سنا ہے وہ لوگ بولے کہ تو اچھا اس کو سب آدمیوں کے سامنے

يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَسَلُّوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۝

حاضر کر دتا کہ وہ لوگ گواہ ہو جائیں ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم انھوں

نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے کی سوان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں اس پر وہ لوگ اپنے جی میں سوچے

فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا لَاشْكُمْ أَنتُمْ الظَّالِمُونَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ لَكُسُوءًا عَلٰی

پھر کہنے لگے کہ حقیقت میں تم ہی لوگ ناحق پر ہو پھر اپنے سروں کو جھکا لیا اے ابراہیم تم کو یہ تو

رُوْسِهِمْ ، لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ

معلوم ہی ہے کہ یہ بت کچھ بولتے نہیں ابراہیم نے فرمایا کہ تو کیا خدا کو جھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٥٧﴾ اِنِّ لَكُمْ وَلِيًّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ

کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکے تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم

اللّٰهُ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾ قَالُوا حَرِّقُوْهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

خدا کے سوا بوجہ ہو کیا تم نہیں سمجھتے وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلاؤ اور اپنے معبودوں کا ان سے مدد لاؤ اگر

فَعٰلِينَ ﴿٥٩﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٠﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ

تم کو کچھ کرنا ہے ہم نے حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق میں اور ان لوگوں نے ان کے

كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمْ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٦١﴾

ساتھ برائی کرنا چاہا سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ناکام کر دیا۔

**حضرت ابراہیم کی شان عالی مرتبت**

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ و ہارون (علیہ السلام) سے پہلے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی اعلیٰ قابلیت و شان کے مناسب رشد و ہدایت عطا کی تھی، بلکہ جوانی سے پہلے ہی بچپن میں ان کو نیک راہ پر ڈال دیا تھا جو ایسے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کی شانِ شان ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ابراہیم (علیہ السلام) کی اعلیٰ صلاحیت اور کمالات علمیہ و علمیہ اور علوِ شان کی پوری خبر ہم رکھتے ہیں۔

حضرت ابراہیم م جس قوم میں پیدا ہوئے وہ مورتیوں کی پجاری تھی خود ان کے والد مورتیاں بنا کر فروخت کیا کرتے تھے، غرضیکہ گھر میں اور باہر ہر جگہ آپ کو مورتیوں کا ماحول نظر آتا تھا، اللہ نے آپ کو بچپن ہی سے ان مورتیوں سے بیزاری عطا فرما رکھی تھی آخر ایک روز اپنی قوم سے سوال کر ہی بیٹھے کہ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مورتیوں کو تم نے خدا کیوں بنا رکھا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے باپ دادا بھی ان کی پوجا کرتے چلے آئے ہیں پھر ہم اپنے بڑوں کا طریقہ کیسے چھوڑ دیں، حضرت ابراہیم نے فرمایا تمہارا یہ کوئی معقول جواب نہیں اس میں کوئی حقانیت ہے بس معلوم ہوا تمہاری طرح وہ بھی تمہارے تھے اور تم ان کی اذھی تقلید کر رہے ہو، پوری قوم کی عقیدہ کے خلاف حضرت ابراہیم کی

یہ بات سن کر ان لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے اے ابراہیم کیا واقعی تمہارا خیال اور عقیدہ یہی ہے یا ہم سے مذاق دل لگی کر رہے ہو، حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ حقیقت میں میرا عقیدہ یہی ہے اور حقیقت میں سب کا رب وہی ایک خدا ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کو پیدا کیا ہے اور ان کے نظام کو صحیح صحیح چلا رہا ہے دوسرا کوئی اس کی خدائی میں شریک نہیں صرف وہی تنہا عبادت و بندگی کا مستحق ہے، حضرت ابراہیم نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی بڑی گت بناؤں گا جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے، یہ بات اپنے ذرا آہستہ سے کہی جس کو بعض نے سنا بعض نے نہیں اور پھر ان کی اس دھمکی کی طرف کوئی خاص توجہ اور اہمیت نہ دی کچھ یہ سوچ کر کہ یہ تنہا نوجوان پوری قوم اور بادشاہ وقت غرود کے مقابلہ میں ایسی جرأت و ہمت کہاں کر سکتا ہے لہذا اس کو سنی ان سنی کر دی مگر حضرت ابراہیم موقع کی تلاش میں رہے اور جب یہ پوری قوم کسی میلے یا عید کے موقع پر شہر سے باہر گئی تو اپنے اس موقع کو غنیمت جانا اور بت خانہ میں پہنچ کر تمام بتوں کو توڑ پھوٹ ڈالا اور جس کلباڑی وغیرہ سے توڑا اس کو ان میں کے سب سے بڑے بت کے کاندھے پر رکھ آئے، اس بڑے بت کو نہیں توڑا، اس سے آپ کا مقصد ان کی عاجزی و بے بسی ظاہر کرنا تھا۔

غرض کہ جب وہ لوگ واپس آئے اور انہوں نے بت خانہ کی حالت بگڑی ہوئی دیکھی تو کہنے لگے غرضیکہ جب وہ حرکت اور گستاخی ہمارے معبودوں کی ساتھ کس نے کی ہے یقیناً وہ بڑا ہی ظالم اور شرع ہے، جن لوگوں نے حضرت ابراہیم کی دھمکی سنی تھی کہ میں تمہارے بتوں کی بڑی گت بناؤں گا وہ کہنے لگے کہ بلا شک و شبہ یہ اسی نوجوان ابراہیم کا کام ہے جو ہمارے معبودوں کا ذکر برائی سے کرتا ہے، یہ خبر جب غرود اور اراکین سلطنت کو پہونچی، اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق جب یہ خبر قوم کے سرداروں اور حکام کو پہونچی تو انہوں نے کہا اگر اس نوجوان کو مجمع عام میں لاؤ تا کہ وہ پوری قوم کے سامنے اقرار کرے اور پھر ہم بلا ثبوت و اقرار کے سزا دینے والے نہ کہلائیں، حضرت ابراہیم بھی یہی چاہتے تھے کہ مجھے موقع ملے تو پوری قوم کے سامنے ان کے معبودوں کی بے چارگی و بے بسی ثابت کر سکوں چنانچہ پوری قوم کے سامنے حضرت ابراہیم سے پوچھا کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ بے ادبی اور گستاخی کی ہے، آپ نے فرمایا مجھ سے کیا پوچھتے ہو اس بڑے بت سے پوچھ لو اگر یہ بول سکے مطلب یہ اگر یہ بول سکتا ہے تو ان کو توڑ بھی سکتا ہے اور اگر بول نہیں سکتا تو توڑ بھی نہیں سکتا، بس سمجھ لو میں نے ہی ان سب کو توڑا ہے اس طرح بطور تعریف اقرار کر کے آپ نے ان کے عقیدہ کو ٹھیس لگائی ہے کہ ذرا سوچ، تمہارا جو سب سے بڑا معبود بول نہ سکے اور اپنے ساتھیوں (بتوں) کی حفاظت کر کے یا ان کے توڑنے والے کا نام تک نہ بتا سکے وہ عاجز معبود خدا کیسے ہو سکتا ہے اور تم کو کیا نفع پہونچا سکتا ہے اور کیا مصیبت سے بچا سکتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ تقریر سن کر وہ لوگ اپنے دلوں میں سوچنے لگے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے واقعی ہم ہی غلطی پر ہیں، ابراہیم حق

پر ہے، جو بت بول نہ سکے اپنے پر آئی مصیبت کو ٹال نہ سکے ہم اس کی پوجا کر رہے ہیں، پھر شرمندگی کے مارے اپنے رُخ کو جھکا لیا اور کہنے لگے اے ابراہیم! کہیں پتھر بھی بولتے ہیں، اب موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے توحید کی دعوت پیش کی فرمایا تمہیں شرم آنی چاہئے افسوس ہے تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ بول سکے نہ کچھ فائدہ پہنچائے اور نہ نقصان سے بچا سکے، تعجب ہے اتنا سب کچھ سمجھنے کے باوجود بھی تم ان پتھر کی مورتیوں کو پوجتے ہو۔

## حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کا پروگرام

جب وہ لوگ عاجز ہو گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے تو آپ کو تکلیفیں پہنچانے کے درپے ہو گئے اور کہنے

لگے اب تو اپنے معبودوں کی گستاخی کا بدلہ لینے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر جلا دو، یہ بات جس نے سب سے پہلے کہی اس کا نام منون تھا اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا، غرضیکہ نمرود اور اس کی قوم آپ کو آگ میں جلانے پر متفق ہو گئے، تاریخی روایات میں ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا اور ایک ہفتہ تک آپ کو جلانے کے لئے لوگوں نے خوب لکڑیاں جمع کیں اس کام کے لئے لوگوں کا عام جوش و خروش اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ بیمار منت مانتا کہ اگر میں صحت مند ہو گیا تو ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے لکڑیاں دوں گا، عورتیں بھی اپنی مراد پوری ہو جانے کی یہی منت مانتی، غرضیکہ جب لکڑیوں کا بہت لمبا چوڑا اور اونچا انبار لگ گیا تو پھر اس میں چاروں طرف سے آگ لگا دی گئی اور سات دن تک اس کو خوب دھکایا گیا، جب آگ کے شعلے آسمانی نضا کو چھونے لگے اور وہ اس قدر تیز ہو گئے کہ اگر کوئی زندہ اس پر سے گزرے تو وہ جل کر خاک ہو جائے، اس وقت ارادہ کیا کہ ابراہیمؑ کو اس میں ڈالا جائے، مگر اس آگ کے سمندر میں کون ڈالے اور کس طرح ڈالے، بس اسی وقت کجخت شیطان نے آکر ترکیب سمجھائی کہ گو بھن (گو بیا) میں رکھ کر آگ میں پھینک دیا جائے، جب اسکے ذریعہ آپ کو اس دریائی آگ میں پھینکا جانے لگا تو انسان و جن کے علاوہ تمام مخلوقات جلا اٹھی کہ اے رب میرے خلیل کے ساتھ کیسا ظلم ہو رہا ہے، اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم ان کی مدد کریں، اللہ نے اجازت مرحمت فرمادی تو جو فرشتہ بانی کے خزانوں پر مقرر تھا اس نے اللہ کے خلیل حضرت ابراہیمؑ سے عرض کیا اگر آپ چاہیں تو میں اس آگ کو بجھا دوں، اسی طرح وہ فرشتہ جو ہواؤں پر مقرر ہے حاضر ہوا اور عرض کیا اجازت ہو تو میں آگ کو ہوا میں اڑا دوں، حضرت ابراہیمؑ نے ان سب سے فرمایا مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں مجھے اللہ کافی ہے وہی میرا کارساز ہے جب آپ کو گو بھن میں رکھ کر آگ کی طرف پھینک دیا گیا تو حضرت جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا میں آپ کی ہر قسم کی مدد کے لئے حاضر ہوں آپ نے جبریلؑ کو بھی منع فرما دیا، حضرت جبریلؑ علیہ السلام نے عرض کیا تو پھر اپنے رب سے درخواست کیجئے آپ نے فرمایا وہ میری حالت کو خوب جانتا ہے۔

## آگ گلزار بن گئی

جب اللہ تعالیٰ اپنے خلیل کو پورے طور پر آزاد چکا کہ وہ سوائے میرے کسی کی مدد لینے کو تیار نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ تو ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، یعنی اتنی زیادہ ٹھنڈی بھی نہ ہو کہ میرے خلیل کو تکلیف ہونے لگے بلکہ صرف اتنی ٹھنڈی ہو

اگر ان کو خوشگوار اور اچھی معلوم ہو چنانچہ آگ آپ کے لئے گلزار بن گئی، آگ نے اس رسی کو تو جلادیا جس میں آپ کو باندھ کر پھینکا گیا تھا مگر آپ کے مبارک جسم پر آگ تک نہ آئی۔

تاریخی روایات میں ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکا گیا تو اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ نے آپ کے بازو کو پکڑ کر آرام سے زمین پر بٹھادیا اپنے وہاں ایک خیریں پانی کا چشمہ اور لال کلاب کے خوبصورت پھول دیکھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس جبریل م کو جنت کی قمیص اور مسندے کر بھیجا، جبریل م نے وہ قمیص آپ کو پہنائی اور مسند پر بٹھایا اور خود بھی آپ کے ساتھ مسند پر بیٹھ کر آپ کی دلجوئی کے لئے باتیں کرنے لگے، یہ پورا منظر نمود نے اپنی آنکھوں سے اپنے بالا خانہ کے اوپر سے دیکھا کہنے لگا اے ابراہیم واقعی تیرا معبود زبردست طاقت و قدرت والا ہے جو اس نے اس آگ کے سمند میں گلزار بنادیا اپنے اس وقت اس کو توحید کی دعوت پیش کی تو اس نے کہا اگر میں آپ کے معبود کا پجاری بن گیا تو میری حکومت و سلطنت میرے ہاتھوں سے جاتی رہے گی۔

تاریخی روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم اس آگ کے اندر سات دن رہے اور آپ فرمایا کرتے تھے جس قدر راحت و آرام اور سکون و اطمینان مجھے ان سات دنوں میں ملا ہے اتنا عمر بھر میں کبھی نصیب

نہیں ہوا، واللہ اعلم بالصواب

## قوم نمرود کی ناکامی

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ نمرود اور اس کی قوم نے ہمارے خلیل کا برا بھلا کیا تھا کہ آگ میں جلا کر اس کو ہلاک کر دیں مگر ہم نے انھی کو ناکام کر دیا اور ان کا مقصد حاصل نہ ہونے دیا، بعض مفسرین نے فرمایا کہ منہنگائی بڑھ جانے کی وجہ سے ان کی پریشانی بڑھ گئی اور بعض نے فرمایا کہ اللہ نے مجھروں کی فوج بھیجی جس نے نمرود کا گوشت کھالیا اور ایک پتھر اس کے دماغ میں گھس گیا جس کی وجہ سے نمرود ہلاک ہو گیا۔

وَنَجِّنُهُ وَلُوطًا ۙ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِی بَرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَهَبْنَا

اور ہم نے ابراہیم کو اور لوط ام کو ایسے ملک کی طرف بھیج کر بچا لیا جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے واسطے برکت رکھی ہے۔

لَهُۥٓ اِسْحٰقُ ۙ وَیَعْقُوبُ ۙ نَافِلَةً ۚ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ

اور ہم نے ان سب کو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہم نے ان سب کو نیک کیا اور ہم نے ان کو

اِیْمَةً ۙ یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنا ۙ وَاَوْحٰینا الَیْہُمْ فَعَلَ الْخَیْرٰتِ وَاقَامَ الصَّلٰوۃَ

مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا اور نماز کی پابندی کا

وَابْتَكَ الزَّكَاةَ، وَكَانُوا لَنَا عِبْدِينَ ۖ وَ لَوْ طَا أَتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا

اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور لو ط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نے

وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيثَۃَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ

ان کو اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے بلاشبہ وہ لوگ بد ذات

سَوَّءٌ فَسِقِينَ ۚ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

بدکار تھے اور ہم نے لو ط کو اپنی رحمت میں داخل کیا بلاشبہ وہ بڑے نیکوں میں تھے۔

**ہجرت ابراہیمؑ** | ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ اور ان کے بھتیجے لو طؑ کو جو قوم سے الگ ہو کر

حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے ان دونوں کو کافروں کے ظلم و ستم سے بچا کر اس زمین سے جس پر نمرود کی حکومت تھی یعنی عراق سے ایسی زمین پر پہنچا دیا جس میں تمام جہان والوں کے لئے برکت رکھی ہے یعنی سرزمین ملک شام، یہ زمین اپنی ظاہری و باطنی لحاظ سے بڑی برکتوں والی ہے بطنی برکت تو یہ ہے کہ اس سرزمین پر کثرت سے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اور ظاہری برکت یہ ہے کہ یہاں کی آب و ہوا معتدل و خوشگوار ہے اور نہر و چشموں کی وجہ سے یہاں کی فضا سرسبز و شاداب ہے جس کی وجہ سے یہاں پیداوار خوب ہے اور باغات بھی کثرت سے ہیں جس کی وجہ سے پھلوں کی بہتات ہے جس سے صرف ملک شام والے ہی نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے لوگ بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔

اور ہجرت کے بعد ہم نے ابراہیمؑ کو بیٹا اسحاق اور پوتا یعقوب عطا فرمایا اور ان باپ بیٹے کو ہم نے اعلیٰ درجہ کا مستحق و پرہیزگار بنایا، نبوت سے نواز کر اور ہم نے ان سب کو قوم کا مقتدا بنایا اور ہم نے ان کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو تمام نیک اعمال کرنے کا خصوصاً نماز و زکوٰۃ پابندی سے ادا کرنے کا حکم کریں اور یہ خود بھی خوب عبادت گزار تھے۔

اس کے بعد حضرت لو ط علیہ السلام کا ذکر ذرا وضاحت سے فرمایا، ارشاد ہے کہ ہم نے لو ط کو علم و حکمت جو انبیاء کے شایان شان ہے عطا فرمایا یعنی دولت نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے جن میں سب سے بدترین لواطت تھی اس کے علاوہ اور بھی بہت سے بے ہودہ اور برے کاموں کے تمادی تھے، شراب خوری، گانا بجانا، ڈاڑھی کٹانا، مونچھیں ٹھکانا، کبوتر بازی، ڈھیلے پھینکنا، سیٹی بجانا، ریشمی لباس پہننا وغیرہ، غرض کہ یہ لوگ بڑے ہی بد ذات اور بدکار تھے، اور ہم نے لو ط کو اپنی رحمت میں داخل کر رکھا ہے بلاشبہ وہ بڑے نیک یعنی معصوم تھے جو انبیاء کی خصوصیت ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کو جس بستی سے نجات دینے کا ذکر ان آیات میں آیا ہے اس بستی کا نام سدوم تھا اس سے جڑی ہوئی سات بستیاں اور تھیں جن کو حضرت جبریل نے الٹ کر تروبالا کر دیا تھا صرف ایک بستی باقی چھوڑی تھی جس میں حضرت لوط اور ان کے مومنین ساتھی رہ سکیں۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ

اور نوح ؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ اس سے پہلے انھوں نے دعا کی سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے

الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ

بھاری غم سے نجات دی اور ہم نے ایسے لوگوں سے ان کا بدلہ لیا جنھوں نے ہمارے حکموں کو جھوٹا بتایا تھا بلاشبہ

كَانُوا قَوْمًا سَوِيًّا فَغَرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

وہ لوگ بہت بُرے تھے اس لئے ان سب کو ہم نے غرق کر دیا

حضرت نوح علیہ السلام کا مفصل قصہ تو پہلے گذر چکا ہے یہاں پر اتنا مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ کے زمانہ سے پہلے انھوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کی اللہ سے دعا کی تھی وہ اس کی یہ

ہوئی کہ حضرت نوح ؑ تقریباً ساڑھے نو سو سال تک برابر اپنی قوم کو دین حق کی دعوت دیتے رہے مگر انھوں نے نہ مالی اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی، آپ کی عمر تمام انبیاء سے زیادہ ہوئی اور تکالیف بھی آپ نے سب سے زیادہ اٹھائیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ بد بخت قوم حضرت نوح ؑ کو اس قدر مارنے لگے کہ اپنے خیال میں مردہ سمجھ کر کسی چادر وغیرہ میں لپیٹ کر آپ کے گھر میں ڈال جاتے تھے مگر آپ اگلے روز پھر صحت کر کے گھر سے باہر تشریف لاتے اور اس ظالم قوم کو دین کی دعوت دیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی قوم کے لوگ آپ کا گلا گھونٹ دیتے جس سے آپ بے ہوش ہو جاتے اور جب ہوش آتا تو فرماتے اے میرے رب میری قوم کو بخش دے وہ نادانف ہے مگر جب اس شفقت و ہمدردی کے باوجود بھی ان پتھر دل ظالموں پر کچھ اثر نہ دیکھا تب مجبور ہو کر ان کی ہلاکت دعا کی ہے فَدَعَا رَبِّيَ إِلَىٰ مَغْلُوبٍ فَأَنْتَضَرُ یعنی اے میرے رب میں عاجز ہو گیا ہوں تو بدل لائے چنانچہ اللہ نے آپ کی دعا قبول کی اور ان ظالم کافروں کو طوفان سے غرق کر دیا اور حضرت نوح ؑ کو مع ان کے مومن ساتھیوں کے طوفان کی گھبراہٹ اور کفار کی تکالیف سے بچالیا۔

وَدَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ إِذْ يَخُكِّمُ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَمَمُ الْقَوْمِ

اور داؤد اور سلیمان کا تذکرہ کیجئے جب کہ دونوں کسی کھیت کے بارے میں مشورہ کرنے لگے جب کہ اس میں کچھ لوگوں

وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ۝ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكَلَّا اتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ

کی بکریاں رات کے وقت جا بڑیں اور ہم نے اس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سیمان

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجَبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ

کو دی اور یوں ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ وہ تسبیح کیا کرتے

لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُخَصِّنَكُمْ مِّنْ بَّاسِكُمْ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝

تھے اور برآمدوں کو بھی اور کرنے والے ہم تھے اور ہم نے ان کو زرہ کی صنت تم لوگوں کے واسطے سکھائی تاکہ وہ تم کو لڑائی میں ایک

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا

دوسرے کی زد سے بچائے سو تم شکر کر دے گے بھی اور ہم نے سیمان کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے اس سرزمین

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ ۝ وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَن يَغْوُصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ

کی طرف جلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں اور بعضے بعضے شیطان ایسے تھے کہ سیمان کیلئے غوطہ لگاتے تھے

عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ۝

اور وہ اور کام بھی اس کے علاوہ کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے۔

**تفسیر:** حضرت داؤد حضرت سیمان کے والد ہیں دونوں کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا، اور

دونوں ہی کو اللہ نے حکومت قوت فیصلہ اور علم و حکمت عطا فرمائی تھی حضرت سیمان م بچپن ہی سے اس قدر

سمجھ کی باتیں کیا کرتے تھے کہ سننے والے حیران رہ جاتے۔

**عدالت داؤدی میں ایک اہم مقدمہ** حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش

ہوا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس کا فیصلہ

جو یقین کے لئے بہتر اور ہمارے نزدیک پسندیدہ تھا وہ ہم نے سیمان م کو سمجھا دیا، اور حضرت داؤد

نے جو فیصلہ دیا وہ بھی قانون شرع کے مطابق تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واقعہ اس طرح بیان

فرمایا ہے کہ دو شخص حضرت داؤد کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک بکریوں والا اور دوسرا کھیتی والا

کھیتی والے نے دعویٰ کیا کہ اس کی بکریاں رات کو میرے کھیت میں گھس گئیں اور پورا کھیت صاف

کر دیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ کھیت انگور کی سیلوں کا تھا جس میں انگور کے خوشے نکل آئے تھے

اور قتادہ نے فرمایا کہ یہ کھیت غلہ کا تھا۔



بہر حال حضرت داؤدؑ نے یہ دیکھ کر بکریوں کی مالیت کمیت کے نقصان کے برابر ہے یہ فیصلہ فرمایا کہ کھیت والا اس کی تمام بکریاں لے لے، عدالت سے واپسی پر ان دونوں کو دروازہ پر حضرت سلیمانؑ ملے انہوں نے معلوم کیا تمہارے مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوا ہے، ان لوگوں نے بتلادیا تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اگر اس مقدمہ کا فیصلہ میں کرتا تو وہ دونوں کے حق میں بہتر ہوتا حضرت داؤدؑ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اپنے تاکید کے ساتھ فرمایا مجھے بتاؤ وہ فیصلہ کیا ہے؟ اپنے فرمایا کہ بکریاں کھیت والے کو دیدی جائیں وہ ان کے دودھ، اون وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا رہے اور کھیت کی زمین بکریوں والے کو دیدی جائیں وہ اس میں کھیتی کرے اور جب کھیت پہلی حالت پر آجائے تو کھیت کھیت والے کو دیدیا جائے اور بکریاں بکریوں والے کو، داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ پسند فرمایا اور اپنا پہلا فیصلہ رد کر کے اسی کو نافذ کر دیا

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ نے جو فیصلہ فرمایا وہ قانونی فیصلہ تھا اور حضرت سلیمانؑ نے جو فیصلہ فرمایا وہ درحقیقت فریقین میں ایک صلح تھی اور قرآن اعلان کرتا ہے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کے فیصلہ کو پسند فرمایا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے قاضیوں کو یہ ہدایت فرما رکھی تھی کہ جب آپ کے پاس کوئی مقدمہ آئے تو پہلے فریقین میں رضامندی کے ساتھ کسی بات پر صلح کرانے کی کوشش کی جائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اپنا شرعی فیصلہ جاری کر دیں، اور حکمت اس کی یہ بیان فرمائی کہ عدالتی فیصلہ سے وہ شخص جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے دب جائیگا مگر فریقین میں بغض و عداوت اور نفرت پیدا ہو جائے گی جو دمسلمانوں میں نہیں ہونا چاہیے۔

**مسئلہ :-** امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں اگر جانوروں کے ساتھ چرواہا موجود ہو اور اس کی غفلت کی وجہ سے جانور کسی باغ یا کھیت کو نقصان پہونچا دیں تو اس صورت میں جانوروں کے مالک کو نقصان بھرنے ہوگا۔ اور اگر چرواہا ساتھ نہیں جانور خود ہی نکل گئے اور کسی کے باغ یا کھیت کو نقصان پہونچا دیا تو اس صورت میں جانوروں کے مالک کے ذمہ نقصان نہیں، یہ واقعہ چاہے رات میں پیش آئے یا دن میں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں ان

دونوں کا ایک ایک بچہ ان کے ساتھ تھا، اچانک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کا بچہ لے گیا جو بچہ بچا اس کے متعلق دونوں نے اپنا ہونے کا دعویٰ کیا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پہونچا تو اپنے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا وہ عورت بچہ لے کر چلی، ان دونوں کا گذر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہوا تو انہوں نے پورا واقعہ ان کو سنایا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس ایک چھری اذ تاکہ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھا آدھا دیدوں یہ سن کر چھوٹی عورت بلیلا اٹھی اور بولی حضرت ایسا نہ کیجئے بچہ بڑی عورت کا ہے اس کے پاس رہنے دیجئے حضرت سلیمانؑ نے وہ بچہ بڑی عورت سے لے کر چھوٹی عورت کے سپرد کر دیا۔

حضرت داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرند سبج کرتے تھے | حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی عمدہ قسم کی آواز عطا فرمائی تھی جب آپ زبور کی تلاوت کرتے یا ذکر تسبیح پڑھتے تو آپ کے ساتھ پہاڑ اور پرند بھی پڑھا کرتے تھے، یہ درحقیقت حضرت داؤد کا ایک معجزہ تھا، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے لوگو تم کو اس پر تعجب نہ ہونا چاہئے کہ پہاڑ اور جانور کیسے بولتے اور تسبیح کرتے ہوں گے یہ سب ہمارا کیا ہوا تھا، بھلا ہماری لامحدود قدرت کے آگے یہ باتیں کیا مشکل ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ آپ کے ہاتھ میں لوہے کو موم کر دیا تھا آپ لوہے کو آسانی موڑ کر ٹکلی اور مضبوط زر میں بنایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے لوگو تمہارے فائدے کے لئے ہم نے داؤد (علیہ السلام) کے ذریعہ یہ صنعت ایجاد کرائی تاکہ تم اس سے فائدہ حاصل کرو، سوچو کیا تم اس قسم کی ہماری نعمتوں کا کچھ شکرا ادا کرتے ہو۔

ہوا اور جن حضرت سلیمان کے تابع کر دیئے گئے تھے | سورہ ص میں ہے کہ حضرت سلیمان نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی کہ مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو عطا نہ کی جائے چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور ہوا اور جنات کو آپ کے حکم کے تابع کر دیا گیا وہ آپ کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی جس میں اللہ نے برکت فرارکھی ہے اس سے مراد ملک شام ہے جو آپ کا سکن تھا اور اس کے علاوہ جہاں کا بھی آپ کو سفر درپیش ہوتا ہوا آپ کے حکم سے اس طرف چلتی تھی اس ہوا کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ جو سفر ایک ماہ میں طے کیا جاتا تھا وہ آدھے دن میں طے کر دیتی جس تخت پر آپ سوار ہو کر ہوا پر سفر کرتے اس کی کیفیت حضرت ابن عباسؓ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ بہت لمبا چوڑا تخت تھا جس پر آپ مع اعیان دارکان سلطنت کے تشریف فرما ہوتے تھے۔

اسی طرح شیاطین یعنی سرکش جنات کو بھی آپ کے حکم کے تابع کر دیا گیا تھا اس آیت میں خاص طور پر سرکش جنات کا ذکر کر کے یہ بتا دیا گیا کہ جب سرکش جناب کے تابع و ماتحت تھے تو غیر سرکش کا آپ کے تابع ہونا از خود سمجھ میں آگیا حاصل یہ کہ تمام جنات سرکش بھی اور غیر سرکش بھی آپ کے حکم کے تابع تھے۔ آپ ان سے دریاؤں میں غوطہ لگو کر جواہرات اور قیمتی ہوتی نکلاتے تھے اور اسکے علاوہ بہت سے سخت کام لیتے تھے جس کا ذکر قرآن میں دوسری جگہ ہے کہ آپ ان سے بڑی بڑی ساز و عمارتیں اور بڑے بڑے بیابانے جو حوض کا کام دیتے اور حوض کے برابر بڑی بڑی تانبے کی دیگیں جو اپنی جگہ سے ہل سکیں وغیرہ وغیرہ بنواتے تھے۔

وَ اَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهُ اِنِّىْ مَسْنٰى الضُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور ایوبؑ کا تذکرہ کیجئے جب کہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب ہر مانوں سے زیادہ

فَاَسْتَجِبْنَا لَهُ فَاَخْرَجْنَا مَا بِهِ مِنْ ضِرٍّ وَاَتَيْنَاهُ اَهْلَهُ وَ مِثْلَهُمْ مَعَهُمْ

مگر ان میں ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور ہم نے ان کو ان کا لہجہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ ان کے برابر

## رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرًا لِّلْعَبِيدِ ۝

اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب اور عبادت کرمیوں کے لیے یادگار رہنے کے سبب

### قصہ حضرت ایوبؑ

حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ قرآن کریم نے بہت ہی مختصر مگر نہایت جامع انداز میں صرف پانچ آیتوں میں بیان فرمایا ہے دو آیتیں یہ اور تین آیتیں سورہ ص کی۔

حضرت ایوبؑ وہ پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے خوش حال بنا رکھا تھا، ہر قسم کا مال و دولت، راحت و آرام نیک صالح اولاد، نہایت مطیع و فرمانبردار بیوی اور نوکر چاکر عطا فرما رکھے تھے مگر اپنا تک اللہ کی طرف سے پیغمبرانہ آزمائش ہوتی ہے تو تمام مال و دولت اور اولاد ختم ہو جاتی ہے اور آپ سخت ترین بیمار ہو کر ایک کونہ میں پڑ جاتے ہیں، صرف آپ کی بیوی باقی رہتی ہے جو آپ کی ہر طرح سے خدمت کرتی ہے، جس طرح آپ خوش حالی کے دور میں شاکر رہ کر اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہے اسی طرح پریشانی کے عالم میں صابر رہ کر اس کی عبادت میں مشغول رہے بلکہ مال و اولاد نہ ہونے پر مصروفیات کم ہوئیں تو آپ عبادت میں اور زیادہ مشغول ہو گئے، تقریباً تیرہ سال کی مدت دراز گزارنے کے بعد کوئی ایسا وجہ پیش آئی کہ آپ دعا کرنے پر مجبور ہوئے چنانچہ اپنے رب کو اس طرح آداب و احترام کے ساتھ پکارا جس میں ذرہ برابر بھی شکوہ شکایت اور بے صبری نہ آئی، عرض کیا میں دکھ میں پڑ گیا ہوں اور اے خدا تجھ سے بڑھ کر رحم کرنے والا کوئی نہیں۔ پھر کیا تھا رحمت خداوندی کا دریا اُمڈ پڑا اور فوراً ہی پانی کا ایک چشمہ جاری فرما کر حکم دیا کہ اس سے غسل کر دو اور اس کا پانی پیو تمام تکلیفیں ختم ہو جائیں گی چنانچہ آپ نے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا اور وعدہ خداوندی کے مطابق آپ کا تمام دکھ درد اور پریشانی دور ہو گئی، مال و دولت بھی مل گیا اور اولاد بھی پہلے سے دو گنا مل گئی، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک گٹھڑی گھب کی اور ایک جو کی تھی ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے سونے میں تبدیل فرادیا، اور صحیح بخاری شریف میں حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سونے کی چند ٹڈیاں ان پر برسیائیں، ایوب علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو مٹھی بھر کر بڑے میں رکھنے لگے، اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو پکارا، ایوب کیا ہم نے تم کو یہ سب کچھ دھن دولت دے کر غنی و مالدار نہیں بنادیا پھر یہ کیا، حضرت ایوبؑ نے عرض کیا: پروردگار یہ صحیح اور درست ہے کہ آپ نے مجھے غنی بنایا مگر آپ کی نعمتوں اور برکتوں سے کب کوئی بے پروا ہو سکتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آپ کے سات لڑکے اور سات لڑکیاں تھیں

ان آیات کے آخر میں فرمایا گیا کہ حضرت ایوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی کہ جب کسی نیک بندے پر دنیا میں برا وقت آئے تو حضرت ایوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھلانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، محض اس طرح کی آزمائش کو دیکھ کر کسی کے متعلق یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہیں اور کسی گناہ و غلطی میں ان کو تکالیف و

مصائب میں مبتلا کر دیا ہے جیسا کہ آج کل لوگوں کی عام عادت ہے۔

تفسیر ۱۔ ان آیات کی تفسیر اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے میں ہم نے صرف وہی روایات لی ہیں جو مستند ہیں اس کے علاوہ جو بہت بڑا حصہ غریب اور اسرائیلی روایات پر موقوف ہے اس کو غیر مستند ہونے کے سبب چھوڑ دیا ہے اور اس قصہ کا جو بعض حصہ وہ لیا ہے وہ انشاء اللہ سورہ قصہ پارہ ۱۱ میں آئے گا

## وفادار بیوی جنتی ہے

صحیح حدیث میں اس عورت کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے جو اپنے شوہر کے حق میں وفادار ہو، اس کی وفاداری اور محبت و خدمت کی اہمیت اس وقت بڑھ جاتی ہے جب شوہر پریشانی اور مصیبتوں میں مبتلا ہو، ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ شیطان کو جو دوسرے سب سے زیادہ پیارا ہے وہ میاں بیوی کے درمیان بدگمانی اور بغض و عداوت کا بیج بو دینا ہے۔ اس کے بعد دو خاندانوں میں مستقل انتقال کی جنگ چھڑ جاتی ہے اور شیطان خوب مزے لیتا اور خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی اس سے پوری حفاظت فرمائے۔

## وَأَسْمِعِلْ وَأَذْرِ لِرَبِّكَ وَذَا الْكُفْلِ كُلُّ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے سب ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے، اور ہم نے ان کو

## وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا بے شک یہ کمال صلاحیت والوں سے تھے

## تذکرہ حضرت ذوالکفلؑ

ان آیات میں تین برگزیدہ شخصیتوں کا تذکرہ ہے، حضرت اسماعیل و ادریس علیہما السلام کا رسول ہونا قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے قرآن میں بہت سی جگہ ان کا ذکر آیا ہے آسان تفسیر پارہ ۱۱ پر ان کا قصہ بیان ہو چکا ہے۔

البتہ حضرت ذوالکفلؑ کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ ولی ہیں یا رسول، عامۃ المفسرین فرماتے ہیں کہ آپ رسول ہیں اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ قرآن میں کئی جگہ ان کا نام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسول نہیں تھے بلکہ ایک ولی صفت بزرگ تھے چنانچہ اس سلسلہ میں مشہور مفسر تابعی حضرت مجاہدؒ سے ایک قصہ مروی ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک نبی حضرت یسع علیہ السلام ہوئے میں جب یہ بوڑھے ہو گئے اور ان کو بندیرہ دجی بتلادیا گیا کہ آپ کی موت قریب ہے تو آپ نے اپنا قوم کو ایک روز جمع کر کے فرمایا میں جا رہا ہوں کہ میری زندگی میں کوئی شخص میرا قائم مقام بن جائے تاکہ بعد میں بھی قوم کا نظام صحیح چلتا رہے چنانچہ ایک دن آپ نے قوم بنی اسرائیل کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تم میں سے اپنا ایک ایسا خلیفہ بنا چاہتا ہوں جو مجھ سے تین باتوں کا عہد کرے ۱۔ دن میں روزہ رکھے ۲۔ رات کو باموئی میں مشغول رہے ۳۔ امور خلافت میں کبھی غصہ نہ کرے، یہ سن کر ایک نوجوان

شخص جو دیکھنے میں حقیر سا معلوم ہوتا تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں عہد کرتا ہوں، حضرت یسوع نے دریافت کیا تم یہ کام کر سکتے ہو اس نے اقرار کیا، آپ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا اور مجلس برخواست ہو گئی دوسرے دن آپ نے پھر یہی اعلان کیا مگر پوری قوم خاموش رہی، پھر یہی شخص کھڑا ہوا اور اس نے ان کاموں کے کرنے کا عہد کیا حضرت یسوع نے اس کو اپنا خلیفہ بنادیا۔

ابلیس لعین نے جب دیکھا کہ ذوالکفل اس میں کامیاب ہو گیا تو اس نے تمام شیطانوں کو جمع کیا اور کہا ایسی صورتیں اختیار کرو جس سے یہ شخص بہک جائے اور اپنے کئے ہوئے عہد پر قائم نہ رہ سکے سب شیطانوں نے بڑی کوششیں کیں مگر ناکام رہے ابلیس نے کہا اچھا اس کام کو میں انجام دوں گا، حضرت ذوالکفل کا یہ معمول تھا کہ رات دن میں صرف دو پہر کو تھوڑی دیر سویا کرتے تھے ابلیس اس وقت میں ایک بوڑھے اور کمزور کی شکل میں آپ کی آرام گاہ پر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا اپنے دروازہ کھول کر اس کو اندر بلایا تو اس نے اپنی داستان شروع کر دی کہ میری قوم کے لوگ مجھ پر یوں ظلم کرتے ہیں اور اس طرح ستاتے ہیں، غرضیکہ اس کم نجت نے آپ کے سونے کا پورا وقت خراب کر دیا، آپ نے فرمایا جب مجلس لگے گی وہاں آنا میں تمہارا فیصلہ کر دوں گا، مگر یہ مجلس میں نہ پہنچا اور اگلے دن پھر آپ کے سونے کے وقت آیا، آپ نے فرمایا تم مجلس میں نہیں آئے اس نے کہا میری قوم کے لوگ بہت چالاک ہیں جب ان کو تہ چلا کہ اپنے مجھے اپنی مجلس میں بلایا ہے تو انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اب تم کو نہیں ستائیں گے اس لئے میں حاضر نہیں ہوا، مگر مجلس ختم ہوتے ہی انہوں نے پھر مجھے ستانا شروع کر دیا آپ نے پھر یہی فرمایا کہ مجلس میں آنا وہاں تمہارا فیصلہ کر دیا جائے گا، اگلے دن بھی یہ مجلس میں نہ پہنچا اور تیسرے دن پھر آپ کی آرام گاہ پر پہنچ گیا، چونکہ آپ مسلسل دو دن نہیں سوئے تھے اس لئے اپنے خادموں سے فرمایا کہ میرے سونے کے وقت کسی کو اندر مت آنے دینا، چنانچہ جب شیطان کو کسی طرح بھی اندر نہ جانے دیا تو یہ موقع لگا کر کسی کھڑکی وغیرہ سے اندر گھس گیا اور جس کمرے میں آپ سوئے ہوئے تھے اس کو کھٹکھٹایا، آپ نے دروازہ کھول کر خادموں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دروازہ نہیں کھولا، دروازہ دیکھا تو اس میں کالا لگا ہوا تھا، تب آپ نے اس کو غور سے دیکھ کر فرمایا کم نجت کیا تو ابلیس ہے، اس نے اقرار کیا اور کہا کہ میرا مقصد آپ کو غصہ دلانے کا تھا مگر آپ میرے جال میں بھی نہ پھنسنے اور بار کر کنجت ذلیل و نامراد واپس ہو گیا، اسی وجہ سے آپ کا نام ذوالکفل مشہور ہو گیا یعنی اپنے عہد اور ذمہ داری کو پورا کرنے والا۔

## حضرت ذوالکفل کے نبی ہونے کے دلائل

اس واقعہ سے جو حضرات آپ کا دلی اور خلیفہ ہونا ثابت کرتے ہیں ان کو بعض مفسرین نے یہ جواب

دیا کہ اولاً تو یہ روایت ہی سند کے اعتبار سے محل نظر ہے اور دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے آپ حضرت یسوع کے خلیفہ رہے ہوں اور پھر اللہ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرما دیا ہو، اور تیسرے یہ کہ سورہ قصص میں جہاں حضرت اسمعیل و حضرت یسوع کا ذکر فرمایا وہیں متصلاً حضرت ذوالکفل کا بھی ذکر فرمایا اور پھر تینوں

حضرات کی ایک ہی صفت بیان فرمائی۔

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں کفل نام کا ایک شخص تھا انتہائی دہبہ کا فاجر و فاسق اور گنہگار و عیاش۔ ایک بار اس کے پاس ایک حسین و جمیل عورت آئی، غالباً یہ اپنی ضرورت کا سوال کرنے آئی ہوگی اس نے بوقت سے فائدہ اٹھایا اور مجبور سمجھ کر اسے ساٹھ دینار دے کر زنا پر راضی کر لیا مگر جب وہ اس عورت سے حرام کاروائی کرنے بیٹھا تو یہ عورت کانپنے لگی اور رونے لگی، اس نے پوچھا روتی کیوں ہے، اس نے جواب دیا کہ جو حرام کاروائی میں بھر میں کبھی نہیں کیا آج اپنی ضرورت و مجبوری اور پیٹ کی خاطر اپنی عزت برباد کر رہی ہوں، یہ سن کر کنس کو بھی خدا کا خوف پیدا ہوا اور اس نے کہا آج سے میں بھی کوئی گناہ نہیں کروں گا تو یہ دینار دے کر اپنے گھر جا اور اپنی ضرورت پوری کر اتفاقاً اسی رات اس کا انتقال ہو گیا اور غیب سے ایکے دروازہ پر لکھا ہوا ملا **غُفِرَ لَكَ الْكُفْلُ** یعنی اللہ نے کفل کو بخش دیا۔ ہ اس روایت میں ذوالکفل نہیں بلکہ کفل ہے اور یہ حضرت ذوالکفل کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے اس لئے یہ مغالطہ نہ ہونا چاہئے کہ یہ واقعہ حضرت ذوالکفل کا ہے۔

**وَإِذَا التُّونُ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ يَنْقُدَ عَلَيْهِ فَنَادَا فِي**

اور بھلی والے کا تذکرہ کیجئے جب وہ خفا ہو کر چل دیئے اور انھوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر کوئی دار و گیر نہ کریں گے پس انھوں نے

**الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ**

انذہروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ پاک ہیں میں بے شک قصور وار ہوں سو ہم نے ان کی

**فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُصَيِّبُ الْمُؤْمِنِينَ**

دعا قبول کی اور ان کو اس کٹھن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

## واقعہ حضرت یونسؑ

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عراق کے مشہور علاقہ موصل کے مرکزی شہر ینوی کے باشندوں کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا، آپ ان کو ایک عرصہ تک تبلیغ فرماتے آئے اور توحید کی دعوت دینے رہے مگر انھوں نے نہ مانی اور برابر سرکشی و نافرمانی پر لگے رہے اور مخالفت و دشمنی پر قائم رہے تو

## اقوال تحقیق

**فَظَنَّ أَنْ لَنْ يَنْقُدَ عَلَيْهِ** حضرت ابن عباس اور مجبور مفسرین نے یہاں **قَدَّرَ** کو تنگی کے معنی میں یا بے مطلب یہ ہوگا کہ حضرت یونسؑ کی کا انتظار کئے بغیر جب سبھی چھوڑ کر چلے گئے تو کیا انھوں نے سمجھا یا تھا کہ ہم انکی جلد بازی پر آزمائش اور تنگی میں نہ ایمں گے جیسا کہ انھیں اپنے قیاس و اجتہاد سے یہ گمان تھا، حضرت قتادہ و مجاہد اسکے معنی **قَدَّرَ** یعنی تقدیر مراد لیتے ہیں مطلب یہ ہوگا کہ حضرت یونسؑ نے یہ گمان کیا کہ اس معاملہ میں مجھ پر کوئی گرفت و مواخذہ نہیں ہوگا۔

یہ حافظ ابن کثیرؒ نے اس روایت کو غریب بتایا ہے اور فرمایا کہ صحاح ستہ میں سے کسی نے اس کو نقل نہیں کیا۔ محمد یعقوب غفرلہ العبد

آپ نے ان سے کہہ دیا کہ میں دن کے اندر عذاب الہی تمہارے اوپر آجائے گا، یہ فرما کر آپ ان سے خفا ہو کر بستی چھوڑ کر چلیے اور جیسے ہی نہر فزات کے کنارے پر پہنچے تو ایک کشتی مسافروں سے بھری ہوئی تیار کھڑی تھی آپ اس کشتی میں سوار ہو گئے کشتی چل کر جب کچھ دور پہنچی تو طوفانی ہواؤں نے کشتی کو اٹھیرا جب کشتی ڈمگانے لگی اور کشتی والوں کو ڈوب جانے کا یقین ہو گیا تو اپنے عقیدہ کے مطابق کہنے لگے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے حضرت یونس علیہ السلام کو فوراً احساس ہوا کہ میں ہی وہ بد نصیب غلام ہوں جو اپنے مولیٰ اللہ جل شانہ کے حکم کے بغیر بستی چھوڑ کر چلا آیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وحی کا انتظار کئے بنا میرا بستی چھوڑنا اللہ کو پسند نہیں آیا یہ سوچ کر آپ نے کشتی والوں سے فرمایا وہ غلام میں ہوں، آپ کی بزرگ شخصیت دیکھتے ہوئے کسی کو یقین نہ آیا تو قرعہ اندازی کی گئی اس میں آپ ہی کا نام آیا مگر کشتی والوں کو تسلی نہ ہوئی تو دوبارہ پھر قرعہ اندازی ہوئی، اس بار پھر آپ کا نام نکلا اور تیسری بار قرعہ اندازی کرنے پر بھی آپ کا ہی نام نکلا، اب مجبوراً کشتی والوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا، آپ خود ہی کو پڑے، بہر حال جیسے ہی آپ دریا میں کودے تو فوراً اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو اپنے پیٹ میں لے لے، اللہ نے اس مچھلی کو یہ ہدایت بھی فرمائی کہ یہ تیری غذا نہیں ہے بلکہ چند روز کے لئے تیرا پیٹ ان کے لئے قید خانہ ہے اس کو کسی قسم کی خراش تک نہ آنی چاہئے، حضرت یونس نے جب اپنے آپ کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ پایا تو اپنے رب کو ان کلمات سے پکارا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ آپ نے اس غلطی کا اقرار کیا کہ بلاشبہ میں نے جہد کی کہ تیرے حکم کا انتظار کئے بغیر بستی چھوڑ دی، آپ کی یہ غلطی اجتہادی تھی جو امت کے حق میں تو معاف ہے مگر انبیاء علیہم السلام کی گرفت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو مختلف قسم کی آزمائش میں ڈالتا ہے چنانچہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ، سب سے زیادہ سخت بلائیں اور آزمائشیں انبیاء کو پیش آتی ہیں ان کے بعد درجہ درجہ، عرض کیا اس نامناسب بات پر حضرت یونس کی گرفت اور آزمائش شروع ہو گئی اور پھر توبہ کے بعد نجات ملی اور مچھلی نے صحیح سالم کنارہ پر آکر اُگل دیا۔

جس وقت آپ بستی چھوڑ کر چلے گئے تھے تو بستی والوں کو نکر سوار ہوئی کہ حضرت یونس جو کچھ فرمادیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے لہذا ہم پر عذاب ضرور آئے گا اور ممکن ہے انھوں نے عذاب کے کچھ آثار بھی دیکھے ہوں، غرض کہ تمام مرد عورت بچے اور چھوٹے بڑے سب جاؤں جنگل کی طرف نکل گئے اور بچوں کو ماؤں سے الگ کر دیا جس کی وجہ سے ایک عجیب شور اور دواؤں کا شروع ہو گیا اور اس حالت میں آسمان وزمین کے مالک سے دعائیں مانگیں اپنی غلطی کا اقرار کیا اور ایمان قبول کرنے اور حضرت یونس کے ارشادات کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کر کے اللہ سے عذاب کو ملا دینے کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ جو بڑا غفور الرحیم ہے اس نے اپنا عذاب ان سے ہٹا لیا بہر حال اب یونس علیہ السلام کو اس بستی میں جانے کا دوبارہ حکم ہوا کہ قوم میں رہ کر ان کی رہنمائی فرمائیں چنانچہ آپ حکم پا کر دوبارہ یننویٰ تشریف لے گئے بستی والوں نے آپ کو دیکھا تو بے پناہ محبت و خوشی کا اظہار کیا اور پھر آپ کی ہدایت کے مطابق زندگی گزار کر دین و دنیا کی کامیابی حاصل کی۔

فِي الظُّلُمَاتِ :- یہ ظلمت کی جمع ہے جس کے معنی اندھیرے کے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے جمع کا لیتنا اس لئے استعمال فرمایا ہے کہ اندھیرا سخت ترین تھا جیسے کہ بہت سے اندھیرے مل گئے ہوں اور مغیرہ قرآن تحت ابن عباس نے فرمایا کہ تین قسم کے اندھیرے جمع ہو گئے تھے رات کا اندھیرہ، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، پانی کی تہ کا اندھیرا۔

آیت کریمہ (لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین) کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دعا ہمارے پیغمبرؐ یونسؑ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ جو مسلمان بھی اخلاص کے ساتھ

ہمیں پکارے گا ہم اسے مصیبتوں سے نجات دینگے۔ احادیث پاک میں اس دعا (آیت کریمہ) کے بہت سے فضائل و برکات بیان کئے گئے ہیں اور امت کے لئے مچھلی والے پیغمبرؐ حضرت یونسؑ کی اس دعا کو ہر قسم کی مصیبت ویشانی میں ہمیشہ مجرب پایا ہے۔ چنانچہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسے کلمات بتاؤں کہ اگر تم میں سے کسی پر کوئی مصیبت پڑیشانی آ پڑے اور وہ ان کلمات کے ذریعہ اللہ سے دعا کرے تو اللہ ضرور اس کی مصیبت کو دور کر دے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتلائیے آپ نے فرمایا وہ مچھلی والے پیغمبرؐ کی دعا، اور ترمذی شریف میں آپ کا یہ ارشاد مبارک بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو مسلمان اس دعا کے ساتھ کسی معاملہ میں اپنے رب کو پکاریگا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول کرے گا۔

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ﴿۸۱﴾

اور زکریاؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لا وارث مت رکھو اور سب وارثوں سے بہتر

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَاهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ

آپ ہی میں سوچیں ان کی دعا قبول کر لی اور ہم نے ان کو بچی فرزند عطا فرمایا اور ان کی خاطر سے ان کی بی بی کو اولاد کے قابل

فِي الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَشِعِينَ ﴿۸۲﴾ وَالَّتِي

کر دیا یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے اور

أَخَصَّتْ فَرْجَهَا فَتَقَنَّا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً

ان بی بی کا تذکرہ لیجئے جنھوں نے اپنے ناموس کو بچایا پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند

لِّلْعَالَمِينَ ﴿۸۳﴾

کو دنیا بہانہ والوں کے لئے نشانی بنا دی۔

تفسیر :- حضرت زکریا علیہ السلام کا پورا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے، یہاں ارشاد ہے کہ حضرت زکریاؑ نے اپنے

رب سے دعا کی مجھے ایک لڑکا عنایت فرما جو میرا وارث ہو، بلاشبہ حقیقی وارث تو آپ ہی ہیں یہ تو ظاہری وارث ہوگا جو ایک



مرتب بعد ختم ہو جائے گا، انبیاء کی دراشت مال میں جاری نہیں ہوتی اسلئے یہاں وارث کا مطلب جانشین ہے جو آپ سے علمی و دینی دولت حاصل کر کے قوم تک پہنچائے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور ان کی بیوی جو بانجھ تھی ان کو صحیح کر دیا اور پھر ان سے ایک لڑکا یحییٰ (علیہ السلام) پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تمام پیغمبر امید و خوف کے ساتھ دعا مانگتے اور ہماری عبارت کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی دعا و عبادت میں قبول اور ثواب کی امید بھی رکھتے تھے اور اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے خوف بھی۔

اس کے بعد حضرت مریم کا ذکر فرمایا، ان کا پورا قصہ بھی پہلے گزر چکا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کی ایسہ کو بانجھ بن دیا تھا یہ میں اولاد دیکر اپنی قدرت ظاہر فرمائی اسی طرح حضرت مریم کو بلا مرد کے چھوٹے ہوئے لڑکا (حضرت عیسیٰ) عطا فرمایا جس کو ہم نے دنیا والوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنا دیا کہ اس کو دیکھ کر یہ شخص آسانی سے سمجھ لے کہ ہم ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتے ہیں۔

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝ وَتَقَطَّعُوا

یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم میری عبادت کیا کرو اور ان لوگوں نے اپنے دین میں انہیں سے بے نیاز کر لیا سب ہمارے پاس آنے والے ہیں سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا اور وہ ایمان والا۔

مُؤْمِنِينَ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِمْ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ۝ وَحَرَّمَ عَلٰی قُرْيَةٍ

میں ہوگا سو اس کی محنت اکارت جانے والی نہیں اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں اور ہم جن بستیوں کو فنا کر چکے ہیں انہیں کوئی نہیں کہ وہ برباد ہوئے۔

أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ

ان کے لئے بات ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر

مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

بلندی سے نکلتے ہوں گے اور سچا وعدہ نزدیک آجہو بنجا ہوگا تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ شوروں کی

أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَوِيلُكُنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا

نہا میں بھٹی کی پٹی رہ جاؤں گی کہ اے کم بختی ہماری ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ہی

ظَلِيمِينَ ۝

قصور وار تھے

**تفسیر**

ان آیات میں ارشاد ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اصولی طور پر ایک ہی ہیں، اس میں کسی نبی اور کسی شریعت کا کوئی اختلاف نہیں، اور وہ یہ کہ خدا کو ایک مانو اور جو رسول اس نے تمہاری ہدایت کیلئے بھیجا ہے اس کی تصدیق کرو اور اس کی تعلیمات پر عمل کرو۔ بس تمام لوگوں کو چاہئے تھا کہ وہ اس ایک طریقہ پر قائم ہو کر اپنے خالق و مالک کی بندگی کرتے مگر ہوا یہ کہ انھوں نے اپنے اپنے طریقہ دین میں اختلاف کر لیا اور اس کے انجام سے بے خبر رہے۔ بس جب لوگ مگر اللہ کے دربار میں پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس کرے گا اور ان کے اعمال کی سزا دے گا اور جو مومن اعمال حسنہ کریں گے اس کو اللہ تعالیٰ جزا و ثواب دیگا، انسان کے اعمال نگھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جس میں بھول و خطا کا کوئی امکان نہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جن کافروں کے لئے ہلاکت اور غارت ہونا مقدر ہو چکا ہے وہ کبھی اپنے کفر و سرکشی کو چھوڑ کر اور توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہونے والے نہیں نہ وہ کبھی اس غرض سے دنیا میں واپس کئے جاسکتے ہیں کہ دوبارہ آکر پچھلی زندگی کے گناہوں کو معاف کرائیں، پھر ان کو نجات و فلاح کی توقع کدھر سے ہو سکتی ہے ان کے لئے تو صرف ایک ہی وقت ہے جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر خدا کی طرف رجوع کریں گے اور اپنے کفر و نافرمانی پر شرمندہ ہوں گے مگر اس وقت ان کا شرمندہ ہونا توبہ کرنا کچھ کام نہ آئے گا، یہ وقت قیامت کا، دگاہ، قیامت کی قریبی علامت یہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد واجوج و ماجوج نکلیں گے اور اپنی کثرت و زیادتی کی وجہ سے بریلندی و بستی پر چھا جائیں گے، جلدھر دیکھو اٹھلی کا جو جم نظر آئے گا کوئی انسانی طاقت ان کو روک نہ سکے گی، واجوج و ماجوج کی تفصیلات سورہ کہف کے اخیر میں لکھی جا چکی ہیں ان کا مطالعہ ایک بار پھر کر لیجئے غرض کہ جس وقت قیامت قائم ہوگی اور حساب و کتاب لیا جائے گا تو کافروں کی آنکھیں اس وقت پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور اپنی غفلت پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی کہ ہم قیامت سے کیسے بے خبر رہے کاش ہم دنیا میں اس آفت سے بچنے کی فکر کرتے اور پھر خود ہی کہیں گے بس ہم نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کہ پیغمبروں کے سمجھانے کے باوجود ہم قیامت کا انکار رہا کرتے رہے۔

**إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَرَدُونَ ۝**

بلاشبہ تم اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے رہے ہو سب جہنم میں جھونکے جاؤ گے، تم سب اس میں داخل ہو گے

**لَوْ كَانَ هُوَ اللَّهُ مَا وَّرَدُوهَا ۚ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ۝** لَٰهُمْ فِيهَا

اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو اس میں کیوں جاتے اور سب اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے ان کا اس میں شور

**زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ ۖ**

نہ ہو گا اور وہاں کوئی بات سنیں گے بھی نہیں جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے

أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۖ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۚ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ

وہ اس سے دور کئے جائیں گے اس کی آہٹ بھی نہ سیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں

أَنفُسُهُمْ خِلْدُونَ ۖ لَا يَجْزِيهِمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهِمُ الْمَلَائِكَةُ

ہمیشہ رہیں گے ان کو بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ ہے تمہارا وہ دن

هَٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۖ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ

لِلْكُتُبِ ۖ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ ۖ وَعَدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا

کے جس طرح اول بار پیدا کرتے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح اس کو دوبارہ

كُنَّا فَعَلِينَ ۚ

بیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے

مشرکین کیلئے وعید

مشرکین کو وعید سنائی جا رہی ہے کہ بلاشبہ تم اور جن کو تم خدا کے سوا پوج رہے ہو تمام جہنم کے اندر جھونکے جاؤ گے، اس میں ان کے معبودوں کا عاجز و کمزور ہونا ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر وہ واقعی حقیقی معبود ہوتے تو جہنم میں کیوں جاتے تم اور وہ ہمیشہ جہنم ہی میں پڑے رہو گے اور وہاں شدت ہول، عذاب کی سخت تکلیف اور اپنے چلانے کی وجہ سے کچھ سنائی نہ دیگا۔

ایک شبہ کا جواب

یہاں قرآن کریم نے تمام معبودان باطل کا جہنم میں جانا بیان فرمایا ہے اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اور فرشتوں کو بھی لوگوں نے اپنا معبود بنایا ہے آخر سب کے جہنم میں جانے کا کیا مطلب؟ تفسیر مظہری میں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ مانتے جہنم سے مراد بے عقلیت اور سامری کا بنایا ہوا بچھڑا وغیرہ جیسی بے جان دیے شعور چیزیں ہیں، اور اگر وہ معبود جاندار اور عقل والے ہیں تو اگر وہ اپنی پوجا سے خوش تھے جیسے شیطان، فرعون و مردود وغیرہ تو وہ بھی انہی بے عقلوں کی فہرست میں شامل ہو کر جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے اور جو اپنی عبارت و بندگی اور پوجا سے راضی نہ تھے جیسے حضرت عیسیٰ و عزیر اور فرشتے وغیرہ وہ اس حکم میں داخل نہیں چنانچہ ان کے لئے قرآن نے واضح طور پر فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْهُمْ الْاٰيٰتُ مِنْكُمْ لَهٗمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اچھا نتیجہ مقرر ہو چکا ہے وہ اس جہنم سے بہت دور رہیں گے ان جہنمیوں کو وہ دوزخیوں سے اس قدر

دور رکھا جائے گا کہ یہ وہاں کی آہٹ تک محسوس نہ کریں گے اور نہایت عیش و آرام کے ساتھ جنت کے مزے لوٹیں گے اور ان کو بڑی گھبراہٹ یعنی قیامت میں زندہ ہونے اور محشر کے ہولناک منظر غم میں نہ ڈالیں گے، شیخ ابن عربیؒ نے فرمایا کہ تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا پہلے کا نام نفخہ فزع ہوگا اس سے ساری دنیا کے لوگ گھبرا اٹھیں گے اسی کو یہاں فزع اکبر یعنی بڑی گھبراہٹ فرمایا گیا ہے، دوسرے کا نام نفخہ صعق ہوگا اس سے تمام جاندار مر کر فنا ہو جائیں گے، تیسرے کا نام نفخہ بعث ہوگا اس سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے، یہی مضمون حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک مرفوع حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یعنی جب وہ قبروں سے نکل کر جنت کی طرف جائیں گے تو جنت کے دروازوں پر فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور ان کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہیں گے جس دائمی عیش و آرام کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا آج اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائیگا اور اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضامین کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے پھر لیٹنے کے بعد خواہ اللہ تعالیٰ اس کو فنا کر دیں یا دوسری دفعہ صور پھونکنے کے وقت تک اسی طرح لیٹا ہوا رکھیں دونوں باتیں ممکن ہیں، بخاری شریف میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام زمینوں اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے ہاتھ میں رکھیں گے اور پھر اس کو آسانی اسی طرح پیدا فرمادیں گے جس طرح پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا یہ اللہ کا حتمی وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادُنَا

اور ہم کتابوں میں لوح محفوظ کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے بلاشبہ

الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ غَابِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

اس میں کافی مضمون ہے ان لوگوں کے لئے جو بندگی کرنے والے ہیں اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے

لِلْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ لِيَ أَنَّمَا الْهُكُمُ لِلَّهِ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ

نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں پر مہربانی کرنے کیلئے، آپ فرمادیجئے کہ میرے پاس تو صرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک

مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أُدْرِي أَقْرَبُ

ہی معبود ہے سو اب بھی تم مانتے ہو پھر اگر یہ لوگ سزنا ہی کریں تو آپ فرمادیجئے کہ میں تم کو نہایت صاف اطلاع کر چکا ہوں اور میں

أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ﴿١٥﴾ إِنَّهُمْ يَعْلَمُ الْجَهْرَمَنَ الْقَوْلَ وَيَعْلَمُ مَا

یہ جانتا نہیں کہ جس کا تم سے وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے اللہ کو پکار کر کہی ہوئی بات کبھی بھی خیر ہے اور جرات

تَكْتُمُونَ ﴿١٦﴾ وَإِنْ أَدْرِى لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاءٌ لِّأُولَٰئِكَ حِزْبٌ ﴿١٧﴾ قُلْ

تم دل میں رکھتے ہو اس کی بھی خبر ہے اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لئے امتحان ہو اور ایک وقت یعنی موت تک

رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۚ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾

فائدہ پہونچانا ہو پیغمبر نے کہا کہ اے میرے رب فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور ہمارا رب ہم پر بڑا مہربان ہے جس سے ان باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہی جاتی ہے جو تم بتا رہے ہو۔

کامل وفا دار اور فرا بنزدار مومنین سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو دنیا و آخرت کی کایا بی اور اس دنیوی زمین اور جنت کی زمین

کامل مومنین سے اللہ کا وعدہ

کا وارث بنائیں گے یہ ایسا قطعی اور حتمی وعدہ ہے کہ لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں لکھ دیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار اس کا اعلان کر دیا گیا چنانچہ اس است کے کامل وفا دار اور صادق و صانع بندے ایک مدت دراز تک زمین کے وارث رہے مشرق و مغرب میں انھوں نے بادشاہت قائم کی عدل و انصاف کے جھنڈے گاڑ دیے دین حق کا ڈنکا پورے عالم میں بجا دیا اور اسی طرح یہ وعدہ خداوندی حضرت مہدی مسیح کے زمانہ میں پورا ہو گا۔

آگے ارشاد ہے کہ بلاشبہ اس قرآن میں جو نصیحتیں اور وعدے و وعید مذکور ہیں ان سب میں جنت میں پہونچانے کا پورا سامان ہے صرف انھی مومن بندوں کے لئے جو اللہ کی مکمل عبادت و اطاعت کرتے ہیں قرآن سامان ہدایت نواز ہے لوگوں کے لئے بھی ہے جو عبادت و اطاعت نہیں کرتے مگر چونکہ ان میں ہدایت کی طلب نہیں اس لئے وہ اس کے فائدے سے محروم رہتے ہیں۔

حضور تمام جہان کیلئے رحمت ہیں | جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں جس میں تمام انسان، جنات، حیوانات، نباتات

جملہات داخل ہیں، آپ کا ان تمام چیزوں کیلئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ کا ذکر

اقوال تحقیق

ذکور جمع ہے زبور کی جس کے معنی کتاب کے ہیں اور زبور اس خاص کتاب کا نام بھی ہے جو حضرت داؤد پر نازل ہوئی اس جگہ زبور سے کیا مراد ہے اس میں اقوال مختلف ہیں، حضرت ابن عباس

سے مروی ہے کہ ذکر سے مراد تورات ہے اور زبور سے مراد سب کتابیں ہیں جو تورات کے بعد نازل ہوئیں انجیل، زبور قرآن ع ابن زیاد نے فرمایا کہ ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے اور زبور سے مراد وہ تمام کتابیں ہیں جو انبیاء پر نازل ہوئیں اسی قول کو حضرت تھانوی نے اختیار فرمایا ہے یہی لغت کے زیادہ قریب ہے، یہی ہمارا پسندیدہ ہے (محمد یعقوب قاسمی غفرلہ والوالیرم

اور اس کی عبادت ہے یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا تو ان تمام چیزوں پر موت طاری ہو جائے گی یعنی قیامت آجائے گی، بس جب ذکر اللہ و عبادت کا تمام چیزوں کے لئے روح ہونا معلوم ہو گیا تو حضور علیہ السلام کا ان تمام چیزوں کے لئے رحمت ہونا خود بخود ظاہر اور ثابت ہو گیا کیونکہ اس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ہی کی تعلیمات سے قائم ہے۔

کافرین آپ کی رحمت سے اس طرح بھی فیض اٹھا رہے ہیں کہ آپ کی وجہ سے کوئی دبا عام نہیں آتی، صورتیں مسخ ہونا، زمین میں دھنس جانا، بستیاں الٹ جانا وغیرہ عذاب سے محفوظ ہیں، نیز علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مزاج اور صلاحیت کے مطابق فیض یاب ہو رہا ہے، الغرض آپ تمام مخلوقات کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، اب اگر کوئی اس رحمت عامہ سے پورا پورا فائدہ حاصل نہ کرے تو یہ اس کا قصور ہے رحمت کا نہیں، سورج کی روشنی و گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے لیکن اگر کوئی شخص تمام دروازے کھڑکیاں وغیرہ بند کر کے کمرہ میں چھپ کر بیٹھ جائے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے اس نے خود اپنے آپ کو اس کی روشنی و گرمی سے محروم کیا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کافرین و مشرکین سے فرمادیجئے کہ میرے پاس وحی یہی آئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے جس کی حقانیت مختلف دلائل سے تم پر ثابت ہو چکی ہے بس کیا تم اطاعت کرنے والے ہو، توحید کا اقرار اور تعلیمات رسول پر عمل پیرا ہو کر، اگر نہیں تو اپنا انجام سوچ لو میں تو صاف صاف طور پر تمکو توحید اور اسلام کی حقانیت کی اطلاع دے چکا ہوں اور اس کے انکار پر جو سزا ملے گی وہ بھی واضح طور پر تمکو سنا چکا ہوں اب نہ مجھ پر تبلیغ کی کوئی ذمہ داری باقی رہی اور نہ تمہارے پاس نہ ماننے کا کوئی عذر رہا، بہر حال اگر نہیں مانو گے تو تم پر عذاب ضرور آئیگا مگر میں یہ نہیں جانتا کہ کب آئیگا جلدی یا دیر سے، اللہ ہی ہر چیز کی حقیقت سے پورے طور پر واقف ہے وہی جانتا ہے تم پر عذاب کب آئیگا، اب عذاب دیر سے آنے میں کیا حکمت و مصلحت ہے اس کو بھی اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

آپ کی تبلیغ سے جن کافروں کو ہدایت نہ ہوئی اور وہ اپنی شرارت و سرکشی پر جمے رہے تو اللہ کے رسول نے اپنے رب سے درخواست کی کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے جو کہ ہمیشہ حق کے موافق ہوتا ہے، مطلب یہ کہ عملی فیصلہ فرمادیجئے کہ مسلمانوں سے جو فتنہ و کامیابی کے وعدے ہیں وہ پورے ہو جائیں تاکہ کفار پر حجت پوری ہو جائے، اللہ نے آپ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور جنگ بدر میں مسلمانوں کو بزدست کامیابی عطا فرمائی اور کافرین کو ذلت آمیز شکست دی۔ آپ نے ان کافرین سے یہ بھی فرمایا کہ ہمارا رب بڑا مہربان ہے تمہاری شرارتوں کے مقابلہ میں ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں علیٰ ناقصون کا مطلب یہ ہے کہ جو تم بیان کرتے ہو کہ اللہ کے اولاد ہے اور محمدؐ جادوگر ہے اور قرآن شاعری کی کتاب ہے وغیرہ تمہاری ان خرافات سے ہمارا رب ہی ہماری مدد فرمائے گا لا الحمد للہ سورۃ انبیاء کی تفسیر مکمل ہوئی

(۲۲) سُورَةُ الْحَجِّ مَكِّيَّةٌ (۱۰۳) (کو عاتقا)

سورہ حج مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ۸۷ آیتیں اور اڑھائی سو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، بڑے رحم والے ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۖ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوُنَّهَا

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی جس روز تم لوگ اس کو دیکھو گے

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَنَّا أَرْضَعَةً وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

اس روز تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل ڈال دیں گی اور تجھ کو

تَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝

لوگ نشہ کی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہے سخت چیز

سورہ حج کی خصوصیت

سورہ حج کی عجیب و غریب خصوصیت ہے اس کی کچھ آیتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی کچھ آیتیں رات میں نازل ہوئیں اور کچھ دن میں، کچھ سفر میں کچھ حضر میں کچھ جنگ و جہاد کے وقت اور کچھ صلح و امن کی حالت میں، اس کی کچھ آیتیں ناسخ ہیں اور کچھ منسوخ، کچھ محکم ہیں اور کچھ منشا بہ۔

ارشاد ہے کہ اے لوگو! اپنے رب کے عذاب سے ڈرو اور ایمان لا کر اس کی اطاعت کرو بلا شک و شبہ قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے جو لازمی طور پر آئیگا بس اس کی ہولناکی سے بچنے کیلئے تقویٰ و طہارت کی زندگی اختیار کرو۔

حضرت علقمہ نے فرمایا یہ زلزلہ قیامت سے پہلے آئیگا اور قیامت کی خصوصی نشانی ہوگا، جس روز تم لوگ اس زلزلہ کو دیکھو گے اس روز یہ حال ہوگا کہ تمام دودھ پلانے والی عورتیں ہیبت و دہشت کی وجہ سے اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والی عورتیں اپنا حمل دن پورا ہونے سے پہلے ڈال دیں گی اور اے

مخاطب تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے، واقعی اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز جس کے خون کی وجہ سے تم کو لوگ نشہ کی حالت میں نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے کیونکہ وہاں کسی

بھی نشہ کی چیز کے استعمال کا امکان نہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ۝

اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بے جا جھگڑا کرتے ہیں اور ہر شیطان مرید کے پیچھے ہو جاتے ہیں

کُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَإِنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ ۝

جس کی نسبت یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو شخص اس سے تعلق رکھے گا تو اس کا کام ہی یہ ہوگا کہ وہ اس کو بے راہ کر دے اور اس کو عذاب دوزخ کا

رستہ دکھلا دے گا

شان نزول

یہ آیت نصر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی یہ بڑا جھگڑا کرتا تھا لہذا نشتہ خدایا بیٹیاں ہیں اور قرآن پہلے لوگوں کے افسانہ کی کتاب ہے مکر و دوبارہ زندہ ہونے کا منکر تھا لہذا تمہارا جو چیز خفا ہو گئی اس کو زندہ کرنا ناممکن ہے یہ آیت اگرچہ اپنے شان نزول کے اعتبار سے خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے ہر اس شخص کے لئے جس میں یہ برائیاں پائی جائیں۔

ارشاد ہے کہ بعض آدمی ایسے ہیں جو اللہ کی ذات و صفات اور احکام میں بغیر علم کے جھگڑا کرتے ہیں اور ہر کس شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور جس طرح شیطان اس کو بہکائے اسی طرح بہک جاتا ہے اور گمراہی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے گویا کہ اس پر شیطان کا پورا قابو ہے وہ جب چاہتا ہے اس کو گمراہی کے راستہ پر چلا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو شیطان سے تعلق رکھے گا اس کی پیروی کرے گا تو شیطان اس کو سیدھی راہ سے ہٹا کر دوزخ کے راستہ پر ڈال دے گا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

اے لوگو اگر تم دوبارہ زندہ ہونے سے شک میں ہو تو ہم نے تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر خون کے پھوٹنے سے

ثُمَّ مِّنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّنْ مُّضْغَةٍ مُّخْلَقَةٍ وَغَيْرِ مُخْلَقَةٍ لِّنُبَيِّنَ

سے پھر بوٹی سے کہ پوری ہوتی ہے اور ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں اور ہم رحم میں جس کو

لَكُمْ، وَنُقَرِّئُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا

جانتے ہیں ایک مدت معین تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی

ثُمَّ لَتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ، وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ إِلَىٰ

بھری جوانی تک پہنچ جاؤ اور بعض تم میں وہ بھی ہیں جو مر جاتے ہیں اور بعض تم میں وہ ہے جو نئی عمر

أَرَدَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَىٰ الْأَرْضَ هَامِدَةً

تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے

فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

کہ خشک ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشناباات اگاتی ہے یہ



بَهِيْجٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَاَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝ وَاَنَّ السَّاعَةَ اَتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي

قادر ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو دوبارہ پیدا کر دے گا

الْقُبُوْرِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدٰى

اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدون واقفیت اور بدون دلیل اور بدون کسی

وَلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثٰنِي عِطْفٍ لِّمُنْظِلٍ عَنِ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فِي الدُّنْيَا

روشن کتاب کے تکبیر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں اور ایسے شخص کے لئے دنیا

خٰزِئٍ وَّنٰذِيْقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَذَابٌ اَلْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ يَدًا

میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو جلتی آگ کا عذاب چکھا دیں گے کہ یہ ترے ہاتھ کے لئے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيَبْزُلُكُمْ لَئِيْلٌ لِّلْعَبِيْدِ ۝

ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور یہ بات ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ۔

## تفسیر

ان آیات میں ان لوگوں کو خطاب ہے جو کہتے تھے کہ جب انسان مر کر گل سڑ گیا اور اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں تو اب وہ دوبارہ زندہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے لوگو اگر تم کو قیامت کے روز دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو اپنی پیدائش میں غور کرو کہ ہم نے کس طرح مٹی سے تم کو وجود بخشا یعنی اول تمہارے باپ آدم کو مٹی سے اور پھر تم کو قطرہ مٹی سے بنایا، بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انسان کا مادہ چالیس روز تک رحم مادر میں جہا رہتا ہے پھر چالیس روز کے بعد جہا ہوا خون بن جاتا ہے اور پھر چالیس روز کے بعد گوشت بن جاتا ہے اس کے بعد اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح بھونکتا ہے اور اسکے متعلق چار باتیں اسی وقت فرشتہ کو لکھوا دی جاتی ہیں ۱۔ عمر کتنی ہے ۲۔ رزق کتنا ملتا ہے ۳۔ عمل کیا کیا کریگا ۴۔ انجام کار نیک بخت ہو گا یا بد بخت ۔

## انسان کی تین حالتیں

بچہ جس طرح ماں کے پیٹ میں مختلف منزلیں طے کرتا ہے اسی طرح باہر دنیا میں آکر بھی مختلف منزلیں طے کرتا ہے ۱۔ بچپن جس میں یہ ہر اعتبار سے بالکل کمزور ہوتا ہے ۲۔ جوانی یہ بھرپور طاقت والا اور مکمل ہوش و حواس والا ہوتا ہے ۳۔ بڑھاپا جس میں یہ لاغر و ضعیف ہوتا ہے اور

اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ایک بات کو سن کر بھی بھول جاتا ہے اس کے عقل و شعور اور حواس میں خلل آ جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عمر سے پناہ مانگی ہے

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم بعضوں کو جوانی سے پہلے ہی موت دیدیتے ہیں اور بعضوں کو جوانی میں موت دیتے ہیں اور بعضوں کو بوڑھا پے میں موت دیتے ہیں۔ اور اسی طرح اے انسان تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک پڑی تھی پھر ہم نے اس پر پانی برسایا جس سے وہ تروتازہ ہو گئی اور سنہری پودوں سے لہلہانے لگی، انسان کی پیدائش اور سبزہ زمین سے اگانا ان دونوں مثالوں سے یہ واضح ہے کہ اللہ کو ہر چیز پر پوری پوری قدرت حاصل ہے وہی بے جان میں جان ڈالتا ہے اور قبروں سے اٹھا کر دوبارہ زندہ کرے گا اسی کا نام قیامت ہے اس سے صاف طور پر ثبات ہو گیا کہ قیامت ضرور آئے گی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

آگے ارشاد ہے کہ بہت سے آدمی ایسے ضدی ہیں کہ واضح دلائل سامنے آنے کے بعد بھی اللہ کی ذات و صفات اور احکام کے بارے میں جھگڑتے رہتے ہیں حالانکہ اس سلسلہ میں نہ انھیں کچھ معلومات ہے اور نہ ہی ان کے پاس اپنے دعوے کی کوئی عقلی و نقلی دلیل ہے۔ بس یونہی بلا سند الٹی سیدھی باتیں گھڑ کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کو ہم دنیا میں ذلت کا عذاب دیں گے اور آخرت میں دکھتی ہوئی آگ کا مزہ چکھائیں گے اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ تمھاری حرکتوں کی سزا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے کہ مجرم کے سزا دیں یا جرم سے زیادہ سزا دیں بلکہ جتنا تم نے جرم کیا ہے اتنی ہی تم کو سزا دی جائے گی

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ

اور بعض آدمی اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارے پر پھر اگر اس کو کوئی نفع پہنچے گا تو اس کی وجہ سے قرار

بہ ۷ ۱۰ وَأِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ

پالیا اور اگر اس پر کوئی آزمائش ہو گئی تو منہ اٹھا کر چل دیا دنیا اور آخرت دونوں کھو بیٹھا

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝۱۱ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْصُرُهُمْ وَمَا لَا

یہی کھلا نقصان ہے خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگا جو نہ اس کو

يَنْفَعُهُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝۱۲ يَدْعُوا لِمَنْ ضَرُّهُ اَقْرَبُ مِنْ

نقصان پہنچا سکتا اور نہ اس کو نفع پہنچا سکتا ہے یہ انتہا درجہ کی گمراہی ہے وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہے کہ

نَفْعُهُ ۚ لَيْشَ الْمَوْتِ وَلَيْشَ الْعَذَابِ ۝۱۳

اس کا ضرر بہ نسبت اس کے نفع کے زیادہ قریب الوقوع ہے ایسا کارساز بھی بُرا اور ایسا رفیق بھی بُرا۔

## شان نزول

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تو بعض ایسے لوگ بھی آکر مسلمان ہو جاتے تھے جن کے دل میں ایمان کی پختگی نہیں تھی اگر مسلمان ہو جانے کے بعد اس کے مال و اولاد میں ترقی ہو گئی تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر آزمائش کے طور پر کچھ نقصان ہو جاتا تھا تو کہتا تھا کہ یہ مذہب بُرا ہے ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ صرف دنیا کی غرض سے دین اختیار کرتے ہیں ان کا دل مذہب رہتا ہے اگر دین میں داخل ہو کر انھیں دنیا کی بھلائی مل جاتی ہے تو دین برقرار رہتے ہیں نہیں تو اس کو چھوڑ کر خدا کے علاوہ دوسروں کو پکارنے لگتے ہیں بھلا جو چیز اللہ نے نہیں دی کیا پتھر کی مورتیاں دے سکتی ہیں اس سے بڑھ کر ادا کیا صحت و موقوفی اور نازدانی ہوگی، ان نادانوں کے سامنے حقیقت کھل کر قیامت کے روز آئے گی جب یہ بت ان کی کچھ مدد کریں گے بلکہ خود جہنم کی آگ میں پڑے ہوئے ہوں گے اس وقت کہیں گے یہ بت بہت ہی بُرے رفیق اور مددگار ثابت ہوئے، نفع تو کیا پہنچاتے انہیں ان کی وجہ سے نقصان پہنچ گیا۔

لَٰنَ اللّٰهُ يُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ایسے باغوں میں داخل فرما دیں گے جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ مِمَّاۤ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ۝ مَن كَانَ یُظُنُّ اَنْ لَّنْ یَنْصُرَهُ اللّٰهُ

نہر سے جاری ہوں گی اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گذرتا ہے جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول کی دنیا

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ هَلْ

اور آخرت میں مدد کرے گا تو اس کو چاہئے کہ ایک سی آسان تک تان لے پھر اس دھجی کو موقوف کر دے تو پھر اب غور کرنا

یُذْهِبْنَ کَیْدَهُۥ مَا یَغِیْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ ۚ وَاَنَّ اللّٰهَ یَهْدِی

چاہئے آیا اس کی تدبیر اس کی ناگواری کی چیز کو موقوف کر سکتی ہے اور ہم نے اس کو اسی طرح آمارا ہے جس میں کھل کھل دلیس

میں اور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ۝ مَن یُرِیْدُ ۝ ہدایت کرتا ہے۔

## تفسیر

منکرین و مشرکین کے انجام بد کے بعد اب مخلص مومنین کیلئے بشارت ہے کہ ہم ان کو جنت کے ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اللہ قادر مطلق ہے کہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے بس مشرکین و کافروں کو جہنم میں اور مومنین کو جنت میں داخل کرنے سے اسے کوئی نہیں روک سکتا اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے دنیوی و اخروی فتح و کامیابی کے جو وعدے کر چکا ہے وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے چاہے کافروں و مشرکین کتنا ہی جلیں اور اللہ کی مدد روکنے کی کیسی ہی تدبیریں کریں مگر آپ کی مدد و نصرت رکنے والی نہیں۔

یقیناً اگر رہے گی اور اگر حاسدین یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ کی مشیت و نصرت کو رک سکیں تو اس سلسلہ میں پوری کوشش کریں، اور اگر ہو سکے تو آسمان میں ایک رسی تان کر اوپر چڑھ جائیں اور وہاں جا کر آپ کی مدد و نصرت بند کرا دیں پھر بھی اگر اپنے مقصد میں کامیابی نہ ملے تو ایک رسی چھت میں لٹکا کر اس کو اپنے گلے میں ڈال لیں اور اس طرح خود پھانسی لے کر غصہ و حسد سے مر جائیں۔

**شان نزول** قبیلہ بنی اسد اور بنی غطفان کا یہودیوں سے باہمی امداد کا معاہدہ تھا، حضورؐ نے جب ان کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے کہا ہمارے لئے مسلمان ہونا ممکن نہیں کیونکہ ہم کو اندیشہ ہے کہ اللہ آپ کی مدد نہیں کریگا اور مسلمان ہو جانے کے بعد ہمارا یہودیوں سے معاہدہ ٹوٹ جائیگا پھر وہ ہم کو غلامی کے زنجیر کی جگہ اس پر یہ آیت مَرُّنَا كَانَ يَنْظُرُنَا الْيَهُودُ نَازِلًا ہوتی

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ قرآن کریم میں کیسی صاف صاف مثالیں اور کسی واضح باتیں بیان کی گئی ہیں جن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں مگر سمجھتا وہی ہے جسے اللہ سمجھ دے اور ہدایت کی توفیق دے۔

لَٰنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ الَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان اور یہود اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور مشرکین اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان

أَشْرَكُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ بِفَصْلِ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَآنَ ۚ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

میں قیامت کے روز فیصلہ کر دیگا بے شک خدا تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے

شَهِيدٌ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ

اے مخاطب کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سب عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ

ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جو بائے اور بہت سے آدمی

النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۚ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ

بھی اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو گیا ہے اور جس کو خدا ذلیل کرے اس کا کوئی عزت دینے

إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝

والا نہیں اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے

**تفسیر:** ان آیات میں سے پہلی آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام عالم کے مومنوں

اور کافروں اور ان کافروں کی دوسری جماعتوں مثلاً یہودی، نصرانی، صابی، مجوسی وغیرہ تمام مشرکین کے درمیان عملی فیصلہ فرمادیں گے اور وہ یہ ہوگا جس کو قرآن کریم مختلف جگہ بیان فرما چکا ہے کہ مومنین کو ہم عیش و آرام کی جگہ جنت میں داخل کر دیں گے اور تمام کافریں و مشرکین وغیرہ کو عذاب و تکلیف کی جگہ دوزخ میں داخل کر دیا جائیگا اس وقت سب کے سامنے کھل کر فیصلہ آجائیگا کہ حق پر کون تھا اور گمراہی پر کون۔

ان آیات میں سے دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ آسمان وزمین کی ہر مخلوق، سورج چاند ستارے پہاڑ، درخت اور چوپائے اختیاری طور پر اللہ کے سامنے اپنی اپنی حالت کے مطابق سجدہ ریز ہیں یعنی اس کے مطیع و فرمانبردار اور تسبیح خواں ہیں یہ بات قرآن مقدس کی بہت سی آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ کی ہر مخلوق حیوانات نباتات جمادات میں عقل و شعور اور قصد و ارادہ پایا جاتا ہے اور وہ اپنے طریقہ سے اللہ کی یاد میں مشغول ہیں، چنانچہ قرآن کریم کی اس آیت "وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبُحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ" میں فرمایا گیا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے ذکر میں مشغول ہے مگر تم ان کی تسبیح و ذکر کو سمجھتے نہیں، بہر حال تمام مخلوق اللہ کی اطاعت و ذکر میں مشغول ہے مرن انسان اور جن یہ دو مخلوق ایسی ہیں کہ ان میں دو گروہ ہو گئے ایک مومن جو اللہ کا اطاعت گزار ہے دوسرا کافر جو اللہ کی اطاعت و عبادت سے دور ہے۔

**مقام افسوس** تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے زیادہ عقل و شعور اور سمجھ سے نوازا ہے اور اس کی ہدایت کے لئے پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کو نازل فرمایا کہ تمام ہی انسان اللہ کے عبادت گزار ہوتے مگر افسوس یہ اشرف المخلوقات ہو کر بھی اپنے رب کی اطاعت کا حق بہت کم ادا کرتا ہے، جن کو اللہ نے ذیل کر دیا ان کو تو ایمان ہی کی توفیق نہ ہوئی کافر رہے اور پھر مومنین میں بھی کچھ وہ ہیں جن کو اللہ کے سامنے جھکنے اور اس کی عبادت و بندگی کی توفیق نہیں ہوتی اور کچھ خوش نصیب وہ ہیں جو ایمان کی دولت سے بھی مالا مال ہیں اور عبادت و بندگی کی دولت سے بھی۔

هٰذِهِ خَصْمِيْنَ اَخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِعَتْ لَهُمْ رِجَابٌ

یہ دو فریق میں جنھوں نے دربارے اپنے رب کے باہم اختلاف کیا سو جو لوگ کافر تھے ان کے لئے آگ کے

مِنْ نَّارٍ ۖ يُّصْبِتُ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۖ يُّصْهِرُ بِهِ مَا فِيْ

کپڑے قطع کئے جا دیں گے ان کے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی جھوٹا جاوے گا اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں

بُطُوْنُهُمْ وَالْجُلُوْدُ ۖ وَلَهُمْ مَّقَامٌ مِّنْ حَدِيْدٍ ۝۱۰ كَلِمًا اَرَادُوْا اَنْ

اور کھالیں سب گل جا دیں گی اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے وہ لوگ جب گھٹے گھٹے اس

يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝۱۸

سے باہر نکلتا جائیں گے تو پھر اس میں رکھیں دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جہنم کا عذاب چکھتے رہو اللہ تعالیٰ

اللَّهُ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں

الْأَنْهَارُ يُجَلْوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا

جاری ہوں گی ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی

حَرِيرٍ ۝۱۹ وَهَذَا أَلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖ وَهَذَا أَلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝۲۰

اور ان کو کلمہ طیب کی ہدایت ہو گئی تھی اور ان کو اس کے رستہ کی ہدایت ہو گئی تھی جو لائق حمد ہے

### شان نزول

بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ یہ آیت ہذین خصم نے ان دو فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا تھا مسلمانوں میں سے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم اور کافروں میں سے عتبہ بن ربیع اور عتبہ کا بیٹا ولید اور عتبہ کا بھائی شیبہ۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت اگرچہ خاص ان دو فریقوں کے متعلق نازل ہوئی مگر اس کا حکم پوری امت کے لئے عام ہے کسی بھی زمانہ میں ہو اسی لئے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ یہ دو فریق جو عقیدہ میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں پہلے فریق میں تمام مومنین داخل ہیں اور دوسرے میں تمام کافر اور اس کی تمام شاخیں جیسے یہود، نصاریٰ، صابئی، مجوسی بت پرست ان دونوں فریقوں کے درمیان قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس طرح فیصلہ فرمائیں گے کہ کافروں کے پہننے کے لئے آگ کا لباس ہوگا، مطلب یہ ہے کہ آگ ان کے پورے بدن کو اس طرح ڈھانپ لے گی جس طرح لباس ڈھانپ لیتا ہے، اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ لباس ایسی چیز کا بنایا جائیگا جو آگ کی گرمی سے بہت جلد اور بہت سخت تپنے والا ہو اور ان کے سر تھوڑوں سے کھل کر اوپر سے تیز گرم کھولتا ہو یا فی ڈالا جائیگا جو داغ کے راستہ سے پیٹ کے اندر پہنچے گا، جس سے پیٹ کی آنتیں کٹ کٹ کر باہر آجائیں گی اور بدن کی کھال گل کر جائے گی، ان کو پھر اصل حالت پر لایا جائے گا اور بار بار یہی سزا دی جائے گی اور یہ دوزخ میں گھٹ گھٹ کر گمراہی میں گئے اور اس سے باہر نکلتا جائیں گے آگ کے ٹپنے ان کو اور کھٹ کھٹنے کو کھینچے گا کہ اب آگ باہر چلی گئی مگر ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ فرشتے لوہے کے گرز اور کھنجر کی طرف دھکیل دیں گے اور ان سے کہا جائیگا اب ہمیشہ آگ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو اس سے نکلتا تمہیں کبھی نصیب نہ ہوگا۔

## جنتیوں کے لباس و زیورات

اور دوسرے فریق یعنی مومنین کو اللہ تعالیٰ جنت کے ایسے باغات

میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائیں گے اور پوشاک ریشم کی ہوگی، حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ جنتیوں کے ہاتھوں میں تین قسم کے کنگن پہنائے جائیں گے ۱۔ موتیوں کے ۲۔ سونے کے ۳۔ چاندی کے زیورات سے متعلق ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ادنیٰ جنتی کو جو زیورات پہنائے جائیں گے وہ پوری دنیا کے زیورات سے زیادہ قیمتی اور اعلیٰ ہوں گے، موتیوں کے متعلق ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کے سر پر جو تاج ہوگا اس کے ادنیٰ موتی کی چمک کا۔ عالم ہوگا کہ اس سے مہرق سے مغرب تک جگمگا اٹھے۔ لباس کے متعلق حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ مومن کا مکان ایک کھوکھلا موتی ہوگا جس کے اندر ستر کمرے ہوں گے اور اس موتی کے درمیان میں ایک درخت ہوگا جس کے پترے نکلیں گے، مومن کے انگلی اٹھانے پر اس درخت سے ستر جوڑے نکلیں گے، ہر جوڑے میں زرد و ہلکا اور موتیوں کی لڑیاں پڑی ہوں گی، حضرت جابرہؓ سے مروی ہے کہ جنت میں ایک درخت ایسا ہوگا جس سے ریشم پیدا ہوگا اسی ریشم سے جنتیوں کا لباس تیار ہوگا، سورہ کہف میں لباس کے متعلق فرمایا گیا کہ جنتیوں کے لئے ایک دھوٹے ریشم کے کپڑے ہوں گے جس کی خواہش ہوگی وہ پہنا کریں گے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زیورات تو عورتوں کی خصوصیت ہے انھی کے اچھے لگتے ہیں مردوں کے نہیں جتنے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی چیز کا استعمال خواہ وہ زیورات ہوں یا لباس وغیرہ اس کا اچھا لگنا عرف ماحول اور فیشن پر موقوف ہے جنت میں زیورات اور ریشم کا لباس کا عام ماحول ہوگا تو سب کے اچھے لگیں گے اور سب ہی پہننے کی خواہش کریں گے، آپ شاہی ماحول دیکھئے کہ بادشاہ تاج اور کنگن وغیرہ پہنتے تھے اور موجودہ حالات پر بھی غور کیجئے کہ جو فیشن آج سے پہلے پسند نہیں کیا جاتا تھا اگر آج اس کا رواج ہو جائے تو سب اسی چیز (لباس وغیرہ) کو شوق سے استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

دوسرا سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ سونے اور ریشم کا استعمال مرد کے لئے حرام ہے پھر جنت میں کیسے پہنایا جائیگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سونا اور ریشم کے استعمال کی مانعت صرف دنیا میں ہے جنت میں ان کو آزادی کے ساتھ استعمال کی اجازت ہوگی، یہ مضمون حدیث ذیل سے زیادہ واضح ہو کر سامنے آجائیگا۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مردوں کو سونے چاندی کا) زیور اور ریشم پہننے والوں کو نہایت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر تم جنت کا زیور اور ریشم پسند کرتے ہو تو دنیا میں اس کو نہ پہننا اسی طرح ایک روایت میں شراب کے متعلق بھی آیا ہے اور اپنے فرمایا یہ چیزیں اہل جنت کے لئے مخصوص ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے ان تینوں چیزوں میں سے کوئی بھی استعمال کی اور پھر توبہ و استغفار کئے بغیر مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی ان سے محروم رہے گا، اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اس شخص کو جنت میں

داخل کر لیا گیا، جنت میں داخل ہونے کے بعد اگر کسی چیز سے محروم کیا گیا تو اس کو اس محرومی کا افسوس، حسرت ہوگی اور جنت وہ جگہ ہے جہاں حسرت و افسوس نام کی کوئی چیز نہیں! اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح جنتیوں کے درجات اعلیٰ و ادنیٰ ہوں گے اور ان کا احساس بھی سب کو ہوگا مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اہل جنت کے دلوں میں حسرت و افسوس نہیں ہونے دیں گے، حسرت نام کی چیز ہی ان کے دل سے نکال دی جائے گی۔  
 اخیر میں فرمایا کہ یہ سب نعمتیں ان کو اس لئے ملیں گی کہ دنیا میں ان کو کلمہ طیبہ کی ہدایت ہو گئی تھی اور اس معبود حقیقی کے راستے (یعنی اسلام) پر چلنے کی توفیق مل گئی تھی جو مستحق حمد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ہے شک جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستے سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے

الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً ۖ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ

تمام آدمیوں کے واسطے مقرر کیا ہے کہ اس میں سب برابر ہیں اس میں رہنے والا بھی اور باہر سے آنے

بِالْحَادِ بِظُلْمٍ ثُنَّاهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ

والا بھی یہ لوگ معذب ہوں گے اور جو شخص اس میں کوئی خلاف دین کا قصد ظلم کے ساتھ کریگا تو ہم عذابِ بڑا دکھا دیں گے

**حرم شریف سے روکنے کی سزا** | پچھلی آیت میں مومنین و کافروں کے دو فرق کی آپسی مخالفت کا ذکر تھا اس کی ایک خاص صورت اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے کہ ان

میں کچھ ایسے کافر بھی ہیں جو خود تو کفر ہی پر جے ہوئے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کے راستے یعنی مذہب اسلام پر چلنے سے روکتے ہیں ایسے ہی لوگوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو جبکہ وہ عمرہ کا حرام باندھ کر حرم شریف میں داخل ہونا چاہتے تھے مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیا تھا حالانکہ مسجد حرام اور حرم شریف کا وہ حصہ جس سے لوگوں کی عبادت حج و عمرہ کا تعلق ہے ان کی ملکیت میں داخل نہیں تھا جس کی وجہ سے ان کو روکنے اور کسی بھی قسم کی دخل اندازی کا کوئی حق پہنچتا بلکہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے یکساں ہے جس میں حرم کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے مسافر سب برابر ہیں، آگے ان کی سزا کا ذکر ہے کہ جو شخص مسجد حرام یعنی پورے حرم شریف میں کوئی شرارت و بے دینی کا کام کرے گا جیسے لوگوں کو حرم میں داخل ہونے سے روکنا وغیرہ اس کو دردناک عذاب چکھایا جائیگا خصوصاً اس بے دینی کام کے ساتھ کفر و شرک بھی ملا ہوا ہو جیسا کہ مشرکین مکہ کا حال تھا، جنہوں نے مسلمانوں کو حرم شریف میں داخل ہونے سے روکا تھا، اگرچہ ہر خلاف شرع کام خصوصاً کفر و شرک ہر جگہ اور ہر زمانہ میں انتہائی جرم و گناہ ہے اور عذاب خداوندی کا سبب ہے مگر جو ایسے خلاف شرع کام حرم کے اندر کرے اس کا جرم دوگنا ہو جاتا ہے اس لئے اس آیت میں جرم کی تخصیص کر کے بیان فرمایا گیا۔



وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ

اور جبکہ ہم نے ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اور میرے اس گھر کو

لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ

طواف کرنے والوں کے اور قیام و رکوع و سجدہ کرنے والوں کے واسطے پاک رکھنا اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو

يَا تُؤْكِرُ رَجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِيَنَّ مِنْ كُلِّ فِجٍّ عَبِيقٌ ۝

لوگ تمہارے پاس چلے آویں گے پیادہ بھی اور دُہلی اڈٹینوں پر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔ تاکہ

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا

اپنے فوائد کے لئے آ موجود ہوں اور تاکہ ایام مقررہ میں ان مخصوص چوبایوں پر اللہ کا نام لیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے

رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَاكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْفَقِيرِ ۝

ان کو عطا کئے، میں سوان جانوروں میں سے تم بھی کھایا کرو اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو پھر لوگوں کو

ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نُدُورَهُمْ وَلِيَطَّوَفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کر دیں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور اس مومن گھر کا طواف کریں

**حضرت ابراہیمؑ کو تعمیر کعبہ کا حکم** | کعبہ شریف حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں آنے سے پہلے یا ساتھ

ہی بنایا گیا تھا، تمام انبیاء اس کا طواف کرتے تھے، طوفان نوحؑ کے وقت خانہ کعبہ کو آسمان کی طرف اٹھایا

گیا تھا صرف اس کی بنیادیں اپنی جگہ پر بدستور قائم تھیں حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر

کریں اور ان کو اس کی جگہ بتلادی گئی، چنانچہ حکم خدا ایک تیز و تند آندھی آئی جس کی وجہ سے وہ تمام ریت و مٹی

ہٹ گئی جو کعبہ شریف کی بنیادوں پر پڑی ہوئی تھی، حضرت ابراہیمؑ کو بنیادیں صاف دکھائی دیں آپ نے اپنے

صاحبزادے حضرت اسمعیلؑ کو لئے کر ان بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر شروع کر دی۔ دوسرا حکم آپ کو یہ ہوا کہ عبادت

و بندگی صرف میری کرنا اس میں کسی کو شریک مت کرنا، ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو بت پرستی کے سخت مخالف

تھے آپ سے شرک کا احتمال ہی نہیں، بس یہ حکم دوسرے لوگوں کو سنایا ہے اور اس موقع پر خاص طور پر اس

لئے سنایا گیا ہے کہ کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے اور طواف کرنے سے کسی جاہل کو یہ گمان نہ ہو جائے

کہ یہی معبود ہے اور تیسرا حکم یہ فرمایا کہ میرے گھر یعنی کعبہ شریف کو طواف کرنے والوں اور نمازیوں کے

لئے ظاہری طور پر بھی صاف ستھرا رکھنا اور باطنی طور پر یعنی شرک و بت پرستی سے بھی پاک رکھنا یہ بھی دوسرے

ہی لوگوں کو سنایا گیا ہے۔

## اعلان حج

جو تھا حکم آپ کو یہ دیا گیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیجئے کہ کعبہ شریف کا حج تم پر فرض کر دیا گیا ہے۔ تب ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آپ کو اس اعلان کا حکم ملا تو آپ نے عرض کیا اے میرے رب یہاں تو جنگل ہی جنگل ہے میری آواز کون سنے گا اور جہاں آبادی ہے وہاں میری آواز کس طرح پہنچے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کی ذمہ داری صرف اعلان کرنا ہے تمام انسانوں تک آواز پہنچانا یہ ہمارا کام ہے چنانچہ آپ نے مقام ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا کر دیا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے ابی فیس پیاد پر چڑھ کر یہ اعلان کیا، کانوں میں انگلیاں دیکر دائیں بائیں مشرق و مغرب ہر طرف یہ اعلان کیا کہ اے لوگو تمہارے رب نے اپنا گھر بنایا ہے اور تم پر اس گھر کا حج فرض کیا ہے تم سب اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ آواز ساری دنیا میں پہنچادی صرف اس وقت کے زندہ لوگوں ہی تک نہیں بلکہ جو انسان قیامت تک پیدا ہونے والے تھے ان تک بھی پہنچادی اور جس جس کی قسمت میں اللہ نے حج کرنا لکھ دیا ہے ان میں سے ہر ایک نے اس آواز کے جواب میں لبیک اللہم لبیک کہا یعنی حاضر ہونے کا اقرار کیا۔

حضرت ابراہیمؑ کے اعلان کا یہ اثر ہو گا کہ پوری دنیا سے لوگ کعبہ شریف کی طرف چلے آئیں گے کوئی بیدل کوئی سواری پر اور پھر سواری سے بھی اتنے دور دراز شہروں اور ملکوں سے آئیں گے کہ ان کی سواریاں لا غزو کمزور ہو جائیں گی، چنانچہ اس وقت سے آج تک ہزار ہا سال گزر گئے کعبہ شریف کی طرف حج کے لئے لوگوں کے آنے کی یہی کیفیت ہے، حضرت ابراہیمؑ کے بعد آنے والے تمام انبیاء اور ان کی امتیں بھی اس کی پابند رہیں اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد جو جاہلیت کا لمبا دور گزرا ہے اس میں بھی عرب کے باشندے اگرچہ بت پرستی کی بلا میں مبتلا ہو گئے تھے مگر ارکان حج کے اسی طرح پابند تھے جس طرح حضرت ابراہیمؑ سے منقول چلے آتے ہیں

حج کے دینی و دنیوی فوائد | اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے لوگوں حج کے لئے تمہاری حاضری تمہارے ہی نفع و فائدے کے لئے ہے، علماء مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس میں دینی و دنیوی

دونوں طرح کے فوائد ہیں، دینی و اخروی فوائد تو بے شمار ہیں مثلاً ارکان حج کی ادائیگی پر اللہ کی رضا و خوشنودی اور بے پناہ ثواب حاصل ہوتا، اور تمام گناہوں کا معاف ہو جانا چنانچہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے حج کیا اور اس میں بھائی اور گناہ کے کاموں سے پرہیز کیا تو وہ ایسا (گناہوں سے پاک و صاف ہو کر) لوٹے گا جیسے پیدا ہونے کے وقت تھا دنیوی فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ حج و عمرہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت رکھی ہے کہ اس کی برکت سے وہ شخص فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہوتا، بعض روایات میں تو یہاں تک ہے کہ حج و عمرہ میں خرچ کرنا عزت و محتاجی کو دور کر دیتا ہے۔

اور فرمایا اے لوگو حج میں تم ایام مقررہ یعنی قربانی کے تین دنوں دسویں تاریخ سے بارہویں ذی الحجہ

نیک قربانی کے جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لو ان کا گوشت تم بھی کھاؤ اور ضرورت مندوں کو بھی کھاؤ، اصل مقصد اللہ کا ذکر ہونا چاہئے جو ان دنوں میں قربانی کے وقت کیا جاتا ہے، یہی عبادت کی روح ہے، گوشت پر نظر نہ ہونی چاہئے اس گوشت کو حلال کر دینا یہ تو اللہ کا اپنے بندوں پر انعام و احسان ہے۔

**حاجی کی عاشقانہ کیفیت** | حج میں ایک دیوانے عاشق کی حالت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حاجی جہاں سے لیکر شروع کرتے ہیں وہاں سے حجامت نہیں بنواتے، بالوں میں تیل نہیں لگاتے، ناخن نہیں تراشتے، زیادہ کل کل کر غسل نہیں کرتے جس کی وجہ سے جسم پر گرد و غبار اور میل چڑھ جاتا ہے دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد ان کاموں کے کرنے کی اجازت مل جاتی ہے اس کی کو قرآن کہہ رہا ہے کہ اب اپنا میل کچیل دور کریں یعنی احرام کھول دیں سرمٹا لیں اور اپنے واجبات کو چاہئے نذر سے قربانی وغیرہ اپنے اوپر واجب کی ہو یا بلا نذر جو افعال حج کے واجب ہیں ان سب کو پورا کریں، اور انھی دنوں میں سلعے ہوئے کٹے پہن کر اللہ کے گھر کا طواف کریں یہ طواف زیارۃ کہلاتا ہے

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لّٰهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ وَاَحَلَّتْ

یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کی وقعت کو گنا سوزہ اسکے حق میں اس کے رب کے نزدیک بہت ہے اور ان

لَكُمْ ۚ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يَنْتَلِ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

مخصوص جویوں کو باستثناء ان کے جو تمکو پڑھ کر سنا دیئے گئے ہیں تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ۚ حُنْفَاءُ ۚ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ

کٹارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے کٹارہ کش رہو اس طور سے کہ اللہ کی طرف جھکے رہو اسکے ساتھ شریک مت ٹھیراؤ اور جو شخص

يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَانَ اَمَّا خِرَ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوٰی

اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو گناہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں فوج لیں یا اس کو ہوانے کسی دور

بِهٖ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۚ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَابِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا

دراز جگہ میں لے جا چکا یہ بات بھی ہو چکی اور جو شخص دین خداوندی کے ان یادگاروں کا پورا لحاظ رکھے گا تو ان کا یہ لحاظ

مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ ۚ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلٰی

رکھنا خدا تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے تم کو ان سے ایک عین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہے پھر اسکے

ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب: الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۚ

# تفسیر

اس سے پہلے حج کے کچھ خاص احکام بیان فرمائے تھے اب ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کی محترم و معزز چیزوں (احکامات) کی وقعت و تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے بڑی خوبی و نیکی کا کام ہے احکام کی تعظیم و وقعت یہ ہے کہ آدمی ان کو سکھے اور ان پر عمل کرے، معزز چیزوں میں قربانی کا جانور، بیت اللہ شریف، مفاد مردہ، منی، عرفات، مسجدین قرآن بلکہ تمام احکام خداوندی آجاتے ہیں مگر یہاں خصوصیت سے مسجد حرام اور ہدی کے جانور کی تعظیم پر زور دینا ہے کہ معبود برحق کے پرستاروں کو دہاں آنے سے نہ روکیں، نہ ہدی یعنی قربانی کے جانوروں کو واپس جانے پر مجبور کریں بلکہ قیمتی اور موٹے تازے جانور کی قربانی کریں

حالت احرام میں شکار کی ممانعت سے کسی کو یہ شبہ نہ ہو جائے کہ اس حالت میں عام جانور جیسے اونٹ گائے، بکرا، مینڈھا اور دنبہ وغیرہ کی بھی ممانعت ہے اس لئے فرمایا کہ یہ جانور تمہارے لئے حالت احرام میں بھی حلال ہیں البتہ وہ جانور جن کا بیان سورہ انعام میں ہوا ہے وہ حرام ہیں جیسے مردہ جانور یا ذبح کے وقت جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وغیرہ یہ ہر حالت میں حرام ہیں۔

اور تم لوگ بتوں کی گندگی سے بچتے رہو، بتوں کو گندگی و نجاست اس لئے فرمایا کہ وہ انسان کے باطن کو شرک کی نجاستوں سے بھر دیتے ہیں، اور جھوٹی بات سے بھی بچتے رہو خواہ وہ عقائد کا جھوٹ ہو جیسے مشرکین کا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں خواہ معاملات کا جھوٹ ہو جیسے جھوٹی گواہی دینا وغیرہ غرضیکہ اس میں ہر قسم کا جھوٹ داخل ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں کہ شرک کرنا والدین کی نافرمانی کرنا جھوٹی گواہی دینا عام باتوں میں جھوٹ بولنا۔

بس ہر طرف سے ہٹ کر اسے لوگوں کو تم اللہ کے ہو کے رہو، مطلب یہ ہے کہ خالص توحید اختیار کر لو، شرک کے قریب تک نہ جاؤ، اللہ نے شرک کے انجام کو ایک مثال دے کر سمجھایا، ارشاد ہے کہ جو شخص شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑتا ہے پھر برہند ہے اس کی بوٹیاں نوح لیتے ہیں، یا ہوا کا طوفان اس کو کسی دور جگہ لے جا کر پھینک دیتا ہے، مثال کا حاصل یہ ہے کہ توحید نہایت اعلیٰ اور بلند مقام ہے اس کو چھوڑ کر جب کوئی کسی مخلوق کے سامنے جھکتا ہے تو وہ اپنے کو ذلیل کرتا ہے اور آسمان توحید کی بلندی سے بستی کی طرف گرا تا ہے اور پھر خواہشات نفس اس کو نوح نوح کر کھاتی ہے یعنی اس کا چین و سکون ختم کر دیتی ہے اور دوسری مثال کا حاصل یہ ہے کہ شیطان اس کو لے اڑتا ہے اور گمراہی کے مقام پر جا پھینکتا ہے، مطلب یہ ہے کہ شرک پر نفس اور شیطان مسلط ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اس کو ایمان کی بلندی سے گمراہی کے غار میں پھینک دیتے ہیں جس کے بعد اس کا ہلاک و تباہ ہونا یقینی اور ضروری ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ شعار اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں جس کے دل میں تقویٰ و پرہیزگاری اور خدا کا خوف ہو گا وہ ان چیزوں کا ادب ضرور کریگا جن میں اللہ کا نام لگا ہوا ہو گا تو یہ شرک نہیں بلکہ خالص توحید ہے خدا کا عاشق ہر اس چیز کی تعظیم کرتا ہے جو خدا کی طرف منسوب ہو شعار اللہ مذہب اسلام کے ان خاص احکام

کو کہا جاتا ہے حورف میں مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں حج کے اکثر احکام ایسے ہی ہیں۔  
 اخیر میں فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے لئے جانوروں سے ہر قسم کا فائدہ مثلاً ان پر سوار ہونا، دودھ پینا، ان کے بال  
 اور ان سے نفع اٹھانا سوقت تک تو حلال ہے جب تک ان کو ہدی نہ بنایا گیا ہو، ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو حج یا  
 عمرہ کرنے والا اپنے ساتھ لے جائے کہ اس کو حرم شریف میں ذبح کیا جائیگا، بہر حال ہدی بنالینے کے بعد اس  
 جانور سے کسی قسم کا نفع حاصل کرنا حلال نہیں البتہ مجبوری کی صورت میں اجازت ہے اب تو اس کا عظیم الشان  
 اور اخروی فائدہ یہی ہے کہ اس کو کعبہ شریف کے پاس لے جا کر اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کر دو۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ

اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوبایوں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے

بِهِمَةِ الْأَنْعَامِ فَالْهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ

ان کو عطا فرمائے تھے سو تمہارا معبود ایک ہی خدا ہے تو تم اسی کے ہمہ تن ہو کے رہو اور آپ گردن جھکا دینے

الْمُخْبِتِينَ ۚ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمُ وَالصَّابِرِينَ

والوں کو خوش خبری سنا دیجئے جو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈرجاتے ہیں اور جو ان مصیبتوں

عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمُ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

پر کہ ان پر بڑا ہی صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

قربانی تمام امتوں پر فرض تھی | اللہ کے نام پر جانوروں کو قربان کرنے کا حکم صرف امت محمدیہ ہی کو نہیں

دیا گیا بلکہ اس سے پہلی جتنی امتیں آئی ہیں ان سب کو یہ حکم دیدیا گیا تھا، اور یہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ تمہاری چوبایوں

کو قربان کرنے کی عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئے اگر یہ عبادت تم غیر اللہ کی نیاز کے طور پر کرو گے تو شرک ہو جاؤ گے

جو سنگین جرم ہے بس صرف ایک خدا کے لئے نیاز کرو صرف اسی کی اطاعت و بندگی کرو اور ایسے لوگوں کیلئے خوشخبری

ہے جنت کی اور رضا الہی کی جو صرف اللہ ہی کے سامنے جھکتے ہیں اور ان کی یہ کیفیت ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ

کا ذکر آتا ہے تو ان کے دلوں پر اس کی عظمت و بڑائی کی وجہ سے ایک خاص ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور اگر ان پر کوئی

مصیبت و پریشانی آ جاتی ہے تو صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں گھبرا کر حق سے ڈمگکا نہیں جاتے، یہ حضرات نماز کی پابندی کرتے

ہیں اور جو کچھ اللہ نے ان کو دیا ہے اس میں سے بقدر توفیق اور حکم اللہ کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

ان صفات کو یہاں خاص طور پر اس لئے بیان فرمایا گیا ہے کہ حج کے لئے خانہ کعبہ تک پہنچنے میں بہت سی

مشکلات پیش آتی ہیں اور سفر میں اکثر نمازوں کے ترک ہو جانے یا قضا ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے مال بھی کافی خرچ کرنا پڑتا ہے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ

اور قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے ان جانوروں میں سے تمہارے فائدے سے تم ان پر کھاتے ہو کہ

اللَّهُ عَلَيْهَا صَوَافٍ ۚ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا

اللہ کا نام لیا کہ پس جب وہ کر دے بل گرے۔ پس تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سالی کو بھی کھانے کو دو

الْقَائِمَ وَالْمُعْتَصِمَ ۚ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَنْ

ہم نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے زیرِ حکم کر دیا تاکہ تم شکر کرو اللہ کے پاس نہ ان کا

يَنَالُ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ

گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون دیکھ اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اسی طرح اللہ تم

كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝

نے ان جانوروں کو تمہارا زیرِ حکم کر دیا تاکہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو توفیق دی اور اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیے

## تفسیر

پہلے مطلقاً شعائر اسلام کی تعظیم کا بیان ہوا، اب خاص طور پر ذکر ہے کہ اونٹ وغیرہ قربانی کے جانور

تھے شعائر اسلام اور شعائر اللہ میں سے ہیں ان کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے

لئے بہت سے دینی و دنیوی فائدے ہیں مثلاً دنیوی فائدہ یہ کہ انکا گوشت کھانا حلال ہے اور اخروی فائدہ اجرو ثواب ہے پس

اللہ کا نام لے کر ان کو ذبح کرو، اونٹ کو نحر کرنا افضل و سنت ہے اس طرح اس کی روح بھی آسانی سے نکل جاتی ہے

اور ذبح کرنے میں بھی سہولت رہتی ہے، نحر کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اگلا ایک پاؤں باندھ

دیا جائے، تین پاؤں پر وہ کھڑا رہے اس حالت میں ذبح کرے اور جب وہ کسی کر دے پھر گڑے اور ٹھنڈا

ہو جائے تو اس کا گوشت تم خود بھی کھاؤ اور ان ضرورت مندوں کو بھی کھلاؤ جو سوال نہیں کرتے صبر و قناعت

سے رہتے ہیں اور ان کو بھی کھلاؤ جو سوال کرتے ہیں۔

اے لوگو یہ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ایسے بڑے بڑے اور طاقتور جانور تمہارے

قبضہ میں کر دیے ہیں ان سے تم مختلف کام لیتے ہو اور آسانی سے ان کو ذبح کر لیتے ہو۔

یہ قربانی جو ایک اہم عبادت ہے اس کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ جانور کو ذبح کر کے

مغز گوشت کھانے کھانے یا اس کا خون پھانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں

کر سکتے اور نہ یہ گوشت اور خون اللہ کی بارگاہ تک پہنچتا ہے بلکہ وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ و اخلاص پہنچتا ہے،

کہ جوشِ محبت اور لہائیت کے ساتھ ایک قیمتی جان اس کے حکم سے ایک نام پر اس کے گھر (خانہ کعبہ) کے قریب قربان

کرتے ہو اس قربانی سے اس بات کا اظہار کرنا بھی ہے کہ اسی طرح ہم خود بھی آپ کے حکم پر قربان ہونے کو تیار ہیں، قربانی کا اصل مقصد اخلاص کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی بجا آوری کرنا ہے اور یہ اخلاص ہی اس عبادت قربانی کی اصل روح ہے

إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ہٹا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کسی دغا باز کفر کرتے والے کو نہیں چاہتا۔

**تفسیر:** کفار و مشرکین نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو حرم شریف کی زیارت اور حج و عمرہ سے روک دیا تھا، اس آیت میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی اور وعدہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ عتق یہ ان کفار و مشرکین کی اس طاقت کو ختم کر دیں گے جس کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں یہ واقعہ میں پیش آیا تھا اس کے بعد مسلسل ان کی طاقت کم ہوتی چلی گئی اور مسلمانوں کی طاقت بڑھتی گئی اور مشرکوں میں کمزور فتنہ ہو گیا۔

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝

رہانے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو اذین کرنے والا ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک کا دوسرے سے زور نہ گھٹاتا رہتا تو نصاریٰ کے غلبے اور عبادت خانے کی مدد کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا

دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدَمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتُ

رب اللہ ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک کا دوسرے سے زور نہ گھٹاتا رہتا تو نصاریٰ کے غلبے اور عبادت خانے کی مدد کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا

يَنْصُرُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ

کی مدد کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے، یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں گے اور زکوٰۃ اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن

النُّكْرَ ۚ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے

## پہلی بار جہاد کا حکم

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لمیں رہے اس وقت تک کفار برابر مسلمانوں پر طعنت طعنے کے ظلم و ستم کرتے رہے، مسلمان پریشان ہو کر حضورؐ سے نصیحت کرتے تو آپ انھیں مہمہ شمل اور برداشت کی تعلیم دیتے، قیام مکہ کے آخری دور میں مسلمانوں کی فحاشی تعداد ہو چکی تھی یہ کفار کے ساتھ مقابلہ کرنے کی اجازت طلب کرتے تو حضور علیہ السلام فرماتے ابھی مجھے جہاد کی اجازت نہیں دی گئی ہے بس تم ان کی سختیوں پر صبر کرو، صحابہ کرام نے تقریباً دس سال کے لمبے عرصہ تک بے مثال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔

جس وقت آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے تو وہاں جا کر یہ آیت اُزِنَ لِلّٰہِ نَزَلَ ہُوَیْ جِس میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ جہاد کی اجازت دیدی گئی اور ان کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ ان کی قلت ادبے۔ مسلمانوں سے نہ گھبرائیں، ہم تمکو غلبہ و فتح دیں گے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی عنہما سے روایت ہے کہ پہلی آیت ہے جس میں جہاد کی اجازت دیدی گئی ہے اس سے پہلے ستر سے زیادہ آیتوں میں جہاد سے منع کر دیا گیا تھا۔

## جہاد کی حکمت

جہاد مذہب اسلام کی کوئی نوابجہاد چیز نہیں بلکہ پہلے تمام مذاہب میں بھی جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں ایک بہت بڑی حکمت اور فائدہ کی بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے صحیح عبادت گاہیں باقی ہیں، اگر جہاد نہ ہوتا تو یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی عبادت گاہوں اور ان کے دین و مذہب کو ختم کر دیتا، کیونکہ شیطانی فطرت کے اور لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے سچے دین پر لوگ چلیں۔

اس کے بعد ان صحابہ کرام کے متعلق جن کو کافروں نے گھروں سے نکلنے اور اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تھا، ارشاد ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں کہ اگر ان کو حکومت و سلطنت دیدی جائے تو یہ اپنے اقدار و طاقت اور وسائل کو نماز کی تبلیغ، زکوٰۃ کی تاکید اور لوگوں کو اچھے کاموں کی تعلیم و ترغیب کرنے اور برے کاموں سے منع کرنے اور روکنے میں خرچ کریں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اقتدار ملنے پر تمام صحابہ کرام اور خاص طور پر خلفاء راشدین نے دین اسلام کو رائج کرنے میں تمام تر اقدار و وسائل کو صرف کیا، اس آیت میں سلطنت ملنے سے پہلے ہی حق تعالیٰ شانہ نے صحابہ کرام بالخصوص صحابہ جہادین اور خاص طور پر خلفاء راشدین کی مدح فرمائی ہے علما نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ چاروں خلفاء کا نظام خلافت جو ان کے زمانہ میں قائم ہوا وہ حق ہے اور رضائے الہی اور منشا الہی کے مطابق ہے۔

وَ اِنْ یُکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبْتَ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدٌ ۝۶

اور لوگ اگر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان لوگوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور اہل مدین کو بھی تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی کاذب قرار دیا گیا سو میں نے کافروں



لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذُتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ

کو بہت دی پھر میں نے ان کو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہوا غرض کتنی بستیوں میں جن کو ہم نے

أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فِيهَا خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَبِئْسَ مُعْتَلَةٌ

ہلاک کیا جن کی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سودہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے عمارت

وَقَصْرِ مَشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونُ لَهُمْ قُلُوبٌ

کنوس اور بہت سے قلعے جو نے کے محل سو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جائیں

يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ

کر ان سے سمجھنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جائیں کہ ان سے سننے لگیں بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتی کہ

تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ

بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جاتا کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ اللہ

يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنْ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا

تعالیٰ کبھی ایسا وعدہ خلاف نہ کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے

تَعْدُونَ ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ

نمار کے موافق اور بہت سی بستیوں میں جن کو میں نے بہت دی تھی اور وہ نافرمانی کرتی تھیں پھر میں نے

أَخَذْتُهَا ۚ وَإِلَى الْمَصِيرِ ۝

ان کو پکڑ لیا اور میری طرف لوٹنا ہو گا۔

تفسیر: ان آیات میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ کفار کہ آپ کو جھوٹا

کہیں تو آپ غمگین و پریشان نہ ہوں، یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ سچھلی قوموں نے بھی اپنے نبیوں کو جھوٹا کہا ہے،

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان جھٹلانے والے کافروں کو کچھ مدت ہمت دے دی جس طرح اے محمد صلی

اللہ علیہ وسلم آپ کے دود کے منکروں اور کافروں کو ڈھیل دے رکھی ہے پھر ان کو ہمارے عذاب نے گھیر لیا

تو ان کی راحت تکلیف میں اور زندگی موت میں بدل گئی، غرضیکہ بہت سی بستیوں میں جن میں ہنے والے نافرمان و سرکش

تھے ان کو ہلاک و برباد کر دیا، ان میں بڑے بڑے وہ کنیز جن سے لوگ ہر وقت یا ان کی کھینچا کرتے تھے آج بیکار پڑے ہیں اور وہ عالی شان و پختہ محلات جن میں ہر وقت رونق رہتی تھی آج ویران پڑے ہیں۔

بس محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان پر بھی وقت مقررہ پر عذاب ابھائیگا بس ان کو چاہئے کہ اللہ کی زمین پر گھومیں اور جن بستیوں کو تباہ کر دیا گیا ہے ان کو دیکھیں اور عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ بجائے اس کے کہ یہ نصیحت حاصل کرتے نظر ہو کر بطور مذاق کے عذاب کا مطالبہ کرنے لگے، ان سے کہا گیا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اس کا عذاب اپنے وقت مقررہ پر ضرور آئیگا چنانچہ جنگ بدر میں ان پر اللہ نے اپنا عذاب نازل فرما کر اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔

**آخِرُكَامِ دِنِ هٰذَا سَالُكَ بَرَابَرُ هُوْكَ** | اِنِّیْ كُوْنَا اِیَّاسِیَّتِیْ مِیْنِ فَرَایَا كِیَا هِیْ كَرِآپِ كِیْ رِبِّ كِیْ یَا س (یعنی آخرت میں) ایک دن دنیا کے

ہزار سال کے برابر ہوگا، اس سے یا تو قیامت کا دن مراد دیا جائے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ قیامت کا دن اپنے ہولناک واقعات و حالات کی وجہ سے اتنا بڑا محسوس ہوگا جیسے دنیا کے ایک ہزار سال ہوتے ہیں یا پھر آخرت کا ہر دن ہمیشہ دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا، ترمذی شریف کی ایک روایت سے اس کا ثبوت ملتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فقرا و جاجرین سے مخاطب ہو کر فرمایا، میں تم کو بشارت و خوشخبری دیتا ہوں کہ تم کو قیامت کے دن مکمل نور حاصل ہوگا اور یہ کہ تم الداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور اللہ کے یہاں ایک دن ایک ہزار سال کا ہوگا لہذا غریب الداروں سے چھ مہینے پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

**قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۰۰ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا**

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تو صرف تمہارے لئے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں سو جو لوگ ایمان لے آئے

**وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ۝۱۰۱ وَرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝۱۰۲ وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْ**

اد اچھے کام کرنے لگے ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق

**اٰیٰتِنَا مُعْجِزِیْنَ ۝۱۰۳ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝۱۰۴**

کو شش کرتے رہتے ہیں ہرانے کے لئے ایسے لوگ : دوزخ والے ہیں۔

**تفسیر:** اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپ کفار مکہ سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو صرف اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں، تم پر لا کر عذاب مسلط کر دوں یہ میرے اختیار میں نہیں، یہ صرف اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے کہ وہ اپنی حکمت و مصلحت سے جب چاہے تم پر عذاب نازل فرما دے، بس میرے ڈرانے

سے جس کو ہدایت کی توفیق ہو جائے اور وہ ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے تو اس کے لئے جنت اور وہاں کے عیش و آرام ہیں اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرنے اور باطل ثابت کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور حضور اور اہل ایمان کو ہارنے اور ناکام کرنے میں لگے رہتے ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَتَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ

اور ہم نے آپ کے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے کچھ بڑھا

فِي أُمْنِيَّتِهِ ۖ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ أَلَيْسَ بِهِ

شیطان نے اس کے پڑھنے میں سبب ڈالا، پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو نیست و نابود کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیت

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي

کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب علم والا خوب حکمت والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے

قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝

لئے آزمائش بنا دے جن کے دل میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہیں وہ واقعی ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں اور تاکہ جن لوگوں

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ

کو فہم عطا ہوا ہے وہ اس امر کا زیادہ یقین کر لیں کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو ایمان پر زیادہ قائم ہو جائیں پھر ان کی طرف

فَتُخَيِّتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ

ان کے دل اور بھی جھک جا دیں اور واقعی ان ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی راہ راست دکھاتا ہے۔

مُسْتَقِيمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مَرِيَةٍ مِنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ

اور کافر لوگ ہمیشہ اس کی طرف سے شک ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر دفعۃً قیامت آجائے یا ان

السَّاعَةِ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ رَبُّهُ

بر کسی بے برکت دن کا عذاب آپہونچے بادشہ ہی اس روز اللہ ہی کی ہر گئی وہ ان سب

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝

کے درمیان فیصلہ فرمادے گا، سو جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ جین کے باغوں

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

باغوں میں ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہوگا

**تفسیر:** اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے پہلے بھی ہم نے کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ نہ پیش آیا ہو کہ وہ جب بھی ہمارے احکامات کی کوئی بات بیان کرتا یا آیات پڑھ کر سنا تا تو شیطان کا فزون کے دلوں میں اس بیان کی ہوئی بات اور آیات میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت "مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ" پڑھ کر سنا تو شیطان نے اس میں شبہ پیدا کیا کہ دیکھو اپنا مارا ہوا تو حلال اور اللہ کا مارا ہوا حرام، غرضیکہ شیطان اس طرح کے شبہات لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے جوابات مع دلائل کے دیکر ان کے اعتراضات کا خاتمہ کر دیتے ہیں جن لوگوں کو صحیح سمجھ ہوتی ہے وہ ان جوابات کو سمجھ کر ہدایت پا جاتے ہیں اور جو فتنہ ساز ہوتے ہیں وہ ان شبہات پر اڑے رہ کر ایمان و ہدایت کی دولت سے محروم رہتے ہیں اور اسی حالت میں ان پر موت آجائے گی، اس کے ہولناک واقعات اور پھر خدا کا عذاب اس کے لئے مصیبت پر مصیبت بن جائے گا، اس روز اللہ تعالیٰ مانسنے والے یعنی مومنین اور شک کرنے والے یعنی کافروں کے درمیان عملی فیصلہ فرمائیں گے یعنی مومنین کو جنت میں داخل فرمادیں گے اور کافروں کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا دھن چھوڑا پھر وہ لوگ قتل کئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایک عمدہ

رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ كَيْدُ خَلْقِهِمْ مَدْخَلًا

رزق دے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے اچھا دینے والا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ لے جا کر داخل

يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ

کرے گا جس کو وہ پسند کرے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا ہے، یہ ہو چکا اور جو شخص اسی قدر تکلیف

**اقوال متحققہ:** آیات مذکورہ کا جو صاف دے بغیر مطلب اکابر مفسرین سلف سے منقول ہے وہ ہم نے اوپر تفسیر میں بیان کر دیا ہے، اس موقع پر جو قصہ غزالی نے کچھ تفسیر کی کتابوں میں لکھا گیا ہے وہ نہ ہی معتبر ہے

اور نہ ہی ان آیات کا سمجھنا اس پر موقوف ہے اور نہ ہی جمہور محدثین کے نزدیک وہ ثابت ہے بعض حضرات نے اس کو محدثین و زنادقہ کی ایجاد قرار دیا ہے۔ محمد حقوب قاسمی غفرلہ لوالدہ۔

مَا عَوْقَبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصَرِتْهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝

پہونچا وہ جس تدراسکو تکلیف پہونچائی گئی تھی پھر اس شخص پر زادت کی جادے تو اللہ تم اس شخص کی فرداہ اور کیا اللہ تم کثیر العفو کثیر المغفرت ہے

**مہاجرین کیلئے بشارت** پہلے عام مومنین کا انجام بیان کیا گیا تھا یہاں مومنین کی ایک خاص جماعت کو خصوصی طور پر بشارت و خوش خبری دی جا رہی ہے، ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں

اس کے دین کی حفاظت کیلئے اپنا وطن گھر بار چھوڑا پھر وہ جہاد میں شہید ہو گئے یا اپنی طبعی موت سے انتقال کر گئے تو ان کی اللہ کے یہاں خاص جہان نوازی ہوگی، کھانے پینے رہنے سہنے کی ہر چیز ان کی مرضی کے مطابق ان کو عطا کی جائے گی، غرضیکہ جنت میں ان کو امتیازی حیثیت حاصل ہوگی اور بے شمار قسم کی نعمتیں دی جائیں گی

تَعْلِيمٌ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ کس چیز سے راضی ہوں گے اس لئے بلا فرمائش کے پہلے ہی ان کو دیدی جائے گی، اور یہ بھی جانتا ہے کہ کن لوگوں نے خالص اللہ کے لئے اپنے وطن کو خیر باد کہا اور ایسے مہاجرین و مجاہدین کی لغزش پر تحمل اور شان عفو و درگزر سے کام لے گا، یا علیم و علیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے، جنہوں نے اللہ کے مخلص بندوں کو تکلیفیں پہونچا کر گھر چھوڑنے پر مجبور کیا مگر وہ اپنے ظلم و بر دباری کی وجہ سے ان کو نوراً سزا نہیں دیتا۔

**اللہ کی مدد مظلوم کے ساتھ ہے** اللہ کا قانون ہے کہ وہ مظلوم کی مدد کرتا ہے اور اس نے مظلوم کو یہ حق بھی دیا ہے کہ وہ اپنا واجب بدلہ لے کر معاملہ صاف کر لے لیکن اگر مظلوم

واجبی بدلے سے آگے بڑھ جائے تو اب یہ ظالم کہلائے گا اب اللہ کی مدد اس کے ساتھ نہ رہے گی بلکہ اس شخص کے ساتھ ہو جائے گی جو پہلے ظالم تھا اور اب مظلوم ہو گیا ہے، اگرچہ مظلوم کو بدلہ لینے کا پورا حق ہے مگر بہتر یہی ہے کہ معاف کر دے، ان آیات کے اخیر میں لَعَفُوٌّ غَفُورٌ فرما کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ بہت درگزر کرنے اور بخشنے والے ہیں لہذا تم بھی عفو و درگزر کی عادت اپنے اندر پیدا کر دے تمہارے لئے زیادہ نفع بخش ہے۔

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُؤَلِّمُ الْبَيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّمُ الْبَيْلَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ

یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا

اللَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

خوب دیکھنے والا ہے یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کرتے

هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ

ہیں وہ بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے اور کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝

آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین سرسبز ہو گئی ہے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان سب باتوں کی خبر

لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ؕ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝

رکھنے والا ہے سب اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک اللہ ہی ایسا ہے جو کسی محتاج نہیں ہر طرف کی تعریف لائق ہے۔

**تفسیر :-** اللہ ایسی زبردست قدرت والا ہے کہ دن رات کو بدلتا رہتا ہے کبھی دن کبھی رات اور اس طرح ان کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے، کبھی کے دن بڑے کبھی کی رات، بس اس عظیم قدرت والی ذات کے لئے یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ وہ کسی مظلوم قوم یا فرد کو امداد دے کر ظالم کے پنجے سے چھڑا دے اور اس پر غالب و مستط کر دے پہلے مسلمان جہا جرین کا ذکر تھا اس آیت میں اشارہ فرمادیا کہ حالات رات دن کی طرح پلٹنے والے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اسی طرح کفر کی سر زمین کو اسلام کے آغوش میں داخل کر دیگا بلاشبہ وہ مظلوم کی فریاد کو سنتا اور ظالم کی حرکات کو دیکھتا ہے بس اپنی قدرت کاملہ سے مومن مظلوموں کو نجات دے گا کفار پر غالب کر دیگا اور حقیقت میں اللہ ہی ذات معبود برحق ہے، اس کے علاوہ کفار جن چیزوں کو پکارتے ہیں وہ سب باطل و لچر ہیں وہ اپنی ہستی و وجود میں بھی دوسروں کے محتاج ہیں بس اللہ ہی سب سے بڑا اور عالی شان والا ہے۔ اے انسان کیا تو یہ منظر دیکھ کر اللہ کی قدرت کو نہیں پہچانتا کہ وہ آسمان سے بارش برسا کر زمین کو سرسبز کر دیتا ہے بس وہ اسی طرح کفر کی خشک ویران زمین کو اسلام کی بارش سے سرسبز و شاداب بنا دیگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال کے مناسب ان پر مہربانی کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ کی ذات ہر چیز سے بے نیاز اور مستحق حمد و ثنا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ

اور کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو کہ وہ دریا میں اس کے

بِأَمْرِهِ ؕ وَيُسَبِّحُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَّ عَلَى الْأَرْضِ لَا يَأْذِنُ بِهِ إِلَّا اللَّهُ

عالم سے چلتی ہے اور وہی آسمانوں کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے ہاں مگر اسی کا حکم ہو جائے تو خیر بالیقین اللہ تعالیٰ

بِالنَّاسِ لَرُءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ

لوگوں پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانے والا ہے، اور وہی ہے جس نے تمکو زندگی دی پھر تمکو موت دیگا پھر تم کو

## يُحْيِيكُمْ ۖ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ﴿١٧﴾

زندہ کرے گا واقعی انسان ہے بڑا بے قدر

اللہ کی شفقت دہربانی دیکھتے کہ اس نے اس زمین کی تری خشکی کی تمام چیزوں کو تمہارے اختیار میں دیدیا ہے تم ان سے فائدہ حاصل کرو اور تمہارے فائدے کے لئے اللہ نے اپنی قدرت سے آسمان، چاند سورج ستاروں کو بلا کسی کھجے کے فضا میں تھام رکھا ہے، انسان پر اللہ کا یہ بھی بہت بڑا انعام واحسان ہے کہ اس نے اس کو زندگی مرحمت فرمائی اور جسم میں روح ڈالی، بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ جو لوگ کفر و جہل سے روحانی موت مرچکے تھے ان کو ایمان و معرفت کی روح بخش کر اللہ نے زندگی عطا فرمائی، ان سب انعامات واحسانات کا تقاضا یہ تھا کہ انسان صرف اللہ کا ہو کر رہ جاتا کسی دوسرے کے سامنے نہ جھکتا مگر یہ بڑا ہی ناشکر ہے کہ اپنے حقیقی محسن کو چھوڑ کر دوسرے دروں پریشانی رگڑتا پھرتا ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُبَارِعُوكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ

ہم نے ہر امت کے واسطے ذبح کرنے کا طریق مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریق پر ذبح کیا کرتے تھے سوان لوگوں کو

إِلَىٰ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٌ ﴿١٨﴾ وَإِنْ جَدَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ

چاہئے کہ آپ سے اس امر میں جھگڑا کر کوس ادرا آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہئے آپ یقیناً صحیح رستہ پر ہیں اور اگر یہ لوگ

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٢٠﴾

آپ جھگڑا نکالتے ہیں تو آپ یہ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز فیصلہ

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ ذَلِكَ فِي

فراہدیکہا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے، کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ آسمان اور

كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢١﴾

زمین میں ہے، یقینی بات ہے کہ یہ سب انکے نامہ اعمال میں ہے یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسان ہے

شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بہت سے کفار مسلمانوں سے ان کے ذبح کے متعلق فضول بحثیں، اعتراضات اور جھگڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہارے مذہب کا حکم عجیب ہے کہ جس جانور کو تم اپنے ہاتھ سے قتل کر دو تو حلال ہے اور جس جانور کو اللہ تعالیٰ براہ راست مار دے (یعنی عام

مردار جانور) وہ حرام ہے، ان کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت اور شریعت کے لئے ذبح کے احکام الگ الگ رکھے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ایک مستقل شریعت ہے، اسکا مقابلہ کسی دوسری شریعت کے احکامات سے بھی کرنا درست نہیں ہے چونکہ اسے کفار تم اس مقدس شریعت کا مقابلہ اپنے باطل خیالات اور ذاتی رائے سے کر رہے ہیں اور پھر مردار جانور تو کھلی تمام شریعتوں میں حرام رہا ہے تم اسکو اپنی رائے سے حلال کر کے سرتاج الانبیاء محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کر رہے ہو، یہ تمہاری حماقت اور بدنیتی ہے جس کی سزا تم جلد ہی جھگڑو گے۔

جمہور مفسرین نے اس آیت کے دائرہ کو عام رکھ کر فرمایا کہ اس میں شریعت کے تمام احکام شامل ہیں مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء اصول دین میں متفق رہے ہیں، البتہ ہر امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بندگی کی صورتیں مختلف مقرر کی ہیں جن کے مطابق وہ امتیں اللہ کی عبادت کرتی رہی ہیں، امت محمدیہ کے لئے بھی ایک خاص شریعت بھی گئی اس کے مطابق یہ اللہ کی بندگی کرتی ہے، کفار و مشرکین اور مخالفین اسلام جو شریعت محمدیہ کے احکامات پر اعتراضات کرتے اور جھگڑاتے ہیں اس کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ احکام ان کے آبائی مذہب میں نہ تھے لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ نئی شریعت آ جانے کے بعد پچھلے نبی کی شریعت پر عمل چھوڑ کر اس نئے نبی کی شریعت پر عمل کرنا فرض ہے، پھر اس نئی شریعت کے مقابلہ میں اپنے بڑوں کے طریقوں پر عمل کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے اور اس پر غضب یہ کہ اپنے طریقوں کے مقابلے میں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو جھٹلایا جائے اور اس سلسلہ میں بحث و مباحثہ اور جھگڑا کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ ہدایت فرمائی کہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اسی طرف لوگوں کو بلاتے رہئے اور یہ جھگڑا لوگ اگر آپ کی بات نہ مانیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تمہاری حرکات سے خوب واقف ہے قیامت کے دن تمہارے اور ہمارے درمیان عملی فیصلہ فرمادے گا اس وقت تم کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ

اور لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت نہیں بھیجی اور نہ ان کے پاس اس

بِهِ عِلْمٌ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ

کوئی دلیل ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو کہ خوب واضح ہیں

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ

بڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں میں برے آثار دیکھتے ہو قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر حملہ کر بیٹھیں

يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأَنْتُمْ بِشَرِّ مِنْ ذَلِكَُمُ النَّارِ وَعَدَهَا

جو ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھ رہے ہیں آپ کہئے کہ کیا میں تمکو اس سے زیادہ آگوار چیز بتلا دوں وہ دوزخ ہے اس



## اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے

**تفسیر:-** توحید کے دلائل سننے کے بعد بھی مشرکین اپنے باپ داداؤں کے طریقہ پر اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے رہے جس کی ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی اور جب ان کو قیامت میں ان کے شرک کرنے پر سزا دی جائیگی تو یہ معبودانِ باطل ان کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے اور ان مشرکین کی گمراہی و ضد کا یہ عالم ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی وہ آیات جن میں توحید و غیرہ کا بیان واضح طور پر ہے تلاوت کی جاتی ہے تو ان کو سخت ناگواری ہوتی ہے اور ان کے چہروں کے تصور بدل جلتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آیات سننے والوں پر حملہ کر دیں، بہت سی مرتبہ کر بھی دیتے ہیں۔ ان کافروں و مشرکین سے کہا جا رہا ہے کہ یاد رکھو مرنے کے بعد تم کو ایسی سخت ناگواری چیز سے واسطہ پڑے گا جس پر تم سے صبر نہ ہو سکے گا اور وہ ہے دوزخ کی آگ جس کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ فرما رکھا ہے، حاصل یہ ہے کہ قرآن سے ناگواری کا انجام دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاستَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ

اے لوگوں ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے اس کو کان لگا کر سنو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جن کی تم لوگ خدا کو

دُونِ اللَّهِ كُنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ

چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک مکھی کو تو پیدا کر ہی نہیں سکتے گو سب کے سب بھی جمع ہو جائیں اور اگر ان سے بھی

الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝

کچھ چھین لے جائے تو اس کو اس سے چھڑا نہیں سکتے، ایسا عابد بھی پھر اور ایسا معبود بھی پھر ان

مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَتَّى قَدَرَهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

لوگوں نے اللہ کی جیسی تعظیم کرنا چاہی تھی وہ نہ کی اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب ہے

**ایک عجیب مثال سے شرک کا رد** ان آیات میں ایک عجیب و غریب مثال کے ذریعہ کفر و شرک کو باطل

نابت کیا گیا ہے، فرمایا اے کافرو! خوب غور سے سوچو جن بتوں کو تم پوجتے ہو وہ اس قدر کمزور ہیں کہ اگر سب

مل کر بھی ایک چھوٹا سا جانور مکھی وغیرہ بنا سکیں تو نہیں بنا سکتے، اور مزید سنو وہ اس قدر بے بس و بے کس ہیں کہ

ان کے چڑھاوے میں سے اگر مکھی وغیرہ کچھ اٹھا کر لے جائے تو اسے روک نہیں سکتے اس سے چھین نہیں سکتے سوچو

جب تمہارے یہ معبود اس قدر کمزور ہیں پھر تم کو دنیا و آخرت میں کسی آفت و مصیبت سے کیسے بچا سکتے ہیں بس معبود

بھی عاجز و کمزور اور عابد بھی ۔

اے کافرین افسوس ہے تم پر کہ ایسی زبردست قدرت والے اور عظیم الشان طاقت والے اللہ تعالیٰ عملہ کو چھوڑ کر بے حس و حرکت پتھروں کو اپنا معبود بنائیتے

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝

اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے احکام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب سنتے

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

والا خوب دیکھنے والا ہے وہ ان کی آئندہ اور گزشتہ حالتوں کو جانتا ہے اور تمام کاموں کا مدار اللہ ہی پر ہے ۔

## شان نزول

حضور علیہ السلام کو جب نبی بنایا گیا تو مشرکین مکہ نے اعتراض کیا کہ اس معمولی شخص پر قرآن اتارا گیا اور نبی بنایا گیا حالانکہ ہم میں بڑے بڑے سردار اور عزت و دولت والے لوگ موجود ہیں ان کو نبی بنانا چاہئے تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نبی بنانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے وہ جس کو چاہتا ہے نبی منتخب کر لیتا ہے اس پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں اسی طرح فرشتوں میں سے بھی وہ جس کو چاہتا ہے پیغام رسائی کے لئے منتخب کر لیتا ہے جو اللہ کے پیغامات و احکامات انبیاء کو پہونچاتے ہیں جیسے حضرت جبریلؑ، غرضیکہ اللہ تعالیٰ ہر کام کی حقیقت و معلومت سے خوب واقف ہے وہ جس کو صحیح سمجھتے ہیں اس کو اپنا پیغمبر بنا لیتے ہیں ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

ای ایمان والو تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور نیک کام کیا کرو امید ہے کہ تم نجات

تُفْلِحُونَ ۝ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

باز گئے اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تم کو ممتاز فرمایا اور تم پر دین

فِي الدِّينِ مِنْ حَرْجٍ ۚ مَلَأَ آبَائِكُمْ اِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۚ

میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قائم رہو اس نے تمہارا لقب مسلمان رکھ دیا ہے پہلے ہی

مِنْ قَبْلُ ۚ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا

اور اس میں بھی تاکہ تمہارے رسول گواہ ہوں اور تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو سو تم لوگ نماز کی

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا

پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو

# يَا لَلّٰهُ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

وہ تمہارا کارساز ہے سو کیا اچھا کارساز ہے اور کیا اچھا مددگار ہے

**تفسیر:** ان آیات میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اپنے رب کی بندگی میں لگے۔ جو اسی کے سامنے جھکنا اسی کے آگے پیشانی ٹیکنا اور دوسرے نیکی اور بھلائی کے کام کرتے رہو تاکہ تم کو دنیا و آخرت کی بھلائی اور فلاح و کامیابی نصیب ہو اور اللہ کے راستے میں کوشش کرو جیسی کوشش کرنے کا حق ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین کو بلند کرنے اور پھیلانے کیلئے زبانی، قلبی، جانی، مالی ہر قسم کی کوشش کرو۔

اے امت محمدیہ! اللہ نے تم کو دوسری امتوں سے ممتاز فرمایا اور فضیلت عطا فرمائی، تم میں سب اعلیٰ و افضل نبی بھیجا، سب سے زیادہ کامل شریعت عطا کی، پوری دنیا میں ایمان دین ہو پونچانے کیلئے تم کو منتخب فرمایا۔

وَمَا جَعَلْ عَلَيْكُمْ اَوْ مَعْنٰی اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں رکھی، تنگی نہ ہو کہ مطلب بعض حضرات مفسرین نے یہ بیان فرمایا کہ دین اسلام میں ایسا کوئی گناہ نہیں جو توبہ سے معاف نہ ہو سکے اور عذابِ آخرت سے نجات کا کوئی راستہ نہ نکلے، بخلاف چھٹی امتوں کے کہ ان میں بعض گناہ ایسے بھی تھے جو توبہ کرنے سے بھی معاف نہیں ہوتے تھے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دین نبویؐ میں بعض احکام بہت ہی سخت تھے اس امت پر ایسا کوئی حکم فرض نہیں کیا گیا، بعض حضرات نے فرمایا کہ تنگی سے مراد وہ تنگی ہے جس کو انسان برداشت کر کے دین اسلام میں کوئی حکم ایسا نہیں جس کو انسان برداشت کر سکے باقی رہی تھوڑی بہت محنت و مشقت وہ تو دنیا کے ہر کام میں بھی ہوتی ہے۔

اہل مکہ کو دینِ ابراہیمی پسند تھا لہذا ان سب کو اور پوری امت کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ دین محمدیؐ درحقیقت تم سب کے بزرگ حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے دین محمدیؐ ہی امتِ ابراہیمی ہے لہذا تم سب دین اسلام کا اتباع کرو اور فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ ہی نے امت محمدیہؐ اور تمام اہل ایمان کا نام قرآن سے پہلے مسلم تجویز کیا اور پھر قرآن نے بھی ایمان والوں کا نام مسلم ہی رکھا۔

يَكُوْنُ الرَّسُوْلُ ۝ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر میں گواہی دیگے کہ میں نے اللہ کے احکام اس امت کو پہنچا دیئے تھے امت محمدیہؐ کا اقرار کرنا تنگی اور جب درجے تمام انبیاءؑ یہی بات کہیں گے تو اسکی گواہی امت محمدیہؐ دیگی کہ اہل ان حضرات نے اللہ کے احکامات اپنی اپنی امتوں کو پہنچائے تھے اس پر وہ امتیں کہیں گی جس وقت یہ نبی ہمارا پاس تشریف لائے اس وقت تو تمہارا دے دہی نہ تھا پھر تم کو نکر گواہی دے رہے ہو امت محمدیہؐ کہے گی کہ ہمارا رسول سراج الانبیاءؑ نے یہ باتیں بتلائی تھیں اور آپ کی صداقت و سچائی میں کسی کو ذرہ برابر بھی شک نہیں، غرضیکہ ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔

**امت محمدیہؐ کی ذمہ داری** | اے امت محمدیہؐ تم پر اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے انعامات و احسانات فرمائے ہیں بس ان کی قدر کرو اور سمجھو کہ تم بہت بڑے کام تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کیلئے کھڑے کئے گئے ہو اسلئے پہلے اپنے کو مؤثر عمل بناؤ، نماز، زکوٰۃ، غرضیکہ کسی بھی مالی و جانی عبادت میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور ہر کام میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھو مرناسی سے مدد مانگو مرناسی کو اپنا مولیٰ و مالک سمجھو بلاشبہ وہ سب اچھا مالک مددگار ہے، اے اللہ تو پوری امت کی ہر ہر قدم پر پوری پوری مدد و نصرت فرما۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَا لَہٗ جَمَادِی الْاٰخِرَۃُ ۝ کَوْبَارُہٗ اَنْتَ رَبِّیْ ۝ کِی تَفْہِیْمُہٗ عِزِّہٗ فِی مَکَلِہٖ ۝

## تاریخ حرمین شریفین

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے فیض یافتہ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عظیم الشان کتاب ”تاریخ حرمین شریفین“ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا کے فضائل و تاریخ کو بہت عمدہ انداز میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جس کے ضمن میں چاہ زم زم کے نمودار ہونے، مکہ معظمہ کے آباد ہونے، بیت اللہ شریف کی تعمیر ہونے، مقام ابراہیم، حجر اسود وغیرہ نیز مسجد نبوی کی تعمیر، مقام صفہ، اور مدینہ طیبہ کی مختلف تاریخی مساجد اور مقامات مقدسہ کی تاریخ و تعارف بڑے دلچسپ انداز میں بیان کی ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب آٹھ قسطوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

## آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابر امت کی قدیم و جدید مستند و معتبر تفاسیر کا خلاصہ و منجوز ہے۔ جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے۔ ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ الحمد للہ یہ تفسیر ۳۲ قسطوں میں مکمل ہو چکی ہے۔

## تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات و حالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح و نجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمد للہ یہ کتاب سولہ قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے حاصل کر سکتے ہیں۔ (بذریعہ وی پی آر جی)

**گزارش:** خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزا کہم اللہ

**IDARA DAWAT-O-TABLEEGH**

GALINO, 2 AALI KI CHUNGI MANDI SAMITI ROAD SAHARANPUR  
PIN 247001 (U.P.) MOB. 09837002261 - 09837375773

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

پارہ ۱۸

پارہ ۱

# اینگان و لافس

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدنی

دارا الشیراز دارا العلوم دیوبند

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبہ فاضل دیوبند

50 =

سَمَاعُكَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ وَتَقِيْلُغ

۱۳۳۳: ایسیتی و ڈسپانٹیوپی میٹل

اس دور کی سب آسان دعا فہم اور مستند فقیر کلام پاک  
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

# اسان فقیر

اردو

ترجمہ قرآن شریف  
حکیم الامہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ  
مرتب  
محمد یعقوب قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند  
پارہ قد افلح ۱۵

(شائع کردہ)  
ادارہ دعوت و تبلیغ زکریا آباد، گلی ۲۷، آلی جنگی سہا پور (پ)  
۲۴۰۰۰

# فہستہ مضامین آسان تفسیر پارہ قد افلح ۱۸

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	منکرین آخرت کی مثال	۳۱	سورہ نور کی اہمیت	۳	کامل مومنین کی چھ صفات
۵۵	مثال کا حاصل	۳۲	زنا کار کی سزا	۴	خشوع پیدا کرنے کا طریقہ
۵۶	ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔	۳۴	زنا کی تہمت لگانے کی سزا	۵	ان آیات کی فضیلت
۵۷	اللہ کی قدرت کے کرشمے	۳۵	اپنی بیوی پر تہمت لگانے کی سزا	۶	انسانی پیداوار کے مختلف مرحلے
۵۹	منافقین کی حالت بد	۳۶	واقعہ افک و بہتان	۹	روحانی تربیت کے لئے
۶۰	واقعہ شان نزول	۳۸	تفسیر آیات افک	۱۰	انبیاء کو بھیجا گیا
۶۱	مسلمانوں کی شان	۳۹	حسن ظن کی تعلیم	۱۱	قصہ حضرت نوح ؑ
۶۲	نیک بندوں سے	۴۱	شیطان کی پیروی سے بچو	۱۳	نبی کی نافرمانی کا انجام
۶۲	اللہ کا وعدہ	۴۲	واقعہ شان نزول	۱۵	حلال غذا کی اہمیت
۶۳	پردہ کے احکام	۴۳	تہمت لگانے والوں پر پھٹکار	۱۷	اچھے لوگوں کی صفات
۶۵	بوڑھی عورتوں کے	۴۵	کسی کے گھر میں جانے کا طریقہ	۱۸	کافرین کی حالت
۶۵	پردہ کا حکم	۴۸	اپنی نظر کی حفاظت کیجئے	۱۹	مشرکین کے ایمان نہ لائیں
۶۶	واقعہ شان نزول	۴۹	عورتوں کو ہدایت	۲۰	مشرکین کی خواہش
۶۸	اصلی مومن کون	۵۰	دوپٹہ اوڑھنے کا طریقہ	۲۱	واقعہ شان نزول
۶۸	واقعہ شان نزول	۵۱	بدکاری کی روک تھام	۲۳	احسان خداوندی
۶۹	تعظیم رسول فرض مومن ہے	۵۱	آقاؤں کو ہدایت	۲۴	اللہ کا کوئی سا جھی نہیں
۷۱	سورہ فرقان کا حاصل	۵۱	واقعہ شان نزول	۲۵	عذاب الہی سے پناہ
۷۲	کفار کے اعتراضات کے جوابات	۵۳	مسجد کا ادب و احترام	۲۷	کافرین کی بے جا تمنا
۷۶	امیر و غریب اور تندرست و بیمار بنانے کی حکمت	۵۴	واقعہ شان نزول	۲۷	ایک تعارض کا حل
		۵۵	کافرین کے اعمال کی مثال	۲۹	میزان عدل

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ ۲۳

سورہ مؤمنوں مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شرع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ

بالتحقیق ان مسلمانوں نے آخرت میں فلاح پائی، جو اپنی نماز میں

خَشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝

خشوع کر نیوالے ہیں، اور جو لغو باتوں سے برکنار رہنے والے ہیں۔ اور جو اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَفْوَاجِهِمْ حَفِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیبیوں سے یا اپنی لونڈیوں سے

فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝

کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں، ہاں جو اس کے علاوہ طلبگار ہو ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝

اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

ایسے ہی لوگ وارث ہو نیوالے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

کامل مومنین کی چھ صفات | ان آیات میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جن مومنین میں یہ چھ صفات



ہونگے وہ کامیاب ہیں اور اعلیٰ درجہ کے کامل مسلمان ہیں، پہلی صفت نماز میں خشوع ہے، خشوع کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں یکسوئی ہو، دل اللہ کی جانب متوجہ ہو خیال ادھر ادھر نہ جائے زبان سے جو الفاظ ادا کر رہا ہے ان پر غور کرتا رہے نظر کو ادھر ادھر نہ گھمائے غرضیکہ دل و دماغ اور تمام اعضا پورے طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہوں، حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک بندہ اپنی نماز میں دوسری طرف التفات نہ کرے دینی نظر اور دھیان کو دوسری طرف نہ کرے، جب بندہ دوسری طرف التفات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا لیتے ہیں، حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی نظر سجدہ کی جگہ رکھو اور یہ کہ نماز میں نظر ادھر ادھر نہ کرو، نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب بارگاہ خداوندی میں نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ تصور کر لے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنے دل میں یہ یقین جمالے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

خشوع کس قدر اہم اور ضروری ہے اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ امام غزالی جیسے بہت سے حضرات نے فرمایا اگر پوری نماز بغیر خشوع کے پڑھی گئی تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا پڑے گا، اور دوسرے حضرات فقہاء و مفسرین نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ خشوع نماز کی جان اور روح ہے، خشوع کے بغیر نماز بے جان ہے مگر اس کو رکن نماز کی حیثیت سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خشوع نہ ہوا تو نماز ہی نہ ہوئی اور اس بلا خشوع کی نماز کو لوٹانا فرض قرار دیا جائے، حاصل یہ کہ خشوع نماز کے صحیح ہونے کے لئے اگرچہ فرض نہیں لیکن قبولیت کے لئے فرض ہے۔

دوسری صفت یہ ہے کہ وہ فضول و لغو باتوں اور کاموں سے اعراض کرتے ہیں بیکار مشغلوں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے، حضور علیہ السلام نے فرمایا اعلیٰ درجہ کا اسلام اس شخص کا ہے جو بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دیتے۔

تیسری صفت زکوٰۃ ہے زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے کے ہیں مطلب یہ کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتے رہتے ہیں یعنی خلاف شرع امور سے اپنے نفس کو پاک و صاف رکھتے ہیں اور دوسری تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ پوری زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، حاصل یہ کہ وہ اپنے بدن کو دل کو مال کو پاک و صاف رکھتے ہیں۔

جو تھی صفت اپنی شرمگاہوں کو حرام سے محفوظ رکھتے ہیں یعنی اپنی بیویوں اور شرعی باندیوں کے علاوہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ان دونوں سے شرعی ضابطہ کے مطابق اپنی شہوت پوری کرتے ہیں۔

ان دو طریقوں کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ شہوت پورا کرنے کے لئے حلال نہیں، جیسے زنا ہے اور اس طرح جو عورت اس پر حرام ہے اس سے نکاح کے بعد بھی صحبت کرنا زنا ہی ہے اپنی بیوی اور باندی سے حیض و نفاس کی حالت میں نیز ان کے پیچھے کے راستہ میں صحبت کرنا بھی حرام ہے، کسی مرد یا لڑکے یا جانور سے شہوت رانی بھی حرام ہے اور اپنے ہاتھ سے منی نکالنا بھی حرام ہے۔

پانچویں صفت امانت اور عہد کو پورا کرتے ہیں، خیانت و بد عہدی نہیں کرتے نہ اللہ کے معاملہ میں نہ بندوں کے معاملہ میں، جس کی جو امانت ہوتی ہے اس کو ادا کرتے ہیں جس سے جو عہد کرتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں۔

چھٹی صفت نماز کی محافظت کرتے ہیں یعنی نمازوں کو ان کے صحیح وقت پر تمام آداب حقوق کی رعایت کے ساتھ پابندی سے ادا کرتے ہیں ان صفات کو اللہ تعالیٰ نے نماز ہی سے شروع کیا اور نماز ہی پر ختم کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز اللہ کے نزدیک کس قدر مہتمم بالشان چیز ہے، بندوں کو بھی اس کی قدر اور اہتمام کرنا چاہئے، نیز نماز کو شروع آخر میں لا کر اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ جو نماز کا مکمل اہتمام کرے گا باقی صفات اسکے اندر از خود آتی چلی جائیں گی، بس جو مومن اپنے اندر یہ صفات پیدا کر لے گا وہ اعلیٰ درجہ کا کامل مسلمان بن جائے گا، اور اس کو دونوں جہاں کی فلاح و کامیابی نصیب ہوگی اور یہی جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

## ان آیات کی فضیلت

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص ان آیات (قَدْ أَفْلَحَ مَنَ حَمِلَ ذُرَّیْنِ) پر پورا پورا عمل کرے گا وہ (سیدھا) جنت میں جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ حضور کا خلق و عادت کیسی اور کیا تھی آپ نے فرمایا کہ حضور کی طبعی عادت وہ تھی جو ان آیات مذکورہ میں بیان کی گئی ہیں۔



وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ۖ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً ۖ فِي

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا

قَرَارٍ مَّكِينٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً ۖ فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

جو کہ ایک محفوظ مقام میں رہا، پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لو تھڑا بنادیا پھر ہم نے اس خون کے لو تھڑے کو بوٹی

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۖ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ

بنادیا پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنادیا، پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، پھر ہم نے اس کو ایک دوسری ہی مخلوق

أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۚ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ۖ ثُمَّ لَا تَكُمُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تُبْعَثُونَ ﴿١٦﴾

بنادیا سو کیسی بڑی شان ہے کہ اللہ کی جو تمام صنائعوں سے بڑھ کر ہے پھر تم بعد اس کے ضرور ہی مرنے والے ہو پھر قیامت کے روز دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے

انسانی پیدائش کے مختلف مرحلے | ان آیات میں انسان کی پیدائش کے متعلق بیان ہے

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے انسان کو مٹی سے

پیدا کیا، کیونکہ تمام انسانوں کے باپ حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے، لہذا ہر انسان کی طرف مٹی

سے پیدا ہونے کی نسبت کر دی گئی، نیز ہر انسان نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور نطفہ مٹی سے نکلی

ہوئی غذاؤں کا خلاصہ و جوہر ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے انسان کو نطفہ یعنی قطرہ منی سے بنایا جو کہ ایک مدت معینہ

یعنی چالیس روز تک ایک محفوظ مقام یعنی رحم میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لو تھڑا بنا

دیا اور پھر ہم نے اس خون کے لو تھڑے کو گوشت کی بوٹی بنادیا پھر ہم نے اس بوٹی کے بعض

حصے کو ہڈیاں بنادیا اور پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، اس طرح اس بچے کے تمام

اعضا مکمل ہو گئے اور اس نے انسانی شکل اختیار کر لی تو پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے روح

پھونک دی جس سے اس میں جان پڑ گئی اس طرح سات دور سے گزار کر ناپاک پانی کے

ایک قطرے سے اللہ تعالیٰ نے اس قدر خوبصورت اور سمجھدار انسان پیدا فرما دیا اس پر ہر انسان

کو اللہ کا شکر و احسان ادا کرنا چاہئے اور صرف اسی ایک ذات برحق کی بندگی اختیار کرنا

کرنا چاہئے، حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ کچھ ایک دور سے دوسرے دور تک چالیس دن

کا وقت لیتا ہے یعنی نطفہ چالیس روز میں خون کا لو تھرا بنتا ہے اور پھر یہ لو تھرا چالیس دن کے بعد گوشت بنتا ہے، اسی طرح آخری مرحلہ روح بھونکے جانے تک ایک حالت سے دوسری حالت میں آنے کے لئے چالیس روز لگتے ہیں۔

الغرض مختلف حالتوں کے بعد بچہ دنیا میں آتا ہے اور اپنا مقررہ وقت گزارنے کے بعد اس کو موت آ جاتی ہے اور پھر قیامت کے دن تمام انسانوں کو زندہ کیا جائے گا تاکہ ان کے اعمال کا حساب لے کر اصلی ٹھکانہ جنت یا دوزخ میں بھیج دیا جائے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَفِيلِينَ ۚ وَانْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوق سے بے خبر نہ تھے اور ہم نے آسمان سے مقدار کے

بِقَدَرٍ فَأَسْكَنْتُهِ فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهٖ لَقَدِيرُونَ ۚ فَأَنشَأْنَا لَكُمْ بِهِ

ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اس کو زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس کے معدوم کر دینے پر قادر ہیں، پھر ہم نے اس کے ذریعہ

جَنَّتِ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ ۖ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهٌ كَثِيرَةٌ ۖ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۚ وَشَجَرَةً

باغ پیدا کئے، کھجوروں کے اور انگوروں کے تمہارے واسطے ان میں بکثرت میوے بھی ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو، اور ایک

تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْجُتُ بِالذَّهْنِ ۚ وَصَبْغٍ لِلَّالِئِلِينَ ۚ وَإِن لَّكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ ۚ

درخت بھی جو کہ طور سینا میں پیدا ہوتا ہے، جو اگتا ہے تیل لئے ہوئے اور کھانے والوں کے لئے سالن لئے ہوئے، اور تمہارے لئے مواشی

نُسْقِيكُمْ مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ ۖ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۚ وَعَلَيْهَا

میں غور کر نیکاً موقوف ہو کہ ہم تم کو ان کے جوف میں کی چیز کو پینے کو دیدیتے ہیں، اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں

وَعَلَىٰ الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۚ

اور ان میں سے کھاتے بھی ہو، اور ان پر اور کشتی پر لدے لدے پھرتے ہو۔

اس سے پہلی آیات میں انسان کی پیدائش و موت کا ذکر تھا ان آیات میں چند ان خاص نعمتوں کا ذکر ہے جن کی ضرورت پیدائش و موت کے درمیان

تفسیر

زندگی میں پڑتی ہے ان میں سب سے زیادہ اہم چیز پانی ہے آسمان سے پانی برس کر  
 زمین سے ہر قسم کی غذا پیدا فرمائی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تمام ضروریات کی چیزیں  
 مہیا فرماتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ تمہارے اوپر سات آسمان تہ بہ تہ بنائے، اور  
 دوسری تفسیر طبرانیؒ کو راستہ کے معنی میں لے کر یہ کی گئی ہے کہ ہم نے آسمانوں میں راستے بنائے  
 جو فرشتوں کی گزر گاہ ہیں ان راستوں سے فرشتے خدائی احکام لے کر زمین پر آتے ہیں۔  
 آسمان سے اللہ تعالیٰ نے ایک مناسب مقدار میں پانی برسایا نہ اتنا کم کہ انسانی ضروریات  
 پوری نہ ہو سکیں اور نہ اس قدر زیادہ کہ نشان مصیبت میں پڑ جائے کہ پانی کا سیلاب اور طوفان  
 آجائے اور پھر اس پانی کو محفوظ کر دیا کہ خراب اور ضائع نہ ہو اور ان اپنی ضرورت کی مطابق  
 لیتا رہے، چنانچہ بارش کا پانی زمین اپنے اندر جذب کر لیتی ہے اور پھر کنوؤں اور نل پائپ  
 وغیرہ کے ذریعہ انسان تازہ تازہ نکال کر استعمال کرتا رہتا ہے، اللہ کا یہ بھی بہت بڑا احسان  
 ہے کہ اس نے زمین میں پانی کو اتنی گہرائی اور نیچائی میں نہیں پہونچایا جہاں سے نکالنا  
 انسان کے بس سے باہر ہو بلکہ اتنی گہرائی میں رکھا جہاں سے یہ باسانی نکال سکے اور پھر اس  
 پانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کھجور، انگور وغیرہ مختلف میوؤں اور پھلوں کے باغ اگائے اور  
 سینا پہاڑ سے ایک ایسا درخت اگایا جس سے ایسا تیل نکلتا ہے جو انسان چراغ میں  
 ملا کر روشنی بھی حاصل کرتا ہے اور بدن پر بھی لگاتا ہے اور اس کو کھانے میں بھی  
 استعمال کرتا ہے یعنی زیتون کا تیل، زیتون کا درخت چونکہ سب سے پہلے سینا پہاڑ پر اگایا  
 اس لئے یہاں خاص طور پر کوہ سینا کا ذکر فرمایا۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ طوفان نوح کے بعد  
 سب سے پہلا درخت جو زمین پر اگادہ یہی زیتون ہے، اس کے بعد حیوانات کا ذکر فرمایا کہ  
 جانوروں کے پیٹ میں ہم نے تمہارے لئے دودھ پیدا فرمایا جو نہایت پاکیزہ اور طاقتور  
 غذا ہے اس سے ہماری قدرت پر عبرت حاصل کرو کہ کس طرح جانور کے پیٹ سے جہاں  
 خون بھی ہے غلاظت بھی ہے تم کو صاف و شفاف دودھ عطا کیا اور اس طرح بہت سے  
 جانوروں کا گوشت ہم نے تمہارے لئے حلال کر دیا، اور بہت سے جانوروں پر تم سواری  
 کرتے ہو بہت سوں کے ذریعہ دزنی سامان ڈھوتے ہو، چونکہ انسان کشتی کے ذریعہ  
 بھی سواری کرتا اور وزن ڈھوتا ہے اس لئے اس آیت کے اخیر میں کشتی کا ذکر بھی فرمایا  
 کہ تم اس سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو۔

اے غافل انسان مستی کی نیند سے بیدار ہو اور شکر گزار عبادت شعار ہو اس ذات مقدس  
 کا جس نے یہ بے شمار نعمات و احسانات تجھ پر فرمائے ہیں

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۖ

اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا، سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور اس کے سوا کوئی

أَفَلَا تَتَّقُونَ ۚ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ

تہمارے لئے سبود بنانے کے لائق نہیں پھر کیا تم ڈرتے نہیں ہو پس نوحؑ کی یہ بات سن کر انکی قوم میں جو کافر تھے کہنے لگے کہ یہ شخص مجرما

يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً ۚ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا

کہ تمہاری طرح کا ایک معمولی آدمی بڑا اور کچھ نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے، اور اللہ کو منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا، ہم نے یہ بات اپنے پہلے

الْأَوَّلِينَ ۚ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ ۖ بِهِ جِنَّةٌ ۚ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ۝۱۰

بڑوں سے نہیں سنی، بس یہ ایک آدمی ہے، جس کو جنون ہو گیا ہے، سو ایک دقت خاص تک اس کا اور انتظار کر لو۔

روحانی تربیت کے لئے | انبیاء کو بھیجا گیا | اس سے پہلی آیات میں انسان کے لئے جسمانی ضروریات کی چیزیں پیدا کرنے کا بیان تھا ان آیات سے انسان کی روحانی تربیت اور دینی صلاح کا جو انتظام فرمایا

اس کا بیان شروع کیا گیا اور وہ یہ کہ ابتداء دنیا سے وحی و رسالت کا سلسلہ قائم فرمادیا ہے اسی ضمن میں حضرت نوح اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تم صرف ایک خدا کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اور کیا تم کو اس کا ڈر نہیں کہ اگر اللہ اپنی تمام نعمتیں تم سے چھین لے تو تمہارا انجام کیا ہو گا؟ اس قوم کے کافر سرداروں نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا ہم نے ایسی عجیب بات آج تک کبھی نہیں سنی کہ ایک ہماری طرح معمولی آدمی خدا کا رسول بن جائے اور تمام دیوتاؤں کی پوجا چھڑوا کر ایک خدا کے سامنے جھکائے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو جنون ہو گیا ہے اس لئے پورے قوم اور اپنے باپ داداؤں کے خلاف ایسی بات کرتا ہے بس تم اس کی باتوں پر دھیان مت دو اور کچھ دن انتظار کرو شاید اس کا دماغ صحیح ہو جائے اور ہوش آجائے پر یہ صحیح بات کرنے لگے یا پھر اسی حالت میں اس کی موت آجائے۔ (نمود باللہ)

ان خبیث سرداروں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا سنو اگر خدا کو رسول بھیجنا ہوتا تو کس فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا، یہ معمولی شخص جو ہماری طرح کھاتا پیتا اور سوتا ہے رسول نہیں ہو سکتا ہے بس اس کا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں کہ یہ تمہارا بڑا بن کر رہنا چاہتا ہے

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ۝ فَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ اَنْ اصْنَعِ الْفُلَكَ بِاَعْيُنِنَا

نوحؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے جو جاسکے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا، پس ہم نے ان کے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کر لو ہماری نگرانی میں اور

وَوَحَيْنَا فَاِذَا جَاءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۖ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ

ہمارے حکم سے پھر جس وقت ہمارا حکم آپہنچے، اور زمین سے پانی ابلن شروع ہو تو ہر قسم میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک

الَا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تَخَاطَبُنِي فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوا ۚ اِنَّهُمْ مُّعْرِقُونَ ۝

مادہ یعنی دو دو عدد اس میں داخل کر لو اور اپنے گھر والوں کو بھی، باستثناء اسکے جس پر ان میں سے نافذ ہو چکا اور مجھ سے کافروں کے بارے میں کچھ گفتگو

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلِكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجَّيْنَا مِنْ

مت کرنا کیونکہ وہ سب غرق کئے جائیں گے، پھر جو وقت تم اور تمہارا ساتھی کشتی میں بیٹھ چکو، تو یوں کہنا شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو کافروں سے

الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبْرَكًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنْ فِي

نجات دی، اور یوں کہنا کہ اے میرے رب مجھ کو برکت کا اتارنا اتار لو اور آپ سب انارنے والوں اچھے ہیں، اس میں

ذٰلِكَ لَا يَتِي وَّلَانُ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم آزماتے ہیں۔

**قصہ حضرت نوحؑ**  
حضرت نوح علیہ السلام مسلسل ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو ہدایت پر لانے کی کوشش کرتے رہے مگر قوم نے آپ کی بات نہ مانی اور کفر پر جے رہے تو آپ نے دعا کی اے رب تو میری مدد فرما، اس قوم نے آپ کے احکامات کو ٹھکرایا اور مجھے جھٹلایا ہے لہذا آپ ان کو تباہ کر دیجئے، یہ بد دعا بھی آپ نے

اس وقت فرمائی جبکہ اللہ کی طرف سے آپ کو یہ بتلا دیا کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اب ان کے علاوہ کوئی ایمان لا بیوا لا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نوحؑ کی دعا قبول کی اور انکے پاس وحی بھیجی کہ ہماری نگرانی میں آپ ایک کشتی بنائیے اور پھر جب ہمارے عذاب کا وقت قریب آجائے جس کی علامت یہ ہوگی کہ روٹی پکانے کے تنور سے پانی نکلنے لگے اور تنور کے معنی پوری زمین کے بھی آتے ہیں اس لئے حضرت تھالوی نور اللہ مرقدہ نے اس کا یہ ترجمہ کیا کہ جب زمین سے پانی ابلنا شروع ہو جائے تو آپ ہر قسم کے جانوروں میں سے جو انسان کے کام آتے ہیں اور پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ کشتی میں سوار کر لیں اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر لیں یہاں گھر والوں سے ایمان والے مراد ہیں، چنانچہ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کافر ہیں ان کی نجات (یعنی کشتی میں سوار) کرنے کے متعلق مجھ سے سوال مت کرنا کیونکہ وہ سب غرق کئے جائیں گے۔ اور ہدایت فرمائی کہ جب آپ اور آپ کے ساتھ کشتی میں بیٹھ جائیں تو کہنا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو کافروں سے نجات دی اور جب طوفان ختم ہو جانے کے بعد کشتی سے زمین پر اترنے لگو تو یوں کہنا اے میرے رب مجھ کو زمین پر برکت کے ساتھ اتارنا، یعنی ہمیں ہر قسم کا اطمینان و سکون حاصل ہو، اخیر میں ارشاد ہے کہ اس واقعہ میں اہل عقل کے لئے ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں مثلاً ایمان والوں کو بچالینا، کافروں کو ہلاک کر دینا، ایک دم طوفان برپا کر دینا اور کشتی کو محفوظ رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ:- یہ پورا واقعہ مکمل تفصیل کے ساتھ آسان تفسیر پارہ ۷ میں لکھا جا چکا۔

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝۱۰ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا

پھر ہم نے قوم نوح کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا، پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں سے تھا، کہ تم لوگ

اللَّهُ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝۱۱ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ

اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں، کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو، اور ان کی قوم میں جو رئیس تھے جنہوں



كُفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَالْآخِرَةُ وَاتَّرَفْتُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ

نے خدا اور رسول کے ساتھ کفر کیا تھا، اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا، اور ہم نے ان کو دنیوی زندگی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے کہ بس یہ تو

مِثْلُكُمْ ۚ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۚ وَلَئِنْ اطَّعْتُمْ

تمہاری طرح ایک آدمی ہیں، یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو، اور اگر تم اپنے جیسے ایک

بَشَرًا مِثْلَكُمْ ۖ إِنَّكُمْ إِذَا لَخُسِرُونَ ۚ أَيْعِدُكُمْ أَنْتُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا

آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم گھٹائے میں ہو، کیا یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو

أَنْتُمْ تُخْرَجُونَ ۚ هِيَ هَاتِ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۚ إِنَّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

نکلے جاؤ گے، بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے، بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ

نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۚ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا

ہم میں کوئی مرنے والا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کئے جاویں گے، بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور ہم تو

نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۚ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونَ ۚ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ

ہرگز اس کو سچا نہ سمجھیں گے، پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا، ارشاد ہوا کہ یہ لوگ

لَيُصِيبَنَّ الَّذِينَ فَتَنْتَهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُشَاءً ۚ فَبَعْدًا لِلْقَوْمِ

عقرب پشیمان ہوں گے، چنانچہ انکو ایک سخت آواز نے ہوائی دعدہ برحق کے ایک کڑا، پھر ہم نے ان کو خس و خاشاک (کی طرح پامال)

الظَّالِمِينَ ۚ

کر دیا سو خدا کی مار کا فر لوگوں پر۔

## نبی کی نافرمانی کا انجام

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد یا قوم ثمود کا ذکر فرمایا ہے، قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو اور ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، یہ قومیں مرنے کے بعد زندہ ہونے کی قائل نہ تھیں اور اپنے نبی کے متعلق یہ کہا کرتے تھے کہ جو ہمارے کی طرح کھاتا پیتا ہو ہم ایسے معمولی آدمی کو اپنا بڑا (نبی) مان لیں اس سے بڑھ کر اور ذلت کیا ہوگی، کہتے تھے کہ ہم اس مہمل بات کو کسی طرح نہیں مان سکتے کہ آدمی مٹی میں مل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا یہ سب بیکار کی باتیں ہیں جو ہمارے مشاہدے کے بالکل خلاف ہیں ہم تو اپنی آنکھ سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک آدمی پیدا ہوتا ہے اور مر کر ختم ہو جاتا ہے بس اس سے آگے معاملہ (حساب و کتاب قیامت وغیرہ) کچھ نہیں۔

جب پیغمبران سے ناامید ہو گئے تو اللہ سے مدد چاہی اللہ نے فرمایا کہ جلد ہی انہیں ہمارا عذاب آگھرے گا،  
خوش: ان دونوں قوموں کے تفصیلی حالات بھی آسان تفسیر پارہ ۷ ص ۲۷ تا ۳۰ پر گزر چکے

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ مَا تَبِيقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا

پھر ان کے بعد ہم نے ان امتوں کو پیدا کیا، کوئی امت اپنی مدت معینہ سے نہ پیشدستی کر سکتی تھی اور

يَسْتَأْخِرُونَ ۝ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رَسُولَنَا تَتْرَاهُمْ كُلُّمَّا جَاءَ أُمَّةٌ رُسُلُهَا كَذَبُوهُ

زندہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے، پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا، جب کبھی کسی امت کے پاس اس امت کا رسول آیا

فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبَعَدَ الْقَوْمِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ ثُمَّ

انہوں نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا، اور ہم نے ان کی کہانیاں بنا دیں سو خدا کی مارا نلوگوں پر ایمان نہ لاتے تھے،

أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ ۖ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۖ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنے احکام اور کھلی دلیل دیکر فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿١٠﴾ فَقَالُوا أَأَنْتُمْ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

بھجا، سوان لوگوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر، چنانچہ وہ کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان

عِبْدُونَ ﴿١١﴾ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

لے آ دیں حالانکہ انکی قوم کے لوگ ہمارے زیر حکم ہیں غرض وہ لوگ ان دونوں کی تکذیب ہی کرتے رہے پس ہلاک کئے گئے، اور انکے ہلاک ہونیکے بعد ہم نے

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٣﴾ وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً ۖ وَ آوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ

موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تاکہ وہ لوگ ہدایت پا دیں، اور ہم نے مریم کے بیٹے کو اور انکی ماں کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک

ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿١٤﴾

ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی جو ٹھہرنے کی قابل اور شاداب جگہ تھی۔

## تفسیر

پھر ہم نے (قوم عاد یا ثمود) کی ہلاکت کے بعد دوسری امتوں کو پیدا کیا اور جب انھوں نے بھی اپنے بنی کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بھی مقررہ وقت پر ہلاک کر دیا اب ان کے قصے کہانیوں کے سوا کچھ باقی نہیں آج ان کی داستانیں صرف عبرت و نصیحت کے لئے پڑھی اور سنی جاتی ہیں ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کو بنی بنا کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھجا مگر انھوں نے بھی ان کی بات نہ مانی، اور آپس میں کہنے لگے ہم ان دو آدمیوں (حضرت موسیٰ و عیسیٰ) پر ایمان کیسے لے آئیں جن کی قوم (بنی اسرائیل) ہماری غلامی کر رہی ہے غرضیکہ انھوں نے تکبر کیا اور کفر پر جے رہے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا ان کی ہلاکت کے بعد حضرت موسیٰ کو اور بیت عطا فرمائی گئی تاکہ اس کے ذریعہ ان کی قوم بنی اسرائیل ہدایت پائے اور اسکے احکامات پر چل کر منزل مقصود یعنی جنت تک پہنچ سکے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ کو اپنی توحید و قدرت پر دلالت کے لئے اور قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے عظیم نشانی بنایا کہ بغیر باپ کے حضرت مریم سے حضرت عیسیٰ کو پیدا فرمایا، اور حضرت عیسیٰ نے بچپن میں بول کر قدرت الہی کا

مظاہرہ کیا۔

ایک ظالم بادشاہ ہیسر دوس نے بخومیوں سے سن کر کہ عیسیٰ کو سرداری (نبوت) ملنے والی ہے لہذا کم سنی ہی میں ان کا دشمن ہو گیا اور ان کے قتل کی سازش کرنے لگا، حضرت مریم الہام الہی سے ان کو لے کر مصر چلی گئیں اور اس ظالم بادشاہ کے مرنے کے بعد پھر ملک شام واپس چلی آئیں اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان دونوں یعنی حضرت مریم و عیسیٰ کو ایسی بلسند جگہ پر پناہ دی جو سرسبز و شاداب تھی اور دہاں غلہ دھیل وغیرہ کی خوب پیداوار تھی۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۱۵

جو تمہارے قائل اور شاداب جگہ تھی، اے پیغمبرو تم نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو، میں تم سب کے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں

وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝۱۶ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا

اور یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم مجھ سے ڈرتے رہو، سو ان لوگوں نے اپنے دین میں اپنا طریق الگ

كُلَّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِرْحُونٌ ۝۱۷ فذَرَهُمْ فِي غَمَرَاتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝۱۸ أَيْحَسِبُونَ أَنَّكَ

الگ کر کے اختلاف پیدا کر لیا، ہر گروہ کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے سو آپ ان کو ان کی جہالت میں ایک خاص وقت تک نہ بچکے

نُمَدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ ۝۱۹ تُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۲۰

کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم انکو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں، تو ہم انکو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ نہیں جانتے

**حلال غذا کی اہمیت**

تمام پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے، اول یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ کھاؤ، دوم یہ کہ نیک اور صالح اعمال کرو، پیغمبروں کو مخاطب کر کے امتوں کو یہ حکم سنایا گیا ہے۔

علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ ان دونوں حکموں کو ایک ساتھ لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ حلال غذا کا عمل صالح میں بڑا دخل ہے جب غذا حلال ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خود بخود ہونے لگتی ہے اور جب غذا حرام ہوتی ہے تو نیک اعمال کا ارادہ کرنے کے باوجود

بھی اس میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، حدیث پاک میں ہے کہ جس شخص کا کھانا، پینا، لباس، حرام کا ہو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً مِّنْ لَّدُنِّي ۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ حِجَابٍ ۚ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا فَلْيَأْكُلُوا مِمَّا خَلَقَ لَكُمْ مِنْهُ يَوْمَ يُسْفِكُ بِهِ السَّاعَةَ لَئِيْلَ الْيَوْمِ ۚ

وہی اسی امت ہے جس کی ہدایت فرمائی تھی کہ صرف میری عبادت و بندگی کرو اور میری نافرمانی سے ڈرتے رہو، مگر لوگوں نے بنیادی عقائد میں اختلاف کر کے یعنی شرک وغیرہ اختیار کر کے اپنا دین و مذہب الگ بنالیا اور ہر فریق اپنے اس طریق پر مگن اور خوش ہے، کسی طرح اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں خواہ انہیں آپ کتنی ہی نصیحت کریں بس آپ ان کی حالت پر غمگین نہ ہوں اور ان کی موت کے وقت ان کو غفلت و جہالت کے نشے میں ڈوب رہے دیکھئے اس کے بعد حقیقت کھل کر ان کے سامنے آ جائے گی۔

اور ان کا یہ سوچنا بھی بالکل غلط ہے کہ ہمیں خوب مال و دولت اور اولاد عطا کی گئی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم صحیح مذہب اختیار کئے ہوئے ہیں اور ہمارا رب ہم سے خوش ہے، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسا نہیں بلکہ یہ ہماری طرف سے ان کو ڈھیل دی جا رہی ہے جب ان کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا تو ہم ان پر اپنا عذاب مسلط کر دیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُم

اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہیں، اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ان سے خوفزدہ ہوتے ہیں

إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۖ وَلَا نُكَلِّفُ

کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں، یہ لوگ اپنے فائدے سے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور وہ انکی طرف دوڑ رہے ہیں، اور ہم کسی کو

نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَلَدَيْنَا مَكْتُبٌ بِمَا يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اس کی دوست سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے، اور ہمارے پاس ایک دفتر جو ٹھیک ٹھیک (سب کا حال) بتا دینگا اور لوگوں پر ظلم نہ ہوگا

## اچھے لوگوں کی صفات

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایسے ہیں کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے فرمان پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ دیتے ہیں اس کو دینے کے بعد ان کے دل خوفزدہ رہتے ہیں کہ کہیں ہماری کسی کوتاہی کی وجہ سے ہمارا یہ صدقہ قبول نہ ہوا ہو، اور جب ہم اللہ کی بارگاہ میں جائیں ہم سے مواخذہ ہونے لگے، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نیک عمل کر کے اتنے ڈرتے تھے کہ تم برے عمل کر کے اتنے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں میں صفات مذکورہ ہیں وہ اپنے فائدے یعنی نیکی اور بھلائی کی طرف تیزی سے دوڑ رہے ہیں، اور ان کے ان اعمال کا بدلہ ہمارے یہاں یقینی ہے کیونکہ ان کے یہ اعمال ہمارے یہاں ان کے نامہ اعمال میں بالکل محفوظ ہیں جن کا انہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ہمارے یہاں لوگوں پر ظلم نہ ہو گا کہ کسی کی نیکی کو ضائع کر دیں یا اس کا اجر و ثواب کم کر دیں یا بلا وجہ کسی کا بوجھ اس کے اوپر ڈال دیں، بس پورے انصاف کے ساتھ ہم ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیں گے ان آیات میں انسان کو رغبت دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مذکورہ چار اعمال کچھ مشکل نہیں کہ انسان نہ کر سکے بلکہ بالکل ہلکے پھلکے اور آسان ہیں ہر شخص آسانی سے کر سکتا ہے، اور فرماتے ہیں کہ ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ ﴿۱۶﴾

بلکہ ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے جہالت میں ہیں اور اس کے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی عمل ہیں جن کو یہ کرتے رہتے ہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيہِم بِالْعَذَابِ إِذَاہُمْ يَجْرُونَ ﴿۱۷﴾ لَا تَجْرُوا الْيَوْمَ مَنَّا

یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب میں دھر بیٹھیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے۔ اب مت چلاؤ۔ ہماری طرف سے تمہاری مطلق



لَا تُصْرُونَ ﴿۱۷﴾ قَدْ كَانَتْ آيَتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰٰ أَعْقَابِكُمْ تُكْصُونَ ﴿۱۸﴾

مرد نہ ہوگی، میری آیتیں تم کو پڑھ بڑھ کر سنائی جایا کرتی تھیں تو تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے، تکبر کرتے ہوئے

مُسْتَكْبِرِينَ ۖ بِهِ سِمَاءُ تَهْجُرُونَ ﴿۱۹﴾

قرآن کا شغلہ بناتے ہوئے، یہودہ بکتے ہوئے

**کافروں کی حالت** : پچھلی آیات میں مومنین کے حالات و صفات بیان کئے گئے تھے ان آیات میں کافروں کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ ان کے دل کفر و شرک کی گراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہمیشہ بڑے بڑے اور خبیث کام کرتے رہتے ہیں اور اپنی اس حالت پر خوش ہیں مگر جب ان کے خوشحال اور دولت مند لوگ جن کو اپنی دولت پر گھمنڈ تھا اللہ کی گرفت میں آئیں گے تو چلا پڑیں گے اللہ کے عذاب سے اپنی حفاظت نہ کر سکیں گے، غریب غربا تو کس درجہ میں وہ تو اپنے کو عذاب کس طرح بچا سکتے ہیں، غرضیکہ جب یہ چلا لیں گے اور کہیں گے ہمیں اس آفت سے بچاؤ مگر وہاں بچانے والا کوئی نہ ہوگا، اس عذاب کا ایک نمونہ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو دنیا ہی میں دکھا دیا، جب جنگ بدر میں ان کے بڑے بڑے سردار قید ہوئے اور مار سکے ان کو اس آفت سے نہ انکی دولت بچا سکی اور نہ ان کا گروہ جس پر ان کو گھمنڈ تھا۔ یہ سزا ان کو اس لئے دی گئی کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات سنائی جاتی تھیں تو یہ الٹے پاؤں بھاگتے تھے تکبر کرتے ہوئے اور قرآن کی شان میں یہودہ باتیں بکتے تھے، کوئی کہتا کہ یہ جادو کی کتاب ہے کوئی کہتا شعر و شاعری کی۔

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۰﴾ أَمْ لَمْ

تو کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے بڑوں کے پاس نہیں آئی تھی، یا یہ لوگ

يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ﴿۲۱﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُمْ

اپنے رسول سے واقف نہ تھے، اس وجہ سے ان کے منکر ہیں، یا یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں بلکہ ان کی تکذیب کی

## بِالْحَقِّ وَ أَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كِرْهُونَ ۝

اصلی وجہ یہ ہے کہ یہ رسول ان کے پاس حق بات لیکر آئے ہیں اور انہیں اکثر حق بات سے نفرت رکھتے ہیں۔

**مشرکین کے ایمان نہ لانیکی وجہ** | ان آیات میں مشرکین کے ایمان نہ لانے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ نہ تو قرآن کی آیتوں کو دھیان

سے سنتے ہیں اور نہ ہی ان کے معانی و مطالب میں غور کرتے ہیں۔

آگے ارشاد ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسی نئی چیز نہیں آئی جس کو ایمان نہ لانیکا بہانہ

بنائیں بلکہ انھیں دین کی وہی باتیں اور نصیحتیں پیش کی گئیں جو ان کے بڑوں کو حضرت

ابراہیم و اسمعیلؑ پیش کر چکے تھے یعنی توحید و رسالت۔

اور یہ اس کو بھی ایمان نہ لانے کا بہانہ نہیں بنا سکتے کہ رسول انکا جانا پہنچانا نہیں

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے شہر میں پیدا ہوئے انہی کے خاندان کے

ایک فرد ہیں، آپ کا بچپن و جوانی ان کے سامنے گزرا تمام مشرکین آپ کی شرافت، حسن

اخلاق، امانت و صداقت، ایثار و وعدہ وغیرہ کے مکمل طور پر قائل تھے اور یہ بھی جانتے تھے

کہ آپ بلا کسی سے تعلیم حاصل کئے علم کی کمال بلندی کو پہونچے ہوئے ہیں۔

اور یہ اس کو بھی بہانہ نہیں بنا سکتے کہ آپ دیوانہ و مجنوں ہیں کیونکہ مشرکین عرب بخوبی

جانتے اور مانتے تھے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے دانشور و مدبر ہیں۔ اور گہری فکر و نظر کے مالک

ہیں اگرچہ کبھی کبھی عداوت و دشمنی میں آپ کو مجنوں کہہ دیا کرتے تھے، غرضیکہ وہ آپ کے

لائے ہوئے دین کو حق اور سچ بھی جانتے تھے اور آپ کی شرافت و صداقت اور دانشمندی

کے بھی قائل تھے بس ایمان آپ پر صرف اس لئے نہیں لاتے تھے کہ ان میں سے اکثر کو

حق سے نفرت تھی کیونکہ یہ خواہشات کے پرستار اور جاہلانہ رسم و رواج کے پابند

ہو چکے تھے ان کو چھوڑ کر حق بات قبول کرنا ان کے لئے ممکن نہ تھا۔ ضد، عناد اور ہٹ دھرمی

کی وجہ سے ایمان قبول نہیں کرتے تھے۔

وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ بَلْ

تو تمام آسمان و زمین اور جو ان میں (آباد) ہیں سب تباہ ہو جاتے

اور اگر دین حق ان کے خیالات کے تابع ہو جاتا



اتَّبِعْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَمَنْ عَنْ ذِكْرِهُمْ مُعْرِضُونَ ۝۱۱ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَارَجُ

بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت کی بات بھی سویہ لوگ اپنی نصیحت سے بھی روگردانی کرتے ہیں، یا آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں تو

رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝۱۲ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۱۳

آمدنی تو آپ کے رب کی سب سے بہتر ہے اور وہ سب سے اچھا ہے، اور آپ تو ان کو سیدھے رستے کی طرف بلارہے ہیں۔

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَبُّونَ ۝۱۴

اور ان لوگوں کی جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ اس رستے سے ہٹتے جاتے ہیں۔

## مشرکین کی خواہش

مشرکین دین حق کا اتباع تو کیا کرتے الٹا یہ چاہنے لگے کہ یہ دین بھی ہمارے خیالات کے تابع ہو جائے قرآن میں جو مضامین ہمارے خیالات کے خلاف ہیں ان کو اس سے نکال دیا جائے یا ان میں ترمیم کر دی جائے۔ ان آیات میں فرمایا گیا کہ اگر بغرض محال دین حق ان کے خیالات کے تابع اور موافق ہو جاتا تو تمام آسمان دوزخیں اور جو کچھ ان میں آباد ہے سب تباہ ہو جاتے کیونکہ دین ان کے خیالات کے موافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پورے عالم میں کفر و شرک پھیل جاتا جس سے اللہ کا غضب جوش میں آ جاتا اور پھر پورا عالم تباہ و برباد ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے مشرکین کو کچھ نفع کی باتیں اور نصیحتیں بھیجیں (یعنی قرآن کریم) وہ ان سے یہ سوچ کر منہ پھیر بیٹھے کہ محمد عربیؐ ہم سے اس کا معاوضہ وصول کریں گے حالانکہ آپ دعوت و تبلیغ اور نصیحت و خیر خواہی کر کے ان سے کسی معاوضہ کے طلب گار نہ تھے کیونکہ خدا کے بالا دبر تر نے جو دارین کی دولت آپ کو مرحمت فرمائی ہے وہ اس معاوضہ سے ہزار ہا گنا بہتر ہے، اور جس راستہ کی طرف آپ ان کو بلارہے ہیں وہ بالکل سیدھا اور صاف ہے جس کو ہر سیدھی اور صحیح عقل والا یا سانی سمجھ سکتا ہے، اس راستہ کو وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جو مرنے کے بعد کی زندگی اور سزا و جزا کو مانتے ہوں



وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلْجُوعُ فِي طُعْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ... وَلَقَدْ

اور اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور ان پر جو تکلیف ہے اس کو ہم دور بھی کر دیں تو وہ لوگ اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اہرا کرتے ہیں، اور

أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ... حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم

ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے، سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے پورے طور سے خودی کی، اور نہ عاجزی اختیار کی، یہاں تک کہ ہم

بَابًا إِذَا عَذَابٌ شَدِيدٌ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ

جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو اسوقت بالکل حیرت زدہ رہ جا دیں گے۔

## تفسیر

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ان مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ گھبرا جاتے ہیں اور جب ہم ان کی مصیبت کو دور فرما دیتے ہیں تو یہ پھر سرکشی اور نافرمانی پر اتر آتے ہیں اور جو قول و قرار مصیبت میں انہوں نے کئے تھے وہ سب بھلا دیتے ہیں، چنانچہ بعض اوقات ہم نے ان کو عذاب و مصیبت میں مبتلا کیا اور پھر اپنے نبی کے دعا کرنے پر ان کو اس مصیبت سے نجات دیدی مگر نجات پانے کے بعد بھی یہ ہمارے سامنے نہیں جھکے، اور برابر کفر و شرک پر جے رہے

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْأَيْمَانِ اس آیت میں ایک واقعہ کیطرح اشارہ کیا گیا ہے اور وہی اس کا شان نزول بھی ہے۔

وَاقْعَدِ یہ ہے کہ ایک مرتبہ کفار و مشرکین نے مسلمانوں پر زبردست ظلم و ستم کئے ان سنگین حالات سے مجبور ہو کر آپ نے مشرکین مکہ کے لئے قحط کی بددعا فرمائی (نہیں تو آپ دشمنوں کے لئے بھی بددعا نہیں فرماتے تھے) بہر حال آپ کی بددعا فوراً قبول ہوئی اور ان پر ایسا زبردست قحط مسلط کیا گیا کہ یہ لوگ مردار جالور، کتے، ہڈیاں، خون، ادن وغیرہ کھانے پر مجبور ہو گئے، یہ دیکھ کر ابوسفیان حضور کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کو اللہ کا اور قربت دادی کا واسطہ دیتا ہوں کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں پورے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں آپ نے فرمایا بے شک کہا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے اپنی قوم کے بڑوں کو تو جنگ بدر میں تلوار سے قتل کر دیا اور

جو باقی بچے ہیں ان کو بھوک سے قتل کر رہے ہیں (آپ ہم پر رحم فرمائیے) اور اللہ سے دعا کیجئے کہ یہ قحط ہم سے ہٹ جائے، چنانچہ آپ نے دعا فرمائی قحط اسی وقت ختم ہو گیا۔  
ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا کہ یہ کفار و مشرکین اس وقت حیرت زدہ رہ جائیں گے جب ان پر سخت عذاب بھیجا جائے گا خواہ دنیا میں تہر خد اوندی کی بجلیاں ان پر لوٹ پڑیں،  
نہیں تو آخرت میں لازمی طور پر یہ سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے،

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ، قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَهُوَ

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے، تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو، اور وہ

الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ

ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے، اور وہ ایسا ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے

وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ

اور اسی کے اختصار میں ہے رات اور دن کا گھٹنا بڑھنا سو کیا تم نہیں سمجھتے، بلکہ یہ بھی دیسی ہی بات کہتے ہیں جو اگلے (کاغذ)

الْأَوَّلُونَ ۝ قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّا كَسَبُوعُون ۝ لَقَدْ وَعَدْنَا

لوگ کہتے چلے آئے، یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر جاویں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جا دیں گے، اس کا

نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ إِن هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ

تو ہم سے اور پہلے ہمارے بڑوں سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے، یہ کچھ نہیں محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں، آپ کہہ دیجئے

وَمَنْ فِيهَا إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَنْ

کہ یہ زمین اور جو اس پر رہتے ہیں کیس کے ہیں اگر تم کو کچھ خبر ہو، وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کی ہے تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں غور کرتے، آپ یہ بھی

رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ أَفَلَا

کہئے کہ ان سات آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے، وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ بھی اللہ کا ہے آپ کہئے

تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ

کہ بھرتہ کیوں نہیں ڈرتے، آپ یہ بھی کہئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے، اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ

تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ ۝ بَلْ أَتَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ

میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم کو کچھ خبر ہے وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب تیس بھی اللہ ہی کی ہیں، آپ کہئے کہ پھر تم کو کیسا غیظ ہو رہا ہے، بلکہ ہم

لَكَذِبُونَ ۝

نے ان کو سچی بات پہنچائی ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔

## احسان خداوندی

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انسان کو کان، آنکھ اور دل مرحمت فرمایا، لہذا انسان کو چاہئے کہ اپنے محسن و منعم اللہ جل شانہ کا شکر ادا

کرے اور اس کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ اس کی قدرت کے کرسٹے آنکھوں سے دیکھ کر کانوں سے سن کر اور دل سے غور و فکر کر کے اس کی قدرت کاملہ کا قائل ہو جائے اور پھر صرف اسی کی عبادت و بندگی کرے مگر اکثر آدمی زیادہ تر ان قوتوں کو صحیح استعمال نہیں کرتے۔

اللہ کی قدرت دیکھئے کہ اس نے تم کو زمین میں ہر جگہ پھیلایا اور پھر قیامت کے روز تم سب کو ایک جگہ جمع فرمائے گا اور وہی تم کو پسپا کرتا اور مارتا ہے اور وہی رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاتا ہے، بس ذرا عقل پر زور دے کر سوچو جو ذات مردہ کو زندہ اور اندھیرے کو اجالے میں بدل دیتی ہے اس کے لئے تم کو دوبارہ زندہ کر کے جمع کرنا کچھ مشکل نہیں، افسوس کافرین نے اس واضح حقیقت کا انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ یہی بات ہمارے بڑوں کو بھی کہی گئی تھی لیکن آج تک ہم نے مٹی کے ذروں اور ہڈیوں کے ریزوں کو آدمی بننے ہوئے نہیں دیکھا جو ایک دفع مر گیا تو مر گیا، مگر دوبارہ زندہ ہونا یہ صرف ایک پرانی کہانی ہے

جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

قُلْ لِمَنِ الْأَنْفُسُ أَمْ لِلْإِنسَانِ فَإِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِمْ لَكَنَافٍ  
کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کافرین سے پوچھئے کہ یہ زمین اور جو کچھ اس پر آباد ہے اس کا مالک کون ہے؟ اور آسمانوں اور عرش کا مالک کون ہے؟ آپ ان سے یہ بھی پوچھئے کہ وہ کونسی ذات ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے عذاب و مصیبت سے بچا لیتا ہے اور کوئی دوسرا ایسا نہیں جو اس کے مقابلہ میں کسی کو عذاب و تکلیف سے بچا سکے یقیناً وہ ان سب سوالوں کے جواب میں یہی کہیں گے کہ وہ ذات قادر مطلق اللہ تعالیٰ کی ہے جب وہ یہ جواب دیں تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہے پھر تم کو کیسا ضبط ہو رہا ہے، یعنی جب تم ان باتوں کا اقرار کرتے ہو تو پھر کس فریب میں پڑ کر حق و ہدایت سے دور بھاگ رہے ہو، اخیر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو بات ہم نے ان کو بتلائی کہ دوبارہ زندہ ہو کر ہمارے پاس آنا ہے وہی سچ اور حق ہے اور جو کچھ یہ کافرین اور منکرین کہہ رہے ہیں وہ بالکل جھوٹ اور فریب ہے۔

مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذَا الذَّهَبَ كُلُّ إِلَهٍ بِمَا

اللہ نے کسی کو اولاد نہیں قرار دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو خدا کر لیتا

خَلَقَ وَلَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ۝ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور ایک دوسرے پر چڑھا لی کرتا۔ اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ اسکی نسبت بیان کرتے ہیں، جاننے والا ہے سب شئیہ

فَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩٠﴾

اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ بالاتر ہے۔

اللہ کا کوئی ساجھی نہیں | ان آیات میں ان لوگوں کے عقیدہ کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے اولاد ثابت کرتے ہیں اور جو اللہ کے برابر شریک مانتے

ہیں ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات اولاد و شریک سے پاک و منزه ہے نہ اس کے کوئی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی شریک، ذرا عقل پر زور دے کر سوچو اگر اللہ کا کوئی شریک دسا جھبی ہوتا تو عالم کا نظام

صحیح کبھی نہیں چل سکتا اس میں ضرور بگاڑ آ جاتا کہ ایک سا جی اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر اپنی طاقت بنا کر اپنے سا جی پر حملہ کر دیتا اور اس طرح عالم کا نظام درہم برہم ہو جاتا مگر آج تک ایسا نہیں ہوا جس وقت سے دنیا قائم ہوئی ہے اس وقت سے آج تک اس کا نظام بالکل صحیح چل رہا ہے اور آخر تک صحیح چلتا رہے گا،

قُلْ رَبِّ اِمَّا تُرِيْنِيْ مَا يُوعَدُوْنَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝

آپ دعا کیجئے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھائیں تو اے میرے رب مجھ کو ظالم لوگوں میں

وَاِنَّا عَلٰی اَنْ تُرِيْكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدِيْرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِاَيْتِنَا هٰى اَحْسَنُ السَّبِيْعَةِ ۝

شامل نہ کیجئے، اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں آپ کو بھی دکھلا دیں قادر ہیں، آپ انکی بدی کا دفیئہ ایسے برتاؤ سے کر دیا کیجئے جو

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَ قُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطٰنِ ۝

بہت ہی اچھا ہوا، ہم خوب جانتے ہیں جو جو کچھ یہ کہا کرتے ہیں اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپکی پناہ مانگتا ہوں شیطان کے دسوسوں

وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ ۝

اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرا پاس بھی آوے۔

**عذاب الہی سے پناہ**

قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر کافریں و مشرکین کو عذاب الہی سے ڈرایا ہے کہ تم جو اللہ کی شان میں کفر و شرک اور گستاخیاں

کرتے ہو تو یاد رکھو جلد ہی تم پر اللہ کا عذاب آنے والا ہے۔ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ الہی اگر ان پر عذاب میری موجودگی میں آئے تو اپنے عذاب سے بچالینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عذاب الہی سے محفوظ رہنا یقینی ہے بس یہ ہدایت آپ کو مخاطب کر کے آپ کی امت کو کی گئی کہ تم عذاب الہی سے پناہ مانگتے رہنا آگے فرمایا کہ ہم کو اس پر پوری قدرت ہے کہ ہم آپ کے سامنے ہی ان پر اپنا عذاب نازل کر دیں، چنانچہ اہل مکہ پر قحط کا عذاب پھر جنگ بدر

میں مسلمانوں کی تلواروں سے قتل ہونے کا عذاب آپ کے سامنے ہی ان پر آچکا تھا، بعض مفسرینؒ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ امت پر آپ کی برکت سے عام عذاب نہیں آئے گا مگر خاص حالات میں خاص خاص لوگوں پر آپ کی موجودگی میں عذاب آجانا اس کے منافی نہیں۔  
ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الخ اس آیت میں حضور علیہ السلام کو بلند اخلاق کی تعلیم دی گئی کہ کافرین آپ کی شان میں گستاخی کرتے اور آپ کو ستاتے ہیں تو اس پر آپ صبر کیجئے اس کا بدلہ ان سے ہم لے لیں گے ہم ان کی حرکتوں سے خوب واقف ہیں، آپ ان کی گستاخی کا بدلہ حسن اخلاق سے دیجئے ان کے ظلم و ستم کا جواب عدل و انصاف سے دیجئے انکی بے رحمی کا بدلہ رحم سے دیجئے۔

اس سے پتہ چلا کہ دعوت و تبلیغ میں انسان کو بلند اخلاق سے کام لینا چاہئے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اچھے اخلاق دیکھ کر لوگ آپ کی طرف کھنچیں گے اور پھر دعوت و اصلاح کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ آپ شیطان کے لکڑے فریب اور دوسو سو سے ہمارے  
پناہ مانگے اور دعا کیجئے اے اللہ کسی حال میں بھی شیطان کو میرے پاس نہ آنے دیجئے کہ وہ مجھ  
پر اپنا حملہ کر سکے، صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارے ہر کام میں اور ہر حال میں تمہارے پاس آتا ہے اور گناہوں  
کا دوسوہ دل میں ڈالتا رہتا ہے، لہذا اس دعا کے ذریعہ اس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ وَقُلْ رَبِّ  
اعْزِدْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ هٗ وَاعْزِدْ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْا

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۚ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت اُکھری ہوتی ہے اس وقت کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو پھر واپس بھیج دے تاکہ تجس کو میں جھوٹا رہا ہوں

تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ

میں میں نیک کام کروں ہرگز نہیں یہ ایک بات ہی بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے، اور ان لوگوں کے آگے ایک اڑتے قیامت کے دن تک پھر جب

بُيْعَتُونَ ۖ فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۝

تباست میں صور پھونکا جاوے گا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

## کافرین کی بے جا تمنا

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ کافرین اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئے یہاں تک کہ ان کو موت آگھیرتی ہے اور ان کو دونوں ٹھکانے دکھائی دینے لگتے ہیں کہ اگر ایمان لاتا تو جنت کا یہ ٹھکانہ مجھ کو ملتا اور ایمان نہیں لایا اس لئے دوزخ کے اندر تیرا یہ ٹھکانہ ہے، یہ منظر دیکھ کر کافر کہتا ہے کہ اے رب مجھے اسی دنیا میں پھر سے واپس بھیج دیا جائے جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اور اب وعدہ کرتا ہوں کہ وہاں جا کر خوب نیک کام کروں گا مگر اس کی یہ تمنا فضول ہے کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ مرنے کے بعد کوئی دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آیا، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہمارا عذاب دیکھ کر حسرت و افسوس کے عالم میں آج یہ ایسی تمنا کر رہا ہے جو کبھی پوری نہ ہوگی، کیونکہ عالم برزخ میں پہنچ کر کوئی واپس نہیں آتا، دنیا میں جب ہمارے پیغمبروں نے اس کو سمجھایا اس وقت اس کی آنکھ نہ کھلی، اب تو اس کا انجام بس ہمارے عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔

فَإِذَا نُفِخَ الْفُؤَادُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ پھر جب قیامت کے روز صور پھونکا جائے گا تو سارے مردے زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا تو ہر ایک پر ہیبت طاری ہوگی اور ہر ایک اپنی فکر میں ہوگا، وہاں دنیوی تمام رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے، ہر انسان اپنے بھائی سے ماں باپ سے، بہن بھائی سے، بیوی بچوں سے دور بھاگے گا کسی کو کسی سے کوئی ہمدردی نہ ہوگی، سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، مگر یہ حال کافرین کا ہوگا جیسا کہ اوپر سے کافرین ہی کا بیان ہو رہا ہے، مومنین کی یہ حالت ہوگی کہ ان کے وہ بچے جو نابالغ مرچے تھے وہ جنت کا پانی لئے ہوئے والدین کو تلاش کریں گے لوگ ان سے پانی مانگیں گے تو یہ جواب دیں گے کہ یہ پانی اپنے ماں باپ کو پلائیں گے۔

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے نسب اور سرالی رشتہ کے علاوہ تمام رشتہ منقطع ہو جائیں گے، یہ حدیث سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا (تاکہ آپ سے دامادی رشتہ قائم ہو جائے) علماء نے لکھا ہے کہ حضور کے نسب رشتہ میں پوری امت داخل ہے، کیونکہ حضور علیہ السلام پوری امت کے باپ ہیں اور آپ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔

قرآن کریم میں یہاں تو فرمایا گیا ہے، وَلَا تَسْأَلُوْنَ لِعَنِيْ اَیُّهُمْ اَمْرًا سَلْتُمْ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِ۔ یعنی قیامت میں ایک دوسرے کی بات نہیں پوچھیں گے، اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے، وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ، یعنی قیامت میں لوگ ایک دوسرے کے حالات پوچھیں گے، بظاہر ان دونوں آیتوں میں تعارض نظر آرہا ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا،



قیامت میں مختلف حالتیں ہوں گی کسی مقام پر اس قدر خوف و دہشت اور ہیبت طاری ہوگی کہ کوئی کسی سے کچھ نہ پوچھ سکے گا، اور کبھی کسی مقام پر خوف و دہشت میں کچھ کمی آئے گی تو آپس میں ایک دوسرے کے حالات دریافت کریں گے، حاصل یہ کہ جو بد حالی کافریں پر چھائی ہوئی ہوگی وہ حالت مسلمانوں کی نہیں ہوگی بلکہ یہ ایک دوسرے سے ملیں گے بھی اور کام بھی آئیں گے،

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۲۷﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ

سو جس شخص کا پند بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پند ہلکا ہوگا سو یہ لوگ ہوں گے

فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿۲۸﴾ تَلَفَهُ

جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے ان کے چہروں کو

وَجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿۲۹﴾ أَلَمْ تَكُنْ أَتَىٰ تَتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

(اس جہنم کی) آگ جھلستی ہوگی اور اس میں انکے منہ بگڑے ہوں گے، کیوں کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم

بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۳۰﴾ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿۳۱﴾ رَبَّنَا

انکو جھٹلایا کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہماری بد بختی نے ہم کو گھیر لیا اور (بیشک) ہم گمراہ لوگ تھے، اے ہمارے

أَخْرَجْنَا مِنْهَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اخْسَوْا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونَ ﴿۳۳﴾

رب ہم کو اس سے نکال دیجئے پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو ہم بیشک پورے قصور وار ہیں، ارشاد ہوگا کہ اسی جہنم میں راندے ہوئے پڑے

لَٰئِهٖ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ

رہو اور مجھ سے بات مت کرو، میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دیجئے

خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۳۴﴾ فَاتَّخَذَتْهُمْ سَخِرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْنَ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ

اور ہم پر رحمت فرمائیے اور آپ سب ہم کو نیکو لوگ بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں، سو تم نے انکا مذاق مقرر کیا تھا، یہاں تک کہ مشغلہ تم کو ہماری یاد بھی

تَصْحَكُونَ ۝ اِنِّیْ جَزَیْتُهُمْ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا ۝ اِنَّهُمْ الْفَآئِزُوْنَ ۝

کہ وہی کامیاب ہوئے۔

جلا دی اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے، میں نے ان کو آج ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا ہے

## میزانِ عدل

مرنے کے بعد جو چیز کام آئیگی وہ ایمان و اعمال صالحہ ہیں اور ان کو تولنے کے لئے اللہ تعالیٰ ترازو قائم کریں گے جو رائی کے دانہ کے برابر فرق کو بھی ظاہر کر دے گی، جس شخص کے ایمان اور نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ فلاح و کامیابی اور نجات پانے والا ہوگا اور جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا، اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا وہ خسارہ والا ہوگا، ہمیشہ جہنم میں پڑا رہے گا۔

اس آیت میں مقابلہ کامل مومنین اور کفار کا کیا گیا ہے اور انہی دونوں کے انجام کو ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مستحق جنت دوسرا مستحق جہنم قرآن کریم کی اس آیت ۛ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآٰخِرُ سَیِّئًا ۛ میں ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جن کے اعمال کچھ اچھے ہوں گے کچھ بُرے، انہی لوگوں کے متعلق حضرت ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ قیامت کے روز ان لوگوں کے اعمال کا حساب اس طرح ہوگا کہ جس شخص کی نیکیاں اس کے گناہوں سے بڑھ جائیں گی خواہ ایک ہی نیکی سے بڑھے وہ جنت میں جائیگا، اور جس شخص کے گناہ نیکیوں سے بڑھ جائیں گے خواہ ایک ہی گناہ بڑھے وہ جہنم میں جائے گا اور اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر اس کے لئے بھی جنت میں جانے کا حکم ہو جائے گا، اور جس شخص کی نیکیاں اور گناہ بالکل برابر ہوں گے ان کو اعراف (یہ جنت و جہنم کے درمیان ایک مقام ہے) میں رکھا جائے گا، کچھ مدت کے بعد اس کو بھی جنت میں جانے کی اجازت مل جائے گی۔

کافرین کو جب ہمیشہ جہنم میں رہنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ گھبرا جائیں گے اور اپنے جرم کا اقرار کریں گے، اے ہمارے رب واقعی ہم خطا کار اور گمراہ تھے اے ہمارے رب اب ہمیں جہنم سے نکال کر دوبارہ دنیا میں بھیج دے، ہم پوری زندگی تیری فرمانبرداری کریں گے اگر اس مرتبہ بھی گمراہی اختیار کی تو جو چاہے سزا دینا، حق تعالیٰ فرمائیں گے اب تو جہنم میں پھنکارے ہوئے پڑے رہو مجھ سے بات بھی مت کرو ذرا یاد کرو دنیا میں ایک گروہ وہ بھی تھا، جو میری فرمانبرداری کرتا اور مجھ سے اپنی بخشش و رحم کا طلبگار رہتا تھا تم اس گروہ کی مذاق اڑاتے تھے، دیکھ لو آج وہی کامیاب اور خوش ہیں، جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلْ

ارشاد ہوگا کہ اچھا یہ بتاؤ تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہو گے، وہ جواب دیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہونگے

الْعَاذِينَ ﴿۳۲﴾ قُلْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنكُم كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَننَا

سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے، ارشاد ہوگا کہ تم تھوڑی ہی مدت رہے لیکن کیا خوب ہوتا کہ تم سمجھتے ہو تے، ہاں تو کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے

خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿۳۴﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ

تم کو یو نہی بھل پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے، اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ حقیقی ہے اس

إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ

کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں (اور وہ) عرشِ عظیم کا مالک ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس پر اس کے پاس

بِرَّهٖ ۚ فَإِنَّا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿۳۶﴾ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ

کوئی بھی دلیل نہیں سوا اس کا حساب اسی کے رب کے ہاں ہوگا یقیناً کافروں کو فلاح نہ ہوگی۔ اور آپ یوں کہا کریں کہ اے میرے

وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿۳۷﴾

رب مہربان کر اور رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

تَفْسِيرُ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں سے فرمایا گیا کہ بتاؤ تم دنیا میں کتنے سال رہے، یہ قیامت کے ہولناک مناظر سے گھبرائے ہوئے ہوں گے، اور ہوش و حواس کھو چکے ہوں گے، لہذا اس پریشانی کے عالم میں جواب دیں گے ہمارا خیال ہے کہ ہم صرف ایک دن یا اس سے بھی کم وقت رہے ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں صحیح یاد ہی نہیں، لہذا آپ ان فرشتوں سے دریافت فرمایا لیجئے جو ہمارے اعمال لکھا کرتے تھے ان کو ضرور صحیح یاد ہوگا۔

حق تعالیٰ فرمایا گیا تمہارے جواب سے اتنا تو ضرور معلوم ہو گیا کہ تم دنیا میں بہت کم مدت رہ کر آئے ہو، کیا ہی اچھا تھا اگر یہ بات تم دنیا ہی میں ذہن نشین کر لیتے کہ ہمیں دنیا میں کچھ مدت

رہنا ہے اصل ٹھکانہ تو آخرت کا ہے اور پھر دنیا کے مزے کی فکر نہ کر کے آخرت کی تیاری کرتے ہو۔ مگر تم نے ایسا نہیں کیا لہذا اب یہاں ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہو۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے تم مسافر یا راہ گیر ہو۔

افسوس کہ کافرین کو بطور ڈانٹ کے فرمایا جا رہا ہے کیا تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی بیکار کھیل تماشہ کے لئے پیدا کر دیا ہے اور تم لوٹ کر ہمارے پاس نہیں آؤ گے تمہارا یہ خیال غلط نکلا اور تم کو آخر کار ہمارے پاس آنا پڑا، اور جو زندگی تم ہماری اطاعت و فرمانبری کے بجائے کھیل کود میں گنوا کے آئے ہو آج اس کا خمیازہ بھگتو اور جہنم کی آگ میں پڑے جلتے رہو، بس اے لوگو یاد رکھو اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے انسانوں کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی بندگی کریں، بلاشبک و شبہ اللہ ہی حقیقی بادشاہ ہے، اور ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے بس ایسی زبردست قدرت سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے اور اپنی غلطیوں کی معافی مانگتے رہنا چاہئے اور اس سے رحم کی بھیک مانگتے رہنا چاہئے بلاشبہ وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، بحمد سبحانہ و تعالیٰ سورۃ المؤمنون کی تفسیر مکمل ہوئی۔

### سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ (۲۴) (۱۰۲)

سورہ نور مدینہ میں نازل ہوئی اس میں چونتیس آیتیں اور کوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان و مہربان ہے

سُورَةُ اَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَاَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اس کو ہم نے مقرر کیا ہے اور ہم نے اس میں صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو)

**سورۃ نور کی اہمیت**

اس سورت میں خاص طور پر پاکدامنی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اسی سلسلہ میں زنا کی برائی اور اس کی سنگین سزا کا بیان کیا گیا ہے، اس سورت کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے

جھوٹی تہمت لگائی تھی اس سورت کے اندر اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکدامنی کا پُر زور الفاظ میں اعلان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو اس انداز سے شروع فرمایا جس سے اس سورت کے آنے والے مضامین کی اہمیت پورے طور پر واضح فرمائی گئی ہے ارشاد ہے کہ یہ وہ سورت ہے جس کو ہم نے نازل فرمایا، خاص طور پر اپنی طرف منسوب فرما کر اس کی اہمیت بڑھائی ہے، نہیں تو تمام ہی سورتیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں، اور فرمایا کہ اس سورت میں ایسے احکامات ہیں جن کی اطاعت کرنا لوگوں پر ضروری ہے اور اس کی آیتیں ایسی واضح ہیں جن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں، بس اے لوگو اس سورت کے مضامین کو خوب سمجھو عمل کرو اور اچھی طرح عبرت و نصیحت حاصل کرو۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْ كُفْرُهَا

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنا والا مرد سواں میں ہر ایک کے سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر

رَافَةً فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيَشْهَدَ عَذَابُهَا

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہئے، اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور دونوں کی سزا کے وقت

طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے۔

**زنا کار کی سزا** اس آیت میں زنا و بدکاری کرنے والی عورت و مرد کی یہ سزا بیان فرمائی

ہے کہ ان دونوں کو تلو تلو کوڑے مارے جائیں اور مارنے والے کو ہدایت ہے کہ ان مجرموں کو کوڑے مارنے میں تمہیں رحم نہیں آنا چاہئے کہ ترس کھا کر چھوڑ دیا کم از کم سزا دو ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ جو سزا اللہ نے مقرر کی ہے وہ پوری پوری دینی چاہئے اور سزا دیتے وقت اس کا بھی خاص خیال رکھا جائے کہ لوگوں کے مجمع میں کوڑے مارے جائیں تاکہ ذلت و رسوائی اٹھا کر انہیں بھی پوری پوری سزا مل جائے اور دیکھنے والوں کو بھی عبرت حاصل ہو اور پھر کوئی اس سنگین جرم کے لئے قدم اٹھانے کے لئے تیار نہ ہو۔

**مسئلہ :-** یہ سزا ان بدکاروں کی ہے جو غیر شادی شدہ ہوں اور اگر شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا سنگسار ہے کہ ان پر پتھر اڑ کر کے مار ڈالا جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی زنا کرتا ہے تو زمین رو کر کہتی ہے اے رب مجھے اختیار دے کہ میں ان بدکاروں کو نگل جاؤں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذرا صبر کر یہ دونوں تیرے ہی اندر آنے والے ہیں اس وقت ان سے نمٹ لینا، ایک اور روایت میں ہے کہ زنا کار کے مرنے کے بعد اس کی قبر میں دوزخ کے ساتوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ان دروازوں سے آکر اس کو سانپ اور بچھو ڈستے رہتے ہیں، (اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا)

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ

زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرک کے اور زانیہ کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے

وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور یہ مسلمانوں پر حرام (اور موجب گناہ) کیا گیا ہے۔

**تفسیر**

زنا ایسی گندی چیز ہے کہ اس سے انسان کا مزاج ہی بگڑ جاتا ہے جس مرد یا عورت کو زنا کی بری عادت پڑ جاتی ہے ان سے نکاح کرنا وہی پسند کرینگے جو اس گندی خصلت کا شکار ہوں، الغرض جو مرد و عورت بدکاری کے عادی ہوں وہ اس لائق نہیں کہ ان کا نکاح کسی پاکباز مرد یا عورت سے کیا جائے بلکہ وہ تو اس کے مستحق ہیں کہ بدکار مسلمان کا نکاح بدکار مسلمان سے کیا جائے بلکہ مشرک اور مشرکہ سے، بہر حال ان کی حرکت کا تقاضہ تو یہی تھا مگر شریعت نے کچھ مصالح کی وجہ سے بدکار مسلمان کا نکاح مشرک اور مشرکہ سے جائز نہیں رکھا۔

بدکار مرد و عورت اپنی بدکاری پر قائم رہتے ہوئے اگر پاکباز مرد و عورت سے نکاح کریں تو وہ ناجائز اور گناہ کا کام ہے، ہاں اگر یہ اپنی بدکاری سے سچی توبہ کر لیں تو پھر پاکباز مسلمان سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں (حاصل بیان معارف فوائد درس وغیرہ)

وَالَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةٍ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ

اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ (اپنے دعوے پر) نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو

ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا. وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ لَا

لیکن جو

اور یہ لوگ فاسق ہیں

اور ان کی کوئی گواہی قبول مت کرو

اسی درے لگاؤ

الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا. فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

لوگ اس تہمت لگانے کے بعد خدا کے سامنے توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں، سو اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت والا رحمت کرنے والا ہے۔

زنا کی تہمت لگانے کی سزا | اس سے پہلے زنا کی برائی اور اس کی سزا کا بیان کیا گیا تھا، اس آیت میں پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت

لگانے کی سزا کا بیان ہے، کوئی شخص کسی عورت یا مرد پر زنا کا الزام لگائے اور پھر اس کو چار ایسے گواہوں سے جن کی گواہی شریعت تسلیم کرتی ہے ثابت نہ کر سکے تو اس کو انسی کوڑے لگائے جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے گواہی دینے کا حق اس سے چھین لیا جائیگا وہ اب کسی کے معاملہ میں کسی بھی قسم کی گواہی نہیں دے سکے گا، یہ دو سزائیں (ع) انسی کوڑے (ع) گواہی قبول نہ ہونا) تو دنیا میں ہوئیں ان کے علاوہ آخرت میں بھی اس کو سزا ملے گی ہاں اگر یہ اللہ سے سچی توبہ کر لیں اور جس پر تہمت لگائی ہے اس سے معافی چاہ لیں تو آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو (زنا کی) تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے اور کوئی گواہ نہ ہوں تو ان کی شہادت یہی ہے کہ

أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ

چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ بے شک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت

عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَذِبِينَ ۝ وَيَذَرُوا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ

ہو اگر میں جھوٹا ہوں اور اس عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ

شَهِدَتْ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَذِبِيِّنَ ۚ وَالْخَامِصَةَ إِنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنَّ

بے شک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں باریہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو اگر

كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ

یہ سچا ہو، اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے

حَكِيمٌ ۝

والا حکمت والا ہے،

اپنی بیوی پر تہمت لگانے کی سزا | اگر کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگائے

تو اس سے بھی عام قانون کے مطابق چار گواہ طلب کئے جائیں گے، اگر اس نے چار گواہ پیش کر دیئے تو عورت کو سنگساری کی سزا دے کر ختم کر دیا جائے گا، اور اگر شوہر چار گواہ پیش نہ کر سکا تو اس سے کہا جائے گا کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں یعنی میں نے اپنی بیوی پر جو زنا کا الزام لگایا ہے وہ سچ ہے غلط نہیں، اور پانچویں مرتبہ یوں کہے اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہو، اگر شوہر یہ الفاظ کہنے سے منع کرے تو اس کو قید کر دیا جائے گا جب تک کہ وہ یہ الفاظ نہ کہے یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار نہ کرے اگر اس نے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کر لیا تو اس کو تہمت لگانے کی سزا انٹی کوڑے مارے جائیں گے اور اگر ان قسموں کو کھالیا اور اپنے اوپر خدا کی لعنت کر لی تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا، پھر اسی طرح عورت سے چار مرتبہ یہی کلمات قسمیں کھا کر کہنے کو اور پانچویں مرتبہ اپنے اوپر لعنت بھیجنے کو کہا جائے گا۔ اگر عورت کہنے سے انکار کرے تو اس کو بھی قید کر لیا جائے گا جب تک کہ وہ ان الفاظ کو نہ کہے لے یا شوہر کی بات کسے تصدیق کر کے اپنے جرم کا اقرار کرے اگر اس نے اقرار کر لیا تو اس کو سنگسار کر دیا جائے گا، اور اگر وہ قسمیں کھالیں اور اپنے اوپر خدا کی لعنت و پھٹکار بھیج لی، تو پھر میاں بیوی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہو گا، دنیا میں دونوں کو کسی قسم کی سزا نہیں دی جائے گی، اور اب یہ دونوں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئے شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو طلاق دیدے اگر طلاق وہ نہ دے تو پھر قاضی دونوں کے اندر جدائی کر دے، جو طلاق کے حکم میں ہوگی۔



اللہ کی شان گریبی کے قربان جائیں کہ اس نے میاں بیوی کی تہمت کے مسئلہ کو عام قانون تہمت سے جدا رکھا، کیونکہ عام آدمی تو چار گواہ مل جانے پر تہمت لگائے گا نہیں تو خاموش رہے گا مگر شوہر کے لئے یہ معاملہ بڑا سنگین تھا کہ اپنی آنکھ سے پورا منظر دیکھنے کے بعد خاموش رہ کر زندگی پھر خون کے گھونٹ کس طرح پیے اور اگر معاملہ کو ظاہر کرے تو پھر چار گواہ کہاں سے لائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا قانون الگ بنا کر ان پر بڑا احسان فرمایا کہ قسمیں کھا کر اور لعنت بھیج کر سزا سے بچ جائیں اور عمر بھر کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور جو واقعی خطا کا رہے وہ بارگاہ الہی میں گڑ گڑا کر اپنی بخشش کرا کر آخرت کی سزا سے بچ جائے۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِآلَا فِكْ عَصَبَةٍ مِّنْكُمْ لَا تَحْسِبُوهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ

تو تم بڑی مغرتوں میں پڑ جاتے جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تمہارے میں کا ایک گروہ ہے، تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو

لَكُمْ دِلْكَ أَمْرِئٌ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۖ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ

تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے، ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا، اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب بڑا حصہ

لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

لیا اس کو سخت سزا ہوگی۔

**تفسیر**

اس سے پہلے پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا کا بیان تھا، اس سے بعض منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اس طرح کی تہمت لگائی تھی یہ معاملہ عام مسلمان عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ سخت تھا، اس لئے قرآن کریم کی ان آیات میں اس کا تفصیل سے ذکر کر کے حضرت عائشہ کی برأت و پاکدامنی کا اعلان فرمایا۔

**قَصَّةُ اِنْكَ وَبِهْتَانِ**

حضرت عائشہؓ کا یہ قصہ قرآن و حدیث میں واقعہ اِنْكَ کے نام سے مشہور ہے، اِنْكَ کہتے ہیں بدترین قسم کے جھوٹ اور افراد بہتان کو بخاری و مسلم شریف میں یہ واقعہ کافی تفصیل کے ساتھ درج ہے یہاں مختصر طور پر لکھا جاتا ہے تاکہ اس کی مدد سے آیات کی تفسیر سمجھنے میں آسانی ہو۔

چھٹی ہجری (۶۳۰ء) میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے قافلہ کے غزوہ بنی المصطلق

سے واپس مدینہ منورہ تشریف لارہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ بھی ساتھ تھیں ان کی سواری کا اونٹ الگ تھا وہ اپنے ہودج میں پردہ چھوڑ کر بیٹھ جاتیں یہ لوگ اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے، راستہ میں ایک منزل پر قافلہ ٹھہرا ہوا تھا، قافلہ کے کوپت کرنے سے کچھ دیر پہلے حضرت عائشہؓ کو قضاء حاجت کی ضرورت پیش آئی تو آپ قافلہ سے دور جنگل کی طرف تشریف لے گئیں وہاں اتفاق سے ان کا ہار ٹوٹ کر گر پڑا اس کی تلاش میں دیر لگ گئی جب واپس اپنی جگہ پہنچی تو قافلہ کوچ کر چکا تھا، حضرت عائشہؓ کا ہودج جس پر پردہ پڑا ہوا تھا، آپ کے اونٹ پر یہ سمجھ کر رکھ دیا گیا کہ آپ حسب عادت اس میں تشریف فرما ہیں ہودج اٹھاتے وقت بھی لوگوں کو یہ شبہ نہ ہوا کہ آپ اس میں موجود نہیں کیونکہ آپ کم عمر اور بہت ہی ہلکی پھلکی تھیں۔

بہر حال جب آپ نے اپنی سواری نہ پائی تو سخت حیران و پریشان ہوئی مگر اپنی اس پریشانی کے عالم میں آپ نے نہایت دانشمندی اور مکمل سمجھ داری سے یہ فیصلہ کیا کہ قافلہ کے پیچھے دوڑنے یا ادھر ادھر تلاش کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، لہذا مستقل مزاجی سے چادر اڈرھ کر وہیں بیٹھ گئیں کہ جب حضورؐ مجھے ہودج میں نہیں پائیں گے تو یہیں واپس تشریف لائیں گے، یہ رات کا آخری وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا تو چادر میں لیٹ کر یہیں لیٹ گئیں اور آنکھ لگ گئی، حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو بحکم حضور قافلہ کے پیچھے کچھ فاصلہ سے اس غرض سے رہا کرتے تھے کہ قافلہ کی کوئی چیز گری پڑی ملے تو اس کو اٹھا لیں، وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے ابھی روشنی اچھی طرح نہیں پھیلی تھی بس اتنا نظر آیا کوئی شخص لیٹا ہے قریب آ کر دیکھا تو پہچان لیا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ ہیں، زبان سے انا نبي وانا اليه راجعون، نکلا تو حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے فوراً اپنا چہرہ چادر سے دھانپ لیا، حضرت صفوانؓ نے اپنا اونٹ ان کے قریب لا کر بٹھا دیا، آپ پردہ کے ساتھ اس پر سوار ہو گئیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم حضرت صفوانؓ نے مجھ سے کوئی بات ہی نہیں کی اور میں نے سوائے انا نبي وانا اليه راجعون کے اور کوئی لفظ انکی زبان سے نہیں سنا، بس وہ اونٹ کی نیکیل پکڑ کر پیدل چلتے رہے اور دوپہر کے وقت تک قافلہ سے آئے۔

عبداللہ بن ابی بڑا خبیث منافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا وہ ایسے موقع کی تلاش میں رہتا تھا بس اس کو یہ ایک بات ہاتھ لگ گئی اور اس نے حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کے متعلق غلط قسم کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا، بہت سے مسلمان بھی سنی سنائی باتیں

تقل کرنے لگے اور پورے مدینہ میں ایک ماہ تک تقریباً یہی چرچا ہوتا رہا جس سے عموماً صحابہ کرام کو اور جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت دکھ اور صدمہ تھا مگر بلا تحقیق آپ کچھ نہ فرماتے خاموش رہتے۔ حضرت عائشہؓ کا تو یہ عالم تھا کہ شیدت غم سے بیتاب ہو کر بیمار پڑ گئیں، رات دن روتی تھیں ایک منٹ کے لئے بھی آنسو نہ ٹھمتے تھے، آخر کار سورہ نور کی ان دس آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت و پاکدامنی کا اعلان فرما دیا، اس وقت حضرت عائشہؓ کو سکون و اطمینان حاصل ہوا۔

تفسیر آیات انک

**تفسیر آیاتِ افک** | ان آیات میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت والزام تراشی کا طوفان برپا کیا وہ تمہارے ہی میں سے جھوٹی سی ایک جماعت ہے کیونکہ تہمت لگانے والے چار تھے، ایک تہمت گھڑنے والا عبداللہ بن ابی منافقین کا سردار اور تین وہ بھولے بھالے مسلمان جو اس خبیث کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اس افسوسناک واقعہ کا تذکرہ کرنے لگے تھے، مردوں میں سے حضرت حشاش اور حضرت مسطح اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ تھیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام کو اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہؓ اور ان کے گھر والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس تہمت کے واقعہ کو اپنے حق میں بُرا مت سمجھو بلکہ یہ تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگرچہ بظاہر اس سے تم کو سخت رنج و غم پہونچا جس پر تم نے صبر کیا تو تمہارے درجات بلند ہوئے اور عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی اور عظمت شان کا اظہار کلام پاک میں فرما کر ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی زباں پر اس کی تلاوت جاری فرمادی اور اس کے برخلاف جن لوگوں نے اس تہمت تراشی میں جس قدر جس نے حصہ لیا کہ کسی نے اسکو گھڑا اور کچھ لوگوں نے اس کا چرچا کیا اور کچھ نے سنکر بدگمانی کی وغیرہ اسی قدر انکو رسوائی و ذلت اور گناہ ملا اور آخرت میں اسی قدر سزا ملے گی، روایات میں ہے کہ دنیا میں ان کو یہ سزا بھی ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر الزام لگانے والے پر سزا جاری کی یعنی انہی کوڑے لگوائے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان میں سے سب سے زیادہ سخت سزا اس کو دی جائے گی جس نے یہ طوفان برپا کیا یعنی عبد اللہ بن ابی منافق جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج و غم پہنچانے اور مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ایسا کیا اس کو جہنم میں سخت سزا دی جائیگی اور دنیا میں قیامت تک اسی طرح برائی اور ذلت کے ساتھ اس کا تذکرہ مسلمانوں کی زبان پر جاری رہے گا۔



وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَقَضْتُمْ

اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا دیا میں اور آخرت میں تو جس شعل میں تم پڑے تھے اس

فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِالسِّنِّتِمْ وَ تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ

میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا جب کہ تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے

عِلْمٌ وَ تَحْسِبُونَهُ هَيِّنًا ۚ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا

جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم اس کو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے اور تم نے جب کو سنا تھا تو یوں کیوں

يَكُونُ لَنَا اَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا ۚ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ اَنْ تَعُدُّوْا

کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے بھی نکالیں مآذا اللہ یہ بڑا بہتان ہے اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ

لِمِثْلِهِ اَبَدًا ۚ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيَبِيْنُ اللَّهُ لَكُمْ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَحْتَبُوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفٰحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ فِي الدُّنْيَا

حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا سماںوں میں جبر چاہو ان کیلئے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک ہے اور اللہ تعالیٰ

وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل و کرم ہو (جس نے تم کو توفیق

جانتا ہو اور تم نہیں جانتے)

وَاَنَّ اللَّهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

کی دی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے تو تم بھی نہ بچتے

شان نزول

یہ آیت ان مومنین کے بارے میں نازل ہوئی جو غلطی سے اس تہمت میں کسی قسم کی شرکت کر بیٹھے تھے پھر توبہ کر لی ان میں سے بعض کو سزا بھی دی گئی، ان سب کو اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جو جرم تم سے سرزد ہوا تھا رہ بہت بڑا جرم تھا اس پر دنیا

میں بھی عذاب آسکتا تھا جس طرح پہلی قوموں کے مجرموں پر آیا اور آخرت میں بھی اس پر شدید عذاب دیا جاتا بس اللہ نے اپنے فضل و کرم سے یہ عذاب تم سے ملا دیا اس طور پر کہ تمہیں اپنے کئے پر ندامت اور توبہ کی توفیق ہوئی اور اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر کے اپنے عذاب سے بچالیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بطور نصیحت فرمایا کہ ادل تو حسن ظن کا تقاضہ یہ تھا کہ تمہارے دل میں بھی یہ خیال نہیں گذرنا چاہئے تھا اور اگر شیطانی دسوسہ سے کس کے دل میں کچھ دسوسہ بھی گیا تھا تو اس کو چاہئے تھا کہ ایسی ناپاک بات زبان پر نہ لاتا اور سمجھتا کہ یہ بہتان عظیم ہے، بھلا جس پاکباز خاتون کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید الانبیاء محمد عربی کی زوجیت کے لئے چنا ہو، کیا وہ معاذ اللہ خود بے آبرو ہو کر سرتاج الانبیاء کی عزت کو بٹہ لگاتی، ہرگز نہیں۔

بس اے مسلمانو تمہیں اسلام دشمن طاقتوں منافقوں وغیرہ سے ہمیشہ ہوشیار اور چوکتار رہنا چاہئے جو پیغمبر اسلام اور ان کے گھرانہ کی عظمت کو پامال کر کے مذہب اسلام کو کمزور بنانا چاہتے ہیں اور اس طرح کی ناپاک چیزیں مشہور کر کے وہ یہ جاپتے ہیں کہ مسلمانوں میں فحش کام اور بدکاری پھیل جائے، اس لئے قرآن کریم نے ہدایت فرمائی کہ اس طرح کی ناپاک باتوں کو شہرت نہ دی جائے اور اگر کوئی واقعہ پیش آجائے تو اس کو مکمل ثبوت اور چار گواہوں کے پیش کیا جائے تاکہ مجرم کو سزا مل کر دوسروں کو عبرت و نصیحت حاصل ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ

اے ایمان والو تم شیطان کے قدم بقدم مت چلو اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو وہ تو بے حیائی

يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِّنْ

اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا، اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک و صاف نہ ہوتا

أَحَدٍ أَبَدًا ۚ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک و صاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے،

شیطان کی پیروی سے بچو | شیطان ہمیشہ مسلمانوں کو صحیح راستہ سے بھٹکا کر غلط راستہ پر لے جاتا ہے، اس لئے اے مسلمانوں تم اس کی چالوں سے ہوشیار رہو، اور ان شیطانی انسان و اجن کی پیروی سے اپنے کو بچاؤ، ان ملعونوں کا تو مشن ہی

یہ ہے کہ لوگوں کو بے حیائی اور برائی کی طرف لیجائیں، دیکھ لو حضرت عائشہ کے واقعہ میں شیطان نے ذرا سا چرکہ لگا کر کتنا بڑا طوفان کھڑا کر دیا جس میں بعض سیدھے سادھے مسلمان بھی پھسل کر غلط راہ پر پڑ گئے اور یہ تو اللہ کا کرم ہوا نہیں تو شیطان تو سب کو سیدھے راستے سے ہٹا کر چھوڑتا اور پھر اللہ نے ان مخلص بندوں کی بھی مدد فرمائی کہ توبہ کی توفیق دے کر انہیں اس عظیم گناہ سے پاک صاف کر دیا۔

وَلَا يَأْتِلْ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ

اور اللہ کی راہ میں

اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو

وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ

مہاجرین کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہئے کہ یہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۷﴾

تصور معاف کر دے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے،

واقعہ شان نزول

حضرت عائشہ صدیقہ پر طوفان بدتمیزی اٹھانے والوں میں بعض مسلمان بھی اپنی کم سمجھی کی وجہ سے مبتلا ہو گئے تھے ان میں سے ایک حضرت مسطحؓ بھی تھے جو ایک غریب مہاجر ہونے کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھانجے یا خال زاد بھائی تھے، آپ نے غزوہ بدر میں بھی شرکت کی مگر ایک لغزش ہو گئی جس سے حق تعالیٰ نے سچی توبہ نصیب فرمائی اور جس طرح حضرت عائشہ کی برأت کا قرآن نے اعلان کیا، اسی طرح حضرت مسطحؓ وغیرہ حضرات مومنین کی توبہ قبول ہونے اور معاف کر دینے کا بھی اعلان فرمایا گیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ واقعہ ہمت سے پہلے ان کی مالی امداد فرمایا کرتے تھے، مگر جب ان کو اپنی بیٹی کے الزام میں ملوث پایا تو اس سے سخت رنج ہو نچا اور حضرت عائشہ کی برأت نازل ہو جانے کے بعد آپ نے قسم کھائی کہ اب میں مسطحؓ کی امداد نہیں کر دوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جن کو دین کی بزرگی اور دنیا کی وسعت دی ہے انہیں لائق نہیں کہ ایسی قسم کھائیں ان کا ظرف بہت وسیع اور ان کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہئیں، بڑی جوانمردی تو یہی ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے، محتاج رشتہ داروں اور اللہ کے لئے اپنا وطن چھوڑنے والوں کی

مدبند نہ کیجائے، اگر قسم کھالی ہے تو اس کو پورا امت کرو اور اس کا کفارہ ادا کرو، تمہاری شان یہ ہونی چاہئے کہ خطا کار کی خطا کو درگزر کرو، ایسا کرو گے تو حق تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں سے درگزر کرے گا، کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہارے گناہ معاف فرمادے۔

بخاری و مسلم شریف کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فوراً عرض کیا بے شک اے پروردگار میں ضرور چاہتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ نے حضرت سلح نام کی فوراً امداد جاری فرمادی، بلکہ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے پہلے کے مقابلہ میں ان کا امداد کی وظیفہ دوگنا کر دیا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ

جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں (اور) ایسی باتوں سے بے خبر ہیں ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

لعنت کیجاتی ہے اور انکو بڑا عذاب ہوگا، جس روز انکے خلاف میں انکی زبانیں گواہی دیگی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی ان کاموں کی جو کہ یہ لوگ

يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ

کرتے تھے، اس روز اللہ تعالیٰ ان کو واجب بدلہ پورا پورا دے گا اور ان کو مسلوب ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے، بات

الْمُبِينُ ۝ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ

کو کھول دینے والا ہے گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں،

لِلطَّيِّبَاتِ ۝ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں یہ اس بات پاک ہیں جو یہ (منافق) کہتے پھرتے ہیں ان کے لئے

**تہمت لگانے والوں پر پھٹکار**

یہ آیات ان منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عائشہ کی برأت نازل ہونے کے بعد بھی اس من کھڑت

جھوٹے قصہ کا چرچا کرتے رہے، ظاہر ہے ایسا کسی مسلمان سے ممکن نہیں اور اگر کوئی مسلمان بھی ایسا کرے تو وہ آیات قرآنی کی مخالفت کی وجہ سے مسلمان ہی نہیں رہتا، ان لوگوں پر دونوں جہاں میں اللہ کی پھٹکار



ہے اور آخرت میں ان کو سخت عذاب ہوگا جس روز کہ ان کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں ان کا سوا کی گواہی دیں گے جو یہ کیا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن حساب کے لئے مومن کو طلب کیا جائیگا اور اس کے سامنے وہ اعمال لائے جائیں گے جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں، بندہ مومن ان اعمال کے کرنے کا اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان پر پردہ ڈالے گا اور صفات فرمادے گا، اسی طرح منافق کو حساب کے لئے طلب کیا جائے گا اور اس کے عمل ان کے سامنے لائے جائیں گے تو وہ انکار کرے گا اور کہے گا کہ فرشتے نے بلا کئے یہ کام میرے نامہ اعمال میں لکھ دیئے، فرشتہ اس کو یاد دلائے گا کہ فلاں فلاں دن تو نے یہ کام کئے تھے، منافی انکار کر دے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا دے گا (یعنی زبان اس شخص کی مرضی کے مطابق نہیں بولے گی بلکہ جو حق اور سچ ہوگا وہی بولے گی) اور پھر اس کے اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ سب بیان کر دیں گے جو جو کام ان سے کئے تھے پھر ان کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اس وقت ان کو معلوم ہوگا واقعی اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والے ہیں۔

آخری آیت میں فرمایا گیا کہ گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں، اور پاک صاف عورتیں پاک صاف مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور پاک صاف مرد پاک صاف عورتوں کے لائق ہوتے ہیں، درحقیقت اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام ضابطہ بتلادیا ہے کہ طبعی طور پر ہم نے جوڑ رکھا ہے کہ بدکار مرد گندی عورت کی طرف رغبت کرتا ہے اور بدکار عورت گندے مرد کی طرف رغبت رکھتی ہے اور ہر ایک اپنی اپنی رغبت کے مطابق اپنا جوڑا تلاش کرتا ہے اور فترتاً وہ اس کو مل بھی جاتا ہے،

اس عام ضابطہ سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی کہ انبیاء علیہم السلام جو پاکی میں سب سے اعلیٰ مقام والے ہوتے ہیں، ان کی بیویاں بھی اعلیٰ درجہ کی پاک و صاف ہوتی ہیں، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء کے سردار ہیں ان کی بیویاں بھی اللہ تعالیٰ نے پاکی و صفائی میں آپ کی اعلیٰ شان کے مطابق عطا فرمائی کہ ان کی پاکی کا کوئی دنیا کی عورت مقابلہ ہی نہیں کر سکتی اور پھر حضرت عائشہ صدیقہ تھیں تو ان سب بیویوں میں بھی ممتاز شان اور اعلیٰ اخلاق سے مزین فرمائی گئیں تھیں۔

اس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی بھی برأت اور صفائی فرمادی جن کو حضرت عائشہ کے ساتھ ہتہم کیا گیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بِيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَى

اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرو اور (اجازت لینے کے قبل)

اَهْلِيهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا

ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو یہی تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو پھر اگر گھروں میں تم کو کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو تو ان گھروں میں

تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ

نہ جاؤ جب تک کہ تم کو اجازت نہ دیجائے اور اگر تم سے اجازت لینے کے وقت یہ کہہ دیا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝

بات تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارا اعمال کی سب خبر ہے

## کسی کے گھر جانے کا طریقہ

اس سورہ تور کے شروع ہی سے عفت و پاکدامنی کا مضمون بیان ہو رہا ہے اسی ضمن میں ان آیات میں بلا اجازت کسی کے گھر میں جانے کی ممانعت

فرمائی گئی ہے ایسی ایک حکمت و مصلحت یہ بھی ہے کہ بلا اجازت اندر گھس جانے پر غیر محرم عورت پر نظر پڑ سکتی ہے اور شیطان کسی مرض میں مبتلا کر سکتا ہے، اس طرح کے نقصانات سے بچانے کیلئے شریعت نے اجازت کو ضروری قرار دیا۔

ان آیات میں ارشاد ہے اے مومنو تم کسی کے گھر میں یونہی بلا اجازت داخل نہ ہو جاؤ بلکہ پہلے اجازت لو پھر داخل ہو اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام کرے پھر اجازت طلب کرے اگر پہلی دفعہ میں اجازت نہ ملے تو تین مرتبہ سلام کر کے اجازت طلب کرے اگر تین مرتبہ کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس ہو جائے ممکن ہے اندر کوئی نہ ہو یا کسی ایسی حالت میں ہو کہ تم سے مل نہ سکے، لہذا بہتر ائی اسی میں ہے کہ واپس ہو جائے۔

ان آیات میں اگرچہ اجازت طلب کرنے کا حکم مومنوں کو ہے مگر حکم میں مؤمنات بھی داخل ہیں کہ وہ بھی کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوں عورتیں اس میں بے پناہ کوتاہی کرتی ہیں اور وہ سمجھتی ہیں کہ ہمیں اجازت کی کیا ضرورت اس طریقہ سے بسا اوقات ان عورتوں کی اندر کے مردوں سے اچانک جانے پر بے پردگی

ہو جاتی ہے، حضرات صحابیاتؓ باقاعدہ اجازت لے کر دوسروں کے گھر میں داخل ہوا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت ام ایاسؓ فرماتی ہیں کہ ہم چار عورتیں اکثر حضرت عائشہؓ کے گھر میں جایا کرتی تھیں اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے ان سے اجازت طلب کرتی تھیں، بہر حال اجازت طلب کرنا واجب ہے اور اس سے پہلے سلام

کرنا سب سے مگر اس زمانہ میں مسنون طریقہ کے مطابق اجازت طلب کرنے میں کچھ دشواریاں بھی پیش آتی ہیں کہ جس سے اجازت لینا ہے وہ عموماً دروازے سے دور ہے وہاں تک سلام اور اجازت لینے کی آواز کا پہنچنا مشکل ہے اس لئے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اصل چیز اجازت کا لینا واجب ہے اس کا

طریقہ کوئی بھی ہو سکتا ہے ایک طریقہ تو یہی کہ دروازہ پر دستک دی جائے جیسا کہ خود حدیث سے اسکا ثبوت ہے۔ یاد دروازے پر آواز لگانا، اور آج کل گھنٹی بجا کر اجازت چاہنا یا اپنا ایڈرس کارڈ اندر بھیج کر اجازت طلب کرنا بھی صحیح ہے یا ان کے علاوہ جہاں جو طریقہ بھی اجازت لینے کا رائج ہو اس سے واجب کی ادائیگی ہو جائے گی اور جب آئنا سامنا ہو تو سلام کر لیا جائے اس کے بعد اصل گفتگو کی جائے۔ مذہب اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جانبین کی ضروریات اور چین سکھ کو سامنے رکھتا ہے، چنانچہ یہاں اجازت کے مسئلہ میں بھی ایسا کیا کہ ایک طرف تو اجازت طلب کرنے والے کو یہ ہدایت فرمائی کہ تیسری مرتبہ اجازت نہ ملنے پر واپس ہو جائے اس سے زیادہ صاحب خانہ کو باہر نکلنے پر مجبور و پریشان نہ کرے۔ اور دوسری طرف صاحب خانہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ جب کوئی آپ سے ملنے کے لئے آئے تو اس سے ملاقات کرو اس کا بھی آپ پر حق ہے یعنی اس کا یہ حق ہے کہ اس کو اپنے پاس بلا کر یا باہر آکر اس سے ملو اس کا اکرام کرو، بلا سخت مجبوری کے ملاقات سے منع مت کرو۔

مسئلہ: جن مکانوں میں بلا اجازت داخلہ کی ممانعت ہے وہ عام حالات میں ہے اگر اتفاقاً کوئی حادثہ پیش آجائے، مثلاً گھر میں آگ لگ جائے یا گھر کی چھت وغیرہ گر جائے یا ایسی سخت لڑائی ہو جائے کہ جان کا خطرہ ہو وغیرہ ایسے حالات میں بغیر اجازت ہی کے داخل ہو جائے اور مدد کرے۔

لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرِ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ

تم کو ایسے مکانات میں چلے جانے کا گناہ ہوگا جن میں کوئی نہ رہتا ہو، ان میں تمہاری کچھ برت ہو اور تم

یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝۶

جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے،

شان نزول

جب گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے کی ممانعت کی آیات مذکورہ نازل ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قریش کے وہ لوگ کیا کریں جو مکہ و مدینہ سے ملک شام تک تجارتی سفر کرتے ہیں اور راستے میں ان کے ٹھہرنے کے لئے جا بجا مسافر خانے بنے ہوئے ہیں ان میں داخل ہوتے وقت یہ لوگ کس سے اجانت لیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتے اور نہ ہی اس مکان میں عام آدمی کو جانے کی کوئی روک ٹوک ہے ایسے مکانوں میں بلا اجازت لئے داخل ہونے میں کوئی گناہ نہیں، ایسے مکانوں سے مراد مسافر خانے، سروے، ہوٹل، ہسپتال، ریلوے اسٹیشن وغیرہ

اسی طرح دینی مدارس، خالقاہیں، مسجدیں، وغیرہ مراد ہیں

تنبیہ :- عام فائدے کے ان اداروں میں جس حصہ میں ان کے مالکان یا متولیان کی طرف سے داخلہ پر کچھ شرائط یا پابندیاں ہوں تو اس کی پابندی شرعاً ضروری ہے مثلاً ریلوے اسٹیشن پر بغیر ٹکٹ فارم کے جانے کی اجازت نہیں تو ٹکٹ فارم لینا ضروری ہے، اسی طرح مساجد، مدارس، خالقاہوں، ہسپتالوں، اسٹیشنوں وغیرہ میں جو کمرے مخصوص ہوں ان میں بھی بلا اجازت جانا جائز نہیں۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكٰ

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں سچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ

لَکُمْ ط إِنَّ اللہَ خَبِيرٌ بِمَا یَصْنَعُونَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ بَعْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ

صفائی کی بات ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں، اور مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں سچی رکھیں اور اپنی

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زینَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَہَرَ مِنْهَا وَلَیْضُرْنَ

شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے (جس کے بروقت چھپانے میں ہرج

بَخْرُہُنَّ عَلٰی جُیُوبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زینَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ

ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے

أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِیِّ

باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر، یا اپنے

إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِیِّ أَخَوَتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَکَتْ أیمانُھُنَّ أَوِ الشَّبَعِیْنَ

کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی (طوہر

غَیْرِ أُولِیِّ الرَّبِّہِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الذِّیْنَ لَمْ یَطْهَرُوا عَلٰی عَوْرَتِ النِّسَاءِ

ہوتے) ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں،

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ ۖ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا

اور مسلمانو تم سب اللہ کے سامنے

اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے

إِيَّاهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَقْلِحُونَ (۳۱)

توبہ کرو

تاکہ تم منسلح پاؤ

**اپنی نظر کی حفاظت کیجیے**

میں مزید پردہ کے احکام نازل ہوئے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ مومنین و مومنات سے فرما رہے ہیں کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں یعنی جن چیزوں کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع ہے ادھر سے اپنی نظریں پھیر لیں کسی اجنبی عورت کو بری نظر سے دیکھنا حرام ہے اور بلا کسی نیت کے دیکھنا مکروہ ہے، بد نظری ہی چونکہ عام طور پر زنا و بدکاری کی سیڑھی ہے اس سے بدکاری کے راستے کھلتے ہیں، اس لئے قرآن کریم کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اسی راہ پر پابندی لگائی ہے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ بد نظری سے بچیں اور اپنی شہوت کو قابو میں رکھیں، اگر پہلی مرتبہ اچانک مرد کی اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اس طرف نظر نہ کرے کیونکہ دوبارہ دیکھنا اس کے اپنے ارادہ اور اختیار سے ہے جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جاسکتا بخلاف پہلی نظر کے وہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے معاف ہے، فتنہ شہوت کی ابتدا نظر بد ہے اور انتہا زنا ہے اس آیت میں ان دونوں کو واضح طور پر بیان کر کے حرام قرار دیدیا گیا اور جوان کے درمیان کی چیزیں میں مثلاً باتیں سننا ہاتھ سے چھونا وغیرہ وہ سب اس میں ضمناً آگئے۔

**عورتوں کو ہدایت**

اس کے بعد خاص طور پر عورتوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی زیب و زینت کے مواقع کو ظاہر کریں یعنی عورتیں عام طور پر جن اعضا کو زیور وغیرہ سے مزین کرتی ہیں اس سے مراد، ہاتھ پاؤں، پنڈلی، بازو، گردن، سر، سینہ، کان ان سب حصوں کو غیر محرم یعنی اجنبی مردوں سے چھپا کر رکھنا ضروری ہے، اجنبی مرد وہ ہیں جن سے نکاح ہو سکتا ہے جیسے دیور، جیٹا، بہنوئی، چچا زاد، تایا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی وغیرہ ان سب سے خوب اچھی طرح مکمل پردہ کرنا چاہئے۔

اعضائے مذکورہ اگر محرم یعنی غیر اجنبی مرد کے سامنے کھل جائیں تو کوئی حرج نہیں، غیر اجنبی مرد وہ ہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے جیسے باپ، دادا، نانا، ماموں، چچا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، خسر

ران، پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا اجنبی اور غیر اجنبی دونوں طرح کے رشتہ داروں سے ضروری ہے، اور اپنے شوہر سے بدن کے کسی بھی حصہ کا چھپانا ضروری نہیں۔

اور بعض وہ اعضا جو خود بخود ظاہر ہو ہی جاتے ہیں اور اگر ان کو چھپانے کا اہتمام کیا جائے تو عورتوں کو کام کاج میں سخت تنگی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اور اگر وہ کسی مجبوری اور ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلیں تو ان اعضا کو چھپانا بڑا مشکل ہوا سلتے شریعت نے بوجہ مجبوری اور ضرورت کے ان اعضا کو بھی غیر محرم مردوں سے چھپانا ضروری قرار نہیں دیا وہ اعضا تین ہیں ۱۔ چہرہ ۲۔ ہاتھ کی ہتھیلیاں، ۳۔ پاؤں مگر یاد رہے ان اعضا کا کھولنا اسی وقت جائز ہے جبکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور یہ ظاہر ہے کہ حسن و خوبصورتی کا اصل مرکز عورت کا چہرہ ہی ہے اور یہ زمانہ بھی فتنہ و فساد کا ہے اسلئے مخصوص ضرورتوں کے علاوہ جیسے علاج و معالجہ وغیرہ جیسی کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ وغیرہ کو کھولنے کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔

تنبیہ: اگر ایک طرف شریعت نے عورتوں کو ان اعضا کو بوجہ مجبوری و ضرورت کھولنے کی اجازت دی ہے تو دوسری طرف مردوں کو حکم ہے کہ بلا ضرورت عورتوں پر نظر نہ ڈالیں بلکہ قرآنی اسی اصول پر عمل پیرا رہیں اور اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

## دوپٹہ اوڑھنے کا طریقہ

محرم مردوں کے سامنے بھی حیا اور کسی قدر پردے کے ساتھ سامنے آنے کے لئے قرآن عورتوں کو تاکید کر رہا ہے کہ ڈوپٹہ اوڑھ کر رکھیں، زمانہ جاہلیت میں عورتیں سر پر ڈال کر اس کے دونوں پہلے کمر کی طرف لٹکالیا کرتی تھیں جس سے ان کا سینہ مزید ابھر کر نظر آتا تھا اور گلا سینہ اور کان وغیرہ بھی کھلا رہتے تھے، اس لئے قرآن کی ان آیات میں یہ تعلیم دی گئی کہ دوپٹہ کو سر پر سے لا کر سینہ پر لٹکالیں، اور اس کا ایک پلو دوسرے پر ڈال لیں تاکہ گلا سینہ کان وغیرہ تمام حصے چھپ جائیں۔

ان آیات میں عورتوں کو ایک ہدایت یہ بھی فرمائی گئی کہ اپنے پاؤں اتنی زور سے نہ رکھیں جس سے زیور کی آواز نکلنے لگے اور اجنبی مردوں کا رجحان ان کی طرف ہو جائے، کیونکہ اس سے بھی شیطان فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے، بعض فقہار نے فرمایا جب زیور کی آواز سننا ناجائز ہے تو عورت کو خود اپنی آواز سننا بھی ناجائز ہوا مگر مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر عورت کی آواز سے فتنہ پیدا ہونے کا ڈر ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے مگر بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ عورت بلا ضرورت پردہ میں بھی اجنبی مردوں سے بات نہ کرے۔

امام جصاص نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے ممنوع قرار دیا تو دلکش اور مزین رنگوں اور ڈیزائنوں کے برقعے پہن کر اجنبی مردوں کے بیچ سے نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع اور ناجائز ہوا۔

آخر میں فرمایا گیا کہ ہم نے ان آیات میں تم کو جو پردہ وغیرہ کے احکام دیئے ہیں ان پر مکمل عمل کرو

اور اگر کہیں کوئی کوتاہی ہو جائے تو ہم سے توبہ و معافی چاہو اس طرح تمہیں فلاح و کامیابی نصیب ہو جائیگی۔

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ

اور تم میں جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو اسکے لائق ہوا سکا بھی، اگر وہ لوگ مفلس ہونگے

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۰﴾ وَلَيْسَتَغْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ

تو خدا تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے، اور ایسے لوگوں کو کہ جن کو نکاح کا مقدور نہیں ان کو

يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ

چاہئے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے (بہر نکاح کر لیں)

اس سورت کے شروع ہی سے بے حیائی اور بدکاری سے روک  
تھام کی تعلیم دی جا رہی ہے یہاں بدکاری سے بچنے کا ایک طریقہ یہ

بیان ہو رہا ہے کہ تم میں سے جو عورتیں اور مرد بے نکاح ہوں خواہ ابھی تک ان کا نکاح ہی نہ ہوا ہو یا ہو کر  
کسی بھی صورت سے موت سے یا طلاق سے ختم ہو گیا ہو ان کے ولیوں کو چاہئے کہ ان کا نکاح کر دیں، اسی  
طرح آقاؤں کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے جو غلام یا باندیاں نکاح کے لائق ہوں یعنی وہ نکاح  
کے حقوق ادا کر سکتے ہوں ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اپنی کسی غرض و مصلحت سے ان کو نکاح سے محروم مت  
رکھو۔

آگے ان غریب مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ نے حوصلہ افزائی فرمائی ہے جو اپنے ایمان کی حفاظت اور سنت رسول  
پر عمل کرنے کی غرض سے نکاح کرنا چاہتے، میں مگر مالی وسائل ان کے پاس نہیں تو ان سے فرمایا جا رہا ہے  
کہ ہم ان کو نکاح کرنے پر مالدار بھی بنا دیں گے غرضیکہ اس خوف سے نکاح ترک نہیں کرنا چاہئے کہ  
بیوی بچوں کے خرچ کا بار میں کیسے اٹھاؤنگا یاد رکھو تمہاری روزی بھی اور تمہارے بیوی بچوں کی  
روزی بھی اللہ کے قبضہ میں ہے کیا معلوم خدا چاہے تو بیوی بچوں کی قسمت سے تمہاری روزی میں بھی  
فراخی کر دے۔

اس میں لڑکی والوں کو بھی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی ایسے غریب لڑکے کا رشتہ لے کر آئے جو دیندار اور  
بااخلاق ہے اور کام کی صلاحیت بھی اس کے اندر ہے تو اس کی غربت کو دیکھ کر رشتہ کا انکار مت کرو، مال  
آنے جانے والی چیز ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ان غریب لوگوں کو یہ ہدایت بھی فرمادی کہ تم میں سے جو نکاح  
کی بالکل قدرت ہی نہیں رکھتے اس کو چاہئے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھیں اور ہر برائی سے پاک و صاف

رہیں، ضبط نفس کی ایک تدبیر حدیث پاک میں یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ کثرت سے روزے رکھے، اگر کوئی غریب ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو اتنے مالی وسائل عطا فرما دے گا جس سے وہ نکاح کر سکے۔

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ

اور تمہارے ملوکوں میں سے جو مکتوب ہونے کے خواہاں ہوں تو ان کو مکتوب بنادیا کرو اگر ان میں بہتری پاؤ

خَيْرًا وَآتُوهُمْ مِّنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ وَلَا تَكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ

اور اللہ کے اس مال میں سے ان کو بھی دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے اور اپنی لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص)

إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ

جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں محض اسلئے کہ کچھ فائدہ تم کو حاصل ہو جائے اور جو شخص انکو مجبور کریگا تو اللہ تعالیٰ ان کے

بَعْدَ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا لِّمَنْ

مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ہم نے تمہارے پاس کھلے کھلے احکام بھیجے ہیں، اور جو لوگ

الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝

تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کی بعض حکایات اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت کی باتیں (بھی ہیں)

آقاؤں کو ہدایت

اس آیت میں آقاؤں کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر تمہارے

غلام دبانڈی اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہونا چاہیں تو اگر تم ان میں بھلائی دیکھو

کہ وہ آزاد ہو کر کسی غلط راہ پر نہیں پڑیں گے اور جو رقم تمہارے اور ان کے درمیان طے ہوئی ہے وہ کم کر ادا کرنے

کی صلاحیت بھی ان کے اندر ہے تو انہیں آزاد کر دینا چاہئے اور تمہیں خود بھی ان کی مالی امداد کرنا چاہئے تاکہ

انہیں انسانی حقوق آزادی حاصل ہوں، اور وہ اپنے اختیار و مرضی کے مطابق نکاح کر کے آزادانہ و شریفانہ

زندگی گزار سکیں۔

واقعہ شان نزول

زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگ اپنی باندیوں سے زنا کر کر پیسہ کاتے تھے ہنہ فقول

کے سردار عبد اللہ بن ابی کے پاس کئی باندیاں اسی کام کے لئے تھیں جن سے

وہ مستقل یہی بدکاری کا پیشہ کر اگر مال حاصل کرتا تھا ان میں سے جب بعض باندیاں مسلمان ہو گئیں تو انہوں



نے بدکاری سے منع کیا تو یہ بد بخت ان کو مار پیٹ کر زنا کرنے پر مجبور کرتا تھا اس پر یہ آیت **وَأَنذَرْتَهُمْ** نازل ہوئی جس میں اس ذلیل حرکت سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور مت کرو، خاص طور پر جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں، بدکاری کا پیشہ کرانا تو بہر صورت حرام ہے یہاں اس انداز بیان سے درحقیقت آقاؤں کو شرم و غیرت دلانا مقصود ہے کہ باندیاں تو پاکدامن رہنا چاہیں اور تم انھیں بدکاری پر مجبور کرو ڈوب مرنے کی بات ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جو باندی بدکاری کے لئے مجبور کی جا رہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس فعل بد پر کچھ سزا نہ دے گا البتہ جو مجبور کر رہا ہے اس کو سخت سزا دی جائیگی۔

اخیر میں فرمایا کہ قرآن کریم میں ہم نے نصیحتیں، احکام اور گزری ہوئی قوموں کے عبرتناک واقعات بیان کر دیئے ہیں تاکہ خدا کا ڈر رکھنے والے ان سے نصیحت و عبرت حاصل کریں۔

**اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ مِثْلُ نَوْرِهِ كَمِشْكُوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۚ الْمِصْبَاحُ فِي**

اور اللہ تعالیٰ نور دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اسکے نور کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ (دیکھا ہے)

**زُجَاجَةٍ ۚ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ**

اور وہ چراغ ایک قندیل میں ہے اور وہ قندیل ایک طاق میں رکھا ہے اور وہ قندیل ایسا ہے جیسا ایک چمکدار ستارہ ہو، وہ چراغ ایک نہایت

**وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضَيُّ ۚ وَلَوْ لَمْ تُمْسَسْهُ نَارُهُ نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ**

مفید درخت سے روشن کیا جاتا ہے کہ وہ زیتوں ہے جو نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ ہے اس کا تیل اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا

**مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝**

معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا، نور علی نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے تک جسکو چاہتا ہے راہ دیدیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے

۴ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

**تَفْسِيرُ**

اس آیت میں پہلے اللہ کے نور کا ذکر ہے کہ اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے یعنی اللہ تعالیٰ آسمان و زمین میں بسنے والی مخلوقات کو نور ہدایت بخشنے والا ہے اور جنگو ہدایت ہوئی ان سب کو اللہ ہی نے ہدایت دی۔

اس کے بعد اس مومن کی مثال دی جس کے دل میں اللہ نے ایمان کا نور ڈال دیا ہے، فرمایا اس کو یوں سمجھو کہ ایک طاق ہے اس کے اندر ایک چمکدار قندیل کے اندر چراغ روشن ہے، اور اس چراغ کو تیل

بھی برابر ایسے درخت سے حاصل ہو رہا ہے جو برکت والا ہے یعنی زیتون، جس کا تیل نہایت صاف و شفاف اور لطیف ہوتا ہے اور اس درخت کی بھی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بلا کسی آڑ کے نہ مشرق میں ہو نہ مغرب میں یعنی کھلے میدان میں کھڑا ہے کسی طرف سے بھی دھوپ کی رکاوٹ نہیں، ایسے درخت کا تیل اور بھی زیادہ صاف و شفاف لطیف اور زیادہ روشنی دینے والا ہوتا ہے۔ غرضیکہ اس کا تیل اس قدر صاف اور چمکدار ہے کہ بغیر جلائے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا، اس مثال میں مومن کا سینہ ایک طاق کی مثال ہے اور اس کا دل روشن قندیل کی مثال ہے اور زیتون کا صاف و شفاف تیل نور ہدایت کی مثال ہے۔

اب یہ اللہ ہی کے قبضہ و قدرت میں ہے کہ وہ یہ نور ہدایت کس کو عطا فرمائے اور وہی اپنی حکمت و مصلحت کو خوب جانتا ہے کہ یہ نور ہدایت کس کو ملنا چاہئے اور کس کو نہیں۔

فِي بُيُوتٍ اٰذَنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ

وہ ایسے گھروں میں (عبادت کرتے) ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے، اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے میں ایسے لوگ صبح و شام

وَالْاَصَالِ ۝ رِجَالٌ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاَقَامِ الصَّلٰوةَ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے زخیر غفلت میں ڈالنے پانی ہے

وَابْتَغَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۚ لِيَجْزِيََهُمُ اللّٰهُ

اور نہ فروخت ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جاوے گی انجام یہ ہو گا کہ اللہ ان کو ان کے

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنۡ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دے گا (یعنی جنت) اور ان کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیگا، اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار دے دیتا ہے،

## مسجد کا ادب و احترام

اس سے پہلی آیات میں ان مومنین کا بیان ہوا جن کے دل نور ہدایت سے روشن ہیں اب یہاں انہی مومنین کے متعلق فرمایا جا رہا ہے

کہ وہ ایسے گھروں یعنی مسجدوں میں جا کر عبادت کرتے ہیں جن کے ادب و احترام کرنے کا حکم ہے مسجدوں کا ادب و احترام یہ ہے کہ وہاں شور و غل نہ مچایا جائے دنیوی باتیں اور کام نہ کئے نہ جائیں بدبودار چیزیں، پس، پیاز، سگریٹ، بیڑی حقہ وغیرہ پی کر مسجد میں داخل نہ ہو جب تک ان کی بوزا کل نہ ہو جائے، غرضیکہ

ہر طرح کی نجاست و گندگی سے مسجد کو پاک صاف رکھا جائے۔

جو شخص مسجد کو گندگی سے پاک صاف رکھے گا اس کے لئے جنت میں گھر کی بشارت و خوشخبری دی گئی ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد سے ناپاک و گندگی اور تکلیف دہ چیز کو ہٹائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیگا ان مومنین کی شان یہ ہے کہ کاروبار اور مصروفیات ان کو نماز اور زکوٰۃ سے نہیں روکتی مال کا لالچ زکوٰۃ دینے سے رکاوٹ نہیں بنتا ہے، فرض نمازوں کو ان کے وقت پر جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے ہیں، اور فرض کے علاوہ نفل نمازوں، تلاوت، ذکر و تسبیح میں بھی اپنا وقت مسجد میں گزارتے ہیں اور باوجود اس قدر عبادت و اطاعت کے آخرت کے حساب و کتاب سے بے فکر نہیں ہوتے بلکہ قیامت کا خوف طاری رہتا ہے، ان حضرات کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ہیں کہ ہم ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے، بلکہ ہم اپنی طرف سے مزید انعام بھی دیں گے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مسجد پر بہیز گاروں کا گھر ہے جو شخص مسجد کو اپنا گھر بنالے یعنی فرض نمازوں کے علاوہ بھی مسجد میں رک کر کچھ نفل عبادات ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راحت و سکون اور پلمراط پر آسانی سے گزارنے کا ضامن ہو گیا، ایک حدیث میں فرمایا گیا جو شخص مسجد میں بیٹھا گویا وہ اپنے رب کی مجلس میں بیٹھا ہے اس لئے اس کے ذمہ واجب ہے کہ اپنی زبان سے سوائے کلمہ خیر کوئی بات نہ نکالے۔

## واقعہ شان نزول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو صحابی تھے ایک تجارت پیشہ دوسرے لوہار، پہلے صحابی رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی اگر سودا تو لے دیتے وقت اذان کی آواز کان میں آجاتی تو فوراً ترازو کو وہیں رکھ کر نماز کے لئے چل دیتے تھے اور دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا اگر لوہے پر ہتھوڑے کی ضرب لگاتے وقت اذان کی آواز آگئی تو ہتھوڑا وہیں چھوڑ کر نماز کو چل دیتے تھے، ان حضرات کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت برجالا لَا تَلْمِزْهُمْ بِتِجَارَةٍ اِنْ نَّازِلٌ فَرَمَانِ کہ ان کو کاروبار اللہ کی یاد سے نہیں روکتا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب

لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حِسَابُهُ ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

اس کے پاس آیا تو اس کو کچھ بھی نہ پایا اور قضا الہی کو پایا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا حساب اس کو برابر برابر چکا دیا اور اللہ درم بھر میں حساب کر دیتا ہے

أَوْ كُظُمْتُ فِي بَحْرِ لُجِّي يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ

بادہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندر دلی اندھیرے کہ اس کو بڑی لہر نے ڈھانک لیا ہو اس کے اوپر دوسری لہر اس کے اوپر بادل، اوپر

ظُلُمْتُ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْدِ يَرُهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ

تلی بہت سے اندھیرے ہیں کہ اگر اپنا ہاتھ نکالے تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں اور جس کو اللہ ہی نور

لَهُ نُورًا فَمَالَهُ مِنْ نُورٍ ۝

نہ دے اس کو نور نہیں (میسر ہو سکتا)

**کافرین کے اعمال کی مثال** | کافر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنے گمان اور عقیدہ کے مطابق کچھ اچھے کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کام

آئیں گے مگر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کے یہ اعمال کچھ کام نہ آئیں گے، اس آیت میں بیان ہے کہ ان کافرین کے اعمال کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی پیاسا آدمی کسی چٹیل میدان میں دور سے کہیں پانی دیکھے اور پینے کے لئے اس کی طرف جائے اور وہاں جا کر حقیقت کھلے کہ یہ پانی نہیں بلکہ سفید ریت ہے جو دور سے پانی محسوس ہو رہا تھا اور پھر شدت پیاس کی وجہ سے بدحواس ہو جائے اور تڑپ تڑپ کر مر جائے تو گویا اس نے وہاں پانی کے بجائے قضا راہی یعنی موت کو پایا اور اللہ نے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیدیا۔

**منکرین آخرت کی مثال** | یہاں اللہ تعالیٰ نے دوسری مثال ان کافرین کی دی ہے جو آخرت اور قیامت کو بھی نہیں مانتے اور وہاں کے حساب و کتاب

اور بدلہ کو بھی نہیں مانتے فرمایا یہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بڑے سمندر کی تہ میں پڑا ہو جہاں ایک تو سمندر کی تہ کا اندھیرا دوسرے سطح پانی کی موج درموج کا اندھیرا تیسرے اوپر سے بادل کی تاریکی کا کا اندھیرا اس طرح مختلف اندھیروں کی وجہ سے اس کا یہ عالم ہے کہ اس کو اپنا ہاتھ تک بھی نظر نہیں آتا۔

**مثال کا حاصل** | اس مثال کا حاصل یہ ہے کہ ایسے کافر جو آخرت اور وہاں کے بدلہ کے منکر ہیں ان کے پاس وہی نور بھی نہیں جیسے پہلی قسم کے کافروں کے پاس ایک دہی اور خیالی نور تھا

کہ انہوں نے بعض اعمال کو اپنی آخرت کا سامان سمجھا تھا مگر وہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے حقیقی نور نہ تھا، جس کی وجہ سے وہ اعمال ان کو نفع نہ پہونچائیں گے اور ان منکرین آخرت کافروں نے اپنے گمان و عقیدہ کے مطابق بھی کوئی کام آخرت کے لئے نہیں کیا جس کے نور کا انہیں ہم دگمان ہو غرضیکہ ان کے پاس ظلمت ہی ظلمت ہے نور کا وہیم تک بھی نہیں جس طرح تہ دریا کی مثال میں روشنی کا کہیں نام و نشان نہیں۔

آخر میں ارشاد ہے کہ جس کو اللہ ہی نور ہدایت نہ دے اسے کون روشنی پہنچا سکتا ہے مطلب یہ کہ انہوں نے مسلسل گناہ کر کے اپنی نور قبول کرنے کی صلاحیت بالکل ہی ختم کر لی ہے جس کی وجہ سے انہیں نور حاصل کرنے کی توفیق نہ ملی گویا کہ دریا کی تہ میں گر کر انہوں نے روشنی کے تمام دروازے بند کر لئے اب روشنی آئے تو کہاں سے آئے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُبَيِّنُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صَفَتْ كُلُّ قَدْ عَلِمَ

کیا تجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے جو پھیلائے ہوئے ہیں سب کو اپنی اپنی دعا اور

صَلَاتُهُ وَتَسْبِيحُهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۱۱

اور اپنی تسبیح معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے سب اعمال کا پورا علم ہے، اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں

وَاللّٰهُ الْمَصِيْرُ ۝۱۲

اور اللہ کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔

ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے | اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی بندگی اور اطاعت کرتی ہے اور اللہ نے ہر ایک کو ان کی

تسبیح اور بندگی کا طریقہ سکھا رکھا ہے: اے لوگو تم ان کی تسبیح و بندگی کو خواہ تم سمجھو یا نہ سمجھو مگر اللہ تعالیٰ سب سمجھتے ہیں۔

حضرت سفیان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چاند، سورج، ستاروں وغیرہ مخلوقات کو جن کاموں پر مامور فرما رکھا ہے وہ اس پر کاربند ہیں ان کی اسی اطاعت و فرمانبرداری کو تسبیح و بندگی فرمایا گیا۔

علامہ زمری وغیرہ مفسرین نے فرمایا کہ یہ بات کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اتنا فہم و شعور دے رکھا ہو جس سے وہ اپنے خالق و مالک کو پہچانتی ہو اور اس میں بھی کچھ بعید نہیں کہ ان کو خاص قسم کی گویائی عطا فرمائی ہو اور خاص قسم کی تسبیح و بندگی سکھا دی ہو جس میں وہ مشغول رہتی ہوں۔

افسوس تمام مخلوقات تو اللہ کی بندگی میں مصروف ہے اور انسان جس کو بندگی ہی کے لئے پیدا فرمایا گیا ہے وہ غفلت کی زندگی گزار دے اور اللہ کی یاد کو بھولار ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے وَصَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ لِیَعْبُدُوْا کہ ہم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت و بندگی کے لئے پیدا فرمایا ہے، ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا کہ آسمان و زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے اور اے لوگو تمہیں مگر اس کے پاس جانا ہے وہاں تمہارے

ایک ایک عمل کا مکمل حساب و کتاب ہوگا، بس غفلت کی زندگی چھوڑ کر اللہ کی عبادت و اطاعت کی زندگی گزارو تاکہ کل تمہیں اللہ کے دربار میں رسوا و ذلیل نہ ہونا پڑے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُنَزِّلُ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

کیا تجھے کوئی بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) بادل کو دوسرے بادل کی طرف (جلتا کرتا ہے پھر اس بادل کو باہم ملا دیتا ہے پھر اس کو تہہ کرتا ہے پھر تو

يَخْرِجُ مِنْ خَلَلِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ

بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے نیچے سے نکلتی ہوا اور اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں میں سے اولے برساتا ہے پھر ان کو جس

مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝

ہے گزاتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے اس کو ہٹا دیتا ہے اس بادل کی بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نصاب بینائی کی،

يُقَلِّبُ اللَّهُ الْبَلَّ وَالتَّهَارُثَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝

اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے اس میں اہل دانش کے لئے استدلال (کا موقع) ہے۔

اللہ کی قدرت کے کرشمے | قرآن کریم جگہ جگہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے وجود اور قدرت کا یقین ہو یہاں پر بھی اللہ کی

قدرت کے کرشموں کا بیان کیا گیا ہے ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے جو بادلوں کو دھکیل کر ایک جگہ کرتی ہے اور پھر ان بادلوں کے ٹکڑوں کو یکجا کر دیتی ہے اور پھر ان سب کو تہہ کرتے کر کے ان کے سے بارش برساتی ہے اور پھر ان بڑے بڑے بادلوں سے اللہ تعالیٰ اولے بھی برساتا ہے جس سے بہت سے لوگوں کی جان و مال اور کھیتی کو نقصان پہنچتا ہے اور بہت سے اس نقصان سے محفوظ رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان بادلوں میں بجلی بھی پیدا فرماتا ہے جس کی چمک اس قدر تیز ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آنکھ کی بینائی چھین لی جائے گی، اور یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ وہ دن رات کو بدلتا رہتا ہے کہ دن کے بعد

اقوال و تحقیق | بعض مفسرین نے جِبَال سے مراد پہاڑ ہی لیا ہے اور فرمایا کہ جس طرح زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں اسی طرح آسمان میں اولوں (برق) کے پہاڑ ہیں مگر راجح اور قویٰ یہی ہے کہ جبال سے مراد بڑے بڑے بادل ہیں جو اپنے بڑے اور وزنی ہونے کی وجہ سے پہاڑوں کی طرح ہیں۔

رات اور رات کے بعد دن اور کبھی دن بڑا کبھی رات، یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے، میں ان سے سمجھدار لوگوں کو عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُمْ مَّن يَّمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ ۖ وَمِنْهُمْ

اور اللہ نے ہر چلنے والے جاندار کو (بری ہو یا بھری) پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں بعض تو وہ (جانور) ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے

مَّن يَّمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّن يَّمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ

ہیں اور بعض ان میں وہ ہے جو دو پیروں پر چلتے ہیں، اور بعض ان میں وہ ہیں جو چار پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ لَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۖ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، ہم نے سمجھانے والے دلائل نازل فرمائے ہیں اور جس کو اللہ چاہتا ہے

يَهْدِيهِ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

راہ راست کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

## تفسیر

اس آیت میں بھی اللہ کی قدرت کا بیان ہے کہ اللہ ہی نے ہر چلنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے، پانی سے مراد وہ پانی ہے جو ہر جاندار کے خمیری مادے میں شامل ہے یا اس سے مراد قطرہ منی ہے بعض وہ جانور جو قطرہ منی سے پیدا نہیں ہوتے وہ بھی اسی میں سے شامل ہیں کیونکہ قاعدہ سے (لَا تَكْثُرُ حَتَّىٰ تَكُونَ كَالْعَلَقِ) یعنی اکثر کو کل کا حکم دیدیا جاتا ہے۔

علامہ بغویؒ نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا فرمایا پھر اس کے کچھ حصے کو ہوا بنا دیا جس سے فرشتے بنے اور کچھ حصے کو آگ بنا دیا جس سے جن بنے اور کچھ حصے کو مٹی بنا دیا جس سے حضرت آدم اور ہر قسم کے جانور بنے۔

آگے ارشاد ہے کہ ان جانوروں میں سے بعض وہ ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں جیسے سانپ، مچھلی وغیرہ اور بعض وہ ہیں جو دو ٹانگوں سے چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور بعض وہ ہیں جو چار ٹانگوں سے چلتے ہیں جیسے گائے بھینس وغیرہ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر مکمل قدرت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو واضح کرنے کے لئے بے شمار اپنی قدرت کی نشانیاں

ظاہر فرما رکھی ہیں، زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے وغیرہ اور ان کا نظام اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی صاف صاف آیات نازل فرمادی ہیں جن سے انسان کے لئے ذات خداوندی کا پہچاننا آسان ہو گیا ہے مگر انسان کی عقل پر خواہشات کے پردے پڑے ہوئے ہیں اللہ ہی توفیق دے تو ہدایت ہو۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّن

اور لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے اور حکم مانا پھر اس کے بعد ان میں کا ایک گروہ مرتد یا کفر کرنے لگا اور یہ

بَعْدَ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ

لوگ (دل میں) اصلاً ایمان نہیں رکھتے، اور یہ لوگ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے

بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ

جائے ہیں کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں کا ایک گروہ پہلو ہٹتی کرتا ہے اور اگر ان کا حق ہو تو برسرِ تسلیم خم کئے ہوئے آپ کے پاس

مُذْعِبِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَمْ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحْبِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

چلے آتے ہیں، کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا یہ (نبوت کی طرف سے) شک میں پڑے ہیں یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول

وَرَسُولُهُۥٓ بَلْ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

ان پر ظلم نہ کرنے لگیں نہیں بلکہ یہ لوگ برسرِ ظلم (ہوتے) ہیں۔

**منافقین کی حالت بد**

یہاں منافقین کا ذکر ہے کہ یہ زبان سے تو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور ان کے حکم کو ماننے کو تیار

ہیں مگر جب عمل کا وقت آتا تو اپنی بات سے پھر جاتے درحقیقت ان کے دل میں شروع ہی سے ایمان نہیں تھا صرف زبان سے ایمان کا اظہار کر کے دھوکہ دیتے تھے۔

آگے ان کی حالت بد کا ذکر ہے کہ اگر ان کا کسی سے جھگڑا ہو گیا اور سمجھتے ہوں کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور دوسرا فریق کہتا کہ رسول اللہ کی خدمت میں چل کر اس جھگڑے کا فیصلہ کرایا جائے تو یہ راضی نہ ہوتے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ رسول اللہ حق کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اگر یہ منافق کسی معاملہ میں حق پر ہوں تو اس وقت خوشی خوشی اپنا مقدمہ لے کر عدالت محمدی میں حاضر ہوتے ہیں کیونکہ سمجھتے تھے کہ فیصلہ ہمارے مطابق ہو گا۔



## واقعہ شان نزول

وَ اِذَا دُعُوْا اِلَیْهِمْ لَیْسَ بِہُمْ فِیْہِمْ فِیْصَلٰہُ کَرٰہِیْنَ مٰکَرِیْنَ مَنَافِقِیْنَ حَقِّ حَقِّ پَر ہَنَیْسِ  
 نام کا تھا ایک مرتبہ اس کے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین کے سلسلہ  
 میں جھگڑا ہوا یہودی نے اس سے کہا چلو تمہارے ہی رسول سے ہم فیصلہ کرالیں مگر یہ منافق حق پر نہیں  
 تھا اس لئے اس پر آمادہ نہ ہوا کیونکہ جانتا تھا کہ بارگاہ محمدی میں فیصلہ حق کے مطابق ہوگا وہاں اپنے اور  
 غیر کو نہیں دیکھا جاتا وہاں تو صرف حق و انصاف پر نظر رکھی جاتی ہے اس لئے اس نے کعب بن اشرف  
 یہودی کے پاس مقدمہ لیجانے کو کہا، بس معلوم ہوا منافقین کا دعویٰ کہ ہم آپ کا ہر حکم مانیں گے صراصر  
 غلط اور جھوٹ تھا۔

ان آیات کے اخیر میں بارگاہ محمدی میں مقدمہ نہ لانے کی وہ وجہیں جنکا امکان ہو سکتا ہے ذکر کر کے  
 اصل وجہ بیان کی گئی ہے ارشاد ہے کیا یہ منافقین اس وجہ سے بارگاہ محمدی میں اپنا مقدمہ نہیں لیجاتے  
 کہ ان کے دل میں کفر کا مرض ہے یا آپ کے رسول ہونے میں ان کو شک ہے یا عداوت اندیشہ ہے کہ ہم پر  
 ظلم ہوگا، فرمایا یہ وجہ نہیں بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ انہوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے یہ دوسروں پر ظلم  
 کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کا مال ہڑپ کرنا چاہتے ہیں اس لئے آپ کی بارگاہ میں مقدمہ نہیں لاتے  
 کہ وہاں حق کے مطابق فیصلہ ہوگا اور ہم پھر کسی کا مال ہڑپ نہیں کر سکیں گے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَیْ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَيَحْكُمْنَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْا

مسلمانوں کا قول تو جب کہ ان کو اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان میں فیصلہ کر دیں یہ ہے کہ وہ

سَمِعْنَا وَاطَعْنَا وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُخْشِ اللّٰهَ

کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا، اور ایسے لوگ آخرت میں فلاح پائیں گے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانے اور اللہ سے

وَيَتَّقِہٖ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْفٰخِرُوْنَ ۝

ڈرے اور اس کی مخالفت سے بچے پس ایسے لوگ بامراد ہوں گے

اقوال و تحقیق | اوپر جو منافقین کے کفر و شک کی نفی کی گئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے دلوں  
 میں کفر و شک نہیں یہ تو واضح ہے کہ ان کے دلوں میں کفر و شک ہے مطلب یہ ہے کہ

کفر و شک بارگاہ محمدی میں مقدمہ لانے کا سبب نہیں اس کی نفی کی گئی ہے محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

## مسلمانوں کی شان

یہاں ارشاد ہے کہ سچے مسلمانوں کا حال یہ ہوتا ہے (اور ہونا بھی چاہئے) کہ جب انہیں کسی معاملہ میں اللہ و رسول کے فیصلہ کی طرف بلایا جاتا ہے خواہ اس میں انکار نفع ہو یا نقصان تو وہ فوراً اس پر لبیک کہتے ہیں اور حکم مان لیتے ہیں، حق تعالیٰ فرما رہے ہیں اسی میں ان کی اصل بھلائی اور حقیقی فلاح و کامیابی ہے اور فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے، اور اس کی مخالفت سے بچے وہی کامیاب و بابراد ہے۔

وَأَقِمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لِنِ أَمْرَتِهِمْ لِيَخْرُجَنَّ قُلُوبُكُمْ لَا تَقِيمُوا :

اور وہ لوگ بڑا زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے ہیں کہ اللہ ہم ایسے فرمانبردار ہیں کہ اگر آپ ان کو حکم دیں تو وہ ابھی نکل کھڑے ہوں آپ کہہ دیجئے

طَاعَةُ مَعْرُوفَةٍ إِنْ اللهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

کہ بس قسمیں نہ کھاؤ فرمانبرداری معلوم ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے، آپ کہئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی

الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۚ وَإِنْ تُطِيعُوا

اطاعت کرو، پھر اگر تم لوگ روگردانی کرو گے تو سب کچھ رسولؐ کے ذمہ وہی ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا

تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ۝

تم پر بار رکھا گیا ہے، اور اگر تم نے انکی اطاعت کر لی تو راہ پر جا لگو گے اور رسولؐ کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

## تفسیر

ان آیات میں مناقصہ کا ذکر ہے کہ ان کی یہ حالت ہے کہ قسمیں کھا کر آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو سب گھر بار چھوڑ کر اللہ کے راستہ میں نکل پڑیں اور اگر حضورؐ اشارہ فرمائیں تو تمام مال و دولت اللہ کے راستہ میں مٹا دیں، ان آیات میں ان سے فرمایا گیا کہ لمبی چوڑی قسمیں کھانے سے کچھ حاصل نہیں تمہاری فرمانبرداری کی حقیقت سب معلوم ہو چکی کہ زبان سے دعوے بہت کرتے ہو اور عمل کا وقت آئے تو آہستہ سے کھسک جاتے ہو بس تم کو چاہئے کہ بجائے جھوٹی قسمیں کھانے اور باتیں بنانے کے سچے مسلمانوں کی طرح اللہ و رسول کی فرمانبرداری کرو یا درکھو اللہ کے سامنے کسی کا فریب نہیں چلتا وہ ہر ظاہر و پوشیدہ بات کو خوب جانتا ہے اور اگر تم اطاعت سے روگردانی کرو گے تو سب کچھ لو اس میں رسولؐ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ رسولؐ کی ذمہ داری سے صرف تبلیغ کرنا ہے جو وہ تم کو کر چکے اب اگر تم رسولؐ کی بات نہیں مانو گے تو اس کا نقصان تم ہی کو ہو گا سزاؤں الہی کے مستحق ہو گے اور اگر تم نے

رسول کی بات مان لی تو فلاح و کامیابی حاصل کر لو گے جنت کے مستحق ہو گے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ

تم میں جو لوگ ایمان لا دیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو

زمین میں حکومت عطا فرمائے گا

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ

جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی

اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے لئے قوت دے گا

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ

اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بہ امن کر دیگا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں، اور جو شخص بعد اس کے

بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا

ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں، اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت

الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ

کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے، کافروں کی نسبت یہ خیال مت کرنا کہ زمین میں (بھاگے) ہر ادیں گے اور ان کا

وَمَا لَهُمْ النَّارُ وَلَيْسَ الْمَصِيرُ ۝

ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

نیک بندوں سے اللہ کا وعدہ | یہاں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے ان

لوگوں کو ہے جو اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول اللہ کی مکمل

پیروی کرنے والے ہیں اللہ کا ان سے وعدہ ہے رسول اللہ کے بعد ان کو زمین کی حکومت دیگا اور جو دین اسلام

اللہ کو پسند ہے ان کے ذریعہ دنیا میں اس کو قائم کرے گا اور یہ حضرات محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ

ہوں گے بلکہ رسول اللہ کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے اور دین حق کی جڑیں جمائیں گے

اس وقت مسلمانوں کو کفار کا خوف مرعوب نہ کرے گا وہ مکمل امن و اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی

عبادت میں مشغول رہیں گے اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا، ان مقبول و معزز بندوں کی ممتاز

شان یہ ہوگی کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں گے جس میں ذرہ برابر بھی شرک کی آمیزش نہ ہوگی بس

صرف ایک خدا کی بندگی کریں گے، اسی سے ڈریں گے اس سے امید رکھیں گے، اسی پر بھروسہ کریں گے، الحمد للہ یہ وعدہ الہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پورا ہوا اور دنیا نے اس عظیم پیشین گوئی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، ان چاروں خلفاء کے بعد بھی ان کے نمونہ کے کچھ خلیفہ (بادشاہ) آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا اُسندہ بھی آتے رہیں گے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

بہر حال یہ اللہ کا اعلان ہے کہ جب لوگ اپنے رب کی سچی بندگی کریں گے اور رسول اللہ کا مکمل اتباع کریں گے تو انہیں دنیوی نعمت حکومت سے نوازا جائے گا اور جو لوگ اس عظیم نعمت کے ظاہر ہونے کے بعد بھی اللہ کی ناشکری کرے گا وہ نافرمان ہے جو دنیوی نعمت سے بھی محروم رہیگا اور اخروی سزا بھی پائے گا اے لوگو! اگر تم خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو انہی نیک بندوں کے طریقہ پر چلو اور وہ طریقہ یہ ہے کہ نماز اور زکوٰۃ پابندی سے ادا کیا کرو اور اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مکمل اتباع کرو۔

آگے کفر و معصیت کا انجام ذکر کیا گیا کہ اے لوگو تم کافروں کے متعلق یہ مت سمجھو کہ وہ دنیا میں ہم سے بچ کر اور چھپ کر ہمارے عذاب سے چھٹکارہ پا جائیں گے ایسا نہیں، بہر صورت ہمارا عذاب ان کو اپنی گرفت میں لے لیگا اور آخرت میں جہنم کے اندر انکو ڈال دیا جائیگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

اے ایمان والو! تمہارے پاس آنے کے لئے، ملکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے تین دقتوں میں

مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَاتٍ مِّنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيرَةِ

اجازت لینا چاہئے، (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے) جب دوپہر کو اپنے کپڑے اتار دیا کرتے ہوں اور (تیسرے)

وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ

نماز عشاء کے بعد یہ تین دقت تمہارے پردوں کے دقت ہیں ان اوقات کے سوا تم پر کوئی الزام ہے اور نہ

كُلُوفُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ

ان پر کچھ الزام ہے وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جلتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۷ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا

صاف بیان کرتا ہے اور جاننے والا اور حکمت والا ہے، اور جس وقت تم میں کے وہ لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح

کَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهِ ۚ وَاللّٰهُ

اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۸

اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے،

## پردہ کے احکام

یہاں سے چار رکوع پہلے غیر محرموں کے پردہ کے مسائل بیان ہوئے اب یہاں محارم و اقارب اور نابالغ غلام لونڈی کے پردہ کے احکام کا ذکر ہے ارشاد ہے کہ تین اوقات میں ان کو بھی اجازت لے کر آنا چاہئے ع نماز فجر سے پہلے ع دوپہر کے وقت ع عشاء کے بعد ان تین وقتوں میں آدمی عام طور پر اپنے زائد کپڑے اتار دیتا ہے یعنی سونے جاگنے کا لباس تبدیل کر لیتا ہے نیز یہ اوقات عام طور آرام کے ہیں جس میں آدمی بے تکلفی سے رہنا چاہتا ہے اور عام طور پر انہی اوقات میں آدمی اپنی بیوی سے بھی بے تکلفانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔

ان تین وقتوں میں علاوہ محارم و اقارب وغیرہ بلا اجازت آسکتے ہیں، اور جب لڑکے بالغ ہو جائیں تو انہیں پھر ان تین وقتوں کے علاوہ بھی اجازت لے کر آنا چاہئے اب بلا اجازت کسی کے گھر میں جانا انکو جائز نہیں ہے، اخیر میں فرمایا گیا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے احکام خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی حقیقت و مصلحت سے خوب واقف ہے اس لئے وہ ایسے احکام و قانون انسان کے معاشرے کے لئے مقرر کرتا ہے جن کا پابند ہو کر انسان دنیا میں پاک زندگی بسر کر سکے۔ یاد رکھو اگر قرآنی احکامات سے لاپرواہی برتی گئی تو پورا معاشرہ بگڑ جائیگا اور انسانوں کا چین و سکون ختم ہو جائیگا۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَضَعْنَ

اور بڑی بڑی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار رکھیں۔

اسکی مکمل تفصیل اسی سورہ نور کی آیت ۲۵ و ۲۸ آسان تفسیر پارہ ۱۵ پر گزر چکی ہے ایک بار پھر اسکا مطالعہ کر لیا جائے۔

ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٥﴾

بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سنا کر اور جانتا ہے۔

**بوڑھی عورتوں کے پردہ کا حکم**

جو عورت ایسی بوڑھی ہو جائے کہ نہ اس کی طرف کسی کو رغبت ہو اور نہ وہ نکاح کے قابل ہو تو اس کے پردہ کے احکام میں سہولت دی گئی ہے کہ اجانب (غیروں) کے سامنے بھی وہ اقارب (اپنوں) کی طرح آسکتی ہو، ارشاد ہے کہ ایسی بڑی بوڑھی عورتوں کے لئے اس میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے جن سے چہرہ وغیرہ چھپا رہتا ہے (یعنی برقع وادپر کی چادر) کو اجنبی کے سامنے اتارے رکھیں، یہ تو ان کی سہولت کے لئے قرآن کریم نے اجازت دیدی مگر اسی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا گیا کہ اگر وہ اس کی بھی احتیاط رکھیں یعنی اجنبی کے سامنے بھی مکمل پردہ رکھیں تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے اس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ پردہ کی کس قدر اہمیت ہے جب بوڑھی عورتوں کو اتنی تاکید ہے تو جوانوں کا تو کہنا ہی کیا، اس ظاہری پردہ کے ساتھ یہ بھی ہر وقت یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر بات کا سننے اور جاننے والا ہے وہ دل کے ارادوں سے بھی خوب واقف ہے پردے کے احکام پر عمل کرنا تو قانون کی پابندی کرنا ہے لیکن ارادوں اور نیتوں کو درست رکھنا تقویٰ اور پرہیزگاری کی روح ہے اس لئے ظاہری قانون پر عمل کرتے ہوئے زبان اور دل کو بھی بری باتوں اور گندے خیالوں سے بچانا چاہئے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ

(سب کچھ) جانتا ہے نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کیلئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار کے لئے کچھ مضائقہ ہے

وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں (کچھ مضائقہ) ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھا لو یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی

أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی

عَلَيْكُمْ أَوْ بُيُوتٍ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَلَتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتُمْ مَفَاتِحَهُ

پھر پھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماسوؤں کے گھروں سے یا اپنی خالوں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کجیاں تمہارے اختیار میں

أَوْ صَدَائِقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا

ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ (کھاؤ) پھر

دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ

جب تم اپنے گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو دعا کے طور پر جو خدا کی طرف سے مقرر ہے برکت والی عمدہ چیز ہے

طَيِّبَةٌ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٦﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو)

## واقعہ شان نزول

اس آیت کی تفسیر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ حالات معلوم کر لئے جائیں جس میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ مزاج بن چکا تھا کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، چنانچہ اسی جذبہ کے پیش نظر کچھ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو غریب، اندھے، لنگڑے، بیمار وغیرہ معذور تھے یہ سوچ کر تندرست و مالدار حضرات کے ساتھ کھانے سے رک گئے کہیں ہماری وجہ سے انکو تکلیف نہ ہو یا ہمارے کھانے کے ڈھنگ سے ان کی طبیعت میں تکرر ہو، اور دوسری طرف تندرست و مالدار صحابہ کرام یہ سوچ کر ان معذور حضرات کے ساتھ کھانے سے رک گئے کہ حکم ہے تمام ساتھی اس بات کا پورا خیال رکھیں کہ سب برابر کھائیں کسی کی حق تلفی نہ ہو اس لئے انہیں یہ خیال ہوا کہ یہ حضرات اپنی معذوری اور بیماری کی وجہ سے کم کھائیں اور ہم زیادہ کھالیں جس سے ان کی حق تلفی ہو یا نابینا حضرات کو کچھ نظر نہیں آئے گا کہ کونسی چیز عمدہ ہے اور کونسی نہیں اور ہم عمدہ کھالیں تو ہم سے مواخذہ ہو گا اس ڈر سے یہ حضرات ایک دوسرے کے ساتھ کھانا کھانے سے رک گئے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ معذور و تندرست کو ایک ساتھ مل جل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں، حاصل یہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھاؤ چھوٹی چھوٹی باتوں کا اتنا خیال مت کرو کہ باہم بے تکلف میل جول میں خواہ مخواہ رو کا د میں پیدا ہوں۔

تنبیہ: اس آیت سے تنہا کھانے کا جواز بھی نکلا البتہ اگر کئی کھانے والے ہوں اور اکٹھا بیٹھ کر کھائیں

تو موجب خیر و برکت ہے۔ دوسری بات اس آیت میں یہ فرمائی گئی ہے کہ تمہارے جو خاص رشتہ دار یا دوست و احباب میں تم ان کے گھر جا کر خود بھی کھانا کھا سکتے ہو اور مجبور و معذور اور حاجتمند لوگوں کو بھی کھلا سکتے ہو، یہ آیت عرب میں صحابہ کرام کے لئے نازل ہوئی جن کا یہ ماحول تھا کہ دوسروں کو کھلا کر خوش ہوتے تھے وہ قریبی رشتہ دار جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے یا دوست و احباب اور حاجتمندوں کے لئے ان کے معاشرہ میں کھلی اجازت تھی کہ ہمارے گھر کھانے کی جو چیز بھی ہے اس پر تمہارا پورا حق ہے لہذا ایک دوسرے کے یہاں بلا تکلف جا کر کھا لیتے تھے جس سے انہیں خوشی ہوتی تھی اور حاجتمند کو کھانا باعث فخر سمجھتے تھے۔

اب ایک آج کا ہمارا ماحول ہے جو اس ماحول سے بالکل جدا گانہ ہے آج کوئی رشتہ دار اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر جا کر خود کچھ کھالے یا کسی حاجتمند کو کھلا دے اس لئے ایسے حالات میں صریح اجازت کے بغیر نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ کسی غریب مسکین کو کھلانا جائز ہے ہاں اگر آج بھی کسی کو کسی کے گھر میں خود کھانے یا ضرورت مند کو کھلانے کی اجازت ہے تو پھر بلا معلوم کئے کھا اور کھلا سکتا ہے، غرضیکہ یہ مسئلہ موقوف ہے مالک کی اجازت پر۔

اس آیت میں ایک بات یہ بھی تعلیم فرمائی گئی کہ اجازت ملنے پر جب کسی کے گھر میں داخل ہوا کر دو پہلے اپنے بھائی مسلمانوں کو سلام کر لیا کر وہ یہ خیر و برکت کی چیز ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ

پس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس

جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

کے لئے جمع کیا گیا ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہیں جاتے جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں پس

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ، فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لِمَنْ

وہی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ ایسے مواقع پر اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اجازت طلب کریں

شَدَّتْ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۷﴾

توان میں سے جس کے لئے آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں اور آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔



## اصلی مومن کون؟

اوپر کی آیات میں آنے کے لئے اجازت طلب کرنے کا ذکر تھا اب یہاں جانے کے وقت اجازت لینے کے لئے فرمایا گیا ہے ارشاد ہے کہ اصلی مومن وہ حضرات ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جاتے، میں اور جب کسی اجتماعی کام میں شریک ہوتے ہیں تو بغیر اجازت کے اٹھ کر نہیں جاتے۔

## واقعہ شان نزول

یہ آیت غزوہ خندق کے موقع پر نازل ہوئی جو ماہ شوال ۵ھ میں اس وقت ہوا جب مشرکین عرب اور دوسری جماعتوں نے متحد محاذ بنا کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے ان کے حملہ سے بچاؤ کے لئے خندق کھودی تھی، اس وقت بذات خود رسول اللہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم خندق کھودنے میں مصروف تھے مگر منافقین ادل تو آنے میں سستی کرتے تھے اور پھر آکر بھی معمولی سا کام دکھانے کو کر لیتے اور پھر چپکے سے غائب ہو جاتے، اس کے برخلاف مومنین سب کے سب پوری محنت کے ساتھ لگے رہتے اور کوئی مجبوری و ضرورت پیش آتی تو رسول اللہ سے اجازت لے کر جاتے۔

حضرات فقہاء کرام رضی اللہ عنہم نے لکھا ہے کہ اس وقت کے کامل مومن وہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جاتے تھے اور اب بلکہ ہر زمانہ میں کامل مومن وہ کہلائیے گئے جو اپنے وقت کے اس امام دامیر جس کے قبضہ میں حکومت کی باگ ڈور ہے اس کا اور اس کی ہر ایسی مجلس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب وہ سب کو جمع کرنے کا حکم دیں تو اس کی تعمیل واجب ہے اور بغیر اجازت کے واپس جانا جائز نہیں۔

ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے لئے یہ حکم زیادہ اہم ہے اور اس کی مخالفت کھلی بدنہی ہے، اسلامی آداب معاشرت کے لئے یہ حکم باہمی اجتماعات اور مجلسوں کے لئے بھی کم از کم مستحب اور مستحسن ضرور ہے۔

اس آیت کے اخیر میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی گئی کہ جب کوئی مومن ایسے موقع پر آپ سے اجازت طلب کرے تو آپ اس کے لئے مناسب سمجھیں تو اجازت دیدیا کیجئے اور اجازت دینے کے بعد ان کے لئے دعا و مغفرت کیا کیجئے کیونکہ ان کا یہ رخصت چاہنا اگرچہ قوی عذر ہی کی وجہ سے ہو مگر اس میں دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کا شائبہ ہے اس لئے آپ ان مخلصین کے لئے دعا و مغفرت فرمائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو

يَسْتَلُونَ مِنْكُمْ لَوَآذًا، فليَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ

(دوسرے کی) آڑ میں ہو کر تم میں سے کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر

فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) ۱۰۰) اَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ

کوئی آفت (نہ) ان پر پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل (نہ) ہو جائے، یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔

يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا، وَاللَّهُ بِكُلِّ

اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم ہو اور اس دن کو بھی جس میں جب اس کے پاس لائے جاؤ گے پھر وہ ان سب کو جلا دیگا

شَيْءٍ عَلِيمٌ ۱۰۱)

جو کچھ انہوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

**تعظیم رسول فرضِ مومن ہے**

لَا تَجْعَلُوا الْاِخْوَانِ اس آیت کی دو تفسیریں بیان کی گئی ہیں، اول

یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بلائیں تو اس

کو عام لوگوں کے بلانے کی طرح نہ سمجھو کہ آنے نہ آنے کا اختیار رہتا ہے بلکہ آپ کے بلانے پر آنا فرض ہو جاتا ہے

جس طرح بغیر اجازت آپ کی مجلس سے جانا حرام ہو جاتا ہے، دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے صحابہ تم نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو بلاؤ یا مخاطب کرو تو عام لوگوں کی طرح آپ کا نام لے کر (یا محمد) نہ پکارو اس میں بے ادبی ہے بلکہ

تعظیمی القاب کے ساتھ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ وغیرہ القاب سے پکارا کرو، حاصل یہ کہ آپ کی تعظیم مسلمانوں

پر واجب ہے اور ہر ایسی بات سے بچنا جس سے آپ کی بے ادبی ہو یا آپ کو تکلیف پہنچے ضروری ہے، یہ حکم

ایسا ہی تعظیمی ہے جیسے سورہ حجرات میں فرمایا گیا کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرو تو ادبِ احترام

کا پورا خیال رکھو ضرورت سے زیادہ اونچی آواز مت کرو جیسے لوگ آپس میں کیا کرتے ہیں، اور اسی طرح

قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف رکھتے ہوں تو باہر سے آواز دیکر نہ بلاؤ

بلکہ آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرو، اس دوسری تفسیر سے ایک عام ادبِ بزرگوں اور بڑوں کا یہ

بھی معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں اور بڑوں کو ان کے نام سے پکارنا بے ادبی ہے ان کو تعظیمی القاب سے

پکارنا چاہئے۔

آخر میں منافقین کو تنبیہ کی گئی ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت سننا شاق گذرتا تھا وہ اکثر موقع

پاکر آنکھ بجا کر مجلس سے بلا اجازت کھسک جاتے تھے ہٹلا کوئی مسلمان اجازت لے کر اٹھا تو یہ بھی اس کی آڑ میں ہو کر ساتھ ساتھ چل دیئے ان سے فرمایا گیا تم رسول اللہ سے کیا چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ کو تمہارا سب حال معلوم ہے قیامت کے دن جب پوری مخلوق اللہ کے سامنے حاضر ہوگی تب ان کے ایک ایک عمل کا حساب و کتاب ہو کر پوری پوری سزا دیدی جائیگی بس اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ ان پر دنیا میں کوئی آفت آجائے یا آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا و آخرت دونوں میں عذاب ہو (العیاذ باللہ) الحمد للہ سورۃ النور کی تفسیر بحسن و خوبی مکمل ہوئی۔

(۲۵) سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ (۲۲) رُكُوعَانِ

سورہ فرقان مکہ میں نازل ہوئی ہمیں سنتر آیتیں درجہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝۱

بڑی عالی شان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ خاص پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا جہاں والوں کے لئے ڈرائیوالا ہو، ایسی ذات

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ

جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہے اور اس نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقْدَرَهُ تَقْدِيرًا ۝۲ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا

اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ انداز رکھا اور ان مشرکین نے خدا کو چھوڑ کر اور ایسے معبود قرار دیئے

يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَبْلُغُونَ لَا نَفْسَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا

ہیں جو کسی چیز کے خالق نہیں اور وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع کا اور نہ کسی کے

وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيٰوةً وَلَا نُشُورًا ۝۳

مرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے جینے کا اور نہ کسی کو دوبارہ جیلانے کا

# سورة فرقان کا حاصل

اس سورت کے اندر اللہ کی عالی شان، قرآن کریم کی عظمت شان، رسول اللہ کی رسالت و نبوت کی حقانیت، دشمنان اسلام کے اقرار اضول

کے جوابات، کچھ قوموں کے واقعات وغیرہ ذکر کئے گئے ہیں۔

ان آیات میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی اعلیٰ شان والے ہیں جس نے حق و باطل حلال و حرام کے درمیان فیصلہ کر دینے والی کتاب قرآن مقدس اپنے خاص بندے محمد علی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے اور یہ قرآن ہی تمام جہاں والوں کو کفر و عصیان کے انجام بد سے آگاہ کرنے والا اور عذاب الہی سے ڈرانے والا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے کہ وہ ذات بالا و برتر ایسی ہے جو آسمان و زمین کی تنہا مالک ہے اس کے نہ کوئی اولاد ہے نہ کوئی شریک، اس نے تنہا اپنی قدرت سے ہر چیز کو مناسب خواص و صفات کے ساتھ پیدا فرمایا، مثلاً زمین کو نہ اتنی سخت بنا دیا کہ اس میں کھیتی نہ ہو سکے اور نہ اتنی نرم بنا دیا کہ انسان اس پر بس نہ سکے، مگر افسوس مشرکین نے خدائے تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے ایسے معبود بنائے ہیں جو کسی طرح بھی معبود ہونے کے قابل نہیں کیونکہ انہوں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور انکی یہ حالت ہے کہ نہ کسی کو کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی نقصان سے بچا سکتے ہیں، نہ کسی کو مارنے کا اختیار ہے، نہ پیدا کرنے کا اور نہ کسی کو قیامت میں دوبارہ زندہ کرنے کا، پھر بڑی ہی بے وقوفی کی بات ہے کہ ایسی لچر اور بودی اور کمزور چیزوں کو اپنا معبود بنایا جائے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں جھوٹ ہے جس کو ایک شخص نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں

آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۖ وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

نے اس میں اس کی امداد کی ہے سو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے ترکب ہوئے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ (قرآن) بے سند باتیں ہیں جو

اَكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۚ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ

انگوں سے منقول ہوتی چلی آتی ہیں جن کو اس شخص نے لکھوا لیا ہے پھر وہی (مضامین) اسکو صبح و شام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں، آپ

السِّرِّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو تو اس ذات نے اتارا ہے جس کو چھی باتوں کی خواہ وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں خبر ہے واقعی اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

## کفار کے اعتراضات کے جوابات

کفار و مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن پر اعتراضات کیا کرتے تھے یہاں سے ان کے بعض

اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

اس آیت میں ان کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن اللہ کی کتاب نہیں بلکہ محمد عزلی نے اس کو خود ہی گھڑ لیا ہے یا پچھلے لوگوں کے قصے اہل کتاب یہود و نصاریٰ وغیرہ سے سنکر اپنے صحابہ سے لکھوا لئے ہیں، اور چونکہ محمد امی ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں نہ پڑھنا اس لئے ان لکھے ہوئے قصوں کو صبح و شام سنتے رہتے ہیں تاکہ وہ یاد ہو جائیں اور پھر جمع میں جا کر لوگوں کے سامنے یہ کہہ کر سنائیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

اس اعتراض کا جواب اس آیت میں جو دیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات خود بتلا رہی ہیں کہ یہ کسی انسان یا کسی مجلس کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ اس خدا کی اتاری ہوئی ہیں جس کے احاطہ علمی سے زمین و آسمان کی کوئی چیز باہر نہیں، اس کتاب عظیم کی معجزانہ فصاحت و بلاغت، علوم و معارف، عیبی خبریں احکام و قوانین وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کسی محدود علم والے انسان کا کلام نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے بار بار چیلنج کرنے کے بعد بھی کوئی اس جیسے مکمل کتاب تو کیا ایک سورت بھی نہیں بنا سکا بلکہ ایک آیت بھی آج تک دنیا بھر کے کروڑوں فصحاء و بلغا بنانے سے عاجز و قاصر رہے، اہل عرب جن کے لئے یہ معمولی کام تھا وہ بھی عاجز رہے، یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ خالق و مالک کائنات اللہ جل شانہ کا مقدس کلام ہے۔

وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ

اور یہ لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے

لَوْ لَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرًا ۚ أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنزٌ

اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈرتا یا اس کے پاس کوئی خزانہ آپڑتا

أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا، وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا

یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا اور یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی کی راہ پر چل رہے ہو

مَسْهُورًا ۖ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُوْنَ

دیکھئے تو یہ لوگ آپ کے لئے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سودہ (بالکل) گمراہ ہو گئے پھر وہ راہ

سَبِيلًا ۙ

نہیں پاسکتے۔

**تفسیر**

ان آیات میں کفار کے دوسرے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے، کفار کہتے تھے جب محمد عربی ہماری طرح کھاتے پیتے اور بازاروں میں خرید و فروخت کرتے ہیں تو پھر اللہ کے رسول کہاں سے ہو گئے اگر یہ واقعی اللہ کے رسول ہوتے تو ان کے ساتھ کم از کم ایک آدھ فرشتہ تو ضرور ہوتا جو ان کو سچا رسول ثابت کرتا لوگوں پر رعب جمانے کے لئے وہ ان کے ساتھ گھوما کرتا، اگر فرشتہ بھی ہمراہ نہیں تو سونے چاندی کا کوئی خزانہ ہوتا جسے لوگوں پر خرچ کر کے اپنے دین کی طرف انہیں مائل کرتے اور اگر ایسا بھی نہیں کم از کم ایک آدھ باغ تو عام زمینداروں کی طرح ضرور ہی ہونا چاہئے تھا تا کہ اپنے اپنی ضروریات پوری کرتے بس جب کچھ بھی نہیں تو کیسے یقین کر لیا جائے کہ یہ معمولی حیثیت کا آدمی اللہ کا رسول ہے بس اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس شخص کی عقل جاتی رہی یا کسی نے جادو کر کر ہوش باختہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔

ان آیات میں اس کا مختصر جواب یہ دیا گیا ہے کہ دیکھو یہ لوگ آپکی شان میں کیسی کیسی عجیب باتیں کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ سب گمراہ ہو گئے اور اب ان کو راہ ملنے کی کوئی صورت نہ رہی، تفصیلی جواب اگلی آیات میں دیا گیا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنَّتْ تَجْرِيْ

وہ ذات بڑی عالی شان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے اچھی چیز دیدے یعنی بہت سے باغات جن کے نیچے سے نہریں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۚ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ

بہتی ہوں اور آپ کو بہت سے محل دیدے بلکہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں

وَاعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۙ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ

اور داغنام اس کا یہ ہوگا کہ ہم نے ایسے شخص کے لئے جو کہ قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے، وہ انکو در سے دیکھے گی تو وہ لوگ

بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيْظًا ۖ وَ زَفِيْرًا ۚ وَ اِذَا الْقُؤٰمُ مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا

اس کا جوش و خروش اور جب وہ اس (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ میں

مُقَرَّرِيْنَ دَعَوْا هٰنَالِكَ ثُبُوْرًا ۚ لَا تَدْعُوْا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّ اِحْدًا وَّادْعُوْا

ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے، تو وہاں موت موت پکاریں گے آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں

ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۚ قُلْ اٰذِكْ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ

کو پکارو آپ کہئے کہ (یہ بتلاؤ کہ) کیا یہ مصیبت کی حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت جس کا خدا سے ڈرنیوالوں

كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءٌ وَ مَصِيْرًا ۝ لَّهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۚ كَاْنَ

سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کے لئے صلہ ہے اور ان کا ٹھکانہ ان کو وہاں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے وہ ہمیشہ رہیں گے

عَلٰى رَّبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ۝ وَ يَوْمَ يُخْشَرُهُمْ ۖ وَمَا يَعْْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے، اور جس روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے ان کو جمع

فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَصْلٰكُمُ عِبَادِىْ هٰؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوْا السَّبِيْلَ ۚ قَالُوْا

کر لیا پھر فرما دے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ راہ سے گمراہ ہو گئے تھے

سُجُنٰكَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءِ

کہیں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوْا الذِّكْرَ ۖ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ۝ فَقَدْ

لیکن آپ نے ان کو اور ان کے بڑوں کو (خوب) اُسودگی دی یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے، اس

كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۖ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يُّظْلِمِ

وقت اللہ تعالیٰ ان عابدین کو (جواب کرنے کے لئے) فرما دیگا کہ تمہارا ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھیکر دیا سو تم نہ تو خود ڈال

## مِّنْكُمْ نَذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا (۱۹)

سکتے ہو اور نہ ملدے جاسکتے ہو اور جو تم میں ظالم ہو گا ہم اسکو بڑا عذاب چکھائیں گے۔

### تفسیر

یہاں کفار و مشرکین کے اعتراض کا تفصیلی جواب دیا گیا ہے یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر محمد عربی اللہ کے رسول ہوتے تو ان کے پاس باغ و جائیداد اور خزانے ہوتے، ان کو جواب دیا گیا ہے کہ باغات اور خزانے دیدینا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں وہ چاہے تو ایک باغ کیا بہت سے باغ اس سے بہتر عنایت فرمادے جس کا تم لوگ مطالبہ کر رہے ہو بلکہ اللہ کو قدرت ہے کہ جو باغات نہر میں محلات اور حوریں جنت میں ملنے والی ہیں وہ سب آپ کو ابھی دنیا میں عطا کر دے مگر کچھ حکمتوں اور مصلحتوں کا تقاضہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو دنیوی مال و دولت سے الگ ہی رکھا جائے خاص طور پر انبیاء کے سردار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہوا کہ وہ عام غریب مسلمانوں کی صفوں اور ان جیسے حالات میں رہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ ان مترضین کے اگر تمام مطالبات و فرمائشیں پوری بھی کر دی جائیں یہ تب بھی ایمان لانے والے نہیں یہ لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں جس کا انجام جہنم ہے جہاں یہ موت کو پکاریں گے مگر وہاں موت کہاں اس وقت ان سے کہا جائیگا تمہارا یہ انجام بہتر ہے یا اللہ کا وہ وعدہ جو مومنین سے جنت اور اسکے راحت و آرام کا کیا گیا تھا جو آج ان کو مل گئی ہے اور وہ اب اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کے بعد ان مشرکین کو سنانے کے لئے ان کے معبودوں کو خواہ وہ بت ہوں یا فرشتے یا حضرت عیسیٰ وغیرہ سے کہا جائیگا تم نے میرے ان بندوں کو حق سے گمراہ کیا تھا یہ سب عرض کریں گے ہمارے پروردگار ہم میں یہ مجال کہاں کہ ہم ان کو گمراہ کرتے یہ خود ہی نفسانی خواہشات میں پڑ کر گمراہ ہوئے ہیں بھلا ہم تو خود آپ کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ پھر ان کو کیسے حکم دیتے کہ ہم تمہارے معبود ہیں ہم تو خود بندے ہیں معبود کس طرح بن سکتے ہیں معبود تو بس صرف اے اللہ آپ کی ذات ہے۔

حق تعالیٰ ان مشرکین سے فرمائیں گے لو جن پر تمہیں پورا بھروسہ تھا کہ وہ تمہاری مدد کریں گے انہوں نے منہ انکار کر دیا ہے اور وہ خود تمہارے شرک سے بیزار ہیں، اور تمہارا جرم پورے طور پر ثابت ہو چکا اب یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں رہی کہ ہمارے معبودوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا بس اب ہم تم کو بڑا سخت جہنم کا عذاب چکھائیں گے۔



وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ

اور ہم نے آپ سے پہلے جنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے

وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۖ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۚ أَتَصْبِرُونَ

اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے، اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے کیا صبر کرو گے

وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے۔

## تفسیر

کفار و مشرکین نے ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ اگر محمد عزلی اللہ کے رسول ہوتے تو عام انسانوں کی طرح نہ کھاتے پیتے اور نہ ضروریات زندگی کے لئے بازاروں میں پھرتے، اصل میں ان کا یہ گمان تھا کہ رسول انسان نہیں ہوتا بلکہ فرشتہ ہوتا ہے، یہاں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جن انبیاء کو تم بنی و رسول مانتے ہو جیسے حضرت ابراہیم وغیرہ وہ بھی انسان ہی تھے فرشتہ نہیں وہ بھی کھاتے پیتے اور بازاروں میں پھرتے تھے جس سے تمہیں باسانی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کھانا پینا وغیرہ نبوت کے خلاف نہیں بلکہ یہ عین حکمت ہے کہ انسانوں میں رسول ہی انسان ہی بھیجا جائے تاکہ ان کے مزاج کے مطابق ان کو تعلیمات دے سکے۔

امیرِ غریب اور تندرست و بیمار بنائیکی حکمت | اس آیت کے اخیر میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت تو سب کچھ تھی کہ وہ

سارے انسانوں کو یکساں مالدار اور تندرست بنا دیتا کوئی غریب و بیمار نہ ہوتا مگر نظامِ عالم میں اسکی وجہ سے بڑے رخنے پیدا ہو جاتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے کسی کو غریب کسی کو مالدار کسی کو صحت مند کسی کو بیمار بنایا، اور اس میں ہر ایک کی آزمائش و امتحان بھی ہے مالدار اور صحت مند کے شکر اور غریب و بیمار کے صبر کا امتحان ہے اسی لئے اپنی امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ جب تمہاری نظر کسی ایسے شخص پر پڑے جو مال و دولت اور صحت و تندرستی اور عزت و جاہ میں تم سے بڑھا ہوا ہو تو فوراً ایسے لوگوں پر نظر کرو جو ان چیزوں میں تم سے کم حیثیت رکھتے ہوں تاکہ حسد کے گتہ سے بھی بچ جاؤ اور اپنی موجودہ حالت میں اللہ کا شکر کرنے کی توفیق بھی ہو۔

بحمدِ سبحانہ و تعالیٰ پارہ ۱۸ کی تفسیر حسن و خوبی مکمل ہوئی

# قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

## رحمت کے خزانے

یہ کتاب اعمالِ حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیثِ پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے اُستادِ محترم محدثِ جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ”المتجدد الدایع فی ثواب العمل الصالح“ کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اُردو ترجمہ ”رحمت کے خزانے“ کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسبِ ضرورت احادیثِ پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

الحمد للہ یہ مکمل کتاب قسطوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

## آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابرِ اُمت کی قدیم و جدید مستند و معتبر تفاسیر کا خلاصہ و منجوز ہے۔ جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے۔ ترجمہ کلامِ پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ الحمد للہ یہ تفسیر ۳۲ قسطوں میں مکمل ہو چکی ہے۔

## تذکرۃ الانبیاء

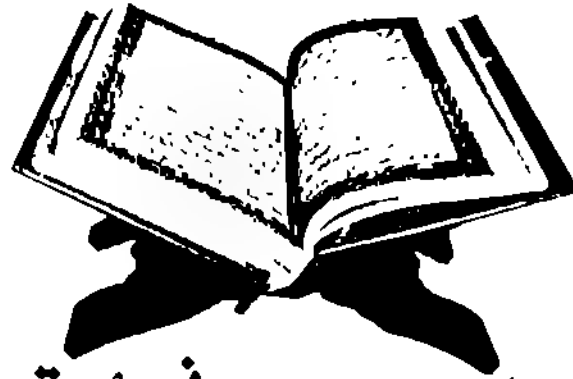
اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات و حالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح و نجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمد للہ یہ کتاب سولہ قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

وی، پی رجسٹری کے ذریعہ روانہ کی جاتی ہیں۔

نوٹ:- خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ فز اکم اللہ

**IDARA DAWAT-O-TABLEEGH**

Gali No. 2, Aali Ki Chungi, Mandi Samli Road, Saharanpur-247001 (U.P.), Mob: 9987375773



اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر

# آسان تفسیر

پارہ ۱۹

ترجمہ: جیسٹ ایڈووکیٹ مولانا اشرف علی صاحبہا نوی رحمہ اللہ علیہ

مرتب  
مولانا محمد یعقوب ماسمی  
فیض دار العلوم دیوبند

شائع کنندہ  
ادارہ دعوتِ تبلیغ  
گلی آل کی جنگ منڈی سمیٹی روڈ سہا پور پولی

سوال 9837375773



50/-

وَلَقَدْ نَسَرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْرِكٍ

اوپر سے قرآن کو نصیحت حال کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرے والا ہے

# قرآن شریف کی آسان تفہیم

قدیم و جدید مستند و معتبر کتب تفاسیر کے ماخذ کی روشنی میں

ترجمہ قرآن شریف حکیم حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ	مترتب محمد یعقوب قاسمی فاضل العلوم دیوبند
---	--

ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۷۱ کی چنگی سہارنپور یو پی ۲۰۷۰۰۱

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے

الْمَلٰئِكَةُ اَوْ نُرْءِ رَبِّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًا کَبِیْرًا ۝ یَوْمَ یَرَوْنَ

پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ حد بہت دوزنکل گئے ہیں

الْمَلٰئِكَةُ لَا یُشْرٰے یَوْمَیْذٍ لِلْجٰہِرِیْنَ وَیَقُولُوْنَ حَجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝

جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے اس روز مجرموں کے لئے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہیں گے کہ پناہ ہے پناہ ہے۔

کفار کے ایک اعتراض کا جواب

یہاں کفار و مشرکین کی بے ہودہ گوئی اور اعتراض کا

جواب دیا گیا ہے، یہ کہتے تھے کہ اگر محمد عربی واقع ہی میں

اللہ کے رسول ہیں تو فرشتے اس کی تصدیق ہمارے پاس آکر کیوں نہیں کرتے یا پھر اللہ ہی تصدیق کرے اس طور پر کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں اور وہ ہم سے کہے کہ محمد عربی ہمارے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ اعتراض کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کو مر کر قیامت کے روز ہمارے سامنے پیش ہونے اور حساب و کتاب دینے اور سزا پانے کا خوف نہیں اسی لئے وہ ایسے گستاخانہ کلمات زبان سے نکالتے ہیں اور اپنے کو بہت بڑا اور اس قابل سمجھ رہے ہیں کہ فرشتے ان سے بات کریں یا ان سیاہ کاروں کو اللہ کی زیارت ہو۔

آگے بطور طنز ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ تم فرشتوں کو دیکھو گے مگر اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں قیامت کے دن اور اس وقت تم ان سے پناہ مانگو گے کیونکہ جب تم ان فرشتوں کو عذاب کے سامان کے ساتھ دیکھو گے تو گھبرا کر پناہ مانگو گے مگر اس وقت تم کو پناہ دینے والا کوئی نہیں ہوگا بس تم سخت عذاب کی گرفت میں آ جاؤ گے۔

وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَلِمُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مُّثْوَرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَیْذٍ خَیْرٌ

اور ہم ان کے ان کاموں کا طرفہ جو کہ وہ کر چکے تھے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا کر دیں گے جیسے پریشان غبار (الہبۃ) اہل جنت اس روز

مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقُّ السَّمَاءُ بِالنِّعَامِ وَتُنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ۝

قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب چھبے ہونگے، اور جس آسمان ایک بی پر سے بھٹ جائیگا اور فرشتے بکثرت اتارے

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ۝ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۝ وَيَوْمَ بَعْضُ

جاویں گے۔ اس روز حقیقی حکومت رحمن ہوگی اور وہ کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا۔ اور جس روز ظالم لینے

الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يُؤْيِلُكُنِي لَيْتَنِي

ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھا دے گا کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ راہ پر لگ لے تا۔ ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا

لَمْ آتُخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۝ وَكَانَ

کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا، اس نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے اس سے ہکا دیا (اور ہٹا دیا) اور شیطان تو انسان کو

الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝

امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم قیامت کے روز کافروں کے ان کاموں کی طرف متوجہ

ہوں گے جن کو انھوں نے دنیا میں نیک اور اچھے سمجھ کر کیا ہوگا مگر ان اعمال پر بھی

ان کو کسی قسم کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ بلا ایمان نیک اعمال بھی قابل قبول نہیں، بس ہم ان کے ان اعمال کو خاک

کے حقیر ذرات جیسا بنادیں گے جو کسی کام نہ آئیں گے اور اس کے بالمقابل ان مومنوں کے اعمال قابل قبول

ہوں گے جن کا کافر مذاق اڑایا کرتے تھے ان مومنوں کو ہم جنت میں جگہ دیں گے جہاں وہ عیش و عشرت

کی زندگی بسر کریں گے۔

اے ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آسمانوں کے پھٹنے کے بعد ادھر سے بادل جیسی ایک چیز اترتی

ہوئی نظر آئے گی جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہوگی اور اس کے ساتھ بے شمار فرشتوں کا جھوم ہوگا

یہ سب میدان محشر میں آئیں گے جہاں صرف اللہ ہی کی حکومت ہوگی کسی کو چون و چرا کی کوئی ہمت نہ ہوگی

اس وقت اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا حساب و کتاب لیں گے، حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن

اللہ تعالیٰ دو پہر تک تمام مخلوقات کے حساب و کتاب سے فارغ ہو جائیں گے اور دو پہر کے سونے کے

وقت جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں، یہ وقت کافروں پر بڑا ہی سخت

ہو گا اپنے ہاتھ کاٹ کر کہہ رہے ہوں گے کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہم رسول اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر اپنی زندگی گزارتے، اور افسوس کریں گے کیوں ہم نے شیطان الانس و الجن اور اس کے چیلوں چانٹوں کا راستہ اختیار کیا، حالانکہ پیغمبر کی نصیحت ہمیں پہنچ چکی تھی جو ہدایت کے لئے کافی تھی اور ممکن تھا کہ ہمارے دل میں اتر جاتی مگر اس کجبت کی دوستی نے تباہ کیا اور ہمیں پیغمبر کی نصیحت کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ بلاشبہ شیطان بڑا ہی دغا باز ہے آدمی کو عین وقت پر دھوکہ دیتا ہے اور بری طرح رسوا و ذلیل کرتا ہے۔

## واقعہ شان نزول

”لَمْ اتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا“ یہ آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی مگر اپنے حکم کے اعتبار سے عام ہے جیسا کہ اوپر تفسیر کی گئی۔

واقعہ یہ ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط مکہ کے مشرک سرداروں میں سے تھا اس کی عادت تھی کہ جب سفر سے واپس آتا تو شہر کے مغزز لوگوں کی دعوت کرتا، یہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملاقات کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے رسول اللہ کی بھی دعوت کی جب آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا اے عقبہ میں اس وقت کھانا کھاؤں گا جب تم مشرک چھوڑ دو اور ایمان قبول کر لو چنانچہ آپ کے کہنے سے اس نے ایمان قبول کر لیا اس کے بعد آپ کھانا کھا کر اس سے رخصت ہو کر آگئے اس واقعہ کا علم جب عقبہ کے دوست اُبی بن خلف کو ہوا تو اس نے اپنے دوست کو بڑی ملامت کی اس نے مجبوری افلاس کی کہ قریش کے مغزز شخص محمد بن ابی معیط سے بغیر کھانا کھائے جلتے یہ میرے لئے بڑی ذلت و سوائی کی بات تھی اس وجہ سے میں نے کلمہ پڑھ لیا اس پر ابی بن خلف نے کہا میں تیری ان باتوں کو اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ پر جا کر نہ تھو کے، یہ بد نصیب اپنے دوست کی خاطر اس گستاخی پر آمادہ ہو گیا اور کر گذرا، ان دونوں دوستوں کو اللہ نے دنیا میں بھی ذلیل کیا کہ جنگ بدر میں دونوں مارے گئے اور آخرت کے عذاب کا ذکر اس آیت میں ہے کہ جب آخرت میں عذاب آتا دیکھے گا تو اپنے ہاتھ کاٹنے لگے گا اور کہے گا کاش میں فلاں یعنی ابی بن خلف کو اپنا دوست نہ بناتا۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۖ وَكَذَلِكَ

اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو (جو کہ واجب العمل تھا) بالکل نظر انداز کر رکھا تھا، اور ہم اسی

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَصِيرًا ۝

ہر مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں اور ہدایت کرنے کو اور مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے۔

## تفسیر

مسئل کو شش کے بعد بھی جب ضدی قسم کے لوگوں نے حضور علیہ السلام کی دینی دعوت کی طرف توجہ نہ کی تو آپ نے بارگاہ الہی میں شکایت کی۔ اے میرے پروردگار! میری قوم دین اسلام کی بات نہیں سنتی قرآن عظیم جیسی مقدس کتاب کو بکواس کہتی ہے جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے ہیں تاکہ کوئی سن اور سمجھ نہ سکے، انھوں نے قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔

## قرآن سے لاپرواہی کا انجام

اس آیت میں اگرچہ ذکر کافروں کا ہے مگر اپنے مفہوم کے اعتبار سے اس میں وہ مسلمان بھی درجہ بدرجہ شامل ہیں جو اس قرآن کو پڑھنا نہیں سیکھتے تلاوت نہیں کرتے اس کا مطلب نہیں سمجھتے، اس پر عمل نہیں کرتے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا ہے اس کو بند کر کے گھر میں رکھ لیا اس کی پابندی سے تلاوت نہ کی اور اس کے احکام و مطالب میں غور نہ کیا تو قیامت کے روز قرآن ایسے شخص کے گلے میں پڑا ہوا ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرے گا کہ اس بندہ نے مجھے چھوڑ دیا تھا اب آپ میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمادیجئے۔

آپ کی اس شکایت کے جواب میں آپ کو تسلی دینے کے لئے ان آیات میں فرمایا گیا ہے اگر آپ کے دشمن قرآن کو نہیں مانتے تو آپ اس پر صبر کیجئے کیونکہ ہمیشہ سے دستور خداوندی یہی رہا ہے کہ ہر نبی کے کچھ مجرم لوگ دشمن ہوا کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اس پر صبر کرتے رہے ہیں (جس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں) بس آپ ان کافروں کی رکاوٹ کی پرواہ نہ کیجئے جس کو اللہ چاہے گاہدایت پر لے آئے گا۔ اور جن کو ہدایت نصیب نہ ہوگی ان کے مقابلہ میں اللہ آپ کی مدد و نصرت فرمائے گا لہذا آپ کسی طرح کا غم نہ کریں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۖ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعۃً واحدہ کیوں نہیں نازل کیا گیا، اس طرح اس لئے (ہم نے نازل کیا) ہے تاکہ

بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۖ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ

ہم اسکے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور ہم نے اس کو بہت بھر بھرا کر اتارا ہے، اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے



تَفْسِيرًا ۝ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

پیش کریں مگر ہم ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپ کو عنایت کر دیتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مونہوں کے بل جہنم کی طرف بجائے

وَأَصْلُ سَبِيلًا ۝

جاویں گے، یہ جگہ میں بھی بدتر ہیں اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں۔

دشمنان اسلام کے  
ایک اعتراض کا جواب

بنی کے دشمن لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے طرح طرح کے اعتراض گھڑتے ہیں ان میں سے ایک اعتراض کو یہاں بیان فرمایا گیا ہے وہ یہ کہ دوسری کتابوں کی طرح پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں کیا گیا تھوڑا تھوڑا کر کے برسوں میں اتارا گیا، کیا اللہ تعالیٰ کو کچھ سوچنا پڑتا تھا (لغز باللہ) اس سے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ محمد عربی خود سوچ سوچ کر یہ کلام بناتے تھے اور پھر موقع دیکھ کر تھوڑا تھوڑا اسنادیتے تھے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ نا سمجھ لوگوں کو تمہاری سوچ غلط ہے اگر تم صحیح طور پر اس میں غور و فکر کرو تو بہت سے فائدے تمہیں نظر آئیں گے مثلاً ۱۔ تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی صورت میں حفظ کرنا زیادہ آسان ہے ۲۔ سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے ۳۔ واقعہ شان نزول دیکھ کر ان آیات کو سمجھنا بہت آسان ہو گیا ۴۔ ہر ضرورت کے وقت ہر بات کا صحیح جواب ملے رہنے سے حضور اور مسلمانوں کے دل کو تسکین ملتی رہی، ۵۔ تھوڑا تھوڑا نازل ہونے میں حضرت جبریل علیہ السلام کا بار بار آنا جانا ہوا جو مستقل برکت تھی اور حضور علیہ السلام کے لئے تسلی و تشفی اور مسرت و خوشی کا ذریعہ تھا۔

اس کے بعد حضور کے دل کو تقویت پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ لوگ آپ سے کیسا ہی عجیب سوال کریں ہم اس کا صحیح جواب پوری وضاحت کے ساتھ پہنچا دیتے ہیں تاکہ آپ ان کو لا جواب کر سکیں، ان لوگوں کے انجام سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو باخبر کیا کہ ہم ان کو چہروں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں لے جائیں گے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝ فَقُلْنَا

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی، اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو معین بنایا تھا، پھر ہم نے (دونوں کو)

اَذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَتِنَا فَدَمَرْنَهُمْ تَدْمِيرًا ۝

حکم دیا کہ دونوں آدمی ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری (توحید کی) دلیلوں کو جھٹلایا ہے۔

**تفسیر**

یہاں تک رسالت کا انکار کرنے والوں اور قرآن پر اعتراضات کرنے والوں کو وعیدیں سنائی گئیں اور جواب دیئے گئے، اب یہاں سے کچھ پچھلی قوموں کے عبرتناک حالات بیان کئے جاتے ہیں جن میں حضور علیہ السلام کے لئے تشلی و تقویت قلب کا سامان ہے، کہ جس طرح ہم نے پچھلے انبیاء کی مدد فرمائی اور دشمنوں کو غالب کیا اسی طرح آپ کے لئے بھی ہو نیا اللہ پہلے حضرت موسیٰ کا ذکر فرمایا کہ ہم نے ان کو اور ان کے بھائی ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس بھیجا جنہوں نے اپنے رب کو بھلا کر کھا تھا، اور فرعون کو خدا بنا کر کھا تھا، جب انھوں نے موسیٰ کی باتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو اپنے قہر و غضب سے ہلاک کر ڈالا، چنانچہ فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں غرق کر دیا گیا۔

وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا

سو ہم نے ان کو (اپنے قہر سے) بالکل ہی غارت کر دیا، اور قوم نوح کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں، جب انھوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو

لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ وَعَادًا وَثَمُودًا وَأَصْحَابَ الرِّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ

غرق کر دیا اور ہم نے ان کو لوگوں کیلئے ایک نشان بنا دیا، اور سہم (ان) ظالموں کے لئے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے، اور ہم نے عاد اور ثمود اور اسی

كَثِيرًا ۖ وَكُلًّا صَبَرْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَرْنَا تَبِيرًا ۖ وَلَقَدْ أَنْوَاغَ الْقَرْيَةِ

الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ہر ایک واسطے عجیب عجیب بیان کئے اور ہم نے سب کو بالکل برباد کر دیا

**اقوال و تحقیق**

كَذَبُوا بِآيَتِنَا، یعنی قوم فرعون نے ہماری آیات کا انکار کیا۔

میں۔ اس وقت تک تو حضرت موسیٰ مد پر تو ریت نازل بھی نہیں ہوئی تھی پھر آیات کے انکار کرنے کا کیا مطلب؟ حج یہاں آیات سے مراد یا تو توحید کے دلائل عقلیہ ہیں جو ہر انسان کو اپنی عقل کے مطابق سمجھ میں آسکتے ہیں ان میں غور نہ کرنے کو آیات کا انکار فرمایا ہے یا انبیاء سابقین کی روایات جو کچھ نہ کچھ ہر قوم میں نقل ہوتی آئی ہیں ان کا انکار مراد ہے۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ۔

الَّتِي أُمِطِرَتْ مَطَرِ السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ، بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝

اور اسی بستی پر ہو کر گزرے ہیں جس پر بری طرح پھر برسائے گئے، سو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں ہتے، بلکہ یہ لوگ مکر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے۔

## پیغمبروں کو جھٹلانے کا انجام

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب قوم نوح نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو طوفان سے غرق کر دیا اور اسی طرح ہم نے قوم عاد اور قوم ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے درمیان کی بہت سی امتوں کو ہلاک کیا، کیونکہ ان سب کی ہدایت کے لئے ہم نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ عجیب عجیب مضامین، عمدہ قسم کی مثالیں مضبوط دلائل بیان کئے مگر یہ نافرمانی و سرکشی پر قائم رہے تو پھر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔

اصحاب الرس سے کون لوگ مراد ہیں اس کی تفصیل کسی صحیح حدیث میں منقول نہیں البتہ صاحب منظرہ وغیرہ مفسرین نے کچھ اقوال بیان کئے ہیں ان میں سے یہاں صرف ایک کو لکھا جاتا ہے وہ سب بن منبہ سے مروی ہے کہ اصحاب الرس (یعنی کنویں والے) سے مراد حضرت شعیب کی قوم ہے ان کی آبادی ایک کنویں کے ارد گرد تھی یہ لوگ جالور پالتے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو بت پرستی سے منع کیا اور اسلام کی دعوت دی مگر انھوں نے قبول نہ کی اور روز بروز ان کی نافرمانی و سرکشی بڑھتی رہی، اور حضرت شعیب کو طرح طرح سے تکلیفیں پہونچاتے رہے تب اللہ تعالیٰ نے ان پر غضاب بھیجا جس وقت یہ لوگ اپنے گھروں میں موجود تھے تو یکدم وہاں کی زمین دھنس گئی جس سے ان کے تمام گھر اور کنواں زمیں میں دھنس گیا اور یہ سب لوگ ہلاک ہو گئے۔

ان آیات کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے ان کافرین کو مخاطب کر کے فرمایا جو ملک شام کا سفر کرتے ہوئے قوم لوط کی ان بستیوں سے گزرتے جن پر پھر برساکر اللہ نے ہلاک کر دیا تھا ان سے تمہیں عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اپنے خالق و مالک کے فرمانبردار بن کر زندگی گزارنی چاہئے۔

وَإِذَا رَأَوْكَ إِِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلاَّ هُزُوًا هَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۖ إِنْ كَادَ

نہیں کہتے۔ اور جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ کے تسخر کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا، اس شخص نے

نوٹ۔ قوم موسیٰ، قوم نوح، قوم ثمود، قوم عاد کے تفصیلی حالات سورہ اعراف میں گزر چکے ہیں۔  
(محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ)

كَيْضَلْنَا عَنْ الْإِهْتِنَاءِ لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ

تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے اور (مرنے کے بعد) جلد ہی ان کو معلوم ہو جاوے گا جب عذاب کا معائنہ

مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ۚ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝

کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا، اسے پیغمبر آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہو سو کیا آپ

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَتَّبِعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝

اسکی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنستے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض جو یا یوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔

## کافرین کی حالت

ان آیات میں فرمایا گیا کہ ان کافرین و مشرکین کا یہ حال ہے کہ جہاں آپ کو دیکھا وہیں آپ کا مذاق اڑانے لگتے ہیں کہتے ہیں کیا یہی وہ

بزرگ ہے جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی یہ غریب آدمی رسول نہ ہونا چاہئے تھا کوئی مالدار

ہوتا اور پھر خود ہی کہتے مگر ہاں اس شخص میں ایک بات بڑی کمال کی ہے باتوں کا بڑا جادو گر

ہے اپنی بات ایسے مآثر انداز میں کہتا ہے کہ دل میں اثرتی چلی جاتی ہے اسے یہ تو ہمیں بھی ہمارے

معبودوں (بتوں) سے ہٹا دیتا اگر ہم ان کو مضبوطی سے نہ پکڑے ہوئے ہوتے اب تک تو یہ ہم

کو گمراہ کر چکا ہوتا، ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ مرنے کے بعد جب تم ہمارا عذاب اپنی

آنکھوں سے دیکھو گے تب پتہ چلے گا کون گمراہ تھا اور کون حق پر۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا اے محمد جو شخص خواہشات نفسانی

کا غلام بن چکا ہے ان کے ہدایت پر آنے کی امید نہ کیجئے کیونکہ نہ وہ حق بات کو سنتے ہیں اور نہ سمجھتے

ہیں مثل جانوروں کے ہیں بلکہ اس سے بھی گئے گذرے کیونکہ جانور کم از کم اتنا شعور تو رکھتے ہیں

کہ اپنے مالک کے سامنے سر جھکا لیتے ہیں اور یہ کبخت تو اپنے خالق و مالک کے سامنے بھی سر نہیں

جھکاتے الٹی نافرمانی و سرکشی کرتے ہیں۔

اَلَمْ يَشْرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ

کیا تو نے اپنے پروردگار پر نظر نہیں کیا اس نے سایہ کو کیونکر پھیلا یا ہر اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ایک حالت پر ٹھیرا یا ہوا رکھتا پھر ہم نے

عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝

آفتاب کو اس پر علامت مقرر کیا پھر ہم نے اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا۔

## اللہ کی قدرت و احسان

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و احسان کو واضح کرنے کے لئے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم نے اپنے رب کی صنعت و قدرت کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا ہے کہ وہ کبھی چھوٹا ہوتا ہے کبھی بڑا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سائے کو ایک ہی جگہ بٹھرا لے رکھتا وہ گھٹتا نہ بڑھتا اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سورج کی شعاعوں کو اتنی دوز تک نہ آنے دیتا کیونکہ سورج کی شعاعوں کا زمین پر پہنچنا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے چنانچہ جب سورج نکلتا ہے تو ہر چیز کا سایہ مغرب کی جانب لمبا ہوتا ہے پھر وہ گھٹنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ نصف النہار (دوپہر کے وقت) تک تقریباً ختم ہو جاتا ہے، پھر زوال کے بعد یہی سایہ اسی طرح رفتہ رفتہ بڑھنا شروع ہوتا ہے اور پھر شام کو غروب کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔

ان آیات سے غافل انسان کو بیدار کرنا ہے کہ سائے کا گھٹنا بڑھنا تمہاری نظر میں اگرچہ سورج کی وجہ سے ہے مگر تم اس پر بھی غور کرو کہ سورج کو اس شان سے کس نے پیدا کیا ہے؟ وہ اللہ کی ذات ہے اسی نے دھوپ اور سائے کو پیدا کیا یہ دونوں چیزیں پیدا کر کے اللہ نے بندوں پر بڑا احسان کیا کیونکہ دھوپ چھاؤں ایسی نعمتیں ہیں کہ ان کے بغیر انسانی زندگی اور اس کا کاروبار نہیں چل سکتا۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو راحت کی چیز بنایا اور دن کو زندہ ہونے کا وقت بنایا۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک

ظہوراً لِّنُخْرِجَ بِهِ بَلَدَةً قَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَا سَيِّ كَثِيرًا ۝

صاف کر نیکی چیز ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں بہت سے چار پالیوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب

وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا ۖ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝

کر دیں۔ اور ہم اس کو ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں سو اکثر لوگ بغیر ناشکری کے نہ رہے

## اللہ کے انعامات و احسانات

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی کرم فرما ہے کہ اس نے انسان پر نیند مسلط فرمادی جو راحت

و آرام کی چیز ہے سونے سے انسان کی جسمانی و دماغی تکان دور ہو کر نئی طاقت حاصل ہو جاتی ہے نیند کے لئے رات کا وقت بنایا رات کی تاریکی میں نیند آرام کی اور گہری آتی ہے، پھر سب ایک ہی وقت میں سوتے ہیں جس سے کسی کے کاروبار میں بھی الجھن نہیں ہوتی اگر لوگوں کے سونے کی وقت الگ الگ ہوتے تو کاروبار میں بڑی دشواریاں پیدا ہو جاتیں،

اور یہ بھی اللہ کا احسان ہے کہ جس طرح اس نے رات کو سونے کے لئے مخصوص فرمایا اسی طرح دن کو جاگنے کے لئے تاکہ ہر آدمی اپنی ضروریات زندگی مہیا کر سکے۔

یہ بھی اللہ کا انعام عظیم ہے کہ بارش آنے سے پہلے بطور خوشخبری ٹھنڈی ہوائیں چلاتا ہے پھر آسمان کی طرف سے پانی برساتا ہے جو خود بھی پاک ہے اور دوسروں کو بھی پاک کرنے والا ہے اور اس پانی کے ذریعہ مردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے، کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں جہاں خاک اڑ رہی تھی وہ سبزہ زار بن جاتا ہے اور کتنے جانور اور آدمی بارش کا پانی پی کر سیراب ہوتے ہیں۔

اور یہ بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو برابر نہیں پہنچتا بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ، کہیں جلدی کہیں دیر میں غرض کہ جس طرح اللہ کی حکمت مرضی ہوتی ہے اس حساب سے پہنچتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس پانی کا بھیجنا کسی قادر مختار اور حکیم کے قبضہ میں ہے مگر پھر بھی بہت سے لوگ نہیں سمجھتے اور نعمت الہی کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ الٹا ناشکری پر اتر جاتے ہیں اور کفر و نافرمانی کرنے لگتے ہیں۔

وَلَقَدْ صَوَّفْنَا لَهُ بَيْنَهُمْ، یعنی بارش کو ہم بدلتے اور پھرتے رہتے ہیں کبھی ایک شہر میں کبھی دوسرے شہر میں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ اس سال بارش کم ہے اس سال زیادہ ہے یہ حقیقت کے اعتبار سے صحیح نہیں کیونکہ بارش کا پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر سال برابر برستا ہے البتہ بحکم الہی یہ ہوتا ہے کہ اس کی مقدار کسی شہر بستی میں زیادہ کر دی کسی میں کم کر دی، اور بعض اوقات بستیوں سے کم کر کے پہاڑوں اور جنگلوں میں برسا دیا جاتا ہے اس سے لوگوں کو سزا دینا اور متنبہ کرنا ہوتا ہے، اور بعض اوقات ضرورت سے زیادہ بارش برسا کر بھی لوگوں کو سزا دینا اور تنبیہ کرنا مقصود ہوتا ہے، اس لئے ہر دم اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہنا چاہئے

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ تَذِيرًا ۚ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے، سو آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کیجئے اور قرآن سے ان کا

کبیرا، ۱۔ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فَرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ

زور شور سے مقابلہ کیجئے، اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو صورت ملا یا جن میں ایک (کاپانی) تو شیریں تسکین بخش ہے

بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۚ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا

اور ایک (کاپانی) شور تلخ ہے۔ اور ان کے درمیان میں ایک حجاب اور ایک مانع قوی رکھ دیا، اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے

وَصَهْرًا ۚ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۚ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ

آدی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سرال والا بنایا، اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں

وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۚ

کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انکو کچھ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ انکو کچھ ضرر پہنچا سکتی ہیں، اور کافر تو اپنے رب کا مخالف ہے۔

قرآنی تعلیمات کو پھیلانا بھی جہاد ہے | ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کافروں کی حالت بد اور کفر و انکار

کو دیکھ کر ہمت نہ ہاریے کہ میں تنہا ان ضدی لوگوں کو کس طرح قرآنی دعوت پیش کروں گا۔ ہم

چاہتے تو ہر زمانہ اور ہر خطہ میں الگ نبی بھیج دیتے مگر ہمارا مقصود آپ کے اجر و ثواب اور قرب کو

بڑھانا ہے، بس آپ خوب زور و شور سے قرآنی دلائل پیش کر کے اپنا تبلیغی مشن جاری رکھیے

بعض مفسرین نے فرمایا کہ قرآنی تعلیمات کو پھیلانا یہ بھی بڑا جہاد ہے اس کے بعد انہی آیات میں توحید

و قدرت خداوندی پر دلیل پیش کی گئی کہ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے دوائے دریاؤں کو ملا یا جن

میں ایک کاپانی میٹھا اور دوسرے کا تلخ ہے اور اس پر اس کی قدرت کا کمال یہ کہ بظاہر دونوں

طرح کے پانی ملے ہوئے ہوتے ہیں لیکن ان کے درمیان ایسا خفیف و لطیف پردہ ہوتا ہے جو

دونوں کو ملنے نہیں دیتا ادھر کاپانی پیچھے تو تلخ اور دوسری جانب سے پیچھے تو شیریں اور ذائقہ

دار۔ علماء مفسرین نے فرمایا کہ اس سے وہ مواقع مراد ہیں جہاں شیریں ندیوں کا پانی آکر سمندر کے تلخ

پانی میں ملتے ایسی جگہوں پر میلوں دور تک بیٹھا اور تلخ پانی الگ الگ چلتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ نور اللہ مرقدہ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں دو معتبر ہنگامی علماء کی شہادت نقل کی ہے کہ ”ارکان“ سے چار گام تک دریا کی یہ شان ہے کہ اس کی دونوں جانبیں الگ الگ قسم کے دو دریا نظر آتے ہیں ایک جانب کا پانی سفید ہے اور دوسری جانب کا سیاہ، سیاہ میں سمندر کی طرح پانی خوب ٹھاٹے اور موجیں مارتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے کشتی سفید ہی میں چلتی ہے اور دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی چلی گئی ہے لوگ کہتے ہیں کہ سفید پانی بیٹھا ہے اور سیاہ پانی تلخ ہے۔

اور یہ بھی قدرت خداوندی کی واضح دلیل ہے کہ اس نے ایک قطرہ مٹی سے انسان کو وجود بخشا پھر اس کی نسلیں چلائیں سسرالی اور دامادی رشتے قائم ہوئے اور ایک بہت بڑا خاندان بنا دیا، یہ اللہ کی شان قدرت کہ ایک ناپاک قطرہ سے کیا بنا دیا مگر یہ انسان اپنی حقیقت سے غافل ہو کر اور اپنے حقیقی خالق و مالک اور محسن و مربی کو بھول کر عاجز و کمزور مخلوق کو اپنا خدا بنا بیٹھا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ

اور ہم نے آپ کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ خوش خبری سنائیں اور ڈرائیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس

اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهِ سَبِيلًا ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ

بے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہاں جو شخص یوں چاہے کہ اپنے رب تک راستہ اختیار کرے اور اس حي لا يموت پر توکل رکھے، اس کی

بِذُنُوبٍ عِبَادَةٍ خَيْرًا ۚ

تسبیح و تحمید میں لگے رہے، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کاafi خیردار ہے

تفسیر

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ آپ ایمان لانے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور کافروں کو دوزخ سے ڈرائیں اور آپ ان سے فرمائیے کہ اے لوگو میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا بلکہ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے خالق و مالک کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے لگو، اور آپ ان کی دشمنی کی قطعاً پرواہ نہ کیجئے بلکہ ہم پر بھروسہ رکھیے اور ہماری تسبیح و تقدیس کرتے رہئے، اللہ



تعالیٰ ایسے گستاخ و نافرمان بندوں کی حرکات سے خوف و اقف ہے وہ ان کے خود نمٹ لے گا۔  
درحقیقت ان آیات میں حضور علیہ السلام کے اس فکر کو زائل کرنا مقصود ہے کہ جب یہ لوگ  
میرے دشمن ہیں تو جو دین کی بات میں ان کو سناؤں گا یہ کب لے سن کر قبول کریں گے، اللہ  
نے فرمایا یہ سب ہمارا کام ہے آپ اس کی بالکل فکر نہ کریں آپ صرف ہم پر بھروسہ کر کے تبلیغ  
کرتے رہئے۔

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ

وہ ایسا ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سب چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر قائم ہوا وہ بڑا مہربان ہے  
الرَّحْمَنُ فَسُئِلَ بِهِ خَيْرًا ۖ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ  
تو اس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہئے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمن کیا چیز ہے۔

اَسْجُدْ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۖ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ

کیا ہم اس کو سجدہ کرنے لگیں جس کو تم سجدہ کرنے کے لئے بلو کہو گے اور اس سے انکو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے، وہ ذات بہت عالیشان  
فِيهَا سِرْجًا وَ قَمَرًا مُنِيرًا ۖ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ أَرَادَ أَنْ

جس آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس میں ایک چراغ اور نورانی چاند بنایا، اور وہ ایسا ہے جس رات اور دن کو ایک دوسرے

يَذْكُرُوا أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ۖ

کے پیچھے آنے جانوالے بنائے اس شخص کے لئے ہیں جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔

تَفْسِير

ان آیات میں پھر توحید باری تعالیٰ کا بیان ہے کہ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے  
آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کو اس نے صرف چھ دن کے اندر  
پیدا فرمایا اور پھر عرش پر اپنی شان کے مطابق جلوہ افروز ہوا اور اس کی پوری تفصیل سورہ اعراف  
رکوع ۷ میں گذر چکی ہے  
اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ سحمان کو سجدہ کرو تو بوجہ عناد اور چڑکے کہتے ہیں کہ  
رحمن کیا چیز ہے جس کو ہم سجدہ کریں کیا آپ کے صرف اتنا کہنے سے ہم رحمن کو سجدہ کر لیں گے۔

ان آیات میں ان سے فرمایا گیا کہ اگر واقعی تم حرم کو نہیں جانتے تو کسی جاننے والے سے معلوم کر لو، بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد سابقہ آسمانی کتب کا علم رکھنے والے علماء یہود و نصاریٰ ہیں کہ وہ تم کو رحمن کی حقیقت اس کی ذات و صفات سے واقف کرائیں گے کہ وہ کس زبردست قدرت و غلبہ والا ہے اور حقیقت میں سجدہ کا صرف وہی تنہا مستحق ہے۔

ان آیات کے اخیر میں بیان ہے کہ وہ ذات بڑی عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے، اور دو ستارے تو بڑے ہی نورانی اور نفع بخش بنائے یعنی چاند و سورج اور پھر ان کے ذریعہ رات و دن روشنی و تاریکی، غرض کہ یہ تمام کائنات اس نے پیدا فرمائی گئی ہے تاکہ انسان اس میں غور و فکر کر کے اللہ کی ذات اور اس کی قدرت کو پہچان کر صرف اسی کا بندہ بن جائے اور کسی بھی مخلوق کے سامنے نہ جھکے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَتُوبُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُونَ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ

اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جہلا ان سے (جہالت کی بات کرتے ہیں) تو وہ رفع شرکی بات

قَالُوا سَلَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا

کہتے ہیں، اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں لگے رہتے ہیں، اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے

اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۚ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝

پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھئے کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے بیشک وہ جہنم برا ٹھکانا اور بُرا مقام ہے۔

تفسیر

سورہ فرقان کی ان آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص و مقبول بندوں کا

ذکر فرمایا ہے، جن کے عقائد، اعمال، اخلاق، سب اللہ و رسول کی مرضی کے موافق

اور احکام شرعیہ کے مطابق ہیں، اپنے ان بندوں کو اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمن کے لقب سے نوازا ہے۔

اللہ کے یہ مخصوص بندے اپنے ہر قول و فعل

سے بندگی کا اظہار کرتے ہیں، ان کی چال

اللہ کے مخصوص بندوں کی صفات

دھال سے عاجزی و انکساری ظاہر ہوتی ہے، یہ متکبروں کی طرح اگر کر زمین پر نہیں چلتے بلکہ ان

کے مزاج میں تواضع ہے اسی کا اثر چلنے میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ایک صفت ان میں یہ بھی ہے کہ جب جاہل بے وقوف ان سے بدتمیزی کرتے ہیں تو یہ ان سے منہ نہیں لگتے بلکہ سلامتی کی بات کہتے ہیں اور اچھے سلوک سے پیش آتے ہیں تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور نہ ہی کسی قسم کا شر پیدا ہو۔

یہ تو ان کے دن کا حال تھا آگے رات کی کیفیت مذکور ہے کہ یہ رات کو نماز اور ذکر و اذکار میں مشغول رہتے ہیں، رات کی عبادت کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہ وقت سونے آرام کرنے کا ہے مگر یہ لوگ اپنی نیند کو قربان کر کے آرام کو چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں نیز رات کے وقت ریادہ کھا دے کا بھی خطرہ نہیں ہوتا اسی لئے تہجد کی نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے ترمذی شریف کی ایک روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہجد کی پابندی کو وہ تم سے پہلے صلحا کا معمول رہا ہے اس سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور گناہ ختم ہوتے ہیں نیز آئندہ گناہ سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

ان آیات کے اخیر میں یہ فرمایا گیا کہ اللہ کے ان مخصوص و مقرب بندوں کا یہ عالم ہے کہ رات دن عبادت و رضائے الہی میں مشغول رہنے کے باوجود اللہ سے بے خوف نہیں ہو جاتے، بلکہ ہر وقت اللہ کا خوف اور آخرت کی فکر لگی رہتی ہے اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے رہتے ہیں اور اپنی مغفرت کی دعا بھی کرتے رہتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِينَ

اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس کے درمیان اعتدال

لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

پر ہوتا ہے اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، اس کو

وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو شخص ایسے کام کرے گا۔ تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا۔ کہ قیامت کے روز

وَيُخْلَدُ فِيهِ مُمْهِمًا ۚ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ

اس کا عذاب بڑھا چلا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے



ڈبل کر دیا جائے گا اور ہمیشہ جہنم میں ہی پڑا رہے گا اس کے بعد فرمایا ہاں جو شخص اپنے کفر و شرک اور جرم سے توبہ کر لے اور اچھے اعمال کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کچھ وہ مشرکین جنہوں نے بکثرت قتل و زنا کر رکھا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت بیان کر کے دریافت کیا ہم کس طرح پاک ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا ایمان قبول کر کے اپنے پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کر لو اور آگے نیک اعمال کرنے شروع کر دو اس پر یہ آیت نازل ہوئی آخری آیت میں گناہگار مسلمانوں کا ذکر ہے کہ تم اگر توبہ کر لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور توبہ کے بعد اس کے ثبوت کے لئے نیک عمل بھی کرنے شروع کر دو پھر اللہ تم کو نواز دے گا۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۖ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا

اور وہ یہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر یہودہ مشغلوں کے پاس کو ہو کر گذریں تو سنجیدگی کے

بِأَيِّتٍ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۖ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

ساتھ گزر جاتے ہیں، اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہو تو ان پر بہراندہ ہو کر نہیں گرتے اور

مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۖ

وہ ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہم کو متقیوں کا

یہودہ مجلسوں سے سنجیدگی کیساتھ گزرنا چاہئے

اللہ کے مخصوص و مقبول بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ حضرات بے ہودہ و لغو اور خلاف شرع مجلسوں میں شرکت نہیں کرتے اور اگر اتفاقاً اس طرح کی کسی مجلس سے ان کا گذر ہو جائے تو یہ بڑی سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں یعنی اس مجلس کو برا جان کر اپنے کو بچا کر نکل جاتے ہیں اور دل میں کوئی اس طرح کا خیال نہیں لاتے کہ یہ لوگ ذلیل ہیں۔ اور ہم افضل ہیں۔

اور ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ جس وقت ان کو احکام خداوندی کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہو تو یہ اس پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گر پڑتے جس طرح کافرا آیات و قرآنی پر اعتراضات پیدا کرنے کے لئے اس کے معارف و حقائق سے اندھے بہرے ہو کر گر پڑتے ہیں، یہ حضرات تو خوب غور و فکر

اور شوق سے سنتے اور سمجھتے ہیں اور پھر اس سے متاثر ہو کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

**اپنے اہل و عیال کو دیندار بنانے کی فکر** | ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ اپنے بیوی

بچوں کو دیندار بنانے کی فکر دامن گیر رہتی ہے چنانچہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ان کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے، میرے لئے راحت و آرام کی چیز بنادے اور یہ بات ظاہر ہے کہ مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوتا ہے جب وہ اپنے بچوں کو علم دین حاصل کرنے میں مشغول دیکھے اور اس کے اہل و عیال دیندار اور متقی و پرہیزگار ہوں، اسی کے ساتھ یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں متقی و پرہیزگار لوگوں کا پیشوا اور بڑا بنا، مطلب یہ ہے کہ اے خدا جب تو نے ہمیں اپنے اہل و عیال کا بڑا بنا ہی دیا ہے تو ہمیں متقی لوگوں کا بڑا بنا یعنی تو ہمارے بیوی بچوں کو متقی و پرہیز اور پابند شرع بنادے۔

**أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا خَلِيدِينَ**

ایسے لوگوں کو بالا خانے میں گئے (دین و طاعت پر ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور

**فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۖ قُلْ مَا يَعْبُؤْا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ**

سلام ملے گا، اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانہ اور مقام ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پروا نہ کرے گا اگر تم

**فَسَوْفَ يَكُونُ لَكُمْ مَأْوًى**

عبادت نہ کرو گے۔ سو تم تو جھوٹا سمجھتے ہو تو عقوبت یہ (جھوٹا سمجھنا تمہارے لئے اداں (جان) ہوگا۔

**مقبول بندوں کی جزا** | مقبول بندوں کی صفات بیان کرنے کے بعد اب ان آیات میں ان کی جزا کا ذکر ہے ارشاد ہے کہ ان حضرات کو جنت میں ادب کے

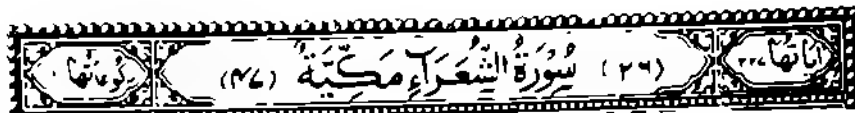
درجے یعنی بالا خانے میں گئے (جو عام جنت کے محلوں سے زیادہ قیمتی ہوں گے) اور فرشتے ان کو مبارک باد دیں گے اور سلام کریں گے۔

**اقوال و تحقیق** | لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ یہ حضرات نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔

محمد یعقوب غفرلہ و لوا دیہ

اس کے بعد فرمایا اے رسول آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تمہارا رب تمہاری ذرا بھی پروا نہیں کریگا اگر تم اس کی عبادت نہیں کرو گے، حاصل یہ کہ بغیر عبادت کے انسان کی کوئی قدر و قیمت نہیں، آگے کفار و مشرکین سے فرمایا جا رہا ہے کہ تم نے تو سب چیزوں کو جھٹلا ہی دیا ہے تمہاری تو کوئی وقعت اللہ کے نزدیک ہے ہی نہیں بس اب تو تم سزا کا انتظار کرو، بس موت کے دبوچتے ہی تم ہمیشہ کے لئے جہنم کے سپرد کر دیئے جاؤ گے۔

بحمد اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورہ فرقان کی تفسیر مکمل ہوئی۔



سورہ شعراء مکہ میں نازل ہوئی اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

طَسْمَ ۝ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۚ لَعَلَّكَ بَآخِئِ نَفْسِكَ ۙ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ

طسم (یہ مضامین جو آپ پر نازل ہوتے ہیں) کتابِ واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان دے دیں گے۔

اِنْ نَّشَا نُنْزِلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ ۙ اٰیَةً ۙ فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۚ وَمَا

اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جائیں، اور ان کے

بِاٰتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرِ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحَدِّثٍ ۙ اِلَّا كَاْنُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۚ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيٰٓاتِيْهِمْ

پاس کوئی تازہ ہمائشِ رحمن کی طرف سے ایسی نہیں آتی جس سے بے رخی نہ کرتے ہوں سوا انہوں نے (دنِ حق کو) جھڑپا ملا دیا

اَنْبُوْا مَا كَاْنُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۚ اَوَلَمْ يَرَوْا اَلَا الْاَرْضُ كَمَا اَنْبَتْنَا فِيْهَا

سوا بے غوریاں کو اس بات کی حقیقت معلوم ہو جاوے گی جس کے ساتھ یہ ہنہر کیا کرتے تھے، کیا انھوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کس قدر عمدہ عمدہ

مِّنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ۙ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ

قسم کی بوٹیاں لگائی ہیں۔ اس میں (توحید کی) ایک بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اور بلاشبہ

## رَبِّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

آپ کا رب غالب ہے رحیم ہے۔

## تفسیر

طسم۔ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے جو اللہ و رسول کے درمیان ایک راز ہے اور اللہ ہی کو اس کے معنی معلوم ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مضامین جو آپ پر نازل کئے جاتے ہیں (یعنی قرآنی آیات) یہ ایک ایسی کتاب کے ہیں جو ہدایت کا راستہ کھولنے والی ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کافریں کی بڑی فکر تھی کہ وہ کسی طرح ایمان لے آئیں، اس کے متعلق ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے، شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان ہی دے دینگے اس میں آپ کو ہدایت ہے کہ ان کافریں کا اتنا غم نہ کیجئے کہ آپ کی جان کو خطرہ ہو جائے پس جو آپ کا فریضہ ہے، تبلیغ وہ کرتے رہئے اور رہی ہدایت کی بات سو وہ اگر ہم چاہیں تو اپنی توحید و قدرت پر ایسی اہم نشانی پیدا کر دیں جس سے انکار کی گنجائش ہی نہ رہے مگر چونکہ یہ دنیا عالم ابتلا و آزمائش ہے اور ہماری حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی غور و فکر کرے اور اپنے اختیار سے ایمان قبول کرے اور پھر جیسے اعمال کرے اس کے مطابق ہم ثواب و عذاب دیں۔

اس کے بعد فرمایا گیا کہ یہ کافریں جن کے غم میں آپ گھلے جا رہے ہیں ایسے ہیں کہ جب ہمارا کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو یہ اسے جھٹلاتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں ہم عنقریب ان کو اس کا مزہ چکھائیں گے۔ اور کیا یہ کافریں زمین پر نظر نہیں ڈالتے کہ ہم نے اس سے کیسی قیمتی اور ضروریات کی اشیاء پیدا فرما رکھی ہیں کیا کسی اور کو اس پر قدرت ہے ہرگز نہیں بس حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب ہی زبردست غلبہ و قدرت والا ہے، اور اسی کے ساتھ وہ رحیم و کریم بھی ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کفر و شرک نہ رہے ہیں مگر وہ ان کو فوری سزا نہیں دے رہا ہے۔

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ إِنَّ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظَّالِمِينَ ۖ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۖ أَلَا يَتَّقُونَ

اور جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ تم ان ظالم لوگوں کے یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ کیا یہ لوگ (ہمارے غضب سے) نہیں ڈرتے



قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ وَيُضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي

انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ مجھ کو جھٹلانے لگیں۔ اور میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان

فَأَرْسِلْ لِي هَارُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَىٰ ذُنُوبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا

نہیں چلتی اسلئے ہارون کے پاس بھی جی بھیج دیجئے۔ اور میرے زمان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے سو مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھ کو قتل

فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ۝ فَأَتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ

کر ڈالیں، ارشاد ہوا کیا مجال ہے سو تم دونوں ہمارے احکام لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں اسنے ہیں۔ سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ

الْعَالَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلَ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَ

اور کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے (دونوں حضرات گئے اور فرعون سے سب معنایں کہہ دیجئے

لَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۚ وَفَعَلْتَ فَعَلَتِكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ

فرعون کہنے لگا کیا ہم نے تمکو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی اس عمر میں برسوں ہم میں رہا ہمارے اور تم نے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی جو کہ تم

الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ

اور تم بڑے ناسپاس ہو۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ اس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی تھی، پھر جب مجھ کو ڈر لگا تو میں

لِي يَتَىٰ حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىٰ أَنْ عَبَّدتَ

ہمارے ہاں سے مفرور ہو گیا پھر مجھ کو میرے رب نے دانشمندی عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں شامل کر دیا۔ اور وہ یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان کیا تھا

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا۔ فرعون نے کہا کہ رب العالمین کی مابیت کیا ہے موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں اسکا۔ اگر تم کو یقین کرنا ہو فرعون نے اپنے ارد گرد والوں سے کہا کہ تم لوگ سنئے ہو

أَبَايَكُمْ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالَ إِنْ رَسُولُكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۝ قَالَ رَبِّ

موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا فرعون کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف ہوا کرا یا ہے

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۝ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ قَالَ لَيْنِ اتَّخَذَتِ إِلَهًا غَيْرِي

بجنون ہے، موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں آسکا بھی اگر تم کو عقل ہو فرعون کہنے لگا کہ

لَأَجْعَلَكَ مِنَ الْمُسْجُونِينَ ۝ قَالَ أَوْلَوْ جُنَّتْ بِشْيءٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ فَاتِّبِعْهُ ۝ إِنْ

یہ سزا کوئی اور معبود تجو بزرگ کر دے تو تم کو جیل خانہ بھیج دوں گا موسیٰ نے فرمایا کیا اگر میں کوئی مرتجع دیل پیش کروں تب بھی فرعون نے کہا کہ

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

اچھا تودہ دیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو۔

حضرت موسیٰ کو دربار فرعون میں جانیکا حکم | یہاں سے اللہ کو جھٹلانے والی چند

ہیں، جن سے معلوم ہو گا کہ اللہ نے ان کو کس قدر ڈھیل دی مگر جب کسی طرح نہ مانے تو پھر کس طرح ہلاک کیا، پہلے قوم فرعون کا واقعہ بیان ہے، یہ واقعہ سورہ اعراف آسان تفسیر پارہ ۱۷ ص ۱۷۱ اور سورہ طہ آسان تفسیر پارہ ۱۷ ص ۱۷۱ تا ص ۱۷۹ پر تفصیل سے گزر چکا ہے، اس کا ایک بار پھر مطالعہ کر لیا جائے تاکہ مکمل واقعہ پھر سے تازہ ہو جائے۔

ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں سے اس وقت کا قصہ بیان کیجئے جب آپ کے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو پکارا اور حکم دیا کہ تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ، کیا وہ لوگ ہمارے غضب سے نہیں ڈرتے جو اس قدر نافرمانی و سرکشی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں اللہ کا یہ حکم سنکر حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے دو عذر دیں، ایک یہ کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ میری بلوری بات سننے سے پہلے ہی جھٹلانے لگیں اور فطری طور پر ایسے وقت میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان اچھی طرح نہیں چلتی لہذا میری آپ سے درخواست ہے کہ میرے بھائی ہارون کے پاس وحی بھیج دیجئے ان کو نبوت عطا فرما دیجئے تاکہ وہ اس تبلیغی مشن میں میری مدد و نصرت کر سکیں۔ دوسرے یہ کہ مجھ سے ان کی قوم کے ایک شخص کا قتل ہو گیا تھا مجھے ڈر ہے کہ فریضہ تبلیغ انجام دینے سے پہلے ہی وہ لوگ مجھے قتل کر دیں۔

اللہ کی طرف سے حکم ہوا، اے موسیٰ تسلی رکھو ہم تمہارے دونوں غمخواروں کا حل نکالے دیتے ہیں، اول یہ کہ ہم نے تمہاری خواہش کے مطابق ہارون کو نبوت سے سرفراز فرمایا ہے دوم یہ کہ ان میں اتنی جرات و ہمت نہ ہو سکے گی جو وہ تم کو قتل کر سکیں تم دونوں بے فکر ہو کر اس کے دربار میں ہمارا پیغام پہنچاؤ، ہماری مدد و نصرت تمہارے ساتھ ہے۔

بہر حال دونوں بھائیوں نے طے کیا کہ اب فرعون کے پاس چلنا چاہئے اور اسے پیغام الہی سنانا چاہئے، بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب دونوں بھائی فرعون کے پاس جانے لگے تو شفقت و محبت کی وجہ سے ان کی والدہ نے روکنا چاہا کہ تم ایسے شخص کے پاس جانا چاہتے ہو جس کے پاس حکومت کی طاقت بھی ہے اور وہ ظالم و مغرور بھی ہے تمہارا وہاں جانا بے سود ہے مگر دونوں بھائیوں نے والدہ کو سمجھایا کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے، الغرض دونوں بھائی فرعون کے دربار میں پہنچے تو بلا کسی خوف و حواس کے تخت کے قریب پہنچ کر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہمیں خدا نے اپنا پیغمبر و رسول بنا کر تیرے پاس بھیجا ہے ہم تجھ سے دو اہم باتیں چاہتے ہیں ایک یہ کہ خدا پر ایمان لا اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کر دوسرے یہ کہ غلم سے باز آ، اور قوم بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے نجات دے تاکہ ان کو میں ان کے آبائی وطن ملک شام لے جاؤں جہاں آزادانہ زندگی بسر کر سکیں اور اپنے حقیقی معبود اللہ جل شانہ کی بندگی میں لگ جائیں۔

**حضرت موسیٰ و فرعون کی باہمی گفتگو** | حضرت موسیٰ کی یہ گفتگو سن کر فرعون نے

نہیں جس کو ہم نے بڑے ناز و انداز سے اپنے محل میں پال پوس کر اتنا بڑا کیا اور کیا تو یہ بھی بھول گیا کہ تو ایک مصری کو قتل کر کے بھاگ گیا تھا اور اب تو رسول بن کر اپنے مطالبات منوانے میرے پاس آیا ہے، حضرت موسیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے کہ میں نے تیرے گھر میں پرورش پائی اور ایک مدت تک شاہی محل میں رہا اور مجھے یہ اعتراف بھی ہے کہ غلطی سے مجھے ایک شخص کا قتل ہو گیا مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکار نے سے اس کا دم نکل جائے گا، یہ بھی سچ ہے کہ گھبرا کر میں یہاں سے بھاگ گیا تھا مگر میرے رب نے مجھ پر احسان فرمایا کہ دولت نبوت سے سرفراز فرما کر پھر تیرے دربار میں بھیجا تاکہ میں تجھے حقیقی روشنی دکھاؤں، کیا یہ عدل و انصاف ہے کہ ایک شخص کی پرورش کے بدلے اور ایک شخص کی غلطی کی سزا میں پوری قوم کو غلام بنا لیا جائے، حضرت موسیٰ نے یہ معقول گفتگو سن کر فرعون نے گفتگو کا پہلو بدل دیا اور رب العالمین کے متعلق گفتگو شروع کر دی

کنے لگا کیا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے اگر ہے تو اس کی حقیقت بیان کر، حضرت موسیٰ نے فرمایا اگر تمہارے دلوں میں کسی چیز پر یقین لانے کی صلاحیت ہے تو سنو سب وہ ہے جس نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اس کو پیدا کیا اور سنو تم کو اور تمہارے باپ داداؤں کو اسی نے پیدا کیا ہے، جب فرعون لاجواب ہو گیا تو اس نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے کہا یہ شخص جو اپنے کو رسول بتاتا ہے مجھے تو یہ مجنوں اور پاگل لگتا ہے، جبھی تو ہمارے بڑوں پر تبصرے کرتا اور ہماری شان و شوکت سے مرعوب نہیں ہوتا ورنہ تو ہمارے سامنے کس کو بولنے کی جرأت۔ حضرت موسیٰ نے اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا پروردگار ہے، تمام سیارات کے طلوع و غروب کا نظام محکم طریقہ سے جاری رکھنے والی وہی ذات رب العالمین ہے اس میں غور و فکر کر کے سمجھے اگر تم میں کچھ عقل ہے۔

اب تو فرعون ہکا بکا رہ گیا اور اس نے انتقامی باتیں کرنا شروع کر دیں کہنے لگا یہ ملک مصر ہے یہاں میرے سوا کوئی خدا نہیں اگر میرے علاوہ کسی اور کو معبود مانو گے تو تم کو قید خانہ میں ڈنوا دوں گا۔

فَالْقَوْمُ خَافُوا وَنَزَعُوا مِنْ يَدَيْهِ وَيَضَاءُ لِلْظَّالِمِينَ ۝

موسیٰ نے اپنی لاکھی ڈال دی تو وہ دفعہ ایک نمایاں اثر دیا بن گیا۔ اور دوسرا اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ دفعہ سب دیکھنے والوں کے روبرو

قَالَ لِمَلِكِ حَوْلَهُ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ عَلَيْنَا ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ

بہت ہی چمکا ہوا ہو گیا۔ فرعون نے اہل دربار سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ ہمیں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے سکا مطلب یہ

يُخْرِجُهُمْ ۝ قَالُوا أَرْجَاهُ وَأَبْعَثْ فِي الْمَلَائِكِ حَشِيرِينَ ۝ يَا تَوَكُّ

ہم کہ اپنے جادوگر کو تمہاری سرزمین سے باہر کر دے سو تم کیا مشورہ دیتے ہو، درباریوں نے کہا کہ آپ انکو اور انکے بھائی کو ہلاکت دیجئے اور شہروں میں جبریل

بِكُلِّ سَحَابٍ عَلَيْهِمْ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ

کو بھیج دیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں آپ کے پاس لاکر حاضر کر دیں۔ غرض وہ جادوگر ایک مہینہ دن کے خاص وقت پر جمع کئے گئے اور لوگوں کو یہ اہتمام

هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلْنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ

دیا گیا کہ کیا تم لوگ جمع ہو گئے تاکہ اگر جادوگر غالب آجائیں تو ہم ان کی راہ پر چلیں پھر جب وہ

السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَإِنَّا لَنَعْنُ الْغُلَبِينَ ۖ قَالَ نَعَمْ

جادوگر (فرعون کی پیشی میں) اے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام) غالب لگے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ ملے گا، فرعون نے

وَأَنتُمْ إِذَا لِمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۖ قَالَ لَهُمْ مُوسَى ۖ الْقَوَامَا أَنْتُمْ تُلْقُونَ ۖ فَأَلْقَوْا

کہا کہ ہاں اور تم اس صورت میں مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے، موسیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہو (میدان میں) ڈالو۔ سو انھوں نے اپنی

حِبَالَهُمْ وَعَصِيَّتَهُمُ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغُلَبُونَ ۖ فَأَلْقَىٰ

رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب آویں گے۔ پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا سو ڈالنے کے

مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۖ فَأَلْقَىٰ السَّحَرَةُ سُجُودِينَ ۖ قَالُوا

ساتھ ہی (اڑ رہے تھے) ان کے تمام تر بجنے بنائے (دھندے کو نگلنا شروع کر دیا۔ سورہ دیکھو) جادوگر سب سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے کہ ہم

أَمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۖ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ

ایمان لے آئے رب العالمین پر، جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے۔ فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدو

أَذِنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ هَ لَا قُطْعَنَ

اسکے کہ میں تم کو اجازت دوں، ضرور یہ تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے میں تمہارے

أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَلَا وَصَلَتُكُمْ أَجْمَعِينَ ۖ قَالُوا لَا ضَيْرَ

ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کا ٹوں گا اور تم سب کو سولی پر ٹانگ دے گا، انھوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں

لَنَا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۖ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَاتِنَا ۚ إِنَّ

ہم اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے۔ (اور) ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اسوج

أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

سے کہ ہم سب پہلے ایمان لائے ہیں۔

## حضرت موسیٰ کے دو معجزے

حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا کہ ابھی فیصلہ میں

جلدی نہ کریں تو تیری باتوں کا جواب تھا اب ذرا وہ

کھلے ہوئے نشان بھی دیکھ جن سے اللہ کی قدرت اور میری صداقت ظاہر ہوتی ہے اور پھر حضرت موسیٰ نے بھرے دربار میں اپنا عصا ڈال دیا تو اژدہا بن کر چلنے لگا، یہ نظر کا فریب نہیں تھا بلکہ حقیقت تھی، پھر اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھا لیا تو وہ عصا بن گیا، اس کے بعد اپنے اپنا ہاتھ گریباں کے اندر لے جا کر باہر نکالا تو وہ ایک روشن ستارہ کی طرح چمک رہا تھا۔

جب فرعون نے یہ دو حیرت انگیز معجزے دیکھے تو وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا یہ تو کوئی بہت بڑا جادوگر معلوم ہوتا ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ تم لوگوں کو تمہارے ملک سے نکال دے اور پھر خود حکومت کرے، بتاؤ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے، تعجب ہے فرعون ابھی ابھی تو خدائی کے دعوے کر رہا تھا اور اب گھبرا کر اپنے ماتحتوں اور ملازموں سے اپنی حکومت بچانے کے مشورے شروع کر دئے، بہر حال فرعون اور درباریوں کے باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ فی الحال تو ان دونوں کو مہلت دے دی جائے اور اس دوران ملک کے ماہر جادوگروں کو راجدھانی میں جمع کر کے ان سے مقابلہ کرایا جائے جس میں یہ دونوں یقیناً شکست کھائیں گے اور ان کے تمام ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا ہم سمجھ گئے تو جادوگر ہے اب ہم اپنے جادوگروں سے تیرا مقابلہ کرائیں گے اس کے لئے تو روز یعنی ہتوار کا دن مقرر ہوا وقت دن چڑھے تقریباً دس بجے کا طے ہوا تا کہ اس ہتوار کے دن زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو سکیں اور سورج کی روشنی میں خوب اچھی طرح جادوگری اور حقیقت کو دیکھ سکیں اور سمجھ سکیں، بہر حال وقت مقررہ پر فرعون مع ماہر جادوگروں کے میدان مقابلہ میں موجود تھا، فرعون جادوگروں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے ان سے بڑے بڑے انعامات کے وعدے کر رہا تھا۔

القصہ جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے پوچھا پہلے آپ اپنا کرتب دکھاتے ہیں یا ہم دکھائیں حضرت موسیٰ نے فرمایا پہلے تمہیں کرنا ہے بس سب جادوگروں نے اپنی اپنی رسیاں اور لاشیاں زمین پر ڈال دیں جو سانپ بن کر چلتی ہوئی نظر آنے لگیں، اس کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا اور وہ اژدہا بن گیا اور اس نے جادوگروں کے بنائے ہوئے تمام سانپوں کو نگل لیا، جادوگریہ دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے کیونکہ جادوگر بڑے سے بڑا کرتب تو دکھا سکتا ہے مگر یہ نہیں کر سکتا کہ دوسرے جادوگروں کی بنائی ہوئی چیزوں کو کھا جائے، لہذا انہیں

یقین ہو گیا کہ موسیٰ جادوگر نہیں بلکہ واقعاً اللہ کے رسول ہیں اور پھر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور با آواز بلند کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو رب ہے موسیٰ و ہارون کا۔ یہ نقشہ بدلا ہوا دیکھ کر فرعون کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسک گئی وہ گھبرایا کہ کہیں ایسا نہ ہو میری تمام رعایا ہی رب موسیٰ پر ایمان لے آئے لہذا اس نے چال چلی اور جادوگروں سے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے یہ دونوں جادوگر (حضرت موسیٰ و ہارون) تمہارے گرد اور استاذ ہیں ان کی عزت کی خاطر تم نے بلا وجہ اپنی شکست و ہار مانی مگر یاد رکھو اس کا انجام اچھا نہ ہو گا میں تم سب کو سنگین سزا دوں گا کہ تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹوں گا اور میں تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا تا کہ دوسروں کو بھی عبرت ہو، فرعون کی یہ سخت باتیں سن کر جادوگروں نے بڑے اطمینان سے جواب دیا، میں آپ کی اس سزا سے کوئی گھبراہٹ نہیں کیونکہ مگر ہم اپنے مالک و خالق اللہ جل شانہ کے پاس پہنچ جائیں گے جہاں ہر قسم کا راحت و آرام ہمیں نصیب ہو گا اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری تمام خطاؤں کو معاف کر دے گا اس وجہ سے کہ اس موقع پر ہم سب سے پہلے ایمان لائے۔

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ اِنْكُمْ مُّتَّبِعُوْنَ ۝ فَارْسَلْ فِرْعَوْنَ فِي

اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو شاخ نکال بجاؤ تم لوگوں کا تعاقب کیا جادے گا۔ فرعون نے ہشروں میں چڑیا سی

الْمَدَائِنِ حٰثِرِيْنَ ۝ اِنْ هٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا كَغَآئِظُوْنَ ۝ وَ

روڑا دیئے (اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے۔ اور انھوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے۔ اور ہم سب

اِنَّا لَجَبِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنَّتٍ وَ عِيُوْنَ ۝ وَكُنُوْا وَمَقَامٍ

ایک سلج جماعت ہیں، غرض ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا (ہم نے ان

كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۙ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ ۝ فَاتَّبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا

کے ساتھ تو) یوں کیا اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنایا۔ غرض سورج نکلنے کے وقت انکو پیچھے سے جا لیا۔ پھر جب دونوں

تَرٰآ الْجَمْعَيْنِ قَالَ اَصْحَبُ مُوسٰى اِنَّا لَمَذْكُوْنٌ ۝ قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَیِّ سَيَهْدِيْنِ ۝

جا عتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ہمراہی کہنے لگے کہ ہم تو ماتھے لگے! موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرا ہمراہ میرا

فَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى اِنْ اَضْرَبْتَ بِعَصَاكَ الْيَمْرُءَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ

پروردگار ہے وہ مجھ کو ابھی رستہ بتلاوے گا پھر ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو، چنانچہ وہ بھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا

الْعَظِيمُ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا مُوسٰى وَمَنْ مَّعَهُ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ

(بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ، اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہنچا دیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور ان کے ساتھ والوں کو سب کو بچا لیا

اَعْرِفْنَا الْاٰخِرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ

پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔ (اور) اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔ اور ان (کفار) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کا رب بڑا

رَبُّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

زبردست ہے، (اور) بڑا مہربان ہے۔

بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لیجانی کا حکم | حضرت موسیٰ فرعون اور اس کی قوم کو ایک عرصہ

تک سمجھاتے رہے اور معجزات دکھاتے رہے مگر فرعون نے حق قبول نہ کیا اور نہ ہی بنی اسرائیل پر ظلم و ستم بند کئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

کو حکم دیا کہ تم بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ رات میں لے کر ملک شام ہجرت کر جاؤ، اور اے موسیٰ

یہ فرعون تمہارا پیچھا کریں گے تم گھبرانا نہیں ہم تمہاری مدد و حفاظت فرمائیں گے، بہر حال حضرت

موسیٰ راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل پڑے صبح کو فرعون کو خبر ہوئی تو اس کو بہت

غصہ آیا اس نے آس پاس کے شہروں میں اپنے قاصد بھیج کر فوج وغیرہ جمع کرائی اور پبلک

کو تسلی دی کہ وہ کمزور لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم جلد ہی ان سب کو تباہ کر ڈالیں گے چنانچہ

فرعون ایک دو روز میں مکمل تیاری کر کے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ حضرت موسیٰ کے پیچھے نکل پڑا

اور ایک روز صبح سورج نکلنے کے وقت قوم موسیٰ کے اتنے قریب پہنچ گیا کہ دونوں لشکر آپس

میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے قوم موسیٰ گھبرائی کہ اب فرعون کا لشکر ہمیں ہلاک کر ڈالے گا کیونکہ

پیچھے فرعون کا لشکر اور آگے دریا، مگر حضرت موسیٰ نے تسلی دی کہ گھبراؤ مت اللہ کی مدد ہمارے

ساتھ ہے جیسے ہی یہ لوگ دریا کے کنارے پہنچیں تو حضرت موسیٰ نے اپنا عصا دریا پر مارا جس

سے دریا میں خشک راستے بن گئے قوم موسیٰ آرام سے اکیس کو پار ہو گئی فرعون نے جب دریا میں

راستہ بنا ہوا دیکھا اور اس میں سے قوم موسیٰ کو پار ہوتے ہوئے دیکھا تو اس نے بھی اپنے لشکر



کو اس دریائی راستہ سے پار ہو جانے کا حکم دیا جب فرعون کا پورا لشکر دریا کے نیچوں پہنچ گیا تو اللہ نے دریا کو مل جانے کا حکم دیا، دریا چاروں طرف سے مل گیا اور فرعون مع اپنے پورے لشکر کے اس دریا میں غرق ہو گیا۔  
 اخیر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے یعنی کافرین و مشرکین کو چاہیے کہ اس واقعہ میں غور و فکر کریں اور سوچیں کہ اللہ نے اپنے ماننے والوں کو دریا سے پار کر دیا اور نہ ماننے والوں کو اس میں غرق کر دیا آگے حق تعالیٰ خود ہی فرما رہے ہیں کہ اس طرح کے واقعات سن کر بھی اکثر کفار مکہ ایمان نہیں لاتے، اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا رب بڑا ہی زبردست ہے وہ چاہے تو ان کافرین کو دنیا ہی میں عذاب دیدے مگر ساتھ ہی وہ بڑا مہربان بھی ہے، اس لئے ڈھیل دیتا ہے کہ اب بھی سنبھل جاؤ۔

وَإِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۖ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا

اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم کا قصہ بیان کیجئے۔ جبکہ انھوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو انھوں نے کہا

فَنُظِّلُهَا ۖ عَكْفِينَ ۖ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۖ أَوْ يَنْفَعُوكُمْ أَوْ

کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں ہم ان ہی پر جمے بیٹھے رہتے ہیں۔ ابراہیم نے فرمایا کہ کیا یہ تمہاری سنت ہے جس جب تم ان کو پکارا کرتے ہو۔

يَضُرُّونَ ۖ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۖ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ

بایہ تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا

تَعْبُدُونَ ۖ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ الْأَقْدَمُونَ ۖ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ إِلَّا رَبَّ

تم نے ان کو دیکھا بھی جن کی تم عبادت کیا کرتے ہو۔ تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی۔ کہ یہ میرے لئے باعث ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین جس نے

الْعَالَمِينَ ۖ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۖ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَ

یہ تم کو کچھ نفع پہنچاتا ہے اور تمہارے پرانے بڑے بھی۔ کہ یہ میرے لئے باعث ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین جس نے

يَسْقِينِي ۖ وَالَّذِي مَرَضْتُ فَهُوَ يَشفِي ۖ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي ۖ وَالَّذِي أَطعمُ

مجھ کو (اور اسی طرح سب کی پیدا کیا پھر وہی مجھ کو (میری مصلحتوں کی طرف) رہنما کرتا ہے اور جو کہ مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔

وإذا مرضتُ فهو يشفيني ۖ والذي يميتني ثم يحييني ۖ والذي أطعم

اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے۔ اور جو مجھ کو موت دے گا اور جس سے مجھ کو یہ ایسا کہ

## اَنْ يَغْفِرَ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّينِ ۝

میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کر دے گا۔

### حضرت ابراہیمؑ کی اپنی قوم کو دعوت حق

یہاں سے چودھویں رکوع تک چھ رکوع میں چھ پیغمبروں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں ان واقعات کی یہاں ہم نے صرف آیات متعلقہ کی تفسیر کی ہے، مکمل تشریح نہیں کی کیونکہ پہلے کئی جگہ ان واقعات کی تفصیل گزر چکی ہے، اسان تفسیر پارہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ میں بھی یہ واقعات گزرے ہیں ان کو ایک بار پھر ملاحظہ کر لیا جائے۔

ان آیات میں ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکین عرب کو حضرت ابراہیمؑ کا قصہ سنائیے جس میں شرک کی بُرائی دلائل کے ساتھ ان کو معلوم ہوگی، یہ قصہ خاص طور پر انھیں اس لئے سنایا گیا کہ مشرکین عرب کہا کرتے تھے کہ یہ ملت ابراہیمؑ کے پیروکار ہیں ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم واقعتاً ملت ابراہیمؑ کے پیروکار ہو تو پھر شرک کیوں کرتے ہو، حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام تو شرک نہیں کرتے تھے وہ تو شرک سے بیزار تھے، یہ قصہ اس وقت کا ہے جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر اور اپنی قوم کے لوگوں سے پوچھا تم کس کی عبادت کرتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم مورتیوں کی پرستش کرتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا وہ تمہاری پکار سنتے بھی ہیں یا نہیں، اور پرستش کرنے پر تمہیں ان سے کچھ فائدہ بھی ہوا ہے یا نہیں، اور پرستش نہ کرنے پر کیا وہ تم کو نقصان پہنچاتے ہیں، مگر قوم نے کوئی جواب نہ دیا حضرت ابراہیمؑ نے خود ہی فرمایا کہ تمہاری یہ مورتیاں اپنے اوپر سے مکھی تک تو اڑا نہیں سکتیں یہ تمہیں کیا نفع و نقصان پہنچا سکیں گی ایسی عاجز و لاچار چیز کو اپنا معبود بنانا بڑی ہی کم عقلی کی بات ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا اے ابراہیمؑ تمہاری یہ باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور نہ ہی ان سے ہماری عقیدت میں کچھ فرق پڑتا ہے بس ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہمارے بڑے بزرگ سب ہی ان کی پرستش کرتے آتے ہیں ہم ان کے طریقہ کو کیسے چھوڑ دیں، اور کیا وہ سب ہی کم عقل تھے ایک تم ہی پوری عقل والے ہو جو اس طرح کی نئی بات نکالتے ہو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا حقیقت یہی ہے کہ یہ بے جان خود تمہارے ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتیوں کے علاوہ کچھ نہیں ان کے قبضہ میں کچھ بھی نہیں اگر یقین نہیں آتا تو سن لو میں اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے ان معبودوں سے میری دشمنی اور لڑائی ہے اور میں ان کا برا حال بنا کر

چھوڑوں گا، اگر انہیں کچھ طاقت ہے تو میرا کچھ بگاڑ کر دکھائیں۔

الغرض تمہارے ان معبودوں کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ نقصان ہاں دونوں جہاں کے پروردگار اللہ جل شانہ کئی یہ شان ہے کہ وہ اپنی بندگی کرنے والوں کو نفع پہونچاتا ہے اور وہی کامیابی کی راہ دکھاتا ہے اس کے قبضہ میں پیدا کرنا اور مارتا ہے، کھلانا پلانا اور بیماری میں شفا دینا اس کی قدرت میں ہے اور جو بھی ہم سے گناہ کا کام ہو جاتا ہے اس کو صرف وہی معاف کر سکتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے رب کی یہ صفات اس لئے بیان فرمائی تاکہ قوم کے لوگوں کو اپنا نفع دیکھ کر اللہ کی بندگی میں دلچسپی اور رغبت پیدا ہو۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقِّنِي بِالصَّالِحِينَ ۖ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ

اے میرے پروردگار مجھ کو حکمت عطا فرما اور مجھ کو نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما اور میرا ذکر اُسندہ آنے والوں میں

فِي الْآخِرِينَ ۖ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۖ وَاعْفُ عَنِّي إِنَّهُ كَانَ

جاری رکھ۔ اور مجھ کو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر۔ اور میرے باپ کو توفیق ایمان کی دے کر اس

مِنَ الصَّالَتِينَ ۖ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۖ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۖ

کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہے، اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ اس دن میں کہ نہ مال کام

إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۖ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۖ وَبُرِزَتِ

اُوے گا اور نہ اولاد۔ مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر اُوے گا اور خدا ترسوں (یعنی ایمان والوں) کے لئے جنت نزدیک کر دی

الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ۖ وَقِيلَ لَهُمْ اَيُّكُمْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۖ مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ

جاویدگی۔ اور گمراہوں (یعنی کافروں) کیلئے دوزخ سامنے ظاہر کی جاوے گی۔ اور ان سے کہا جاوے گا کہ وہ معبود کہاں گئے جن کی تم خدا کے

يَنْصُرُوكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُونَ ۖ فَكُفُّوا فِیْهَاهُمْ وَالْغَاوُونَ ۖ وَجُنُودُ ابْلِیْسَ

سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں پھر وہ اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے

أَجْمَعُونَ ۖ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۚ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۙ

سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دئے جاویں گے وہ کفار دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے کہیں گے کہ خدا بیشک ہم مرتکب گمراہی میں تھے

إِذْ تُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْاَلَمِیْنِ ۚ وَمَا اَضَلَّنَا اِلَّا الْمَجْرِمُونَ ۚ فَمَا لَنَا مِنْ

جب کہ تم کو رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے گمراہ کیا۔ سو (اب) نہ کوئی ہمارا

شَافِعِیْنَ ۚ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ۚ فَلَوْ اَنَّ كُنَّا کَرَّةً فَتَکُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ

سفارشچی ہے اور نہ کوئی مخلص دوست ہے۔ سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو (دنیا میں) پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیةً ۚ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُو الْعَزِیْزُ

بے شک اس واقعہ میں ایک بڑی عبرت ہے اور ان (مشرکین کہ) میں اکثر لوگ یان نہیں لاتے۔ بے شک آپ کا رب بڑا زبردست

الرَّحِیْمُ ۙ

رحمت والا ہے۔

## مناجات ابراہیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مناجات اپنے رب سے کیں یہاں ان کا ذکر ہے حضرت ابراہیمؑ فرما رہے ہیں اے میرے رب

مجھے حکمت عطا فرما یعنی علم و عمل میں اعلیٰ درجہ کا مقام اور کمال عطا فرما اور مجھے اعلیٰ درجہ کے

نیک حضرات یعنی انبیاء علیہم السلام کے زمرہ میں شامل فرما اور مجھے ایسے پسندیدہ اعمال کی توفیق

عطا فرما جس سے بعد میں آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر خیر کریں اور میرے طریقہ پر چلیں تاکہ

مجھے ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی چنانچہ یہود و نصاریٰ اور

مشرکین مکہ تک حضرت ابراہیمؑ کے دین سے تعلق اور الفت و رغبت رکھتے ہیں اور وہ اپنے کو ملت

ابراہیمی کا پیروکار کہتے ہیں اگرچہ ان کا عمل اس کے خلاف ہے اور امت محمدیہ تو مکمل طور پر

ملت ابراہیمی کی پیروکار ہے اور اس کو اپنے لئے سعادت و خوش قسمتی سمجھتی ہے اور بارگاہ

ایزدی میں عرض کیا کہ مجھے جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے والد کو توفیق ایمان عطا

فرما کر ان کی مغفرت فرما دے کہ وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے اور اے میرے پروردگار جس دن سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس دن مجھے روانہ کرنا اگے اس دن کے ایسے اوصاف بیان فرما رہے ہیں جنہیں تو سنکر

ڈرے اور اللہ کی طرف رجوع کرے فرمایا وہ دن ایسا ہوگا کہ نجات کے لئے نہ مال کام آئے گا نہ اولاد بس اس دن صرف اسی شخص کی نجات ہوگی جو کفر و شرک سے پاک و صاف ہوگا اور دنیا میں اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہو مال اور نیک اولاد آخرت میں اسی وقت فائدہ دے گی جب آدمی خود کفر و شرک سے پاک ہو ورنہ نہیں، اور اس دن اللہ تعالیٰ جنت کو نیک لوگوں کے قریب کر دے گا جسے دیکھ کر وہ خوش ہوں گے کہ اس میں ہمارا داخلہ ہوگا اور اسی طرح دوزخ کو گمراہوں یعنی کافرین و مشرکین کے سامنے کر دی جائے گی جس کو دیکھ کر وہ غمگین و پریشان ہوں گے کہ ہمیں اس میں جانا پڑے گا اور اس دن گمراہوں سے کہا جائے گا کہ وہ معبود کہاں گئے جن کی تم پرستش اس توقع پر کرتے تھے کہ وہ تمہاری مدد کریں گے مگر تمہاری تو کیا اپنی بھی کچھ مدد نہیں کر سکتے اور اس کے بعد ابلیس کا پورے لشکر، بتوں اور ان کے بوجھنے والوں کو اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا، جہنم میں پہنچ کر کافرین و مشرکین اور ان کے معبودان باطل آپس میں جھگڑ رہے ہونگے اور ایک دوسرے کو الزام لگا رہے ہوں گے اور اعتراف کریں گے واقعی ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ ہم نے رب العالمین کے ساتھ بتوں کو یا شیاطین کو شریک عبادت کیا، یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اور پھر حسرت و افسوس کرتے ہوئے کہیں گے آج ہماری مدد نہ بت کر رہے ہیں نہ ہی شیاطین ہمارے معبودوں میں سے کوئی ایسا بھی نہیں جو سفارس کر کے رب العالمین کے عذاب سے ہی ہمیں بچالے، اور پھر تمنا کریں گے کیا ہی اچھا ہو جو ہمیں ایک بار پھر دنیا میں جانا مل جائے تو ہم سچے پکے مسلمان بن جائیں گے، اخیر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ بلاشبہ اس واقعہ میں عبرت و نصیحت ہے کہ اس میں غور کر کے قیامت کے ہولناک مناظر سنکر ایمان لے آئے، مگر اس کے باوجود اکثر مشرکین مکہ ایمان نہیں لائے، بلاشبہ آپ کا پروردگار بڑا زبردست اور رحمت والا ہے کہ فوری عذاب دے سکتا ہے مگر مہلت اور ڈھیل دیتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ ۱۰۰

قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کی برادری کے بھائی نوح نے فرمایا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے۔ میں تمہارا امانتدار

کُنتُمْ رَسُولٌ ۚ آمِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ

پیغمبر ہوں۔ سو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اور تم سے کوئی (دنیوی) صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ

أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۖ قَالُوا أَنْتُمْ لَكُمْ

تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تم کو

وَأَسْبَعَكَ الْأَرْدَلُونَ ۖ قَالُوا مَا عَلَيْنَا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۖ إِنَّ حِسَابَهُمْ إِلَّا

مانیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارا ساتھ ہو لئے ہیں۔ نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ان کے کام مجھ کو کیا بحث۔ ان حساب کتاب لینا بس

عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۖ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۖ

خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اس کو سمجھو۔ اور میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں۔ میں تو صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں

قَالُوا لَيْنَ لَمْ تَنْتَه يَنْوَحْ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۖ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي

وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم اے نوح باز نہ آؤ گے تو ضرور سنگسار کر دئے جاؤ گے۔ نوح (علیہ السلام) نے دعا کی اے میرے پروردگار میری

كَذَّبُونَ ۖ فَاقْتَرَبْتَنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْنًا وَتَجَنَّبَنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ فَانْجَيْنِي ۖ

قوم مجھ کو جھٹلا رہی ہے۔ سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک فیصلہ کر دیجئے اور مجھ کو اڑایا مٹا کر ساتھ میں ان کو نجات دیجئے۔ تو مجھ نے

وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُونِ ۖ ثُمَّ اغْرَقْنَا بَعْدَ الْبَاقِينَ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ

(انکی دعا قبول کی اور) انکو اور جو اے ساتھ بھری کشتی میں (سوار) تھے انکو نجات دی۔ پھر اس بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا اس میں بڑی عبرت

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهْوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۖ

ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بے شک آپ کا رب زبردست (اور) مہربان ہے۔

قوم کا حضرت نوح کو جھٹلانا

حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو شرک سے باز رہنے کیلئے اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور کہا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں پوری دیانتداری سے اس کے احکام تم کو پہنچاتا ہوں اور میں اس پر تم سے کوئی دنیوی معاوضہ بھی طلب نہیں کرتا۔ مگر قوم نے آپ کی اس خیر خواہ نصیحت اور دعوت حق کو ٹھکرا دیا اور آپ کو جھٹلایا اور کہنے لگے اے نوح کیا ہم تمہاری مانیں گے حالانکہ کچھ رذیل و بیچ لوگ اپنے مفاد کے لئے آپ کے ساتھ ہو گئے ہیں ایسی صورت میں ان کا ایمان بھی قابل قبول نہیں، ہم عزت دار اور شریف لوگ ان کم ذات لوگوں کے ساتھ مل کر آپ کی مجلس میں کیسے شریک

القصص

۳۵

ہو سکتے ہیں پہلے اپنے پاس سے ان کو بھگائیے تب ہم سے اس سلسلہ میں گفتگو کرنا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا مجھے کسی کی رزالت و شرافت سے کیا بحث میرا کام تو ایمان کی دعوت دینا ہے جو اس کو دل سے قبول کر لے گا وہ اپنی آخرت کو کامیاب بنا لے گا اور ہمیں ان غریب لوگوں کے دلوں پر شک کرنے کا کوئی حق نہیں کیوں کہ دلوں کا حال اللہ جانتا ہے وہی حساب و کتاب لیگا۔ میں تو ظاہر کو دیکھتا ہوں اور ظاہری طور پر انہوں نے ایمان قبول کر لیا ہے بس میں ان ایمانداروں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہیں کر سکتا، اور سن لو میں تو واضح طور پر اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں آگے اپنا نفع نقصان تم سمجھو۔

اس لاجواب گفتگو کو سن کر یہ لوگ کہنے لگے اے نوح تم بھی سن لو اگر اپنی اس تبلیغ سے تم باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو سنگسار کر دیں گے۔

غرضیکہ حضرت نوح ان کی دھمکیاں سنتے رہے اور برابر تبلیغ کرتے رہے مگر یہ راہ راست پر نہ آئے جب ان کے دین پر آنے کی امید ختم ہو گئی تو حضرت نوح نے اپنے رب سے دعا کی کہ میرے اور ان کے درمیان میں عملی فیصلہ فرما دیجئے یعنی انہیں ہلاک کر دیجئے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انہیں ہلاکت سے بچا لیجئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور پھر ایک عظیم پانی کے طوفان سے سب کو ہلاک کر دیا صرف ایمان والے حضرت نوح ؑ کی بنائی ہوئی کشتی میں اسوار ہو کر بچے۔

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٧﴾ إِنِّي

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان سے ان کی برادری کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ میں

اقوال و تحقیق

المرسلین «سوال» یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا حالانکہ انہوں نے صرف اپنے پیغمبر کو جھٹلایا پھر تمام پیغمبروں کے جھٹلانے کا کیا مطلب، جواب اس کا یہ ہے کہ جو تعلیم ایک پیغمبر کی ہوتی ہے وہی تقریباً دوسرے کی ہوتی ہے تو ایک کی تعلیمات و احکامات کو جھٹلانے کا حاصل یہی ہے کہ انہوں نے تمام رسولوں کے لائے ہوئے احکامات کو جھٹلایا، یہاں حضرت نوح ؑ کو جو بھائی فرمایا گیا ہے اس سے برادری کا بھائی مراد ہے اور اس سے قوم کے ذہنوں میں یہ بات ڈالنا مقصود ہے کہ یہ تمہارا اپنا ہی بھائی ہے لہذا جو کچھ تمہیں نصیحت کر رہا ہے وہ تمہاری ہمدردی کے لئے کر رہا ہے۔ (بایمانے بیان القرآن)

لَكُمْ رَسُولٌ آمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۝ وَاطِيعُونَ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۝

تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ بس میرا

اِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيٍّ آيَةً ۝ تَعْبَثُونَ ۝

صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار (کے طور پر عمارت) بناتے ہو، جس کو کچھ نسلوں بنا

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَكُمْ تُخْلَدُونَ ۝ وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝

ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب کسی پر دار و گیر کرنے لگے ہو تو بالکل جابر بن کر دار و گیر کرتے ہو۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ ۝ وَاطِيعُونَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ

سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی: کیا تم جانتے ہو۔ مواشی اور بیٹوں

بِالْعَامِرِ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّتْ وَعْيُونِ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی۔ مجھ کو تمہارے حق میں (اگر ان حرکات سے باز نہ آئے) ایک بڑے سخت دن کا عذاب

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعُظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنْ هَذَا إِلَّا خُلُقُ

انذیبہ ہے۔ وہ لوگ بولے کہ ہمارا نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ ہو۔ یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک عادت

الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۝ إِن فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۝ وَمَا

(اور رسم) ہے۔ اور ہم کو ہرگز عذاب نہ ہو گا۔ غرض ان لوگوں نے ہود (علیہ السلام) کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو (آخری کے عذاب سے)

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

ہلاک کر دیا۔ بے شک اس میں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب زبردست اور مہربان ہے۔

قوم عاد کی دو بڑی عادتیں | قوم عاد نے اپنی برادری کے بھائی حضرت ہود علیہ السلام

کو جھٹلایا جبکہ حضرت ہود نے ان کو رب العالمین کی

بندگی کی تعلیم دی اور شرک و کفر سے منع کیا اور ان کی ان دو بڑی عادتوں کا ذکر کیا جو ایمان

قبول کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں ایک یہ کہ تم دنیا کے اتنے حریص ہو یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہمیشہ دنیا



ہی میں رہنا ہے اس لئے بہت بڑے اور بہت مضبوط مکان بناتے ہو یعنی پورے کے پورے محل اور قلعے بناتے ہو حالانکہ تمہاری ضرورت اس سے کم میں آرام سے پوری ہو سکتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو مکان ضرورت کے مطابق بنانا چاہئے یہ نہ ہو کہ بلا ضرورت بہت وسیع و بلند عمارات نام و نمود کے لئے بنائے۔ دوسرے یہ کہ تمہاری طبیعتیں اتنی سخت ہیں کہ اگر کسی سے اُن بن ہو جاتی ہے تو ظلم پر اتر آتے ہو حتیٰ کہ قتل تک کر دیتے ہو بس اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو ظلم و کفر چھوڑ کر ایمان قبول کر لو، اور اپنے اس حقیقی محسوس و منعم کی پرستش میں لگ جاؤ جس نے تم کو اولاد دی، چوپائے دیئے، باغات وغیرہ دیئے اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو خوب غور سے سن لو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم پر سخت عذاب نہ آجائے، وہ لوگ کہنے لگے ہم پر ہرگز عذاب نہیں آئے گا الغرض جب انھوں نے حضرت ہمد علیہ السلام کی دعوت حق کو ٹھکرا دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت آندھی کا عذاب بھیجا جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ واقعہ بھی عبرت و نصیحت سے بھر پور ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَتَتَّقُونَ ۚ إِنَّي لَكَمُ

قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم نہیں ڈرتے۔ میں تمہارا امانت دار

رَسُولٌ آمِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ۖ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ،

پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أَتُتْرَكُونَ ۚ فِي مَا هُمْ بِآمِنِينَ ۚ فِي جَنَّتِ

تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جائیگا جو یہاں موجود ہیں یعنی

وَعُيُونٌ ۚ وَزُرُوعٌ وَخَلْ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۖ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں اور ان کھجوروں میں جن کے کچے خوب گوندھے ہوئے ہیں۔ اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر

فَرِهَيْنَ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ۖ وَلَا تُطِيعُوا أَهْلَ السُّرْفِينَ ۚ الَّذِينَ يَفْسِدُونَ

اتراتے ہوئے مکان بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اور ان حدود سے نکل جانے والوں کا کہنا نہ مانو۔ جو سرزمین میں فساد

فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۖ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۖ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ

کیا کرتے ہیں اور اصلاح (کی بات) نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے۔ تم بس ہماری طرح کے

مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ قَالَ هَذِهِ نَاقَةُ لَهَا شَرِبٌ وَلَكُمْ يَوْمَ

ایک (معمولی) آدمی ہو سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ صراحٹے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے پانی پینے کے لئے ایک باری کی

يَوْمَ مَعْلُومٍ ۖ وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۖ فَعَقَرُوها فَاصْبِرُوا

کی ہے اور ایک مقرر دن میں ایک باری تمہاری اور اس کو برائی کیساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہیں تم کو ایک بھاری دن کا عذاب پکڑے۔ سو

نَذِيرِينَ ۖ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۖ

انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر پشیمان ہوئے پھر عذاب ان کو آیا۔ بیشک اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اور بے شک آپ کا رب بڑا زبردست بہت مہربان ہے۔

قوم ثمود کا حضرت صالح کی تکذیب کرنا

حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم ثمود کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا فرمایا کہ کفر و شرک چھوڑ دو، اور کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم پہاڑوں میں اپنے تراشے ہوئے مکانات، باغات اور کھیتی میں بست رہو گے یہ چیزیں چھوڑ کر تمہیں رب العالمین کے پاس نہیں جانا ہے، یاد رکھو یہ سب چیزیں چھوڑ کر تمہیں رب العالمین کی عدالت میں جانا ہے جہاں تم سے ایک ایک بات کے متعلق باز پرس ہوگی حضرت صالح کی یہ تقریر سنکر قوم والے کہنے لگے کہ آپ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے آپ نبوت کا دعویٰ کرنے لگے ہو یہ تو سمجھو کہ تم ہماری ہی طرح ایک معمولی آدمی ہو بنی کیسے ہو سکتے ہو اور اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو کوئی معجزہ پیش کرو آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹنی معجزہ ہی تو ہے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے پہاڑ سے پیدا ہوتی ہے پس اس کا احترام کرو ایک دن یہ پانی پیئے گی اور ایک دن تمہارے جانور اور اس کو کسی قسم کی تکلیف مت دینا نہیں تو تم پر سخت عذاب آجائے گا مگر ان بد بختوں نے حضرت صالح اور ان کے احکامات کو جھٹلایا اور اتنا بڑا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد

بھی حضرت صالحؑ کی ہدایت کو ٹھکرا دیا اور اس اونٹنی کو مار ڈالا حسب وعدہ اللہ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا اور ہلاک کر ڈالا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ لُوطُ اَلَا تَتَّقُونَ ۚ اِنِّي

قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

لَكُمْ رَسُولٌ اٰمِيْنٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ ۚ وَمَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا

اٰخِرِىْ اِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ اَتَاْتُوْنَ الذِّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَتَذَرُوْنَ

صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم دنیا جہاں والوں میں سے تم مردوں سے فعل کرتے ہو۔ در تمہارے رب

مَا خَلَقَ لَكُمْ رِبَّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۚ قَالُوْا لَيْنُ لَّمْ تَنْتَه

نے جو تمہارے لئے بیسیاں پیدا کی ہیں ان کو نظر انداز کئے رہتے ہو۔ بلکہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ

بَلَوْط لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۚ قَالَ اِنِّىْ لَعَمْرُكَ مِنَ الْقٰلِيْنَ ۚ رَبِّ نَجِّنِىْ

لوٹ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔ لوط نے فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ لوط نے دعا کی

وَاَهْلِىْ مِمَّا يَعْلَمُوْنَ ۚ فَجَنَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اَجْمَعِيْنَ ۚ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ۚ ثُمَّ دَمَرْنَا

کہ اے میرے رب مجھ کو اور میرے متعلقین کو انکے اس کام سے نجات دے، سو ہم نے انکو اور انکے متعلقین کو سب کو نجات دی۔ بجز ایک بڑھیا

اِلَّا اٰخِرِيْنَ ۚ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَاءً ۚ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

کے کہ وہ رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک غامض قسم کا مینہ برسایا۔ سو کیا برا مینہ تھا جو ان

لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهٗوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۚ

لوگوں پر برسا حق کو ڈرایا گیا تھا۔ بے شک اس میں عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے

قوم لوط کی گندی حرکت اور اسکا انجام

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا

دیکھو تم اللہ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ چکے ہو بڑی شرم کی بات ہے کہ تم اپنی شہوت لڑکوں سے پوری کرتے ہو جبکہ اللہ نے تم کو پاک صاف بیویوں میں رحمت فرما رکھی ہیں، قوم کے لوگ کہنے لگے لوطؑ یا تو تم ہمیں نصیحت کرنے سے باز آ جاؤ اور جو ہم کر رہے ہیں ہمیں آزادی سے کرنے دو نہیں تو ہم تمہیں اپنی بستی سے باہر نکال دیں گے، حضرت لوطؑ نے فرمایا میں تمہاری اس دھمکی سے نصیحت کرنا نہیں چھوڑوں گا مجھے تمہاری اس حرکت سے سخت نفرت ہے، جب قوم نے اپنے پیغمبر کی سنی ان سنی کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا، حضرت لوط علیہ السلام جب عذاب آنے لگا دیکھا تو اپنے رب سے دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو اور میرے متعلقین کو اس عذاب سے بچالے اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام متعلقین کو اس عذاب سے بچائے رکھا سوائے ایک بوڑھی عورت کے یہ حضرت لوطؑ کی بیوی تھی جو حد درجہ نافرمان (کافرہ) اور قوم کے اس گندہ فعل سے راضی و خوش تھی اللہ نے اس کو بھی عذاب کی لپٹ میں لے لیا اور پوری قوم پر پتھروں کی بارش برسا کر ہلاک کر ڈالا۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ لَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٥﴾ إِنِّي

اصحا لایکہ نے بھی جن کا ذکر سورہ حجر کے اخیر میں گذر چکا ہے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے شعیبؑ نے فرمایا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ﴿١٧﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ

امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا

أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُولُوا مِنَ الْمُنْخَسِرِينَ ﴿١٩﴾ وَزِنُوا

صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ تم لوگ پورا ناپا کر دو اور (صاحب حق کا) نقصان مت کیا کرو۔ اور اسی طرح

بِالْقِسْطِ إِنْ كُنْتُمْ مُسْتَقِيمِينَ ﴿٢٠﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْنُوا فِي الْأَرْضِ

تولنے کی چیزوں میں (سیدھی ترازو سے تول کر دو۔ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور سرزمین میں فساد مت

مُفْسِدِينَ ﴿٢١﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأُولَىٰ ﴿٢٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ

مجاہد کر دو۔ اور (اس خدا کے) ڈر جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر

مِنَ الْمُسْحَرِّينَ ۚ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نُنْظِنُكَ لَمِنَ الْكَذِبِيِّنَ ۚ فَاسْقُطْ

تو کس نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے۔ اور تم تو محض ہماری طرح ایک آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں۔ سو اگر تم

عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً ۚ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً ۚ

مجھ پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔ - شعیب (علیہ السلام) بولے تمہارے اعمال کو میرا رب خوب جانتا

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابٌ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ إِنَّ

ہے۔ سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے گئے پھر ان کو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا۔ بے شک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔ اس واقعہ

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ

میں (بھی) بڑی عبرت ہے۔ اور ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لائے۔ اور بے شک آپ کا رب بڑی قوت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

## قوم شعیب پر عذاب خداوندی

بن یعنی جنگل میں بسنے والوں نے اپنے پیغمبر حضرت

شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا جب کہ آپ نے انھیں

کفر و شرک سے باز رہنے اور پورا پورا تولنے کی اور زمین میں فساد مچانے یعنی ڈاکہ ڈالنے اور دوسروں

کے حقوق دبانے سے رک جانے کی نصیحت فرمائی، تو انھوں نے بھی قوم شمو کی طرح اپنے پیغمبر

پر بھی الزام لگایا کہ تم پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے تب ہی تو نبوت کا دعویٰ کر رہے ہو حالانکہ

تم ہماری ہی طرح ایک معمولی آدمی ہو (یعنی پیغمبر تو کسی فرشتہ کو ہونا چاہئے تھا) ہم تمہیں

جھوٹا سمجھتے ہیں اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا اگر دو تو ہم سمجھیں واقعی تم اللہ کے نبی

ہو، حضرت شعیب نے فرمایا عذاب لانے والا میں کون ہوتا ہوں میں خود رب العالمین کے حکم کا تابع

اور ماتحت ہوں بس تمہارے اعمال کو میرا رب ہی خوب جانتا ہے اس کے قبضہ میں تم کو عذاب دینا

ہے، اس کے باوجود بھی وہ آپ کو جھٹلاتے ہی رہے تو اللہ نے ان پر سائبان کا عذاب نازل فرمایا جس

کا واقعہ یہ ہوا کہ اللہ نے اس قوم پر گرمی مسلط فرمادی کہ نہ گھر میں پھین نہ باہر چین گرمی کی شدت

سے حد درجہ پریشان، قریبی جنگل میں اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا بھیج دیا اس کے سائے کو

سائبان سے تعبیر کیا گیا ہے، اللہ نے اس سائے کے چاروں طرف ٹھنڈی ہوائیں چلا دیں، اس

ٹھنڈے موسم کو دیکھ کر پوری قوم اس سائے کے نیچے جمع ہو گئی فوراً ہی اللہ نے اس بادل

کے ٹکڑے سے پانی کے بجائے آگ برسانا شروع کر دی جس سے پوری قوم جل کر بھسم ہو گئی۔

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ

اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے۔ اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے قلب پر صاف عربی زبان

مِّنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝ أَوَلَمْ

میں تاکہ آپ (بھی) بخجلہ ڈرانے والوں کے ہوں۔ اور اس قرآن کا ذکر پہلی امتوں کی کتابوں میں ہے۔ کیا ان لوگوں

يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ

کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس (پیشین گوئی) کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ اور اگر ہم اس کو کسی عجمی (غیر عربی) پر

الْأَعْجَمِينَ ۝ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۝

نازل کر دیتے۔ پھر وہ ان کے سامنے اس کو پڑھ بھی دیتا یہ لوگ تب بھی اس کو نہ مانتے۔

## قرآن کے آسمانی کتاب نیکاثبت

اس سورہ شعراء کے شروع میں قرآن کریم کا ذکر

تھا اور اس کے جھٹلانے والوں کو عذاب کی

دھمکی دی گئی تھی درمیان میں جھٹلانے والی چند قوموں کے واقعات ذکر کئے گئے یہاں سے پھر قرآن

کریم ہی کا ذکر ہے ارشاد ہے کہ قرآن کریم وہ مبارک اور عظیم الشان کتاب ہے جسے رب العالمین

نے اتارا، جبریل امین ؑ لے کر اترے اور محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاک و صاف قلب پر

اتاری گئی شگفتہ عربی زبان میں ہے۔ قرآن کریم رب العالمین کا کلام ہے اس کا ایک ثبوت اور دلیل

تو یہ ہے کہ قرآن کریم کا ذکر پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء اس کی پیشین گوئی

کرتے چلے آئے ہیں باوجود تحریف و تبدیل کے آج بھی ان کتابوں میں قرآن اور نبی آخر الزماں

کی بہت سی پیشین گوئیاں موجود ہیں، لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ کی تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ قرآن کے

زیادہ تر مضامین پہلی آسمانی کتابوں میں پائے جاتے ہیں خصوصاً واقعات، توحید، رسالت

مرکز زندہ ہونا اور حساب و کتاب دینا وغیرہ۔

اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ علماء بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں کہ قرآن وہی کتاب اور محمد عربی

وہی پیغمبر ہیں جن کی بشارت اور اطلاع پہلے سے آسمانی کتابوں میں دی گئی ہے، چنانچہ بعض نے

(جو ایمان لے آئے) اس کا کھل کر اعلان کیا اور بعض نے چھپ کر اپنی خاص مجلسوں میں، ممکن

ہے مشرکین مکہ یہ اعتراض کرتے کہ محمد عربی تو فصحاء عرب میں سے ہیں، آپ نے خود قرآن بنالیا

ہے حالانکہ قرآن اس حدّا عجّاز کو پہنچا ہوا ہے کہ اس جیسا کلام کوئی بھی انس و جن نہیں بنا سکتا مگر ان کی ہٹ دھرمی اور بد بختی کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو فرض کر دے کسی غیر عربی انسان پر بھی اتارتے تب بھی یہ لوگ اس کو ماننے والے نہ تھے اس وقت کچھ اور اشکالات پیدا کرتے حضرت شاہ مولانا عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کافر کہتے تھے کہ قرآن عربی زبان میں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان بھی عربی ہے شاید یہ کلام خود ہی کہلاتا ہو، ہاں اگر عجمی پر (جو عربی نہ جانتا ہو) قرآن اترتا تو ہم یقین کرتے، مگر یہ اس وقت بھی نفس کے دھوکہ میں پڑ کر دوسری قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا کرتے، مثلاً اس کو کوئی سکھا جاتا ہے وغیرہ۔

كَذَلِكَ سَكَنَهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۖ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ

ہم نے اسی طرح اس ایمان نہ لانے کو ان نافرمانوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے۔ یہ لوگ اس (قرآن) پر ایمان نہ

الَّذِينَ ۚ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۖ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ

لاویں گے جب تک کہ سخت عذاب کو ذرّے کے دب دہرے میں یا حوتیں نہ دیکھ لیں گے۔ جو اچانک ان کے سامنے آکھڑا ہوگا اور ان

مُنْظَرُونَ ۖ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۚ أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۖ ثُمَّ

کو خبر بھی نہ ہوگی۔ پھر اس وقت جان کو بے گی، کہیں گے کہ کیا ہم کو بھیجے۔ کیا ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعمیل چاہتے ہیں۔ اے

جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۖ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ قَالُوكُنَا ۖ يُبْتَغُونَ ۖ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ

مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے۔ تو ان کا وہ

قُرْبَىٰ إِلَّا لَهَا مُمْذِرُونَ ۚ ذِكْرَىٰ ۚ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۖ

عیش کس کام آسکتا ہے اور جتنی باتیں ہم نے غارت کی ہیں سب میں نصیحت کیواسیے ڈرائیوالے آئے۔ اور ہم ظالم نہیں ہیں

**حضور کو تسلی** | اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرما رہے ہیں کہ یہ کافرین و مشرکین اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک (یعنی مرتے

وقت) ہمارا عذاب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اور اس وقت کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا اس وقت یہ تمنا کریں گے کہ ہمیں کچھ مہلت دی جائے تاکہ ہم ایمان قبول کر کے عمل صالح کر لیں مگر یہ وقت

مہلت کا نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پہلے تو تم عذاب کی جلدی مچا رہے تھے اور اب مہلت مانگنے لگے یاد رکھو ہم کسی بستی اور قوم پر عذاب بھیجنے سے پہلے خوب مہلت دیتے ہیں اور اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ان کو ہوشیار کرتے ہیں جب وہ خبردار نہیں ہوتے تو انھیں ڈرایا جاتا ہے جب وہ ڈرتے بھی نہیں اور غفلت ہی میں پڑے رہتے ہیں تو ان پر عذاب بھیج دیا جاتا ہے۔

وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ۚ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ۚ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور اس (قرآن) کو شیاطین لیکر نہیں آئے اور یہ ان کے مناسب ہی نہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں

لَمَعَزُولُونَ ۚ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونُ مِنَ الْمُعَذِّبِينَ ۚ وَأَنْذِرْ

کیونکہ وہ شیاطین (وحی آسمانی) سننے سے روک دیئے گئے ہیں سو تم خدا کیساتھ کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کبھی تم کو سزا

عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ ۚ وَخُفِّضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

ہونے لگے اور آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے اور ان لوگوں کے ساتھ فروشی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِحْتُ مِمَّا تَعْمَلُونَ ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۚ

راہ پر چلیں اور اگر یہ لوگ آپ کا کنبہ مانیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے انفال بیزار ہوں اور آپ فدائے قادر رحیم پر توکل رکھئے جو

الَّذِي يَرَبُّكَ حِينَ تَقُومُ ۚ وَتَقَلِّبُكَ فِي السَّجْدِينَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ

آپ کو جو وقت کہ آپ کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے۔ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے

## قرآن شیطانی کلام نہیں

بعض مشرکین کا خیال تھا کہ کوئی جن (شیطان) اگر قرآن محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سکھا جاتا ہے، چنانچہ بخاری شریف

میں ہے کہ ایک مرتبہ وحی آنے میں کچھ دیر ہو گئی تھی تو ایک عورت نے حضور کو کہا کہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے، ان آیات میں اسی خیال کی تردید کی گئی ہے۔

ارشاد ہے کہ قرآن آسمانی کتاب ہے جس کو محمد عربی کے پاس جبریلؑ لائے ہیں، یہ شیطان کا کلام نہیں کہ لغو ذالٹہ شیطان نے حضور کو سکھایا ہو، شیاطین کے بس کی بات نہیں کہ وہ قرآن بنا سکیں کیونکہ شیاطین کا مزاج گمراہی اور فساد پھیلاتا ہے اور قرآن وہ پاکیزہ کتاب ہے جو ہدایت کی



کی روشنی پھیلاتی ہے الغرض قرآن اور شیاطین کے مزاج میں کوئی مناسبت نہیں۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ قرآن خدا کی کتاب ہے اللہ کا پیغام اور حکم نامہ ہے اس میں شیطان کا ذرہ برابر دخل نہیں تو پھر جم کر اس کی ہدایات کے مطابق چلو باخصوص شرک و کفر سے بچو، اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو کفر و شرک کرنے پر عذاب الہی سے ڈرائیے کیونکہ جو رشتہ دار جتنا قریبی ہو گا وہ اسی قدر ہمدردی کا مستحق ہے، چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے تمام خاندان والوں کو اکٹھا کر کے عذاب الہی سے ڈرایا۔

اور فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ آپ پر ایمان لے آئے ہیں خواہ وہ آپ کے رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں سب ہی کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیجئے۔ اور جو لوگ آپ کے ڈرانے کے بعد بھی کفر و شرک پر جمع رہیں تو آپ صاف فرما دیجئے میں تمہارے کفریہ افعال سے بیزار ہوں، اور آپ مخالفین (کافرین وغیرہ) سے خواہ وہ کتنے ہی ہوں قطعاً خوف نہ کھائے اپنے خالق و مالک پر بھروسہ رکھئے وہ ہر حال میں آپ پر نظر عنایت رکھتا ہے وہ آپ کو اس وقت بھی برابر دیکھتا ہے جب آپ رات کی تاریکی میں ہتجد کی نماز میں مصروف ہوتے ہیں اور اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں غرضیکہ خلوت و جلوت ہر حال میں اللہ رب العزت کی نظر عنایت و حفاظت آپ پر رہتی ہے اس لئے آپ بلا خوف و خطر لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہئے اور کفر و شرک سے ڈراتے رہئے

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَا تَنْزَلُ الشَّيْطَانُ ۚ تَنْزَلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَثِيمٍ ۚ يُلْقُونَ

(اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ کیا میں تم کو بتلاؤں کس پر شیاطین اتر کرتے ہیں (سنو) ایسے شخصوں پر اتر کرتے ہیں جو دروغ گفتار بڑے

السمعَ وَآكَذِبُهُمْ كَذِبُونَ ۚ وَالشَّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۚ أَلَمْ تَرَأَهُمْ فِي

بکر دار ہوں اور جو کان لگا دیتے ہیں۔ اور وہ بکثرت جھوٹ بولتے ہیں۔ اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چدا کرتے ہیں

كُلِّ وَادٍ يَهْمُومُونَ ۚ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۚ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا

کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین کے) ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں، اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذُكِّرُوا ۚ اللَّهُ كَثِيرًا ۚ وَأَنْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا ۚ وَسَيَعْلَمُ

جو کرتے نہیں۔ ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہوں نے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا

## الَّذِينَ ظَلَمُوا آتَىٰ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿١٩﴾

ہے بدلہ لیا۔ اور غریب ان لوگوں کو معلوم ہو جاؤ گا جنہوں نے ظلم کر رکھا ہے کہ کسی جگہ انکو لوٹ کر جانا ہے۔

### عظمت قرآن

یہاں پھر قرآن عظیم کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے اسکے شیطانی کلام کی پرزور لفظوں میں تردید کی گئی ہے ارشاد ہے کہ قرآن تو کلام الہی ہے جو بواسطہ حضرت جبریل امین کے سرتاج الانبیاء محمد عربیؐ پر نازل فرمایا گیا یہ شیطانی کلام ہرگز نہیں کیونکہ شیطان اپنا کلام ان لوگوں کے پاس لاتا ہے جو جھوٹے دغا باز اور بدکار ہوں اسی طرح کے لوگوں سے وہ خوش رہتا ہے، نیک لوگوں سے تو شیطان ویسے ہی نالاں اور بیزار رہتا ہے، اور شیطان کے کلام کی حقیقت اس سے زائد کچھ نہیں کہ اتفاقاً کبھی کوئی غیبی بات نامکمل سن لیتا ہے تو اس میں دس باتیں جھوٹی اپنی طرف سے ملا کر اپنے کاہن جادوگر دوستوں کو بتلا دیتا ہے۔

### حضور شاعر نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرین و مشرکین کبھی کاہن کہتے کبھی شاعر اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جس طرح شاعر کے کلام کا خواہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اسی طرح آپ کے کلام کا حال ہے، یہاں اس کی تردید اس طور پر فرمائی گئی ہے کہ شاعروں کے صحبت یافتہ لوگ بے راہ ہوتے ہیں کیونکہ شعرا جو کچھ کہتے ہیں وہ بلا تحقیق کے خیالی ہوتا ہے اور اللہ کا پیغمبر جو کچھ فرماتا ہے وہ تحقیق شدہ الہی کلام ہوتا ہے جس سے بے راہ و گمراہ ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں بلکہ اس نورانی کلام اور پاکیزہ صحبت سے تو ہدایت نصیب ہوتی ہے چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھ کر آپ کا کلام اور قرآن سن کر لاکھوں گمراہ لوگ ہدایت پر آئے اور پھر دوسروں کیلئے راہ ہدایت ثابت ہوئے۔

اور شاعروں کا یہ مزاج ہوتا ہے کہ جب وہ کسی کی تعریف کرنے پر آئیں تو اس کو تمام خوبیوں اور کمالات کا مرکز بنا دیں اور جب کسی کی بُرائی کرنے لگیں تو تمام دنیا کی بُرائی اس میں جمع کر دیں دن رات اور رات کو دن ثابت کر دیں۔

غرضیکہ جب جھوٹ، مبالغہ اور تخیلات کی دادی میں نکل گئے پھر مڑ کر نہیں دیکھا، اور جو کچھ کہیں عمل اس کے خلاف ہو۔ شاعر اعظم حالی مرحوم نے مسدس میں شاعروں کے جھوٹ کا نقشہ خوب کھینچا ہے اور جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم کہ جو بات فرمائی سچی اور تحقیق شدہ فرمائی اور جو کچھ فرمایا بالکل وہی نقشہ ان کی عملی زندگی سے ظاہر ہوا۔

اوپر عمومی طور پر شعرا کی مذمت کی گئی اب استثناء کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ (۱) شعرا اس میں داخل نہیں جن کے کلام میں خالق دو جہاں کی تعریف ہو نیکی اور اچھائی کی ترغیب ہو کفر و شرک اور گناہ کی برائی ہو اور جو کچھ کہیں وہ تحقیقی اور حق کی کسوٹی پر پورا اترتا ہو۔  
ان آیات میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جن اشعار میں کسی کی، بھو یا بڑائی، بھو جو فی نفسہ غلط اور ممنوع ہے مگر جواباً ایسے اشعار کہنا بھی صحیح ہے، حضرت حسان بن ثابتؓ وغیرہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اشعار اسی طرح کے تھے۔

**شعرو شاعری کا حکم** | شعرو شاعری کی قرآن و حدیث میں مذمت بھی کی گئی ہے اور احادیث کے ذخیرہ میں اس کا اچھائی کے ساتھ ذکر بھی ہے بہت سے صحابہ کرامؓ کا شعرو شاعری کرنا اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کرام سے اشعار سننا احادیث کے ذخیرہ میں موجود ہے۔

اس سے حضرات مفسرین نے یہ اخذ کیا ہے کہ شعرو شاعری فی نفسہ غلط اور ممنوع نہیں بلکہ اگر کلام بے ہودہ اور فحش ہے تو غلط ہے اور اسی طرح اگر شاعر اس میں ایسا منہمک ہو جائے کہ عبادات وغیرہ سے بھی غافل ہو جائے تو ممنوع ہے اور اگر اشعار میں اچھائی کی تعلیم دی گئی ہے اور شاعر عبادات سے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی کمانے سے بھی غفلت نہیں کر رہا ہے تو پھر کوئی ممانعت نہیں۔



سورہ نمل کہ میں نازل ہوئی اس میں تیرا لڑے آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طَسَّ تِلْكَ آيَةُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ ۝ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

طس یہ (آیتیں جو آپ پر نازل کی جاتی ہیں) آیتیں ہیں قرآن کی اور ایک واضح کتاب کی۔ یہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خردہ سنا نیوالی ہیں

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

جو ایسے ہیں کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں (یہ تو ایمان والوں کی صفت ہمارے) جو لوگ

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّبًا لَهُمْ أَعْمَالُهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال ان کی نظریں مرغوب کر رکھے ہیں سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے سوز

العذاب وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْآخَسَرُونَ ۝ وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ

عذاب (ہو نوالا) ہے۔ اور وہ لوگ آخرت میں سخت خسارہ میں ہیں اور آپ کو بالیقین ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے قرآن دیا

عَلَيْهِ ۝

چار ہا ہت۔

**تفسیر سورہ نمل** | سورہ نمل کی ان آیات میں ان ایمان والوں کو آخرت کے راحت و آرام اور جنت

کی خوش خبری دی گئی ہے جو شریعت کے احکامات کا مکمل اتباع کرتے ہیں،

نماز کی پابندی کرتے ہیں جو بدنی عبادات سب سے اہم ہے اور اسی طرح زکوٰۃ کی بھی پابندی کرتے

ہیں جو مالی عبادات میں سب سے اہم ہے۔ اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں جو کہ عقیدہ کے لحاظ سے

سب سے اہم ہے، غرضیکہ ایمان، عقیدہ اور جانی و مالی عبادات میں وہ شریعت کے

مکمل تابع ہیں، اور اس کے برخلاف وہ لوگ جو آخرت پر ایمان و یقین نہیں رکھتے

وہ اپنی نظر میں غلط کاموں ہی کو اچھا سمجھے ہوئے ہیں کہ ان کے عقیدے صحیح نہ اعمال، ایسے

لوگوں کو ان آیات میں وعید سنائی گئی ہے کہ ان کو مرنے کے وقت سے ہی عذاب شروع

ہو جائیگا اور پھر مرنے کے بعد آخرت کے سخت عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَاهِلِهِ اِنِّىْ اَنْتُمْ نَارًا سَاتِيْكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اَتِيْكُمْ

بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ اَنْ بُورِكَ مَنْ فِي

النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوسٰى اِنَّهٗ اَنَا اللّٰهُ

جو اس آگ کے اندر ہیں (یعنی فرشتے) ان پر بھی برکت ہو اور جو اس کے پاس ہے اس پر بھی برکت ہو اور رب العالمین پاک ہے اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَالْقَىٰ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدَبِّرًا

(جو بے کیف کلام کر رہا ہوں) اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور تم اپنا عصا ڈال دو سوچا نہیں ہوں نے اس کو اس طرح حرکت کرتے

وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَمُوسَىٰ لَا تَخَفْ سَاقِي لَا يَخَافُ لَدُنَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ ۱۱۰

جیسے سائب ہو تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے ٹک کر بھی نہ دیکھا اے موسیٰ ڈرو نہیں ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے

مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي

ہاں مگر جس سے کوئی قصور ہو جاوے پھر (برائی ہو جانے کے) بعد بجائے اس کے نیک کام کرے تو میں مغفرت والا رحمت والا ہوں اور تم اپنا ہاتھ

جَيْبِكَ تَخْرِجَ بَيْضًا ۚ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ إِنِّي أَنَا فَرْعُوعٌ وَقَوْمِي ۚ

اپنے گریباں کے اندر بجاو وہ ہلکا سی عیب کے روشن ہو کر نکلے گا تو معجزوں میں سے ہیں رحمن کے ساتھ تم کو (فرعون اور اس کی قوم کی

لَا تَهُمُ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ

طرف (بھیجا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں غرض ان لوگوں کے پاس جب ہمارے معجزے پہنچے تو نہایت واضح تھے، تو وہ

مُبِينٌ ۝ وَبَحَدُوا بِهَا ۚ وَاسْتَيْسَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا وَعُْلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ

لوگ بولے یہ صریح جادو ہے (اور غضب تو یہ تھا کہ) ظلم اور تکبر کی راہ سے ان المعجزات کے (بالکل) منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

ان کا عاقبت کر لیا تھا سو دیکھئے کیسا انجام ہوا ان مفسدوں کا۔

حضرت موسیٰ کا طور پر جانا | ان آیات میں اس وقت کا قصہ بیان فرمایا گیا ہے جس

وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مدین سے مصر آ رہے تھے

تو کوہ طور کے قریب رات کو پہنچے رات بھی اندھیری تھی اور سردی بھی زیادہ تھی اور مصر کا

راستہ بھی بھول گئے تھے، بہر حال حضرت موسیٰ نے یہاں پڑاؤ ڈال لیا اسی درمیان اچانک ان کو کچھ

فاصلہ پر آگ جلتی ہوئی نظر آئی تو آپ نے اپنے گھردالوں سے (بیوی خادم وغیرہ جو بھی

ہمراہ تھے) کہا میں نے طور کی طرف آگ دیکھی ہے میں وہاں سے تمہارے لئے آگ لاتا ہوں تاکہ

تم سینک کر اس سے کچھ گرم پانی حاصل کرو، اور اگر کوئی راستہ بتانے والا مل گیا تو راستہ

کی خبر لاتا ہوں، غرضیکہ حضرت موسیٰ آگ کے پاس پہنچے تو منجانب اللہ آواز دی گئی اے موسیٰ تم پر

برکت ہو، حضرت موسیٰؑ یہ غیبی آواز بلا سمت سن رہے تھے مگر اس کا مبداء وہ آگ تھی، ایسے موقع پر شیطان انسان کا رخ شرک و بت پرستی کی طرف پھیر دیتا ہے اس لئے اس سے بچانے کے لئے آگے ارشاد ہے اے موسیٰؑ تمہارا پروردگار شرک سے پاک ہے، وہ رب العالمین ہے، اور حضرت موسیٰؑ سے فرمایا یہ جو تمہارے ہاتھ میں لاٹھی ہے اس کو زمین پر ڈال دو زمین پر ڈالتے ہی وہ اثر دہا بن کر چلنے لگا، یہ منظر دیکھ کر حضرت موسیٰؑ ڈر کر بھاگنے لگے اللہ نے فرمایا اے موسیٰؑ ڈرو نہیں ہم نے تم کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا ہے اور لاٹھی کا اثر دہا بن جانا یہ تمہاری نبوت کے لئے بطور معجزہ دلیل ہے بس تم کو ڈرنا نہیں چاہئے ڈرنا اس شخص کو چاہئے جس سے کوئی غلطی ہو جائے اور اگر ایسا شخص بھی تو بہ کرے اور اس کی جگہ نیک کام کرے تو میں اس کی غلطی بھی معاف کر دیتا ہوں، یہ سب حق تعالیٰ نے اس لئے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ سے ایک قبیلے کا قتل ہو گیا تھا کبھی آپ اپنے اس فعل سے پریشان رہیں اس لئے یہ اصول بیان فرما کر آپ کو مطمئن کر دیا۔

حضرت موسیٰؑ کو دوسرا معجزہ یہ عطا فرمایا گیا کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تو وہ خوب روشن و چمکدار ہوتا اور پھر جب اس کو دوبارہ گریبان کے اندر ڈال کر نکالتے تو اپنی اصل حالت پر آ جاتا، اس کے علاوہ اور بھی سات معجزے آپ کو عطا کئے گئے، جو آپ وقتاً فوقتاً قوم کو دیکھا کر خدا کے عذاب سے ڈراتے اور ایمان کی دعوت دیتے تھے مگر یہ ایسی بد بخت قوم تھی کہ ان معجزے اور حضرت موسیٰؑ کی نبوت کا دل میں یقین ہونے کے باوجود بھی انکار ہی کرتے رہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں غرق کیا اور آخرت میں جلنے کی سزا ہوئی۔

## نبوت موسیٰؑ پر نو نشانیاں

حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبوت پر نو نشانیاں، نو علامتیں، نو معجزے عطا فرمائے جن کا ذکر سورہ اسراء کی اس آیت ”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ سِتًّا مِن آيَاتِنَا“ وہ نو نشانیاں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے قول کے مطابق یہ ہیں، ۱۔ لاٹھی ۲۔ ہاتھ کا چمکدار ہو جانا ۳۔ قحط ۴۔ پھلوں کی کمی ہو جانا ۵۔ بارش کا طوفان ۶۔ ٹڈیوں کا تسلط ۷۔ گھن کے کیڑوں کا مسلط ہو جانا ۸۔ مینڈکوں کا عذاب ۹۔ ہر چیز میں خون کا گرنا

لے ان نشانیوں کا تفصیلی ذکر آسان تفسیر پارہ نمبر ۹ ص ۱۵۱ تا ۱۵۲ پر موجود ہے ایک بار پھر سے اسکا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا، وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الذِّنِّ فَضَّلْنَا

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو (شریف اور ملک داری کا) علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس نے

عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ . وَوَسَّاتُ سُلَيْمَانَ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا

ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی، اور داؤد (علیہ السلام) کی وفات کے بعد ان کے قائم مقام سلیمان ہوئے اور انہوں

النَّاسُ عَلِمْنَا مَنَظِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

نے کہا کہ اے لوگو ہم پرندوں کی بولی (کھنے) کی تعلیم کی گئی ہے اور ہر قسم کی (ضروری) چیزیں دی گئی ہیں واقعی یہ (اللہ تعالیٰ کا) صاف

الْمُبِينُ ۝ وَحِشْرَ لِّسُلَيْمَانَ جُنُودَهُ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ

فضل ہے، اور سلیمان کے لئے ان کا لشکر جمع کیا گیا ان میں جن بھی تھے اور انسان بھی اور برہمن بھی اور ان کو (چلنے کے وقت) روکا جاتا تھا۔

يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ

یہاں تک کہ جب جیونیٹوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک جیونیٹ نے (دوسری جیونیٹوں سے) کہا کہ اے جیونیٹو

ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِطَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ . فَتَبَسَّمَ

اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسے۔ کہیں تم کو سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔ سو سلیمان اس کی

صَاحِبًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ

بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا

وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَرَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ

کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام کیا کروں جسے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں

الصَّالِحِينَ ۝

میں داخل رکھے۔

→ مطالعہ کر لیا جائے، اور جو قصہ ان آیات میں بیان کیا گیا ہے اس کا بھی تفصیلی ذکر آسان تفسیر پارہ ۱۶

پر گذر چکا۔ محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوالہ یہ

## بے مثال سلطنت سلیمانی

حضرت سلیمانؑ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور جانشین ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و سلیمانؑ کو نبوت کے ساتھ بے مثال سلطنت و حکومت بھی عطا فرمائی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں، جنوں، پرندوں، چرندوں، درندوں وغیرہ پر حکومت عطا فرمائی تھی اور ایسی بے نظیر و زبردست حکومت کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ تمام عطا فرمائی تھیں اور پرندوں وغیرہ کی زبانیں بھی آپ بخوبی سمجھ لیتے تھے، ایک بار آپ کا عظیم الشان لشکر چلا جا رہا تھا اتفاق سے ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں چیونٹیوں کی بستی تھی تو ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو سلیمان کا لشکر ہمیں بے خبری میں کچل دے، حضرت سلیمانؑ چیونٹی کی بات سنکر اس کی سمجھداری پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اللہ العلیین آپ مجھے ہمیشہ شکر کرنے والا بنا دیجئے اور مجھے ہمیشہ ایسے نیک نام کی تو فیض بخشیں جن سے آپ خوش ہوتے ہیں۔

## چیونٹی کی خصوصیات

قرآن کی ان آیات میں چیونٹی کا ذکر آیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے متعلق بعض اہم معلومات لکھ دی جائیں۔ چیونٹی بہت سمجھدار جانور ہے اس کی سونگھنے کی قوت بھی بہت تیز ہوتی ہے انسانوں کی طرح انہیں بھی الگ الگ خاندان ہوتے ہیں آپس میں ہمدردی کا جذبہ ہوتا ہے، اجتماعی نظام اس کا بہت مستحکم ہوتا ہے، خطرہ کی آہٹ سنکر ایک چیونٹی اپنے بل سے باہر نکلتی ہے اور پھر واپس جا کر باہر کے تفضیلی حالات سے تمام چیونٹیوں کو آگاہ کرتی ہے ان کی مستقل بستیاں ہوتی ہیں جہاں یہ بڑے سلیقہ سے اپنے گھر بناتی ہیں، بعض مفسرین نے بہت سے ملکوں میں ان کی بستیوں کا پتہ دیا ہے، موسم سردی کے لئے یہ اپنی خوراک کا اسٹاک کر لیتی ہیں اور اناج کے دانہ کے دو ٹکڑے کر کے رکھتی ہیں تاکہ وہ آگ نہ جائے۔

و تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۚ لَأُعَذِّبَنَّهُ

اور (ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو بدھ کو نہ دیکھا افرطنے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں بدھ کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب

عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ ۖ أَوْ لَيَأْتِيَنِي بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۚ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ

جو گیدہ ہیں اس کو سخت سزا دوں گا۔ یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ یا وہ کوئی صاف حجت میرے سامنے پیش کرے سو تمھاری ہی دیر میں وہ آگیا



فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تَحْطُ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَأٍ يَقِينٍ ۝ اِنِّي وَجَدْتُ امْرَاةً

اور کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی۔ میں آپ کے پاس قبیلہ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت

تَمْلِكُهُمْ ۝ اَوْ رَتَبْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ

کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو ہر قسم کا سامان میسر ہے اور ایک پاس ایک بڑا تخت ہے میں نے اس کو اور اس کی قوم

لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَاهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا

کو دیکھا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور ان کو راہ (حق)

يَهْتَدُونَ ۝ اَلَا يَسْجُدُونَ لِلّٰهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَوَاتِ وَ الْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

سے روک رکھا ہے۔ سو وہ راہ پر نہیں چلتے۔ کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر

مَا تَخْفُونَ وَمَا تَعْلَنُونَ ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ قَالَ سَنَنْظُرُ

لاتا ہے اور تم لوگ جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے، اللہ ہی ایسا ہے کہ اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور

اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْ هَبْ بِكُنْيَتِيْ هٰذَا فَاَلْقَاهُ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّى

وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان نے فرمایا کہ ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹو ہے۔ میرا خط لکھا اور اس کو اسکے پاس ڈال دینا پھر ہٹ جانا

عَنْهُمْ فَاَنْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝

پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں۔

ہُدُودُ كَامِلَةُ سَبَا کی خبر لانا | ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے اڑنے والی فوج یعنی پرندوں کا

جائزہ لیا تو ان میں ہُدُود کو حاضر نہ پایا تو فرمایا میں اس کو غیر حاضری کی کوئی معقول

وجہ بیان کرے، مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ نے کسی ایسے مقام

پر قیام فرمایا جہاں پانی نہیں تھا اور ہُدُود کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت عطا فرمائی ہے کہ وہ

زمین کے نیچے کی چیزوں اور زمین کے نیچے بہتے ہوئے پانی کے چشموں کو دیکھ لیتا ہے (اسی طرح

بعض حضرات نے فرمایا کہ ہُدُود زمین کے اندر کینچھے کو بھی دیکھ لیتا ہے اور بعض دفعہ ایک

ایک اور دو، دو بالشت زمین کھود کر کیچھوے نکالتا ہے) الغزنی حضرت سلیمان کا مقصد یہ تھا کہ بد سے معلوم کریں کہ اس مقام پر پانی کہاں ہے اور کتنی نیچائی میں ہے اس کے بعد آپ جنوں کو حکم دیکر ان سے زمین کھودوا کر پانی نکلاتے تھے۔

کچھ دیر بعد بد ہد حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا حضور میں قوم سبا (سباملکین) کا ایک شہر ہے) کی ایک ایسی عورت کی خبر لایا ہوں جس کا آپ کو بھی علم نہیں (اس سے پتہ چلا) یہ عالم الغیب نہیں ہوتے) یہ اپنی قوم پر حکومت کرتی ہے اس کے پاس حکومت سے متعلقہ فوج وغیرہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ اور اس کے پاس ایک عظیم الشان تخت بھی ہے جس پر وہ بیٹھتی ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا بلقیس کے تخت کی لمبائی اسی ہاتھ چوڑائی چالیس ہاتھ اور اونچائی تیس ہاتھ تھی اس پر قیمتی موتیوں کا کام تھا اور اعلیٰ قسم کے ریشمی پردے لٹکے ہوئے تھے اور خود اس کا اور اس کی پوری قوم کا یہ حال ہے کہ خالقِ دو عالم کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتی ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اے بد ہد تیری سچائی کا ہمیں ابھی پتہ چل جائیگا تو اس کے پاس ہمارا یہ خط لے جا اور اس کے پاس ڈال کر ذرا سٹ جانا، یہ آداب شاہی کے پیش نظر فرمایا کہ ایسا نہ کرنا وہیں اس کے رد برو ڈٹا کھڑا رہے بلکہ ایک جانب کونہ وغیرہ میں ٹھہر جانا اور سننا وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے، ہیں ہمارے خط پر کیا تبصرہ کرتے ہیں۔

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَىٰ أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط نہایت با وقعت ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ ہے بسم اللہ

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَيَّ وَاتُّونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَىٰ

الرحمن الرحیم۔ (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ میرے مقابلہ میں تکریمت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل

أَفْتُونِي فِي أَمْرِي ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُون ۝ قَالُوا نَحْنُ أَوْلُوا

دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں رائے دو۔ میں کسی بات کا قطع فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔ وہ لوگ کہنے

۱۔ مورخین و مفسرین نے اس عورت کا نام ملکہ بلقیس لکھا ہے۔ محمد یعقوب قاسمی غفر الوادیہ۔

قُوَّةً وَأُولُوا بَأْسٍ شَدِيدٍ ذَٰلِكَ أَمْرُكَ فَإِنظِرْنِي مَاذَا تَأْمُرُنِي ۖ قَالَتْ إِنَّا

لگے کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور اختیار تم کو ہے سو تم ہی دیکھ لو جو کچھ حکم دینا ہو بلقیس کہنے لگی کہ وایمان ملک

الْمُلُوكِ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ

(کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو نہ وبالاً کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت د

يَفْعَلُونَ ۖ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۖ

ہیں انکو ذیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے اور میں ان لوگوں کو پاس کچھ یہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ وہ فرستادہ کیا لے رہے ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَنُ قَالَ أَسْمَدُ وَشَنَ بَمَالٍ فَمَا آتَنِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتٰنَكُمْ

سو جب وہ فرستادہ سلیمان کے پاس پہنچا فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو۔ سو اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے

بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۖ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ

رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے۔ ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہو گے تم ان لوگوں کے پاس سوٹ جاؤ سو

لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۖ

ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکیگا اور ہم انکو وہاں سے ذیل کیے نکال دیں گے اور وہ ہمیشہ کیلئے ماتحت ہو جائیں گے

حضرت سلیمان کا خط بلقیس کے نام | حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط بد بد نے اپنی چونچ

میں پکڑ کر ملکہ بلقیس تک پہنچایا، ملکہ نے خط

پڑھ کر اپنے شیرکاروں کو جمع کیا اور کہا میرے پاس عجیب طریقہ سے ایک بہت ہی اہم اور معزز خط

شہنشاہ سلیمان کا پہنچا ہے جس میں لکھا ہے کہ تم لوگ میرے مقابلہ میں زور آزمائی اور تکبر

مت کرو فرمانبردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ، اس سے حضرت سلیمان کا مقصد انھیں کفر و شرک

سے باز رکھنا اور ایمان قبول کر لینے کی دعوت دینا تھا، ان لوگوں کو یا تو پہلے ہی سے حضرت

سلیمان م کی بے مثال حکومت اور توحید پرستی کا علم ہو گا یا خط آنے کے بعد تحقیق کر لی ہو گی

بہر حال ملکہ بلقیس نے یہ خط سنا کر مشورہ چاہا تو تمام ارکان سلطنت نے کہا کہ ہم آپ کے حکم

کے مطابق ہر طرح تیار ہیں اگر جنگ کرنا آپ بہتر سمجھیں تو ہم لڑنے کے لئے تیار ہیں، ملکہ بلقیس

نے کہا میں ان سے جنگ تو مناسب نہیں سمجھتی کیونکہ بادشاہ جب کسی ریاست پر حملہ آور ہوتے ہیں

تو اس ریاست کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کا اثر ختم کرنے کے لئے انھیں ذلیل و خوار کرتے ہیں لہذا جنگ کر کے مصیبت میں نہ پڑا جائے، سردست ہم ایسا کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے پاس کچھ ہدیے اور تحفے بھیجتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں ہمارے لوگ کیا جواب لاتے ہیں۔

ملکہ بلقیس نے جو تحفے بھیجے اس میں کچھ سونے کی اینٹیں تھیں، کچھ جواہرات تھے، اور سو غلام اور سو باندیں تھیں مگر باندیوں کو مردانہ لباس میں اور غلاموں کو زنانہ لباس میں بھیجا گیا تھا اور اسی کے ساتھ ملکہ کا ایک خط بھی تھا جس سے حضرت سلیمان ؑ کا امتحان مقصود تھا کہ کیا واقعہ وہ ہمیں دین اسلام ہی پر لانا چاہتے ہیں یا دنیوی لالچ اور ملک گیر حکومت کی حوس ہے۔ ان تحفوں کی تفصیل اللہ نے آپ کو پہلے ہی بتلا دی تھی لہذا آپ نے جنوں کو حکم دیا کہ دربار سے تین میل تک سونے چاندی کی اینٹوں کا فرش بچھا دیا جائے، اور راستہ کے دونوں طرف عجیب و غریب جالوروں کو کھڑا کر دیا جائے جو پیشاب و پاخانہ بھی اسی فرش پر کریں اور دربار کو خاص انداز سے مزین کیا جائے، دائیں بائیں چار ہزار کرسیاں بچھائی جائیں ایک طرف علما ان پر بیٹھے ہوئے ہوں اور دوسری طرف اباب سلطنت، اور پورے ہال کو جواہرات سے سجا دیا جائے الغرض بلقیس کے قاصدوں کے آنے سے پہلے پہلے آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی اور پورا علاقہ جگمگا اٹھا، قاصدوں نے جب سونے چاندی کے فرش پر جالوروں کو پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے حقیقہ دلیوں کو دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور اس کے بعد تمام مناظر دیکھ کر بے حد مرعوب ہوئے آخر دربار میں پہنچ کر حضرت سلیمان ؑ ملاقات کی تو آپ بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور ان کا خوب اعزاز و اکرام اور مہمان نوازی کی اور رخصت ہوتے وقت بلقیس کے تمام سوالوں کے جواب ان کو دیئے اور فرمایا کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو اللہ نے مجھے جو مال و دولت دیا ہے وہ تمہارے مال و دولت سے بہت بہتر ہے، کیونکہ تمہارے پاس صرف دنیا ہے اور میرے پاس دین و دنیا دونوں ہیں لہذا ہم یہ ہدیے نہیں لیں گے تم انھیں لے کر اپنی ملکہ کے پاس جاؤ اور ان لوگوں سے کہو اگر وہ اب بھی ایمان لے آئیں تو بہتر ہے نہیں تو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجیں گے جن کا ان سے ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم انھیں وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور پھر ہمیشہ ہماری رعایا بن کر رہنا پڑے گا۔

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ

سلیمان علیہ السلام (کو وحی سے باکسی طرح وغیرہ کے ذریعہ سے اسکا چلنا معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو

عَفَرَيْتُ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ

اس (بلیس) کا تخت قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے پاس طبع ہو کر اُڑیں حاضر کر دے ایک قوی ہیکل جن کے جواب میں میں نے کہا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں

لَقَوِيٍّ أَمِيْنٌ ۖ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ

حاضر کر دوں گا۔ جس اسکے کہ آپ اپنے اجلاس اٹھیں اور میں اس پر طاقت رکھتا ہوں اور گودہ بڑا قیمتی مرصع جو اہرات سے ہے گڑ، ہانت، یوں جسے

يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقَرًّا عِنْدَهُ ۖ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۚ

یاس کتاب کا علم تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ چمکنے سے پہلے لا کر آ کر رکھتا ہوں پس جب سیلمان نے اسکو اپنے روبرو رکھا

لِيَبْلُوَنِي ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي

دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بھی تیرے روبرو رکھا کہ ایک فضل ہوتا کہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے

غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ تَكَرُّوا لَهَا عُرْشًا نُنْظُرُ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۝

شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے سیلمان حکم دیا کہ میں نے تیرے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں کہ اسکو اسکا پتہ لگتا ہے یا اسکا ہی میں نہ

حضرت سیلمان کے دربار سے قاصد کی واپسی

قاصد نے واپس آ کر ملکہ بلیس سے پورا

قصہ بیان کیا اوسانحہ ہی جنگ کا پیغام

سنا دیا، حالات سن کر بلیس کو یقین ہو گیا کہ سیلمان صرف زبردست بادشاہ ہی نہیں بلکہ اللہ نے ان

کو علم اور نبوت کی دولت سے بھی نوازا رکھا ہے لہذا ان سے جنگ کرنا خدا سے مقابلہ کرنا ہے جس

کی ہم میں طاقت نہیں یہ کہہ کر حضرت سیلمان کی خدمت میں حاضری کی تیاری شروع کر دی اور پھر تمام ارکان

سلطنت اور لشکر کے ساتھ ملک سیلمان کی طرف کوچ کر دیا، جب ملک شام کے قریب پہنچا تو حضرت

سیلمان نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے جو بلیس کا تخت شاہی اس

کے پہنچنے سے پہلے یہاں حاضر کر دے، اس سے حضرت سیلمان کا مقصد بلیس پر اپنی خدا داد

عظمت و قدرت کا اظہار کرنا تھا تاکہ وہ سمجھے کہ یہ صرف ایک عظیم بادشاہ ہی نہیں بلکہ ان کو منجانب

اللہ کوئی خاص منصب بھی عطا فرمایا گیا ہے اور یہ چیز اس کے ایمان قبول کرنے میں مددگار ثابت ہو

بہر حال ایک قوی ہیکل جن (دیو) نے عرض کیا میں آپ کا دربار ختم ہونے سے پہلے تخت بلیس

حاضر کر دوں گا، مگر حضرت سیلمان ؑ اس سے بھی پہلے حاضر چاہتے تھے کیونکہ لشکر بلیس دربار سیلمانی

سے صرف تین میل فاصلہ پر آچکا تھا، اس پر ایک ایسے شخص نے جس کے پاس کتاب الہی کا علم تھا کہا میں آنکھ جھپکنے تک لاسکتا ہوں۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اس شخص سے مراد خود حضرت سلیمانؑ ہیں کیونکہ کتاب الہی کا علم سب سے زیادہ انہی کو تھا اور اپنے معجزہ سے آنکھ جھپکنے میں لاسکتے تھے، مگر دوسرے مفسرین نے فرمایا کہ وہ شخص حضرت سلیمانؑ کے اصحاب میں سے تھا ابن اسحقؒ نے اس کا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے اور یہ کہ وہ حضرت سلیمانؑ کا دوست تھا بعض روایات میں ہے کہ آپ کا خالہ زاد بھائی بھی تھا اس کو اسم اعظم کا علم حاصل تھا جس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے اور جو مانگا جائے اللہ کی طرف سے عطا کر دیا جاتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ یہ کام اپنی امت کے کسی آدمی سے کرادیا جائے جس سے بلفیس پر اور زیادہ اثر ہو اس صورت میں تخت کا آنا آصف بن برخیا کی کرامت سمجھی جائیگی جب یہ تخت آگیا تو حضرت سلیمانؑ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا یہ کام میرے رب کے فضل سے ہوا ہے، اور فرمایا کہ اس تخت کا رنگ روپ بدل دو مثلاً میرے جواہرات کی جگہ بدل دو اسی طرح دوسری اور چیزوں کی جگہ بدل دو پھر دیکھیں وہ اپنے تخت کو باسانی پہنچاتی ہے یا نہیں، اس سے مقصد ملکہ بلفیس کی عقل و فہم کو آزمانا تھا کہ ہدایت پانے کی صلاحیت و استعداد اس میں کہاں تک موجود ہے۔

فَلَمَّا جَاءَتْ قَيْلٌ أَهْلَكَذَا عَزَّشْتُ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۖ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا

سو جب بلفیس آئی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی ہاں تو ایسا ہی اور ہم لوگوں

وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ

کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی تحقیق ہو چکی ہے اور ہم مطیع ہو چکے ہیں۔ اور اس کو غیر اللہ کی عبادت نے روک رکھا تھا۔ وہ کافر قوم

كَافِرِينَ ۝ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً ۖ وَكَشَفَتْ عَنْ

میں کی تھی۔ بلفیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلیس راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی رہے بھرا ہوا

سَاقِيهَا ۖ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۖ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي

سمجھا اور اپنی دونوں ہڈیاں کھولیں اس وقت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے خوشیوں سے بنایا گیا ہے بلفیس کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا۔

وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور میں اب سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی۔

## ملکہ بلقیس کی دربار سلیمانی میں حاضری

جب حضرت سلیمانؑ تمام تیاری کر چکے اور بلقیس کا تخت بھی محل سلیمانی میں پہنچ چکا، اس وقت بلقیس حاضر ہوتی ہے، اس سے کہا گیا (خواہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا یا کسی معزز درباری کے ذریعہ کہلایا) کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے بلقیس نے جواب میں نہ ہاں کہ نہ نہیں بلکہ جواب دیا گویا یہ وہی تخت ہے، اس سے ظاہر کر دیا کہ تخت تو وہی ہے البتہ اس میں کچھ رد و بدل کر دی گئی ہے، بلقیس سمجھ گئی میرے تخت کا یہاں اس طور پر آجانا حضرت سلیمانؑ کا ایک معجزہ ہے لہذا عرض کیا یہ معجزہ دکھلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ ہم کو اسی وقت یقین ہو گیا تھا جس وقت قاصد نے آپ کے حالات سنائے تھے کہ آپ محض ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ اللہ کے مقرب ترین بندہ بھی ہیں اسلئے ہم نے اسی وقت سے فرمانبرداری اور تسلیم و رضا کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

دعوت ایمانی پہنچنے سے لیکر دربار سلیمانی میں حاضری تک درمیانی چند روز جو ملکہ بلقیس نے ایمان قبول نہ کیا قرآن اس کی وجہ بیان کرتا ہے کہ اس کو جھوٹے معبودوں کے خیال اور قوم کی تقلید نے روک رکھا تھا (قومی عادات اکثر انسان کے سوچنے سمجھنے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں) مگر پیغمبر کی صحبت میں پہنچنے کے بعد وہ رکاوٹ ختم ہو گئی۔

حضرت سلیمانؑ علیہ السلام نے چاہا کہ معجزہ اور شان پیغمبری دکھانے کے ساتھ ساتھ اس کو شان سلطنت اور دنیوی شوکت بھی دکھلا دی جائے تاکہ یہ اپنے کو دنیا کے اعتبار سے بھی عظیم نہ سمجھے اس لئے ایک شیش محل بنوا کر اس کے صحن میں حوض بنوایا اور اس میں پانی اور مچھلیاں بکھراں کھو شیشہ سے پاٹ دیا، شیشہ ایسا صاف و شفاف تھا دیکھنے میں نظر نہ آتا تھا اور وہ حوض ایسے موقع پر تھا کہ محل میں جانے کے لئے اس پر جانا لازمی تھا، بہر حال ملکہ بلقیس کو اس محل میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا جب وہ حوض پر پہنچیں تو اس میں اندر اترنے کے لئے اپنے دامن اٹھائے اور اپنی دونوں پینڈیاں کھول دیں، حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اس حوض پر شیشہ پڑا ہوا ہے اس پر بلا خطر چلئے دامن اٹھانے کی ضرورت نہیں، یہ پورا محل ہی شیشوں سے بنایا گیا ہے، یہ تمام مناظر دیکھ کر ملکہ بلقیس اپنے دل میں کہنے لگی یہاں تو دنیوی صنعت کاری کے

بھی ایسے عجیب و غریب نمونے ہیں جو میں نے آج تک نہ کہیں، دیکھئے نہ سنے، غرضیکہ بلقیس کے دل میں حضرت سلیمان کی عظمت پیدا ہوئی اور بے ساختہ بول اٹھی اے میرے پروردگار میں نے اب تک اپنے نفس پر ظلم کیا کہ کفر و شرک میں مبتلا رہی اور اب میں حضرت سلیمان کا طریقہ اختیار کر کے رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔

کیا حضرت سلیمان نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا؟ قرآن کریم کی ان آیات میں بلقیس

وہ ایمان قبول کر چکی تھی اب رہا یہ مسئلہ کہ حضرت سلیمان سے اس کا نکاح ہوا کہ نہیں، اس سلسلہ میں حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ اس کے بعد حضرت سلیمان نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور اس کو اس کے ملک پر برقرار رکھ کر یمن واپس بھیج دیا تھا آپ ہر مہینہ وہاں تشریف لے جاتے اور تین دن قیام کرتے تھے آپ نے بلقیس کے لئے ملک یمن میں لاجواب تین محل تیار کر دئے تھے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ

اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو سو

فَرِيقٍ يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ يَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

اچانک ان میں دو فریق ہو گئے، جو باہم جھگڑنے لگے۔ صالح نے فرمایا کہ اے بھائیو تم نیک کام سے پہلے

الْحَسَنَةِ، لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ قَالُوا أَطِيعُوا بَكَ وَبِمَنْ

عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ اللہ کے سامنے معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے وہ لوگ

مَعَكَ، قَالَ طَائِفُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝ وَكَانَ فِي

کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں صالح نے فرمایا کہ تمہاری نحوست کا سبب اللہ کے علم میں بلکہ تم وہ

الْمَدِينَةِ تَسْعَةً رَّهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا

لوگ ہو کہ عذاب میں مبتلا ہو گے، اور اس بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں فساد کیا کرتے تھے۔ اور اصلاح نہ کرتے تھے۔

بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ

انہوں نے کہا کہ آپس میں سب اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صبح اور ان کے متعلقین کو ماریں گے پھر ہم ان کے وارث سے کہہ دیں گے کہ



وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكْرُوْا مَكْرًا وَّمَكْرُنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ

ہم ان کے متعلق اور خود ان کے مارے جانے میں موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔ اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ایک خفیہ

کَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۚ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعَيْنَ ۝ فَتِلْكَ

تدبیر ہم نے کی اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ سو دیکھئے ان کی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

بَيَّوْنَهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا

غارت کر دیا۔ سو یہ ان کے گھر ہیں جو دیران پڑے ہیں۔ ان کے کفر کے سبب سے بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے دانشمندان کیلئے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔

قوم ثمود کی نافرمانی اور اسکا انجام | حضرت صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم ثمود کو

کے لئے فرمایا، تو ان میں باہم اختلاف اور جھگڑا ہونے لگا اور اس کے نتیجے میں دو جماعتیں بن گئیں

ایک نے ایمان قبول کر لیا دوسری کفر پر قائم رہی، ان کو حضرت صالح نے خوب سمجھانے کے بعد عذاب

الہی سے ڈرایا تو وہ عذاب ہی کا مطالبہ کرنے لگے آپ نے فرمایا افسوس ہے تم پر توبہ و ایمان

اور بھلائی کی راہ تو اختیار نہیں کرتے جو دنیا و آخرت میں فائدہ دے اللہ عذاب الہی مانگنا

شروع کر دیا ارے کبختو اگر عذاب آگیا تو تمہاری تمام اکڑ پھوں رکھی رہ جائے گی، تب ہا

ہو جاؤ گے، ابھی بھی موقع ہے توبہ و استغفار کر کے عذاب الہی سے پناہ چاہ لو، کہنے لگے

اے صالح جب سے تیرا منہ س قدم آیا ہے اس وقت سے ہم پر قحط وغیرہ کی سختیاں پڑتی

جا رہی ہیں گھر گھر میں جھگڑا و اختلاف ہے حضرت صالح نے فرمایا کم عقلو یہ تمہارے اعمال

کفریہ کا نتیجہ ہے۔ ۹

اس قوم میں تو آدمی نہایت ہی شری مزاج کے تھے جنکا کام صرف فساد مچانا تھا ان کے ساتھ

اور بہت سے ہم مزاج لوگ بھی تھے، سرغنہ ان سب کے یہی ہوتے تھے، ایک دن رات کے وقت

ان سب نے قسم کھا کر عہد کیا کہ ہم صالح اور اس کے ساتھیوں کے گھروں پر رات کے وقت حملہ

کر کے سب کا کام تمام کر دیں گے اور اگر ان کے متعلقین نے خون کا دعویٰ کیا تو کہہ دیں گے ہم

اس موقع پر موجود ہی نہ تھے ہمیں اس کا قطعاً کوئی علم نہیں، اس طرح اس ایمان والی جماعت کا صفایا بھی ہو جائے گا اور ہم بھی ہر طرح سے محفوظ رہیں گے۔

بہر حال اس عہد کے بعد وہ ایک رات حملہ کے ارادہ سے چلے مگر اللہ نے ان کے حملہ سے اپنے مومن بندوں کو اس طرح محفوظ کر دیا کہ جیسے ہی یہ لوگ ایک پہاڑ کے برابر سے گزرنے لگے تو ایک بڑا پتھر بحکم خدا رڈھک کر ان پر آگرا جس سے دب کر ان سب نے وہیں دم توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں دیکھا تم نے اس شہر پر قوم کا انجام کہ حملہ آوروں کو ہم نے پتھر سے کچل دیا اور باقی لوگوں پر آسمانی عذاب نازل کر کے ہلاک کر ڈالا۔ آج بھی اے مکہ والو تم ملک شام جاتے وقت راستہ میں وادی القری میں ان کی بستی کے کھنڈرات دیکھتے ہو، اللہ کی قدرت اور رحمت دیکھئے کہ اس بستی سے مومن بندوں کو چن چن کر عذاب سے بچا لیا اور تمام کافرین کو تباہ کر ڈالا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس واقعہ میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے کہ وہ اس سے نصیحت و سبق حاصل کر کے اپنے آپ کو اللہ کی نافرمانی سے بچا کر اس کے عذاب و قہر سے محفوظ رہیں۔

وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۚ أَلَيْسَ لَكُمْ لَتَاتُونَ

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا تھا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ حالانکہ مسجد اربعہ کی بات کے ساتھ

الرِّجَالُ شَهْوَةٌ مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اسکی برائی میں کوئی شبہ نہیں) بلکہ تم جہالت کر رہے ہو۔ سوان کی قوم سے کوئی جواب نہ

قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ، إِنَّهُمْ أَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ۝

بن بڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوٹ کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک و صاف بنے ہیں۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

سو ہم نے لوٹ کر ادران کے متعلقین کو بچا لیا۔ بحران کی بیوی کے کہ اس کو ہم نے ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں

**نوٹ:** یہ واقعہ سورہ اعراف وغیرہ میں بھی گزر چکا ہے مزید تفصیل کے لئے وہاں رجوع کیا جائے

محمد یعقوب غفرلہ ولوادیہ

مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ

گئے تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو ان لوگوں کا کیا بُرا مینہ تھا جو ڈرائے گئے تھے۔ آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ

الَّذِينَ اصْطَفٰی ۚ اللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

ہی کے لئے سراوا رہیں اور اسکے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اسے منتخب فرمایا ہے۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو شریک ٹھراتے ہیں۔

**قوم لوط کی گندی عادت اور اسکا انجام**

حضرت لوطؑ کی قوم گندہ اور بے حیا کام میں

مبتلا تھی، عورتوں کے بجائے مردوں سے

اپنی شہوت پوری کیا کرتے تھے، حضرت لوطؑ نے انھیں سمجھایا اور اس گندی خصلت سے باز رہنے

کو کہا تو بجائے اس کے کہ نصیحت قبول کرتے الٹا طنز کرنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ بڑے پاک

وصاف بنتے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دو، جب نصیحت کرتے کرتے مدت دراز گزر گئی اور

یہ اپنی ہی حالت پر قائم رہے تو اللہ نے اپنا عذاب نازل فرما دیا کہ آسمان سے پتھروں کی بارش

فرما کر ان سب کو مع حضرت لوطؑ کی بیوی کے (کیونکہ یہ ان بد معاشوں کی مدد کیا کرتی تھی) ہلاک

کر ڈالا، حضرت لوطؑ اور انکے مومن ساتھیوں کو اس عذاب سے بچا لیا۔

نوٹ یہ واقعہ بھی تفصیل کے ساتھ سورہ اعراف وغیرہ میں گزر چکا، قل الحمد، پچھلی

امتوں کے کچھ واقعات اور ان پر عذاب آنے کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ اپنے پروردگار کا شکر ادا کریں کہ پچھلی امتوں کی طرح آپ کی امت

پر عام عذاب نازل نہیں ہو گا جس سے پوری امت کا صفایا ہو جائے، اور آپ انبیاء سابقین اور اللہ

کے مقرب بندوں پر سلام بھیجئے۔

اس پارہ کے بالکل آخری جملہ اللہ الخ میں پھر توحید کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مذکورہ واقعات

سن کر اب تو اے کافرو تمہارے لئے یہ سمجھنا آسان ہو گیا ہو گا کیا ایک کامل قدرت ولے اللہ کی بندگی

صحیح ہے یا عاجز و کمزور بہت سی مخلوق کو اس کی خدائی میں شریک کرنا۔

بجملہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پارہ ۱۹ کی تفسیر بحسن و خوبی مکمل ہوئی۔

طالب دعا

محمد یعقوب قاسمی غفرلہ

(حاصل بیان القرآن، معارف القرآن، فوائد عثمانیہ، تفسیر نظری)  
قصص القرآن وغیرہم

## تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ”اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری“ کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ”تلخیص بخاری شریف“ میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ و تشریح آسان و عام فہم انداز میں بالخصوص عام اردو داں طبقہ کے لیے مستند و معتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کر کے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔

”تلخیص بخاری شریف“ کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

## رحمت کے خزانے

یہ مبارک کتاب اعمال حسنی کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ”المتجر الرابع فی ثواب العمل الصالح“ کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ”رحمت کے خزانے“ کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ ایک ایسی بڑی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر امید کر کے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لے کر بہت لوگ کس طرح توبہ کر کے ولی اللہ بن گئے، ایسے بڑے اثر و واقعات پر مشتمل اصلاحی و انقلابی کتاب ہے، اس کو قاری محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے دی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

**گزارش:** خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

**IDARA DAWAT-O-TABLEEGH**

GALI NO-2 AALI KI CHUNGI

MANDI SAMITI ROAD, SAHARANPUR (U.P.)

Mob. 9837375773, 9837002261



اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر

# آسان قرآن تفسیر

پارہ ۲۵

ترجمہ: حکیم مسیح حضرت مولانا اشرف علی صاحبہ نووی رحمہ اللہ

مترجم  
مولانا محمد یعقوب کاسمی  
فیض الاسلام

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند  
ادارہ دعوت و تبلیغ  
کل آل کی جنگی منڈی سمیتی روڈ سہا پور پور

موبائل 9837375773

50/-

اس دور کی سب آسان دعا فہم اور مستند فقیر کلام پاک  
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

# اسان فقیر

اردو

ترجمہ قرآن شریف

حکیم الامہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ

مرتب

محمد یعقوب قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند

پاک آئین خلاق

(شائع کردہ)

ادارہ نبوت و تبلیغ زکریا آباد، گلی ۱۲ آلی جنگی سہا پور (پنجاب)

## مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ

یادہ ذات جس نے آسمان و زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے تمہارے لئے

السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُثْبِتُوا شَجَرَهَا ؕ عَلَاهُ

(پانی) برسیا پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے رفتی دار باغ اگائے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درختوں کو اگاسکو

مَعَ اللَّهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ؕ أَمْنَ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَافَهَا

کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ ایسے لوگ ہیں کہ (دوسروں کو) خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں یادہ ذات جس نے

أَنْهَرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِي وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ عَلَاهُ مَعَ اللَّهِ ؕ بَلْ

زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان درمیان نہریں بنائیں اور اس کے ٹھہرانے کے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حفاصل بنائی

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ؕ أَمْنَ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے بلکہ ان میں زیادہ تو کچھ بھی نہیں یادہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو نیاز طلبے اور (اس کی) معیت

خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ؕ عَلَاهُ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ؕ أَمْنَ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتٍ

کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں صاحبِ تصرف بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر) تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو یادہ ذات جو تم کو خشکی

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ؕ عَلَاهُ مَعَ اللَّهِ

اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ سوجھاتا ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو بارش کی امید دلا کر دلوں کو خوش کر دیتی ہیں یا اللہ کے ساتھ کوئی اور

تَعْلَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ؕ أَمْنَ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ

معبود ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے بڑے ہے یادہ ذات جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ زندہ کرے گا اور جو کہ آسمان اور زمین سے

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ؕ عَلَاهُ مَعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ؕ

تم کو زندہ دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ کہے (مگر) اچھا تم (ایک استحقاق عبادت پر) اپنی دلیل پیش کرو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو۔

قدرت خداوندی پر دلائل | ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و توحید پر کچھ دلائل بیان فرما رہے ہیں تاکہ کافر و مشرک ان میں غور کریں اور توحید کا دامن تمام کر اپنی دنیا و آخرت کا میاب بنائیں۔

ارشاد ہے اے کافر! کیا عبادت و بندگی کے لائق وہ ہے جان بت میں جن کو تم پوجتے ہو اور اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو یا خالق کائنات اور قادر مطلق کی وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جس نے آسمان و زمین بنائے، اور آسمان سے پانی برسا کر زمین سے کھیتی اور باغ وغیرہ اگائے، جسے تمہیں اناج، سبزی اور پھل وغیرہ کھانے کو ملنے میں اور اس ذات نے اس زمین کو مخلوق کے قرار گاہ بنایا، اس میں نریاں اور دریا بنائے، اور اس کی کپکپاہٹ ختم کرنے کو جگہ جگہ پہاڑ بنائے تاکہ مخلوق آرام سے اس پر زندگی بسر کرے اور اس کی پیدا شدہ چیزوں سے فائدہ اٹھائے اور وہ ذات ایسی ہے جو بے کس و بے قرار آدمی کی دعا سنتی اور قبول کرتی ہے، اور خشکی و دریا کے اندھیرے میں ستاروں، قطب نما اور دیگر آلات کے ذریعہ تمہیں راستہ دکھاتی ہے، اور بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلا کر تمہیں بارانِ رحمت کی خوشخبری دیدیتی ہے، اور اسی ذات نے تمام مخلوقات کو ابتدا میں پیدا کیا اور وہی پھر دوبارہ پیدا کرے گی۔ اے کافرین و مشرکین ان سب باتوں میں غور کر کے بتاؤ کیا ایسی باکمال صفات والی ذات مستحق عبادت ہے یا تمہارے بنائے ہوئے بت وغیرہ۔ اس کے بعد اپنے پیارے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا اگر وہ ان واضح باتوں کو سن کر کبھی یہ کہیں کہ ہاں دوسرے معبود بت وغیرہ، بھی مستحق عبادت ہیں تو ان کے اس دعوے پر آپ ان سے ان کے دعوے کی دلیل طلب کیجئے اس سے ان کا سچ جھوٹ کھل کر سامنے آجائے گا، مگر ان کے پاس دلیل کہاں ہے وہ تو بس اندھی تقلید کرتے ہیں کہ ہمارے بڑے اس طرح کرتے تھے ہم بھی کریں گے آپ کے کہنے سے اس راستہ کو نہیں چھوڑیں گے۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور ان (مخلوقات) کو یہ خبر نہیں کہ وہ

بَلْ أَذْرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا بَلْ هُمْ عَنْهَا غَمُونَ ۝

بلکہ اذراک (دراک) کے بارے میں (خود) ان کا علم نیست ہو گیا بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں بلکہ اس اندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ کافروں

الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرْبًا وَآبَاءُ نَا أَبْنَاءَ نَخْرُجُونَ ۝ لَقَدْ وَعِدْنَا هَذَا لَأَنَحْنُ وَ

کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب امرو، خاک ہو گئے، اور ہمارے بڑے بھی تو کیا ہم زندہ کر کے قیامت کے دن نکالے جائیں گے اس کا تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے

أَبَاءُ نَا مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا

سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ بسند باتیں ہیں جو انگوٹوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ بحرین کا انجام



كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ

کیا ہوا اور آپ ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ شرارتیں کر رہے ہیں اس سے تنگ نہ ہو جسے۔

مَجْهُدًا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدْفٌ لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي

مجہدے ہیں کہ یہ وعدہ (عذاب دہرا) کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو تو (بتلاؤ) آپ کہہ دیجئے کہ عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی چارہ ہو اس میں سے

تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنْ رَبُّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَإِنْ

تجستعجلوں۔ اور اگر آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے اور آپ کے رب

رَبُّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے اور جس کو وہ علانیہ کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں جو

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝

لوح محفوظ میں نہ ہو۔

**قیامت کے انکار کی وجہ اور اس کا جواب**

کافرین و مشرکین قیامت کا انکار کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ

بیان کرتے تھے کہ آج تک ہمیں معلوم کرنے پر بھی نہیں بتایا گیا کہ قیامت کب آئے گی اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کوئی چیز نہیں بلا وجہ ہمیں اس سے ڈرایا جاتا ہے۔ ان آیات میں ان کو جواب دیا گیا کہ قیامت کسی تعین وقت کا علم غیب کی بات ہے اور غیب کسی بات صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں آسمان و زمین میں جتنی مخلوقات ہیں، فرشتے، انسان، جنات کسی کو بھی غیب کا علم نہیں، ہاں اگر اپنی مصلحت سے اللہ تعالیٰ کوئی غیب کی بات بتلانا چاہتا ہے تو بتلا دیتا ہے، مگر اس نے بہت سی چیزوں کو پردہ غیب

ی میں رکھا ہے ان ہی میں سے قیامت کا علم بھی ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ ان کافرین و مشرکین کا حال یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی تصدیق نہ کر کے اپنی عقل دوڑانا شروع کر دی اور اس کے نتیجے میں کبھی قیامت کے ہونے نہ ہونے کے بارے میں شک کرنے لگے اور کبھی اس کا انکار ہی کر دیا اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جس طرح کے وعدے آپ ہم سے کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور پھر حساب و کتاب ہو کر سزا و جزا ملے گی، یہی باتیں آپ سے پہلے نبی ہمارے بڑوں سے کہا کرتے تھے

مگر آج تک ہم نے نہیں دیکھا کہ کوئی قبر سے اٹھ کر زندہ ہوا ہو اور اسے سزا ملی ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرما رہے ہیں کہ ہماری زمین میں گھوم کر دیکھو ان نافرمان لوگوں کو کس طرح سزائیں دی جا رہی ہیں آج بھی بہت سی قوموں کی بستاں اُجڑی ہوئی اور الٹی ہوئی پڑی ہیں، بس سمجھ لو کہ جس طرح ہم دنیا میں کسی قوم کو سزا دیدیتے ہیں اسی طرح تمام نافرمانوں کو آخرت میں نذر سنگین سزا دیں گے۔

ان کافرین کو جب اس طرح کی باتیں سنائی جاتی ہیں تو یہ بجائے اس کے کہ راہ حق اختیار کریں الٹا وہی عذاب اور سزا مانگنے لگتے ہیں کہ آخر یہ عذاب ہم پر آئے گا کب، اکیوں نہیں جاتا اگر تم اپنی اس خبر میں سچے ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے ہمارے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے بہت ممکن ہے وہ عذاب تمہارے سروں پر آگیا ہو مگر میرا پروردگار بڑا ہی فضل والا ہے وہ عذاب تم پر مسلط کرنے میں جلدی نہیں کرتا کہ شاید تمہیں توبہ کی توفیق ہو جائے اور اس عذاب سے محفوظ ہو جاؤ۔

ان آیات میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دی گئی ہے کہ آپ کے اسقدر سمجھانے پر بھی یہ راہ حق اختیار نہیں کرتے تو آپ بہت زیادہ غمگین اور فکر مند نہ ہوں ہم ایسے ضدی لوگوں سے خود نمٹ لیں گے۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۖ وَإِنَّهُ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر ان ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور بالیقین

كَهْدَىٰ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ

وہ ایسا نازدک کہنے والا رحمت ہے۔ بالیقین آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کرے گا اور وہ زبردست

الْعَلِيمُ ۚ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۚ إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ

اور علم والا ہے۔ سو آپ اللہ پر توکل رکھئے یقیناً آپ ہر کچھ حق پر ہیں۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز

الصَّمِّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلُوا مَدْبِرِينَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِهَدِي الْعُيَّى عَنْ صَلَاتِهِمْ ۚ إِنَّ

سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ اور نہ آپ انہوں کو ان کی گراہی سے (بھانپ کر) راستہ دکھلائے دالے ہیں آپ تو

تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۚ

صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ ماننے (لگے) ہیں۔

## قرآن فیصلہ کن کتاب

قرآن کریم کے نزول سے پہلے آسمانی علوم کے سب سے بڑے عالم، علماء بنی اسرائیل سمجھے جاتے تھے، مگر ان میں آپس میں عقائد، اعمال اور قصص و روایات میں

زبردست اختلاف تھا، قرآن کریم نے اگر ان کا قوی فیصلہ کیا اور ایمان والوں کی رہبری کی، بس قرآن نے یہاں ان کا قوی فیصلہ کر دیا اور عملی فیصلہ اس کا آخرت میں حق تعالیٰ کریں گے کہ قرآن کے فیصلہ ماننے والوں کو جنت میں داخل فرمادیں گے اور نہ ماننے والوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ آپ ان کی فریب کاریوں سے پریشان نہ ہوں، اللہ پر بھروسہ رکھیں اللہ سیدھے راستے پر چلے والوں کی مدد فرماتا ہے اور آپ سیدھے راستے پر قائم ہیں اللہ آپ کی مدد و نصرت فرمائے گا۔ اور ان کافرین و مشرکین کا بالکل یہی حال ہے جیسے مردہ ہو اس کو کوئی بات سنائی جائے تو وہ اس کو نہ سن سکے گا یا اسی طرح کسی ایسے بہرے کو جو آپ کی طرف پیٹھ کر کے چلا جا رہا ہو، اس کو کوئی بات سنائی جائے وہ نہ اس بات کو سنے گا اور نہ ہی اس سے کوئی فائدہ اٹھائے گا، بس یہی حال ان کافرین کا ہے کہ ان کے دل مرچکے ہیں اور دل کے کان بہرے بوچکے ہیں انہیں کوئی نصیحت فائدہ دینے والی نہیں۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ

اور جب وعدہ (قیامت کا) ان پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک عجیب، جانور نکالیں گے کہ وہ ان

كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝۴

سے باتیں کرے گا کہ (کافر، لوگ ہماری) (یعنی اللہ تعالیٰ کی)، آیتوں سے پر یقین نہ لاتے تھے۔

## قرب قیامت میں ایک جانور زمین سے نکلیگا

اور جب قیامت کا وعدہ پورا ہونے کو ہوگا یعنی قیامت بالکل قریب آجائے گی، یہ وہ وقت ہوگا جس دن سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلیگا اس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے ایک عجیب قسم کا جانور زمین سے نکالیں گے،

حضرت طلحہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ یہ جانور مکہ شریف میں صفاہیٹ سے نکلیگا اور اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا مسجد حرام میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان پہنچ جائے گا، لوگ اسکو

دیکھ کر بھاگنے لگیں گے، ایک جماعت رہ جائے گی یہ جانور ان کے چہروں کو ستاروں کی طرح روشن کر دے گا، اس کے بعد وہ زمین کی طرف نکلے گا اور ہر کافر کے چہرہ پر کفر کا نشان لگا دیگا کوئی اس کی پکڑ سے بھاگ نہ سکے گا یہ ہر کافر و مومن کو پہچانے گا، یہ لوگوں سے باتیں کرے گا کافر لوگ اللہ کی آیتوں یا مخصوص قیامت سے متعلق آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے مگر اب قیامت آپہنچی اور اس کی نشانیوں میں سے ایک میرا بھی آنا ہے، کافرین و منکرین قیامت اس وقت قیامت پر یقین لائیں گے، آخرت پر ایمان لائیں گے مگر اس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوگا کیونکہ ایمان قبول ہونے کا وقت گزر چکا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلے گا اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہے اور یہ وہی وقت ہوگا۔

ایک جانور کے ذریعہ یہ سب کچھ کرنا کافروں کو یہ بات جتنا بے کیلئے ہے کہ جو بات تم نے پیغمبروں کی زبانی نہیں مانی وہ آج ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے اس سے درحقیقت ان منکرین آخرت کا مذاق اڑانا ہے۔

تنبیہ ۱۔ اس جانور کے متعلق صحیح روایات و احادیث میں تقریباً اسی قدر ہے جتنا یہاں لکھا گیا۔ اس کے علاوہ بعض کتابوں میں کچھ ضعیف و اسرائیلی روایات لکھی گئی ہیں وہ قابل قبول نہیں۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر ان کو رد کا

جاءُ وَقَالَ أَكْذَبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ

جائیگا۔ یہاں تک کہ جب حاضر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطہ

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا الْبَلَّ لَيْسَكُنَا

علی میں بھی نہیں لائے بلکہ اور بھی کیا کیا کام کرتے رہے اور ان پر عدلہ پورا ہو گیا بوجہ اس کے کہ (دنیا میں) انہوں نے زیادتیاں

فِيهِ وَالنَّهَارُ مُبْصِرَاتٌ ۚ فِي ذَلِكَ لَايَتُ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

کی تھیں سورہ لوگ بات بھی نہ کر سکیں گے کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کیا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ امیں آرام کریں اور دن بنایا جس میں دیکھیں بلاشبہ اس میں

بڑی بڑی دلیل ہیں ان (دہی) لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

## منکرین کو محشر کی طرف دھکیلا جائے گا

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھائیں گے تو ہر امت میں سے یعنی پچھلی امتوں میں سے بھی اور امت محمدیہ میں سے بھی ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو اللہ کی آیات کو جھٹلایا کرتے تھے پھر ان سب کو

میدان محشر کی طرف روانہ کیا جائے گا، چونکہ ان کی تعداد بے شمار ہوگی اس لئے اگلے حصہ کو روکا جائے گا تاکہ پچھلا حصہ ان سے آگے اور پھر ایک جگہ جمع ہو کر ایک ساتھ میدان محشر میں جائیں، جب یہ لوگ میدان محشر میں پہنچ جائیں گے اور حساب شروع ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری آیتوں کو تم نے ان میں غور و فکر بھی نہیں کیا بلا سوچے سمجھے ہی انکار کر دیا، اور یاد کرو تم نے اس کے علاوہ بھی اور کیا کیا حرکتیں کیں مثلاً انبیاء اور مومنین کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں جو آیات کے جھٹلانے سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔

جب ان کا جرم ثابت ہو چکے گا تو یہ کوئی عذر بھی نہیں کر سکیں گے بس سزا کے مستحق ہو جائیں گے۔

آگے ارشاد ہے کہ ان قیامت کے انکار کرنے والوں نے آنکھ بند کر کے انکار کر دیا اس پر بھی غور نہیں کیا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ سو کر اس میں آرام کر سکیں یہ آرام یعنی نیند موت کے مشابہ ہے اور دن بنایا تاکہ اس میں اپنے تمام کام انجام دے سکیں، نیند کے بعد بیداری گویا موت کے بعد زندگی ہے بس اس سے ان کو سمجھنا چاہیے تھا کہ جس طرح اس دنیا میں عارضی موت یعنی نیند کے بعد زندگی یعنی بیداری ہے اسی طرح دنیا کی موت کے بعد آخرت میں زندہ کیا جائے گا۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعُوا مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ

اور جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے، اور سب کے سب

اللَّهُ ۚ وَكُلُّ أَتَوَةٍ ذَخِيرِينَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسِبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ

اسی کے سامنے دیر جھک رہیں گے اور تو پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے ان کو خیال کر رہا ہے کہ یہ جنبش نہ کریں گے

السَّحَابِ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتَقَنَ كُلُّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝

حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے پھرتے ہیں یہ خدا کا کام ہوگا جس پر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے یعنی بات، کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا سب افعال کی پوری خبر ہے۔

اقوال تحقیق وَزَرْعَ کے معنی بعض مفسرین نے وَقَعَ کے لئے ہی یعنی ان کو دھکے دیکر میدان محشر کی طرف لے جایا جائے گا۔

محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوادیہ و مشائخہ

## صور پھنکنے سے تمام مخلوق مر جائیگی

اسرائیل فرشتہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جب پہلی مرتبہ صور پھنکوائیں گے جس سے

آسمان وزمین میں جس قدر فرشتے اور

آدمی وغیرہ میں سب گھبرا جائیں گے اور پھر مر جائیں گے علاوہ ان کے جنکو اللہ بچالے، اس سے مراد حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت اور وہ فرشتے ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں، پھر ان کی بھی بغیر صور پھنکنے ہی موت ہو جائے گی، اس صور کے چالیس سال بعد پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا جس سے تمام مخلوقات زندہ ہو جائے گی۔

صور پھنکنے سے یہ تغیر (موت، جانداروں میں آئے گی اور جو غیر جاندار چیزیں ہیں پہاڑ وغیرہ ان کے متعلق ارشاد ہے کہ اے لوگو! جن بڑے بڑے پہاڑوں کو دیکھ کر تم اس وقت یہ خیال کرتے ہو کہ یہ اسی طرح ہمیشہ زمین میں جمے رہیں گے کبھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے، مگر قیامت کے دن یہ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑتے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے۔ پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی شکل میں بدل دینا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں کیونکہ اللہ نے ان پہاڑوں کو اس وقت بنایا جب ان کا وجود نہیں تھا اور وہ جب چاہے گا ان کے وجود کو ختم کر دے گا۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ أَمْنُونَ ﴿۵﴾ وَمَنْ جَاءَ

جو شخص نیکی لادے گا سو اس شخص کو اس سے بہتر (اجر) ملیگا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اس روز امن میں رہیں گے۔ اور جو شخص بدی لادے گا تو وہ لوگ

بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۶﴾

اور بدی سے آگ میں ڈال دے جائیگے اور کہا جائیگا، تم کو تو انہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

ان آیات میں حشر میں حساب و کتاب ہو جانے کے بعد انجام کا ذکر ہے اس روز جو مومن دنیا سے نیک عمل لیکر جائیں گے ان کو ان کے عمل سے

## تفسیر

بہتر چیز یعنی جنت کی لازوال نعمتیں ملیں گی اور ہر قسم کے عذاب و تکلیف سے ہمیشہ کے لئے نجات پائیں گے اور بڑی گھبراہٹ سے محفوظ و مامون رہیں گے یعنی حساب و کتاب سے فارغ ہو جانے کے بعد ہر قسم کے غم و فکر سے مطمئن رہیں گے۔

اور جو لوگ دنیا سے بدی یعنی کفر و شرک لے کر جائیں گے ان کو اور بدی سے منہ آگ میں ڈال دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کو ان ہی اعمال کی سزا دی جا رہی ہے جو تم دنیا میں

کیا کرتے تھے مطلب یہ کہ یہ سزا تمہیں بے وجہ نہیں دی جا رہی ہے کہیں تم اس کو اپنے اوپر ظلم و زیادتی سمجھو۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ

نہجہ کو بھی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت کیا کروں جس نے اسکو حرم بنایا ہے اور سب چیزیں اسی کی ہیں اور مجھ کو حکم

أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۚ وَأَنْ أَتْلُو الْقُرْآنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ

ہوا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں اور یہ کہ میں قرآن کریم پڑھ پڑھ کر سناؤں جو شخص راہِ راستہ پر آویگا سودہ اپنے اسی فائدہ کیلئے راہ پر

وَمَنْ ضَلَّ فَكُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

آویگا اور جو شخص گمراہ رہیگا تو آپ کہہ دیجیے میں تو صرف ڈرانے والے پیغمبروں میں سے ہوں اور آپ کہہ دیجیے کہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی

تَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

کیلئے ثابت ہیں وہ تمکو عنقریب اپنی نشانیاں دکھلا دیگا سو تم ان کو بھی لاگو اور آپ کا رب ان کاموں بے خبر نہیں جو تم سب لوگ کر رہے ہو۔

**بندگی کے لائق صرف  
خدا کی ذات ہے**

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ لوگوں سے کہہ دیجئے مجھے تو اللہ کی طرف سے یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر مکہ معظمہ کے رب حقیقی کی عبادت و بندگی کروں، اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے محترم بنایا

اور عزت و شرف بخشا اسی لئے اس کی طرف رب کی اضافت کی گئی، نہیں تو ہر چیز کا رب اور مالک اللہ ہی ہے اور مجھ کو یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں عقائد و اعمال میں رب مکہ ہی کا فرماں بردار رہوں اور مجھ کو یہ حکم بھی ملا ہے کہ تم لوگوں کو قرآن سنا کر اللہ کا راستہ بتلاتا رہوں یعنی خدا کے احکامات کی تبلیغ کرتا رہوں، جو شخص میری اس تبلیغ کے بعد اللہ کے راستہ پر آجائے گا وہ اپنا ہی فائدہ کرے گا یعنی اللہ کے عذابات سے بچ کر جنت میں داخل ہوگا، اور جو شخص میری اس تبلیغ کے بعد بھی اللہ کے راستے پر نہیں آئے گا گمراہ ہی رہیگا تو وہ اپنا ہی نقصان کیریگا کہ مستحق جہنم ہوگا۔ بس میں تو اللہ کا پیغمبر اور قاصد ہوں کہ اس کے احکام پہنچا کر تمہیں ڈراتا ہوں تاکہ غلط راستہ چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار کر لو۔

اخیر میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی تم کو قیامت کے واقعات دکھائے گا جس سے تم کو ان باتوں کی حقانیت سمجھ میں آجائے گی جو آج میں تم کو بتلا رہا ہوں مگر اس وقت کا ماننا کچھ کارگر نہ ہوگا، اور آج اس دنیا میں تم جو جو حرکتیں کر رہے ہو وہ سب اللہ کو معلوم ہیں

اسکی تمہیں پوری پوری سزا دی جائیں گی۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔  
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورۃ نمل کی تفسیر مکمل ہوئی۔

(۲۸) سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ (۲۸ آیتوں پر مشتمل)  
سورۃ قصص مکی میں نازل ہوئی اس میں ۸۸ آیات اور ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طَسَمَ ۝ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوسٰی وَفِرْعَوْنَ

یہ کتاب واضح کی آیتیں ہیں ہم آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان

پالیں ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیْعًا

دیکھتے ہیں۔ فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا کہ ان میں سے ایک جماعت کا زور

یَسْتَضَعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُدِیْهِمْ اَبْنَاءَهُمْ وَیَسْتَحِیْ نِسَاءَهُمْ اِنَّہٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

گھٹا رکھا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرنا تھا اور ان کی عورتوں (دراپوں) کو زبردستی دینا تھا واقعی وہ بڑا مفسد تھا اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زور

وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتَضَعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اُمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ

زمین میں گھٹایا جا رہا تھا ہم ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنادیں اور ان کو مالک بنائیں اور ان کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون

الْوَرِثِیْنَ ۝ وَنُمَكِّنْ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیْ فِرْعَوْنَ وَاهْلًا مِنْہُمْ

اور ایمان اور ان کے تابعین کو ان کی جانب سے وہ دنیا گوارا، واقعات دکھلائیں

مَا کَانَ لَیْسَ یَحْذَرُوْنَ ۝

بچاؤ کر رہے تھے

تفسیر سورۃ قصص ۱۔ فرعون ملعون کا قصہ پہلے مختصر طور پر اور پھر تفصیلی طور پر بیان فرمایا  
سورۃ قصص کی ان آیات میں اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور

علاء یہ قلم سورۃ کہف، ظا، نمل وغیرہ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوادیہ ولا ساندہ



ہے، ارشاد ہے کہ فرعون نے ملک مصر میں بڑا ظلم و ستم ڈھار کھا ہے اس نے وہاں کے رہنے والوں کے دگرودہ کر رکھے تھے، ایک قبیلے، ان کو عزت بخش رکھی تھی، دوسرے بنی اسرائیل، ان کو ذلیل و خوار کر رکھا تھا ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا اس ڈر سے کہیں وہ اس کی حکومت نہ چھین لیں اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا کہ انہیں اپنی باندیاں بنائے اور ان سے ہر طرح کی خدمت لے۔

مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ ان کمزور و ذلیل بنی اسرائیلیوں کو عزت بخشے اور ان کی طاقت بڑھائے اور فرعون اور اس کی قبیلے قوم کو ذلیل و خوار کرے ان کی طاقت گھٹائے اور جس چیز یعنی حکومت کے چھن جانیکا انہیں ڈر ہے وہ ان کے سامنے آئے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فرعون نے مع اپنی قوم کے غرق ہوا، اور اسرائیلیوں کو عزت و سلطنت ملی۔

وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى اِمْرَؤَسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفَتْ عَلَيْهِ فَالْقِيْهِ فِي الْيَمِّ

اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ، پھر جب تم کو ان کی نسبت اندیشہ ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا اور نہ تو

وَلَا تَخَافِ وَلَا تَحْزَنِ ۚ اِنَّآ رَاۤءُوْهُ اِلَيْكَ وَجَاۤءُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اندیشہ کرنا اور نہ غم کرنا ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس پہنچا دیں گے اور ان کو میرے بندوں کے تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو اٹھا لیا تھا کہ وہ ان

اِلْ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۚ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِبِيْنَ

لوگوں کیلئے دشمن اور غم کا باعث نہیں بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین بہت جو کے اور فرعون کی بی بی نے کہا کہ یہ بچہ،

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۚ لَا تَقْتُلُوْهُ ؕ عَسٰى اَنْ يَنْفَعَنَا وَاَوْ

میری اور میری آنکھوں کا ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے یا ہم اسکو بیٹا ہی بنا لیں اور

نَجِدْہٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

ان لوگوں کو انجام کی خبر نہ تھی۔

حضرت موسیٰؑ کو دریا نیل میں بہا دیا گیا

فرعون نے ایک خواب دیکھا تھا جسکی تعبیر اس کو یہ بتائی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کو تباہ و برباد کرے گا، لہذا اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے فرعون نے یہ تدبیر اختیار کی کہ قوم بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہوتا اس کو قتل کرادیتا۔ اسی زمانہ میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو الہام کیا کہ جب تک تم

اپنے بچے موسیٰ کو چھپا سکو دودھ پلاتی رہو اور جب فرعون کے لوگوں سے خطرہ محسوس ہو تو بچہ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا سے نیل میں بہا دینا۔ اور تم اس کے غرق ہونے اور اس کی جدائی سے غمگین مت ہونا، ہم جلد ہی بچہ تمہارے پاس واپس بھیجوا دیں گے اللہ کو اس بچے سے بڑے کام لینے میں، اور خوشخبری بھی سنائی کہ تیرا یہ بچہ اللہ کا رسول بنے گا۔

بہر حال حضرت موسیٰ علی والدہ دودھ پلاتی رہیں اور جب اس راز کے کھل جانیکا اندیشہ ہوا تو بچہ کو لکڑی کے صندوق میں بند کر کے دریا نیل میں بہا دیا، اس دریا سے کٹ کر ایک ندی فرعون کے محل میں جاتی تھی، اللہ نے اس صندوق کا رُخ اس ندی کی طرف موڑ دیا اور یہ صندوق محل میں پہنچ گیا فرعون کے لوگوں نے ندی سے اس صندوق کو نکالا، فرعون اور اس کے متعلقین صندوق میں بچہ کو دیکھ کر بہت چونکے مگر فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا یہ بچہ میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو دیکھ کر ہمارا دل خوش ہوا کریگا آپ اس کے قتل کا ارادہ نہ کریں، بہت ممکن ہے بڑا ہو کر یہ ہمارے کچھ کام آئے یا ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔

وَاصْبِرْ فَوَادِ اِمْرُؤَسٰی فِرْعٰۤاۤنَ کَاَدَتْ لِتُبْدِیْ بِہٖ لَوْ لَا اَنْ رَّبَّنَا عَلٰی قَلْبِہَا

اور موسیٰ علی والدہ کا دل بیقرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ موسیٰ علی کا حال ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے، رہیں کہ یہ

لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَ قَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہٖ ذَبَصْرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَہُمْ

یقین کئے رہیں، انہوں نے موسیٰ علی کہیں سے کہا کہ ذرا موسیٰ کا سراغ تو لگا سوا انہوں نے موسیٰ کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو

لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَ حَرَمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَہْلِ

خبر نہ تھی، اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ کہنے لگیں کیا میں تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں

بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَہٗ لَکُمْ وَہُمْ لَہٗ نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنٰہٗ اِلَیْ اُمِّہٖ کِیْ تَقَرَّ عَیْنُہَا

جو تمہارے لیے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ دل سے اسکی خیر خواہی کریں غرض ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ اسکی آنکھیں

وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

ٹھنڈی ہوں اور تاکہ غم میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں رکھتے۔

**والدہ موسیٰ کی بقراری**  
حضرت موسیٰ علی کو دریا میں بہا دیے کے بعد آپ کی والدہ کا دل بے چین ہو گیا اور رات بھر طرح طرح کے خیالات دل میں آتے رہے صبح ہوتے ہوتے بے چینی و بقراری اس قدر بڑھی کہ قریب

تھا آپ بچہ کا حال ظاہر کر دیتیں کہ میرا بچہ اس طرح سے دریا میں بہہ رہا ہے مجھے واپس لا دو، مگر اللہ کے وعدے نے کہ ہم بچہ تیرے پاس بھیجوا دیں گے، ان کے دل کو مضبوط کئے رکھا۔ غرضیکہ اپنے دل پر قابو پا کر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم سے کہا بیٹی ذرا پتہ تو لگا کر آ۔ میرا بیٹا کہاں ہے کس حال میں ہے؟ بہن نے جستجو شروع کی تو پتہ چلا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں بیوی بچے میں اور کسی بھی عورت کا دودھ نہیں پی رہے ہیں یہ خبر پا کر مریم محل میں پہنچی، یا تو پیٹے سے محل میں اسکا آنا جانا ہوگا یا کسی حیلہ اور ترکیب سے محل میں پہنچی، غرضیکہ اس نے دیکھا کہ موسیٰ کسی کا دودھ نہیں پیکر رہے ہیں اور مع فرعون کے سب لوگ پریشان ہیں، مریم نے موقع غنیمت سمجھا اور کہا کہ میں ایک شریف گھرانہ کی عورت کا پتہ دیتی ہوں اسکی بھی دودھ پلو کر دیکھ لیا جائے، فوراً ہی والدہ موسیٰ کو طلب کیا گیا جیسے ہی والدہ نے موسیٰ کو گود میں لیا ویسے ہی موسیٰ چھاتیوں سے چرٹ گئے اور دودھ پینے لگے، والدہ موسیٰ نے فرعون سے اجازت چاہی کہ میں بچہ کو گھر لے جا کر دودھ پلاتی رہوں اور کبھی کبھی محل میں بچہ کو لے کر حاضر ہو جایا کروں، فرعون نے اجازت دیدی۔ الغرض اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا کہ ہم تیرے بچہ کو واپس تیرے پاس بھیجوا دیں گے۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۷

اور جب اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور درست ہو گئے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک کاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ اور موسیٰ شہر میں

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا

ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو انکی برادری میں کا تھا اور دوسرا ان کے مخالفین میں سے تھا۔

مِّنْ شِيعَتِهِ ۚ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِّنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

سو وہ جو ان کی برادری کا تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام سے اس کے مقابل میں جو ان کے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی تو موسیٰ علیہ السلام نے اسکو گھونسا مارا سو اسکا کام ہی تمام

فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ

کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہنے لگے کہ یہ تو شیطانی حرکت ہوگئی۔ بیشک شیطان کھلا دشمن ہے۔ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا ہے آپ معاف کر دیجئے

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ۖ فَاغْفِرْ لِي ۖ فَغَفَر لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝۸

سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا بلاشبہ وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار جو تکو آپ نے مجھ پر بڑے بڑے انعامات فرمائے ہیں

سُكِّنَ لِي فِي مَدْيَنَ وَفَارَ هَوَٰئِي فَاعْفُ عَنِّي ۖ فَلَن أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ۝۹

مجھ کو مدینہ میں سکھایا گیا اور ہوا کی آفت سے بچا دیا تو مجھ کو معاف فرماؤ۔ میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا

## حضرت موسیٰ ؑ کے ہاتھوں ایک قبیلے کا قتل

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکمت کی باتیں سکھائیں اور خصوصی علم و فہم عطا فرمایا کیونکہ موسیٰ ؑ شروع ہی سے نیک کردار تھے اور ہم ایسے نیک و صالح کو اسی طرح نوازا کرتے ہیں۔

قرآن نے یہاں دو لفظ ذکر کئے ہیں اَشَدُّ ۱۔ وَ اَسْتَوٰی ۲، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق یہ وقت بھرپور جوانی کا ہوتا ہے یعنی ۳۳ سال سے چالیس کی عمر کا زمانہ ہوتا ہے، اس عمر میں آپ کو احکام الہیہ کا علم دیا گیا اور نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا گیا۔

آگے آیت میں حضرت موسیٰ ؑ کے اس وقت کا قصہ ذکر فرمایا جب وہ فرعون کے یہاں پرورش پالا رہے تھے کہ ایک دن وہ شہر میں ایسے وقت پہنچے جب لوگ بے خبر پڑے سو رہے تھے یا تو رات کا ابتدائی حصہ تھا یا دوپہر کا غرضیکہ اس وقت میں آپ نے دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں آپ ان کے قریب پہنچے ان میں ایک حضرت موسیٰ ؑ کی برادری کا اسرائیلی تھا دوسرا فرعون کی قبیلہ تھا اور فرعون کے ملازمین میں سے تھا، فرعون اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا لہذا حضرت موسیٰ ؑ نے اس کو سمجھایا کہ ظلم و زیادتی مست کر جھگڑا ختم کر، مگر وہ نہ مانا اور برابر زیادتی ہی کرتا رہا تو حضرت موسیٰ ؑ نے جھگڑا ختم کرنے کی غرض سے قبیلے کے ایک گھولسا مارا اچانک وہ گھولسا ایسا لگا کہ قبیلے نے دم توڑ دے اور وہ مر گیا حضرت موسیٰ ؑ خلاف توقع اس حادثہ سے گھبرائے اور اپنے رب سے توبہ و استغفار کی اور عرض کیا مجھ سے یہ شیطانی حرکت ہو گئی ہے بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اللہ نے آپ کی اس غلطی کو معاف فرمادیا اور اس کا اظہار کوہ طور پر فرمایا جب آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔

توبہ کے بعد آپ نے اپنے رب سے یہ بھی عرض کیا اے میرے رب جیسے آپ نے اپنے فضل سے مجھے راحت و عزت اور قوت عطا فرمائی ہے اور میری کوتاہیوں کو معاف کیا ہے اس کے شکر یہ میں آئندہ میں کسی مجرم کی مدد نہ کروں گا۔ یا تو وہ فریادی اسرائیلی آپ کو کسی غلطی پر معلوم ہوا ہوگا اس کو مجرم مان کر آپ نے یہ دعا کی، یا پھر یہ مطلب ہے کہ کافر جو اللہ کے مجرم ہیں ان کی کبھی تیری اس دی ہوئی طاقت سے مدد و نصرت نہیں کروں گا، یا پھر یہ مطلب ہے کہ اس طاقت سے میں کبھی شیطان کے مشن کو مدد نہیں دوں گا بلاشبہ شیطان بھی اللہ کا صریح مجرم ہے۔

فَاصْبِرْ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الذِّمَّةُ سَلِمَ بِاللَّامِيسِ

بھرپور جوانی کو شہر میں صبح ہوئی خوف اور وحشت کی حالت میں کہ اچانک وہی شخص جسے کل گزشتہ میں انصاف ادا چاہا تھی وہ بھران کو پکار رہا ہے

يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِي مُبِينٌ ۝ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ

موسیٰ نے اس سے فریاد کیا کہ میں نے غلطی کی ہے اور میں نے سچائی بتائی ہے ۝ لہذا جب وہ بڑھنے لگا

بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۚ قَالَ يَمُوسَى أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا

جو ان دونوں کے دشمن ہے ۚ موسیٰ نے کہا: "تو میری جان بچا کر دے، میں نے تو ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے جسے تو نے بھی قتل کیا ہے۔"

بِالْأَمْسِ ۖ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ

مظلومین ۖ اور اگر تو صرف یہ چاہتا ہے کہ زمین پر ظالم بن جائے، تو اس سے بڑھ کر تو

الْمُصْلِحِينَ ۝ وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَا الْمَدْيَنَةِ يُسْعَىٰ ۖ قَالَ يَمُوسَى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ

۝ ایک شخص مدینہ کے دور سے آیا، وہ کہتا تھا: "موسیٰ! لوگوں کی بات سنو، ان کے

بِكَ يَفْتَنُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ قَالَ

تو نے تم کو قتل کرنے کی بات کی ہے، اس لیے میرے لیے اچھا ہے کہ میں اس سے دور رہوں اور اس کی بات

رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

میرے رب! مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا لے۔

حضرت موسیٰ کے  
قتل کا حکم

جو حادثہ حضرت موسیٰ کے ہاتھوں ہوا اسی دہشت میں آپ کی پوری رات گزری اور صبح کے وقت بھی یہی خوف دامن گیر تھا کہ اچانک کیا دیکھتے ہیں، پھر وہی کل والا فریاد ہی اسرائیلی کسی سے جھگڑا کر رہا ہے اس نے آپ کو دیکھتے ہی پھر فریاد شروع کر دی آپ نے سوچا یہ روز جھگڑتا ہے اسی کی غلطی ہوگی لہذا اس کو ڈرانے کے لیے آپ نے اس کے اوپر گھونسا اٹھایا تو یہ فوراً چلانے لگا کہ کل تو اس قبیلے کو مار ڈالا آج کیا مجھے مارنے کا ارادہ ہے یہ جلاتا ہوا بھاگ گیا۔ جس سے اس کا آج جھگڑا ہو رہا تھا اس نے یہ ماجرا دیکھا تو سمجھ گیا کہ کل کے مقتول کے قاتل موسیٰ میں لہذا اس نے جا کر دربار میں پورے واقعہ کی اطلاع کر دی۔ فرعون نے فوراً اجلاس بلا کر موسیٰ کے قتل کا حکم نافذ کر دیا، اس اجلاس میں حضرت موسیٰ کا ایک شخص سمیرا بھی تھا اس نے فوراً آپ کو مطلع کر دیا اور مشورہ دیا کہ آپ یہ شہر چھوڑ کر تشریف لے جائیں چنانچہ آپ نے اس شخص کے مشورہ پر عمل کیا اور شہر چھوڑتے وقت اپنے پروردگار سے دعا کی اے میرے رب

مجھے ان ظالموں سے بچا، اپنا نہ ہوتا مجھے سے اگر گھیر لیں، اور مجھے کہیں راحت کی جگہ پہنچا جہاں جا کر میں چین و سکون کی زندگی بسر کر سکوں۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ

اور جب موسیٰ مدین کی طرف ہوئے کہنے لگے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو سیدھا راستہ چلا دے گا اور تب مدین کے بانی برہنہ

مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْكُونُهُ ۖ وَجَدَ مِنْ دُونِهِم امْرَأَتَيْنِ

نواں پر آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے۔ اور ان لوگوں سے ایک طرف کو دو عورتیں دیکھیں اردہ اپنی بریاں، دو کے کھڑی

تَذَوُّدُنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِّقَ الزَّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۝

ہیں، موسیٰ نے پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے وہ دونوں بولیں کہ ہم اس وقت تک پانی نہیں پلاتے جب تک یہ چرواہے پانی پلا کر جانوروں کو نہ پٹا

فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لَمَّا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۖ

کر لیا میں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں پس موسیٰ نے ان کیلئے پانی پلا یا پھر ٹھٹھ کر سایہ میں جا بیٹھے کھیر دعا کی کہ اے

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَتَشْتَّىٰ عَلَىٰ اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا

میرے پروردگار جو نعمت بھی آپ مجھ کو بھیج دی ہیں اس کا ہاتھ بندھوں۔ موسیٰ کے پاس ایک لڑکی آئی کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی کہنے لگی کہ میرے

سَقَيْتَ لَنَا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

والد تم کو پلاتے ہیں۔ تاکہ تم کو اسکا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر پانی پلا دیا تھا۔ موجب ان کے پاس پہنچے اور ان سے تمام حال بیان کیا تو انہوں نے

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَأْبَتِ اسْتَأْجَرُهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ

کہا کہ انولینہ زکوتم ظالم لوگوں سے بچے آئے۔ ایک لڑکی نے کہا کہ اباجان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط امانت دار ہو۔

الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي

وہ کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کر دو۔ پھر اگر تم دس

ثَمَنِي حِجَّةً فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۖ

سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تم مجھ کو ان شاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے۔

سَيَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ

موسیٰ نے کہنے لگے کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان ہو چکی ہیں ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی پورا کر دوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہم جو بات چیت

# قَضَيْتُ فَلَاعُدُوْا نَ عَلَیَّ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ۝۴

کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے ۔

## حضرت موسیٰؑ کی مدین کو روانگی

حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب سے دعا کر کے اور اس کی ذات پر بھروسہ کر کے اپنا سفر شروع کر دیا اور دل ہی دل میں اپنے رب پر یقین کر کے کہنے لگے امید ہے میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا اور کسی امن کی جگہ پہنچا دیگا اور پھر آپ ایک راستہ پر ہوئے اور شہر مدین پہنچے یہ ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے مصر سے آٹھ منزل دور ہے یہاں فرعون کی حکومت نہ تھی، یہاں آپ ایک کنویں کے قریب پہنچے جہاں بہت سے آدمی جمع تھے اور کنویں سے پانی کھینچ کر اپنے جانوروں کو پلا رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ دو لڑکیاں اپنی بکریاں لئے کافی دیر سے ایک طرف کھڑی ہیں، آپ نے ان سے پوچھا تم یہاں کیسے کھڑی ہو، انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی بکریوں کو پانی پلا سنے آئے ہیں، ہمارے گھر میں کوئی بھالی وغیرہ ایسا نہیں جو انہیں پانی پلا سکے، ہمارے والد صاحب بھی بہت بوڑھے اور کمزور ہیں لہذا ہمیں پانی پلانے مجبوراً آنا پڑتا ہے ہم اگر ایک طرف کھڑی ہو جاتی ہیں، اول تو شرم و حیا مانع ہے کہ ہم مردوں کے بیچ میں گھس کر پانی پلائیں دوسرے ان مردوں کے مقابلہ میں ہم کمزور لڑکیوں میں اتنی طاقت و ہمت کہاں کہ ان سے پہلے پانی پلا سکیں، لہذا ہم انتظار کرتی رہتی ہیں اور جب سب اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تب ہم اپنی بکریوں کو پانی پلاتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کو ان کی یہ باتیں سن کر ان پر رحم آیا اور خود پانی کھینچ کر ان کی بکریوں کو پانی پلایا اور پھر وہاں سے ہٹ کر کسی درخت یا پہاڑ کے سائے میں جا کر بیٹھ گئے اور بارگاہ خداوندی میں دعا کی اے میرے رب میں اس وقت سخت ضرورت مند ہوں مجھے کوئی بھی کم یا زیادہ نعمت عطا فرما۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سفر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس کھانے وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا راستہ میں درختوں کے پتے کھا کھا کر گزارہ کیا لہذا انکان بھی بہت زیادہ تھی، حق تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور اس کا یہ انتظام فرمایا کہ جب لڑکیاں اپنے گھر وقت مقررہ سے پہلے پہنچی تو ان کے والد محترم نے وجہ معلوم کی تو انہوں نے پورا واقعہ ذکر کر دیا اور یہ بھی عرض کیا کہ وہ کوئی مسافر ہے بھوکا پیاسا اور تھکا ہوا۔ لڑکیوں کے والد ایک پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام تھے جو نہایت رحم دل اور ہمان نواز تھے اور ان کو کسی نیک دھالے لڑکے کی ضرورت بھی تھی جو ان کا کام کاج کر سکے۔ آپ اپنی پیغمبرانہ نورانی فراست اور موسیٰؑ کے احوال سن کر سمجھ گئے کہ

لڑکا نہایت صالح اور شریف ہے لہذا اس کو بلو اے بیٹا بس ان میں سے ایک لڑکی جو شرماتی ہوئی چلتی تھی جو کہ شریف خاندان کی پہچان ہے حضرت موسیٰ ؑ کے پاس آئی اور اپنے والد کا پیغام دیا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا میں اولاد ابراہیم سے ہوں مناسب نہیں سمجھتا کہ بلاوجہ لڑکی پر نظر پڑے لہذا میں آگے آگے چلتا ہوں تم نیچے سے راستہ بتاتی رہنا غرضیکہ اسی طرح گھر پہنچے اور کھائے وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت شعیب ؑ کے پوچھنے پر آپ نے اپنے تمام حالات سنائے ان بزرگ نے موسیٰ ؑ کو تسلی دی اور فرمایا تم ذرا بھی خوف نہ کرو اب تم ان ظالموں سے بچ آئے ہو یہاں تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔

ان میں سے ایک لڑکی بولی ابا جان اب ہم سیانی ہو گئی ہیں ہمارا گھر سے باہر جانا مناسب نہیں آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے بہترین نوکر وہ ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانتدار و شریف بھی اور یہ خوبیاں ان میں موجود ہیں اس پردہ بزرگ موسیٰ ؑ سے کہنے لگے میں چاہتا ہوں ان دو لڑکیوں میں سے ایک کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو، حاصل یہ کہ آٹھ سال کی نوکری اس نکاح کا مہر ہے اور اگر تم دس سال نوکری کرو گے تو یہ تمہارا ہم پر احسان ہو گا۔ اور فرمایا کہ تم مجھ کو انشاء اللہ معاملہ کا بہتر آدمی پاؤ گے میں تم پر دار و گیر اور سختی کا معاملہ نہیں کروں گا میرے ساتھ رہ کر تم گھر آؤ گے نہیں بلکہ انس والفت محسوس کرو گے۔

حضرت موسیٰ ؑ اس معاملہ پر راضی ہو گئے اور عرض کیا بس بات آپ کے اور میرے درمیان پکی ہے میں انشاء پر کھروسہ کرتا ہوں اور اسی کو گواہ بناتا ہوں۔ حدیث پاک میں ہے کہ موسیٰ ؑ نے پورے دس سال نوکری انجام دی۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا وطن چھوڑنے کے آٹھ سال بعد مکہ مکرمہ فتح کیا اگر چاہتے اسی وقت کافروں سے شہر خالی کر لیتے مگر اپنی خوشی سے مزید دو سال کی مہلت دیکر دس سال بعد شہر خالی کرایا۔

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا

غرض جب موسیٰ اس وقت کو پورا کر چکے اور اپنی بی بی کو لیکر روانہ ہوئے تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دکھلائی دی۔ انہوں نے اپنے گھر

کالِ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا عَلَيَّ أَيْتِكُمْ مِنْهَا بَخِيرٌ أَوْ جَذْوَةٌ

دالوں سے کہا کہ تم ٹھہرے رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے انکارہ لے آؤں تاکہ تم سیکو۔ سو جب وہ اس

مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي

آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں انشاء اللہ



الْبُقْعَةِ الْمُبَرَكََةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُمْسَىٰ رَأَىٰ أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَ أَنْ

ہوں۔ اور یہ کہ تم اپنا عصا ڈال دو، سوانہوں نے جب اسکو لہراتا ہوا دیکھا جیسا پہلا ساپ ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور ڈر کر

أَلْقَ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يُمُوسَىٰ أَقْبِلْ

بھی نہ دیکھا (مطمئن ہو) آگے آؤ اور ڈر دمت تم امن میں ہو۔ تم اپنا ہاتھ گریبان کے اندر ڈالو وہ بلا کسی مرض کے نہایت

وَلَا تَخَفْ ۚ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ۝ أَسْلَكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ

روشن ہو کر نکلے گا اور خون کے واسطے اپنا ہاتھ اپنے (گریبان) سے بدستور ملا لینا سو یہ دوسندیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے

سَوْءٌ وَأَضْمَمَ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۖ فَذَنكَ بُرْهَانُكَ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

سے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کی واسطے کیونکہ وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب

مَلَايِكَةٍ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ ارْنِي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ

میں نے ان میں سے ایک آدمی کا خون کر دیا تھا سو مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں۔ اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے

أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْهُ مَعِيَ رَدْ اِيَّاصِدِّقِي

زیادہ رواں ہے تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دے دیجئے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے۔ کیونکہ مجھ کو

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

اندیشہ ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں ارشاد ہوا کہ ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شریعت

فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِآيَاتِنَا ۚ أَنْتُمْ وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ۝

مٹا کر دیں جس میں ان لوگوں کو تم پر دستبرد ہوگی ہمارے معجزے لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارا پیرو ہوگا (ان لوگوں پر) غالب رہو گے

دس سال بعد مدین سے واپسی

شہر مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت

پوری کی اور حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر

اپنی بیوی کو ہمراہ لیکر ملک مصر یا شام کی طرف روانہ ہوئے درمیان میں رات کے وقت ایک موقع

پر راستہ بھول گئے موسم بھی سردی کا تھا تو یہیں رک گئے اچانک ایک روشنی آگ کی شکل کی

دیکھی تو گھروالوں سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں تمہارے لئے آگ لیکر آتا ہوں تاکہ تم تانپ سکو

اور دباں کوئی شخص موجود ہوگا اس سے راستہ بھی دریافت کرنا آؤں گا۔

غرضیکہ جب آپ اس میدان کی داہنی جانب تھے تو اس درخت سے (جس کو انہوں نے دور سے

روشن آگ محسوس کیا تھا، آواز آئی اے موسیٰ میں رہا لعالین ہوں اور یہ بھی آواز آئی کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو، ڈالتو وہ لہراتا ہوا سانپ بن گیا تو حضرت موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا پھر آواز آئی اے موسیٰ گھبراؤ نہیں واپس آؤ تم ہر طرح امن میں ہو یہ تو ہم نے تمہیں ایک معجزہ دیا ہے اور دوسرا معجزہ یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ گریبان کے اندر ڈالو اور پھر نکالو تو وہ بلا کسی برص وغیرہ مرض و عیب کے صاف طور پر نہایت روشن و چمکدار ہو گا اور پھر تم اس ہاتھ کو اپنے گریبان میں واپس لے جانا تو وہ پھر اپنی اصلی حالت پر ہو جائے گا۔ اور فرمایا کہ ہم نے تم کو اپنی نبوت و رسالت سے سرفراز فرما دیا ہے اور بطور دلیل و ثبوت کے یہ دو معجزے تمہیں عنایت فرمائے ہیں، بس یہ دونوں معجزے لیکر تم فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جاؤ وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں انہوں نے زمین پر بڑا فساد مچا رکھا ہے۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب میں آپ کا حکم ماننے کیلئے تیار ہوں مگر مجھے آپ کی خاص امداد کی ضرورت ہے کیونکہ مجھ سے ایک آدمی کا خون ہو گیا تھا کہیں وہ مجھے اس کے بدلے قتل نہ کر دیں، تبلیغ بھی نہ ہونے دیں، اور دوسری بات یہ کہ میری زبان بھی زیادہ رواں نہیں ہے کچھ لکنت کا اثر ہے میرے بھائی بارون کی زبان صاف بھی ہے اور اس میں خوب روانی بھی ہے لہذا اس کو بھی نبوت عطا فرما کر میرا مددگار بنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دونوں درخواستیں قبول کیں اے حضرت بارون کو نبی بھی بنا دیا کیا اے اور دونوں سے بھائیوں کو ایسی شوکت عطا فرمائی کہ جس سے فرعون اور درباری مرعوب ہوں، نیز ان معجزات کے ذریعہ تم ہی ان پر غالب رہو گے۔

نوٹ :- ان آیات کی تفصیل سورہ طہ میں گزر چکی ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا

غرض جب ان لوگوں کے پاس موسیٰ نے ہماری صریح دلیلیں لیکر آئے تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو ایک جادو ہے کہ افتر کیا جاتا ہے۔ اور ہم نے

سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ

ایسی بات کہیں نہیں کہ ہمارے اگلے باپ دادوں کے وقت جس بھی ہوتی ہو۔ اور موسیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو

بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ يَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝

خوب جانتا ہے جو صحیح دین اس کے پاس سے لیکر آیا ہے اور جس کا انجام اس عالم سے اچھا ہو تو اللہ ہی بالیقین ظالم لوگ کبھی نلائے نہ پادیں گے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَأْيُهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرِي ۚ فَأَوْقَدْ لِي بِهَا مِ

اور فرعون کہنے لگا کہ اے اہل دربار مجھ کو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا تو اے ہامان تم ہمارے لیے، مٹی کو آگ میں پکواؤ

عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَى إِلَهِ مُوسَى ۚ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ

پھر میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھوں۔ یہاں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا

مِنَ الْكَذِبِينَ ۝

یہ سمجھتا ہوں

جب حضرت موسیٰ فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے ہوئے واضح دلائل لیکر پہنچے اور لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا چمکدار ہو جانا، معجزات دکھائے

حضرت موسیٰ کا دربار فرعون میں معجزات دکھانا

تو یہ لوگ ان معجزات کو دیکھ کر کہنے لگے یہ سب جادو کا کمال ہے تم بلا وجہ اللہ پر الزام لگاتے ہو کہ میں اس کا رسول ہوں، اور جو باتیں تم کہہ رہے ہو کہ تمام مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا، مرنے کے بعد پھر ان کو زندہ کر کے ان سے حساب و کتاب لیگا اور عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے وغیرہ، یہ باتیں ہم نے اپنے بڑوں سے کبھی نہیں سنیں۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا جو لوگ کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کو جھٹلاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ان کا انجام ذلت و نا کامی ہے اور میرا رب خوب جانتا ہے کہ میں تمہارے پاس صحیح دین لیکر آیا ہوں جس کو میں تمہیں معقول دلائل سے سمجھا چکا ہوں، اور آخرت میں انجام اسی کا بہتر ہو گا جو اللہ کے صحیح دین پر چلے گا۔

حضرت موسیٰ عدا کی تقریر سن کر فرعون کو اندیشہ ہوا کہ میں مجھے خدا ماننے والے حضرت موسیٰ کے بتلائے ہوئے دین پر نہ چلنے لگیں لہذا لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگا مجھے اپنے سوا تمہارا کوئی معبود نظر نہیں آتا۔ اور پھر بطور مذاق کے کہنے لگا شاید موسیٰ کا خدا آسمان میں ہو زمین پر تو ہے نہیں، بس اے ہامان تم خوب پختہ اینٹیں بنا کر میرے لیے ایک بہت اونچا محل بنواؤ تاکہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں اور مجھے یقین ہے کہ وہاں بھی موسیٰ کا خدا نہیں ہو گا۔

## پختہ اینٹوں کی سب سے پہلی عمارت

فرعون نے اپنے وزیر ہامان کے ذریعہ پختہ اینٹوں کا ایک بہت بلند محل تیار کرایا، اُس زمانہ میں اس سے اونچی عمارت کوئی نہ تھی۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ پختہ اینٹوں سے یہ سب سے پہلی تعمیر تھی اس سے پہلے پختہ اینٹوں سے تعمیر کا رواج نہ تھا، پختہ اینٹوں سے سب سے پہلے یہ تعمیر فرعون نے کرائی۔ تاریخی روایات میں ہے کہ اس محل کی تعمیر کیلئے ہامان نے پچاس ہزار معمار لگائے، مزدور اور لکڑی لوہے وغیرہ کا کام کرنے والے اس سے علاوہ تھے، جب یہ بلند و بالا محل بن کر تیار ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو اس میں ضرب لگانے کا حکم فرمایا، حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک ضرب میں اس محل کے تین ٹکڑے کر کے گرا دیا جس سے فرعون فوج کے ہزاروں آدمی دب کر مر گئے۔ اور فرعون کو اس محل پر چیرٹھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ بالآخر ذلیل و خوار ہوا۔

وَاسْتَكْبَرَهُ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُوا أَنَّهُمُ الْبَاقُونَ

اور فرعون اور اسکے تابعین نے ناحق دنیا میں سر اٹھا رکھا تھا اور بول بچھ رہے تھے کہ ان کو ہمارے پاس ٹوٹ کر آنا نہیں ہے۔ تو ہم نے اسکو اور اسکے

يُرْجَعُونَ ۝ فَآخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تابعین کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا سو دیکھیے ظالموں کا کیا انجام ہوا اور ہم نے ان لوگوں کو ایسا نہیں بنایا تھا جو دوزخ کی طرف جاتے رہے۔

الظَّالِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ۝

اور قیامت کے روز کوئی ان کا ساتھ نہ دے گا اور دنیا میں بھی ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی وہ

وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝

بد حال لوگوں میں سے ہوں گے۔

## تفسیر

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ فرعون اور اس کے متعلقین نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ دنیا میں ہم سے بڑا کوئی نہیں اور موسیٰ جو کہتے ہیں کہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ایک ذات ہے اور مرنے کے بعد اسی کے دربار میں حاضر ہونا ہے وہاں ہر بہرہ رات کا حساب و کتاب ہو کر جزا و سزا ملے گی یہ سب غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سرکشوں کو یہ سزا دی کہ دریائے قلم میں سب کو غرق کر دیا تاکہ دوسرے لوگ دیکھ لیں کہ بدکاروں سے اور ظالموں سے کا انجام ایسا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے درباریوں کو دولت، قوت اور مرتبہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے وہ بڑا اثر رکھتے تھے بس اگر وہ جانتے تو اپنے ملک کے لوگوں کو سیدھی راہ پر چلا سکتے تھے مگر انہوں نے ان لوگوں کو گمراہی کے راستہ پر ڈال کر دوزخ کا مستحق بنا دیا اور خود بھی دوزخ کے مستحق بنے، وہاں دوزخ کی آگ سے انہیں کوئی نہیں بچا سکے گا دنیا میں تو انھیں یار و مددگار مل جاتے تھے مگر وہاں کوئی مددگار نہیں ملے گا، اور ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی لوگ ان پر لعنت بھیجیں گے اور قیامت میں وہ بد حال ہوں گے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ

اور ہم نے موسیٰؑ کو اگلی امتوں کے ہلاک کئے پیچھے کتاب دی تھی جو لوگوں کے لئے راہنمائی کا سبب اور ہدایت اور نعت تھی

وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ

تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور آپ (طور کی) مغربی جانب میں موجود نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو احکام دیے تھے اور آپ ان لوگوں

مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ

میں سے نہ تھے جو موجود نہ تھے۔ لیکن بہت سی نسلیں پیدا کیں۔ پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا اور آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہ تھے

الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًّا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا

کہ آپ ہماری آیتیں ان لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنارہے ہوں لیکن ہم ہی رسول بنائے ہیں۔ اور آپ طور کی جانب (غری) میں اس وقت موجود

مُرْسِلِينَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ

نہ تھے جب ہم نے پکارا تھا لیکن آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جنکے پاس آپ سے پہلے کوئی

قَوْمًا مَّا أَتَاهُمْ مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

گروئے والا نہیں آیا کیا عجب ہے کہ نصیحت قبول کریں۔

تفسیر

حضرت موسیٰؑ سے پہلی قوموں کو ان کی سرکشی و نافرمانی کی وجہ سے تباہ کرنے کے

بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے مبعوث

فرمایا اور آپ کو توریت عطا فرمائی جو بڑی فہم و بصیرت عطا کرنے والی، لوگوں کو ہدایت پر

چلانے والی، اور مستحق رحمت بنانے والی کتاب تھی تاکہ لوگ اسے پڑھ کر اللہ کو یاد

کریں اللہ کے بھیجے ہوئے احکامات سمجھیں اور ان پر عمل کریں اور عبرت و نصیحت حاصل

کریں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد ہدایت میں توریث ہی کا درجہ ہے اور آج جبکہ اسکے ماننے والوں نے اس کو ضائع کر دیا ہے تو قرآن ہی اس کے ضروری علوم و ہدایات کی حفاظت کر رہا ہے۔

جب حضرت موسیٰ ع کا دور ختم ہو چکا اور آپ کے بعد بہت سے نبی بھی سامان ہدایت مہیا فرما کر چلے گئے اور پھر ایک لمبی مدت گزرنے پر لوگ برائی میں مبتلا ہو گئے اور ہدایت و اصلاح کے حاجت مند ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اور آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا اور آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کے لئے آپ کی زبانی لوگوں کو حضرت موسیٰ ع کے وہ واقعات سنائے جن پر ایک لمبی مدت گز چکی تھی اور اب ان کا کوئی صحیح علم رکھنے والا نہ تھا، مثلاً کوہ طور کا واقعہ جہاں حضرت موسیٰ ع کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تھا، اسی طرح مدین کا واقعہ جہاں موسیٰ ع ایک لمبی مدت تک مقیم رہے، ان واقعات کو آپ نے اس انداز سے پیش کیا گویا آپ موقع پر موجود تھے اور پورا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے حالانکہ ان واقعات کے مدتوں بعد آپ دنیا میں تشریف لائے، بس پھر ان واقعات کو بالکل صحیح طور پر بیان فرمانا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ان واقعات کا علم آپ کو اللہ نے دیا ہے۔ بس اسی طرح آپ لوگوں کو وہ باتیں سنائیں جن سے ہمارا ڈر ان کے دل میں بیٹھے اور یہ برائی سے بچیں۔

وَلَوْ لَا اَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْ لَا اَرْسَلْتَ

اور ہم رسول بھیجے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر ان کے کرداروں کے سبب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو یہ کہتے لگے کہ اے ہمارے پروردگار! آپ نے ہمارے

اَلَيْنَا سُرُورًا فَتَنْتَبِعْ اٰيٰتِكَ وَتَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ

پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجنا کہ آپ کے احکام کا اتباع کرتے اور ایمان لائیں انہوں میں ہوتے سوجب ہماری طرف سے ان لوگوں کے پاس اس حق پہنچا

عِنْدَنَا قَالُوا لَوْ لَا اُوْتِيَ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ مُوسٰی ؑ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَا اُوْتِيَ مُوسٰی

تو کہنے لگے کہ ان کو ایسی کتاب کیوں نہ ملی جیسی موسیٰ ع کو ملی تھی کیا جو کتاب موسیٰ ع کو ملی تھی اس کے قبل یہ لوگ اسکے منکر ہیں جو ہے یہ لوگ تو یوں کہتے

مِنْ قَبْلُ قَالُوا سِحْرُنْ تَظٰهَرَا۟ ۚ وَاَقَالُوْۤا اِنَّا بِکُلِّ کٰفِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ قُلْ فَاَنۢتَوۡا

پہلے کہ دو لوگوں جادو میں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اچھا تو تم کوئی

يَكْتِبُ مَن عِندَ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبَعُهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِنْ لَّمْ

اور کتاب اللہ کے پاس سے لے آؤ جو ہر ایت کرے میں ان دونوں سے بہتر ہو میں اکی کی پیر دی کرے لگوں گا اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر یہ لوگ آپ کا کہنا نہ

يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ

کر لیں تو آپ کچھ لیجئے کہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بدون

هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

اسکے کہ منجانب اللہ کوئی دلیل (اسکے پاس ہوا اور) اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں سے کو ہدایت نہیں کرتا۔

## رسول بھیجنے کی حکمت

اگر لوگ ذرا سا غور و فکر کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا

کہ رسول بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ خود ان ہی

کا فائدہ ہے کہ رسول کی اچھی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کر کے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں اور برائی سے بچ کر اپنے آپ کو عذاب الہی سے بچا سکتے ہیں۔

چنانچہ ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اگر رسول نہ آتے اور لوگوں پر ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے عذاب الہی آجاتا تو یہ لوگ کہنے لگتے یا اللہ اس عذاب سے پہلے ہمارے پاس رسول کیوں

نہ آیا تاکہ ہم اس کے ذریعہ ایمان لا کر تیری نافرمانی سے بچتے، اور اب جبکہ وہ رسول تشریف لائے جو تمام رسولوں میں سب سے اعلیٰ شان والے ہیں تو اب بہانہ بناتے ہیں کہ اس

رسول کو دیسے معجزات کیوں نہیں دے گئے جیسے حضرت موسیٰ کو دے گئے تھے، اور ان پر قرآن ایک ہی مرتبہ مکمل اسی طرح کیوں نازل نہیں کیا گیا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

توریت ایک ہی دفعہ میں مکمل عطا فرمادی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور توریت کو بھی تو سب لوگوں نے نہیں مانا تھا اس میں بھی طرح طرح کے شبہات پیدا کر دے رکھے اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر بتلا کر

ہمارے تمام احکامات کو ٹھکرایا تھا۔

آسمانی کتابوں میں سے سب سے اہم یہ دو کتابیں توریت اور قرآن کریم ہیں تم ان کو نہیں مانتے تو ان سے بہتر کوئی کتاب لے آؤ، اگر لے آئے تو میں (محمد عربی ص) اسی کی پیر دی کر دوں گا،

مگر تم قیامت تک ہرگز ایسی کتاب نہیں لا سکتے کیونکہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور اللہ کے کلام کا مقابلہ تمام بڑے سے بڑے انسان ملکر بھی نہیں کر سکتے۔ جب یہ سن کر لوگ آپ کے فرمانے پر کوئی

کتاب بھی نہ لائیں اور آپ کی بات بھی قبول نہ کریں تو سمجھ لیجئے کہ انہیں آپ کے دین سے باریں

حقيقت ميں کوئی شبہ تو ہے نہيں، بس صہن بہت دھرمي اور اپني نفساني خواہش کی وجہ سے آپ کا دين قبول نہيں کرتے کہ اس کو مان کر اپنی من مانی چھوڑنی پڑیگی۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ

اور ہم نے اس کلام کو لوگوں کیلئے وقتاً فوقتاً کیجے بعد دیگرے بھیجا تاکہ یہ لوگ نصیحت مانیں جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر

ہم رہے یؤمنون ۝ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا

ایمان لاتے ہیں اور جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو اس سے پہلے

إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرُهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ

بھی مانتے تھے۔ ان لوگوں کو انہی کی جنگ کی وجہ سے دوہرا ثواب ملیگا اور وہ لوگ نیکی سے بدی کا دفعہ کر دیتے ہیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ ۝ وَمِنَّا رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا

خارج کرتے ہیں اور جب کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس کو ٹال جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا کیا ہمارے سامنے آویگا اور تمہارا کیا تمہارے

عَنْهُ وَقَالُوا لَنَّا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝

سامنے آویگا ہم تم کو سلام کرتے ہیں ہم بے سبب لوگوں سے الجھٹ نہیں چاہتے۔

پورا قرآن ایک بار نازل

نہ کرنے کی وجہ

اس آیت میں منکر لوگوں کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ مکمل قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا، فرمایا

کہ قرآن کریم کو تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً ہم نے اس لئے نازل

فرمایا ہے تاکہ بار بار تازہ بتازہ سننے سے نصیحت حاصل ہو اور اس میں غور کرنے اور یاد کرنے میں بھی سہولت و آسانی ہو۔

اب تک ان لوگوں کا ذکر تھا جو دین اسلام کو نہیں مانتے اور اس میں طرح طرح کے اعتراضات و شبہات پیدا کرتے ہیں، اب یہاں سے ان لوگوں کا ذکر ہے جو آپ کی رسالت اور دین کو مانتے

ہیں، ارشاد ہے کہ جو انصاف پسند اہل کتاب ہیں یعنی یہود و نصاریٰ وہ پہلے توریت و انجیل پر ایمان رکھتے تھے اور جب قرآن نازل ہوا اور اس کو انہوں نے سنا تو اس پر ایمان لے آئے

کہ یہ کلام اللہ کا ہے اور محمد عربی اللہ کے رسول ہیں ہماری کتابوں میں آپ کے آئے کئے خوشخبری دی گئی تھی۔

ان اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ دوہرا ثواب عطا فرمائیں گے ایک پہلی کتاب پر ایمان لانے کا



دوسرا قرآن کریم پر ایمان لانے کا، اور ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی بُرائی کرتا ہے تو یہ اس کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔ اس کی دوسری تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اگر ان سے کبھی کوئی گناہ کا کام ہو جاتا ہے تو اس کی تلافی میں فوراً نیک کام کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جو کچھ مال و دولت ہم نے دیا ہے یہ اس میں سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور صدقہ و خیرات بھی کرتے ہیں اور رشتہ داروں کو حقوق بھی ادا کرتے ہیں اور فضول و لغو باتوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور اس طرح لوگوں سے اپنے کو علیحدہ رکھتے ہیں۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ

آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے اور ہدایت پانے والوں کا

بِالْمُهْتَدِينَ ۝

علم اسی کو ہے

## شان نزول

مسلم شریف میں ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تمنا تھی اور اس کے لئے آپ نے بہت کوشش بھی کی کہ کسی طرح آپ کے چچا ابوطالب ایمان لے آئیں مگر انہوں نے آخر وقت تک کلمہ نہیں پڑھا جس سے آپ بچیدہ خاطر تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ہے، ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آپ کے قبضہ و قدرت میں نہیں کہ جس کو چاہیں ہدایت پر لے آئیں، آپ کا کام صرف دین کی تبلیغ کرنا ہے ہدایت پر لانا یا نہ لانا یہ ہمارے اختیار میں ہے اور مزید فرمایا کہ ہدایت کی قدرت تو کسی کو کیا ہوتی ہے ہمارے سوا کسی کو اس کا علم ہی نہیں کہ کون ہدایت پانے والا اور ایمان قبول کرنے والا ہے۔

وَقَالُوا إِن تَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ تَخْطِفُ مِنْ أَرْضِنَا ۖ أَوْ لَمْ تُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر ہدایت پر چلے گئیں تو فی الفور اپنے مقام سے مار کر نکال دیئے جائیں گے یا ان کو امن و امان والے حرم میں

يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھینچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے کھائیکر ملتے ہیں لیکن ان میں اکثر لوگ ہیں جو اسے نہیں جانتے۔ اور ہم بہت سی ایسی جگہاں

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قُرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسْكِنُهُمْ لَمَّا تَسَكَّنُوا مِنْ بَعْدِهِمْ

ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے مسکنانِ عیش پر نازاں تھے سو یہ ان کے گھر ہیں کہ ان کے بعد آباد ہی نہ ہو سکے۔

إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ

مگر تھوڑی دیر کیلئے اور آخر کار ہم ہی مالک رہے اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ ان کے صدور مقام میں کسی پیغمبر کو بھیجے کہ وہ ان لوگوں کو

يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا

ہماری آیتیں پڑھ کر سنا رہے اور ہم ان بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرتے لگیں اور جو کچھ تم کو دیا دلایا

ظَلُمُونَ ۝ وَمَا أَوْتَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعٌ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّا لَهَا وَمَا عِنْدَ

گیا ہے وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کیلئے ہے اور ہمیں کی زینت ہے اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس

اللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے کیا تم لوگ (اس تفادیت کو) نہیں سمجھتے۔

**کفار مکہ کی بہانہ بازی**

کفار مکہ حارث بن عثمان وغیرہ نے اپنے ایمان نہ لانے کی ایک وجہ یہ بیان کی کہ اگرچہ ہم آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کو حق مانتے ہیں مگر قبول اس ڈر سے نہیں

کرتے کہ اگر ہم نے آپ کا دین قبول کر لیا تو سارا عرب ہمارا دشمن ہو جائے گا اور ہمیں ہمارے شہر مکہ سے نکال دیگا، ہم بے گھر ہو کر کھانے پینے سے ترس جائیں گے۔

ان کے اس بہانہ کے ان آیات میں جواب دے گئے ہیں۔

پہلا جواب یہ کہ ان کا یہ بہانہ کرنا غلط ہے کیونکہ مکہ میں رہنے والوں کی حفاظت کا اللہ نے پہلے ہی سے یہ انتظام فرما رکھا ہے کہ اس جگہ کو ہر امن مقام بنا رکھا ہے اور ہر جگہ سے یہاں پھل کھینچے جاتے ہیں، آج بھی مکہ شہر میں تقریباً ہر ملک کی چیز باسانی دستیاب ہو جاتی ہے یہ محض اہل مکہ پر اللہ کا فضل ہے۔

الغرض عرب کے تمام قبیلے باوجود ایسی سخت دشمنی کے اس بات پر متفق تھے کہ حرم مکہ میں قتل و مار دھاڑ کرنا حرام ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک کی حالت میں تو تمہیں پناہ دی اور رزق پہنچایا کیا وہ ایمان و تقویٰ کی حالت میں تمہیں ہلاک کر دے گا، ایسا نہیں، ہاں اگر آزمائشیں جیسے طور پر اللہ کی طرف سے کوئی پریشانی آجائے تو اس سے گھبرانا نہیں چاہئے دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ عرب کی دشمنی سے کیا ڈرتے ہو اللہ کے عذاب سے

دُرد اور پھلی قوموں کے حالات دیکھو جنہوں نے کفر و سرکشی کی تو اللہ نے انہیں تباہ و برباد کر ڈالا، آج ان کی بستیوں کھنڈر ہوئی پڑی ہیں جن میں کوئی بسنے والا نہیں سوائے اسکے کہ کوئی مسافر تھوڑی دیر تک جاے یا کچھ لوگ ان بستیوں کو عبرت کی غرض سے دیکھنے آجائیں، افسوس ہے تمہاری بے عقلی پر کہ ایمان سے خطرہ محسوس کرتے ہو کفر سے نہیں حالانکہ اصل خطرہ کی چیز کفر ہے بس اس سے بچو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ کسی بستی کو اس وقت تک تباہ و برباد نہیں کرتا جب تک کہ اس علاقہ (ملک) کے اہم مقام پر غافل لوگوں کو ہوشیار کرنے کیلئے پیغمبر نہ بھیجے۔ یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی جیسا کہ مفسرین رحم نے اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام شہروں میں مبعوث ہوتے ہیں کیونکہ قصبات و دیہات شہروں کے تابع ہوتے ہیں جو بات شہر میں پھیل جاتی ہے وہ خود بخود قصبہ و دیہات میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ تمام روئے زمین کا صدر اور اہم مقام شہر مکہ معظمہ ہے اسی لئے سب سے عظیم پیغمبر، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں مبعوث فرمایا گیا۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا کہ دنیا کی زندگی اور یہاں کا عیش و آرام چند روزہ ہے، اور آخرت کا عیش و آرام ہمیشہ ہمیش کا، اور پھر دنیا کا عیش و آرام آخرت کے عیش و آرام سے بہت کم درجہ کا ہے، بس عقلندی یہی ہے اس عیش و آرام کو اختیار کیا جائے تو ہمیشہ کا بھی ہے اور اعلیٰ درجہ کا بھی۔

أَمِّنْ وَعَدْنَا لَهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ

بجلاۃ شخص جس سے ہم نے ایک پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ شخص اسکو پانیرا لایا ہے کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جسکو ہم نے دنیوی زندگی کا چند

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

روزہ فائدہ دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں سے ہوگا جو گرفتار کر کے لائے جائیں گے اور جس دن خدا تعالیٰ ان کا زور کو پکار کر کہے گا کہ

الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ

وہ میرے شریک کہاں ہیں جسکو ہم ہمارے شریک سمجھتے تھے جن پر خدا کا فرمودہ ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار بیشک یہ وہی لوگ ہیں

أَغْوَيْنَا، أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا، تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا آيَاتِنَا يَعْبُدُونَ ۝ وَقِيلَ

جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو دیا ہی بہکایا جیسا ہم خود جبکہ تھے اور ہم آپ کی پیشی میں انہی دستبرداری کرتے ہیں یہ لوگ ہمکو پرستتے تھے اور کہا جادوینا

ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا

کہ اپنے ان شرکا کو بلاؤ چنانچہ وہ ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اور یہ لوگ عذاب دیکھ لیں گے اے کاش یہ لوگ راہ راست پر ہوتے

يَهْتَدُونَ ﴿٥٠﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٥١﴾ فَعَبَّتْ عَلَيْهِمْ

اور جس دن ان کا زلف سے پکار کر پوچھیں گے کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا سو اس روز ان سے سارے مضامین تم ہو جاؤ گے تو وہ آپس میں ہتھ پاجھ

الْأَنْبَاءِ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

بھی نہ کریں گے البتہ جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کی کرے تو ایسے لوگ

فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٥٣﴾

امید ہے کہ نجات پانے والوں میں سے ہوں گے۔

**مومن و کافر برابر نہیں ہو سکتے**

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ مومن و کافر انجام کے اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ مومن سے

ہم نے جنت کے عیش و آرام کا وعدہ کر رہا ہے جو اس کو ضرور مل کر رہے گا، اور کافر دنیا میں کچھ دن مزے کرنے کے بعد آخرت میں ہمارے پاس گرفتار کر کے لایا جائے گا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکین سے پوچھیں گے تمہارے وہ معبود یعنی شیاطین کہاں میں جنہیں تم نے ہمارا شریک بنا رکھا تھا آج انہیں اپنی مدد کیلئے بلاؤ تو سہی، شرکا سمجھ جائیں گے کہ اگرچہ سوال مشرکین سے ہے مگر درحقیقت ڈانٹا ہمیں جا رہا ہے لہذا یہ شیاطین جن کا ان کو بہکانے میں زبردست ہاتھ تھا جواب دیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بہکانے کا ہم پر الزام لگایا جا رہا ہے ہم نے انہیں گمراہی کے لئے مجبور نہیں کیا تھا مگر ان کے سامنے شرک کی ایک بات پیش کی تھی جس کو ان کے لفسوس نے اپنے ذاتی اغراض کی وجہ سے قبول کر لیا اور تیری نافرمانی کا راستہ قبول کر لیا۔ مشرکین کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، لو شیاطین نے تو تم سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا اب اپنے معبودوں سے مدد مانگ لو چنانچہ یہ اپنے ان دیوتاؤں اور بتوں کو پکاریں گے جن کے سامنے جھکا کرتے تھے اور انہیں پکار پکار کر تنگ جائیں گے مگر کوئی جواب نہ ملیگا۔ اللہ ان کے سامنے عذاب لے آئیں گے یہ اسے دیکھ کر گھبرا جائیں گے اور کہیں گے اے کاش ہم دنیا میں سیدھا راستہ اختیار کر لیتے

تو آج اس مصیبت سے بچ جاتے۔

توحید کے متعلق باز پرس کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکین و کافرین سے نبوت رسالت کے متعلق سوال کریں گے کہ ہم نے تمہاری ہدایت کے لئے دنیا میں اپنے رسول بھیجے، کیا تم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا؟ یہ سوال سن کر بوکھلا جائیں گے اور ان سے کچھ جواب نہ بن پڑے گا اور اتنا بھی ہوش نہیں رہے گا کہ آپس میں مشورہ کر کے ہی جواب دیدیے۔

اے لوگو آخرت کی کامیابی ایمان اور عمل صالح پر ہے لہذا جو کافر و مشرک توبہ کر کے ایمان لے آئے اور عمل صالح اختیار کر لے وہ آخرت میں کامیاب ہوگا۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَنَ اللَّهِ وَتَعَالَى

اور آپ کا رب جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے ان لوگوں کو تجویز کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے

عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَهُوَ اللَّهُ

پاک اور برتر ہے اور آپ کا رب سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور جو کبھی ظاہر کرتے ہیں اور اللہ وہی ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْخِزْيُفِي الْأُولَى وَالْآخِرَةُ زَوْلهُ الْحُكْمُ وَلَئِيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

انکے سوا کوئی معبود نہیں، حمد کے لائق دینا اور آخرت میں ہی ہے اور حکومت بھی اسی کی ہوگی تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ ہر چیز اللہ کے اختیار سے وجود میں آتی ہے وہ بہت بڑی

ہر چیز میں اللہ کا اختیار ہے

قدرت والا اور حقیقی مستحق عبادت ہے، وہ شرک سے بڑی دے نیاز ہے۔

ارشاد ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنا اللہ کے اختیار سے ہے اور کسی چیز یا کسی ذات کو کسی کام کیلئے منتخب و پسند کر لینا یہ بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور پھر جو احکام چاہے ان کے ذریعہ ان انوں تک پہنچائے، اور اللہ کو یہ بھی قدرت ہے کہ جیسے وہ تمہاری ظاہری باتوں کو جانتا ہے ایسے ہی تمہارے دلوں میں چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے، صحیح معنی میں اللہ ہی تمام تعریف و بندگی کا مستحق ہے، الغرض ہر کام میں اللہ ہی کا حکم چلتا ہے اور ہر شخص کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ قیامت کے دن ہر ایک سے حساب و کتاب لے گا۔

قُلْ أَوَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْيْلَ سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ

آپ کہیے کہ بھلا یہ تو بلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو

يَا تَيْكُم بِضِيَاءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ

تمہارے روشنی کو لے آدے تو کیا تم سنے نہیں آپ کیے کہ بھلا تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو خدا کے

سرمدا الى يوم القيمة من إله غير الله يَا تَيْكُم بِبَلِيلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا

سواہ کو نسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آدے جس میں تم آرام پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن

تَبْصُرُونَ ۝ وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا

کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو اور تاکہ (دن میں) اسکی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پیکار

مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ

کر فرما دیگا کہ جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ نکال کر لائیں

كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

گے پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کر دو سو ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ کبھی بات خدا ہی کی تھی اور جو

فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

کچھ باتیں گھڑا کرتے تھے (آج) کسی کا پتہ نہ رہے گا۔

## اصل قدرت اللہ ہی کو ہے

مشرکین کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر اللہ

تعالیٰ ہمیشہ رات کی تاریکی ہی رکھیں یا ہمیشہ دن کا اجالا ہی رکھیں تو تمہارا کو نسا ایسا معبود ہے جو تمہارے لئے اس نظام کو صحیح کر سکتا ہے ظاہر ہے کہ یہ قدرت اللہ کے سوا کسی میں نہیں مگر افسوس اے مشرکین تم اتنی واضح بات بھی نہیں سمجھتے اور شرک میں مبتلا ہو۔ بس یہ اللہ ہی کا فضل و کرم ہے کہ اس نے دن کا اجالا عطا فرمایا تاکہ روزی تلاش کی جا سکے اور رات کی تاریکی عطا فرمائی تاکہ آرام

رکھو سب سے نیند پوری کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مشرکین سے پکار کر فرمائیں گے جن کو تم میرا شریک ٹھہراتے تھے آج وہ کہاں گئے۔ اس طرح انہیں پکار کر شرمندہ اور مایوس کرنا ہے کہ آج تمہارے معبود تمہاری مدد نہیں کر رہے ہیں اور پھر ان کے شرک پر اللہ تعالیٰ ایک

گواہ بھی قائم فرمائیں گے یعنی جس امت میں جو نبی بھیجا تھا وہ گواہی دیگا اے پروردگار میں نے تیرا دین ان کو پیش کر دیا تھا مگر انہوں نے اس کو ٹھکرا کر کفر و شرک اختیار کیا۔ اس وقت ان کو معلوم ہو گا کہ سچی اور حق بات اللہ ہی کی ہے اور عبادت کے لائق صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ واقعی کوئی اس کا شریک نہیں دنیا میں انبیاء جو بات ہمیں بتلاتے تھے وہی صحیح تھی اور مشرکین نے جو عقیدے گھڑ رکھے تھے وہ سب غلط تھے۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ

قارون موسیٰ کی برادری میں سے تھا سودہ ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے اسکو اسقدر خزانے دیئے تھے کہ انکی کھینیاں کیسی سی

مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوزًا بِالْعُصْبَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا

اُدشخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں جبکہ اسکو اسکی برادری نے کہا کہ تو انرا امت واقعی اللہ تعالیٰ انرا نبیوں کو پسند نہیں کرتا اور تجھ

تَفَرَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۖ وَابْتَغَ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ

خودانے جو کچھ دے رکھا ہے اس میں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ فراہم کر لیا اور جس طرح خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ

الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۚ وَأَحْسِنُ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ

احسان کیا ہے تو بھی احسان کیا کر دنیا میں فساد کا خواباں مت ہو۔ بیشک اللہ اہل فساد کو پسند نہیں کرتا۔ قارون کہنے لگا کہ

وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۖ قَالَ إِنَّمَا

مجھکو تو یہ سب کچھ میری ذاتی ہوس و مندی سے ملا ہے۔ کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزندہ امتوں میں

أُوتِيْتَهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدَ ۚ أَوَّلَمْ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنْ

ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت میں اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور جمع ان کا زیادہ تھا اور اہل جرم سے

الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَآكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَنْ

ان کے گناہوں کا (تحقیق کرنے کی غرض سے) سوال نہ

ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۖ

کرنا پڑے گا۔

## قارون کا قصہ

پچھلی آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ دنیا کی دولت میں مست ہو کر آخرت کو نہیں بھولنا چاہیے، نہیں تو پھر تباہی ہے اسی مناسبت سے یہاں قارون کا قصہ بیان فرمایا گیا ہے۔

قارون بنی اسرائیل میں سے تھا حضرت ابن عباس رضی کی روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا، فرعون لعین نے اس ملعون کو قوم بنی اسرائیل کا سردار بنا دیا تھا جس کے سبب وہ اپنی قوم پر خوب ظلم و ستم کرتا اور فرعون کے منشاء کے مطابق ان کو دبا کر رکھتا۔ اس موقع کو غنیمت جان کر قارون نے فرعون کے دربار سے خوب دولت سمیٹی اور دنیوی اقتدار حاصل کیا۔

جب فرعون غرق ہو گیا اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کے مطابق زندگی گزاریں گے اب اس کے لئے دولت کے راستے بند ہو گئے اور فرعون طاقت کے بل بوتہ پر یہ جوانی قوم پر حکومت کرتا تھا وہ سلسلہ بھی بند ہو گیا تو اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حسد و حسرت پیدا ہوئی، اگرچہ ظاہر میں یہ مسلمان تھا تو ریت کا حافظ بھی تھا اور دینی علم حاصل کرنے میں بھی لگا رہتا تھا مگر تھا منافق، دل صاف نہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزت و شہرت سے جلتا اور کہنتا آخر میں بھی تو ان کا قریبی رشتہ دار ہوں اور بھائی ہوں ان کی اس عزت و شہرت میں میرا حصہ کیوں نہیں جبکہ میرے پاس دولت کے خزانے ہیں، چنانچہ اس نے ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہی شکایت بھی کی تو آپ نے جواب میں فرمایا یہ سب اللہ کا عطا کردہ ہے اس میں میری ذات کا کوئی دخل نہیں۔

جب اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا تو قارون نے کہنے لگا اب تک موسیٰ علیہ السلام جو احکام لائے وہ ہم نے مانے مگر اب وہ ہماری دولت پر بھی قبضہ کرنا چاہتے ہیں یہ ہم سے برداشت نہ ہوگا اس نے اپنے ہم خیال کچھ اور لوگ بھی تیار کر لئے۔ آخر اس ملعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کے لئے ایک گھنڈا بنا پر دگرا یہ بنایا کہ ایک عورت کو لالچ دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ جب کسی مجمع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مزا بیان کریں تو تو ان کا اپنے ساتھ ملوث ہونا ظاہر کرنا، چنانچہ بھرے مجمع میں اس عورت نے آپ پر الزام لگا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مطابق اس کو سخت قسم کی قسمیں کھلائیں اور جھوٹ بہمت لگانے پر اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو اس نے سچ اگل دیا اور پھر پورے مجمع میں اس بات کا اعلان کیا کہ یہ ذلیل حرکت بہلا پھسلا کر مجھ سے قارون



نے کرائی ہے، حضرت موسیٰؑ بالکل پاکباز ہیں۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ نے اس ملعون کے لئے بد دعا کی تودہ مع اپنی اس تمام دولت کے جس پر اس کو بڑا غور کھنا زمین میں دھنسا دیا گیا۔

## تفسیر آیات

اس پورے رکوع میں قارون کے متعلق بیان کیا گیا ہے، ارشاد ہے کہ یہ موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا اس کے پاس اس قدر دولت تھی کہ اس کی چابیاں کسی طاقتور آدمی اٹھاتے ہوئے ٹھک جاتے تھے یعنی جن تجویروں اور حسد و قہر میں اس کا مال تھا وہ بے شمار تھے اور ان کی چابیاں بھی اس قدر تھیں کہ کسی آدمی اٹھاتے اور وہ بھی ٹھک جاتے۔

## قارون کا غرور اور قوم کی نصیحت

مال کی زیادتی کی وجہ سے قارون کے اندر بے پناہ غرور و تکبر پیدا ہو گیا اور اسی دولت کے نشہ میں وہ اپنی قوم کو بھی ستانے لگا۔ قوم کے کچھ دانشور لوگوں نے اس کو نصیحت کی کہ اس دولت پر گھمنڈ مت کر، گھمنڈ کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا، اللہ نے تجھ کو جو دولت دی ہے اس کو صحیح طریقہ سے اپنے اوپر استعمال کر اور دوسرے ضرورت مند لوگوں کے کام میں لگا کر اپنی آخرت بنا۔ اس دولت کے غرور سے تو زمین میں فساد مت پچا، فساد پھیلانے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ یہ نصیحت سن کر قارون نے وہی جواب دیا جو ہر دور میں دولت کے نشہ والے دیا کرتے ہیں کہ لگا آخر تم نصیحت کرنے والے ہوئے کون ہو؟ یہ دولت میں نے اپنی عقل و سمجھ، علم و ہنر، محنت و جفاکشی سے جمع کی ہے، تم کہتے ہو اسے لوگوں پر خرچ کر دے، یہ کہاں کی عقلندی ہے۔

ان ہی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قارون کو مخاطب کر کے فرمایا، اس نا سمجھ نے یہ نہ سمجھا کہ دولت کمانے کے ذرائع اور سمجھ و ہمت اس کو کس نے دی اور اس احمق نے پچھلے ان لوگوں کی حالت پر کبھی غور نہ کیا جن کے پاس اس سے کہیں زیادہ دولت تھی اور ہر طرح کا سروسامان بے پناہ تھا جب انہوں نے "تکبر کیا" فساد پچا یا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر ڈالا اور ان کی دولت و لشکر انہیں نہ بچا سکے۔ اور یہ ہی نہیں کہ ہلاک ہو کر چھوٹ گئے بلکہ آخرت میں ان کو سخت قسم کا عذاب بھی دیا جائے گا اور ان کے گناہوں کے متعلق ان سے تحقیق بھی نہیں کی جائے گی کہ تم نے یہ گناہ کیا تھا یا نہیں کیونکہ ان کا جرم واضح ہے اور پھر فرشتوں

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَلِيتَ

پھر وہ اپنی آرائش سے اپنی برادری کے سامنے نکلا جو لوگ دنیا کے طالب تھے کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ ساز و سامان ملا

لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور جن لوگوں کو فہم عطا ہوئی تھی وہ کہنے لگے ارے تمہارا ناس ہو۔ اشر

وَيَدْلَكُمْ ثَوَابَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا

تعالیٰ کے گھر کا ثواب ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور وہ ان ہی کو دیا جاتا ہے جو صبر

الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ

کرنی والے ہیں۔ پھر ہم نے اس قارون کو اور اسکے جلسے کو زمین میں دھنسا دیا۔ سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اسکو اللہ کے (عذاب سے)

يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۝ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ

بچا لیتی اور زندہ خود ہی اپنے کو بچا سکا اور کل جو لوگ اس جیسے ہونیکے متنا کر رہے تھے وہ آج کہنے لگے بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ

تَمَتُّوا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيَكَآنَ اللَّهُ يَبْطِطُ الرِّمْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

اشر اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے زیادہ روزی دیدیتا ہے اور جسکو چاہے تنگ دینے لگتا ہے اگر ہم پر اشر تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا

مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْ أَنَّ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَاءِ وَيَكَآنَهُ لَا يُفْلِحُ

دنیا بس جی معلوم ہوا کہ کافروں کو

الْكَافِرُونَ ۝

فلاح نہیں ہوتی۔

تفسیر

ایک دن قارون عمدہ قسم کا لباس فاخر پہن کر مع اپنے یاران و خدام کے بڑے شان و شوکت کے نکلا۔ اس کو دیکھ کر دنیا پر رہنے والوں کو رشک ہوا کہنے لگے قارون کیسا خوش قسمت ہے اس کو تمام عیش و آرام اور زیب

و آرائش کی چیزیں میسر ہیں اور یہ بڑے مزے کی زندگی بسر کر رہا ہے، کاش ہمیں بھی یہ چیزیں نصیب ہوتیں تو ہم بھی مزے اڑاتے۔ ان ناک سبھوں کو لوگوں نے سمجھا یا جن کو دین موسوی

کا علم حاصل تھا، کہا ارے احمق! اس عارضی چمک دمک پر کیوں للچاتے ہو یہ بہت جلد ختم ہو جائیوالی ہے مومنین صالحین کو جو دولت آخرت میں ملنے والی ہے یہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں وہ دولت ان ہی لوگوں کو ملے گی جنہوں نے اپنی زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق گزاری دنیا کی چیزوں کو دیکھ کر للچائے نہیں بلکہ جو کچھ اللہ نے عطا کر دیا اسی پر صبر و شکر کیا۔

## قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا

جب قارون کا ظلم و ستم اور گھمنڈ حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو مع اس کے محل اور خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا، اس آفت سے یہ اپنے آپ کو نہ خود بچا سکا اور نہ ہی اس کے وہ حمایتی بچا سکے جن پر اسے بڑا فخر تھا۔

کل جو لوگ قارون کی شان و شوکت دیکھ کر طرح طرح کی آرزوئیں کر رہے تھے آج قارون کو دھنسا ہوا دیکھ کر ان کی آنکھیں کھل گئیں کہنے لگے اگر ہم پر اللہ کا احسان و کرم نہ ہوتا تو ہمارے ساتھ بھی قارون جیسا معاملہ ہوتا اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں بچا لیا۔ اور کہنے لگے کہ مال و دولت تو اللہ کے قبضہ میں ہے جس کو چاہتا ہے فراخی سے عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگی سے عطا فرماتا ہے مالدار اس بات کا ثبوت نہیں کہ اللہ مالدار سے خوش ہے اور غریب سے ناراض۔ بس اللہ کو تو اطاعت و شکر گزاری پسند ہے جو ناشکرے اور منکر ہیں وہ عذاب الہی سے بچ نہیں سکتے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا

یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کیلئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ منق

فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا

لوگوں کو ملتا ہے جو شخص نیکی بیکر آدے گا اسکو اس سے بہتر بدلہ ملیگا اور جو شخص بدی لے کر آدے گا

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا

سو ایسے لوگوں کو جو کہ بدی کے کام کرتے ہیں اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنادہ

يَعْمَلُونَ ۝

کرتے تھے۔

اصل کامیابی :- قارون کو نا سمجھ لوگوں نے بڑا خوش قسمت سمجھا حالانکہ

اصل خوش قسمت وہ ہے جس کو آخرت کی صلاح و نجات نصیب ہو لیکن دنیا کا راحت و آرام ہمیشہ رہنے والا نہیں، دنیا مسافر خانہ ہے اصل گھر تو آخرت کا ہے اور آخرت میں ان ہی لوگوں کو صلاح و کامیابی اور راحت و آرام ملیگا جو تکبر و گھمنڈ نہیں کرتے یعنی اپنے مقابلہ میں دوسروں کو حقیر و ذلیل نہیں سمجھتے اور نہ ہی زمین میں فساد مچاتے ہیں یعنی لوگوں پر ظلم و ستم نہیں کرتے، اور اسی کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ بھی کرتے ہیں، فرض و واجبات کی پابندی بھی کرتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نیک و بدی کا اصول بیان فرمایا اور اس میں درحقیقت اللہ کے رحم و کرم کو دخل ہے، فرمایا جو شخص ایک نیکی کرے گا ہم اس کا بدلہ اس سے زیادہ دیں گے جس کا حدیث پاک میں کم از کم دس گنا بیان فرمایا گیا ہے اس سے زائد وہ کریم کتنا عطا فرمادے یہ اس کے فضل پر موقوف ہے، اور بدی کے بدلہ اتنی ہی سزا دی جائے گی جتنی اس نے بدی کی ہے اس میں زیادتی نہیں کی جائے گی۔

إِنَّ الدِّينَ قَرْصٌ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَىٰ مَعَادٍ قُلْ رَبِّیْ

جس خدا نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو اصلی وطن میں پھر پہنچا دیگا آپ فرمادیجئے کہ میرا رب خوب جانتا

أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَمَا كُنْتُ

ہے کہ کون سچا دین لیکر آیا ہے اور کون ہر یک گمراہی میں ہے اور آپ کو یہ توقع نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب نازل کی جاوے گی

تَرْجُوْا اَنْ یُّلْقٰی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا

مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے اس کا نازل ہوا سو آپ ان کا فزون کی ذرا تاکید نہ کیجئے اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے

لِلْكَافِرِیْنَ ۝ وَلَا یَصُدُّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَاَدْعُ

نواہیسا نہ ہونے پائے کہ لوگ آپ کو ان احکام سے روک دیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیے اور مشرکوں میں تاہل

اِلٰی رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

نہ ہو جیسے اور ایک آپ شرک سے معصوم ہیں اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہ پکارنا اسکے سوا کوئی معبود نہیں سب چیزیں فنا ہونے

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

والہی ہی بجز اسکی ذات کے اسی کی حکومت ہے اور اسی کے پاس ہم سب کو جانا ہے۔

## شانِ نزول

یہ آیت ہجرت کے وقت نازل ہوئی جب مشرکین مکہ نے آپ کو زیادہ پریشان کر کے دطن چھوڑنے پر مجبور کیا تو یہ آیت نازل فرما کر اللہ نے آپ کو اطمینان و تسلی دی کہ جس ذات نے آپ پر قرآن کے احکام پر عمل اور اس کی تبلیغ کو فرض کیا ہے وہی ذات آپ کو آپ کے اصلی وطن یعنی مکہ شریف فتح و غلبہ کے ساتھ واپس پہنچائے گی اس وقت آپ آزاد اور صاحبِ سلطنت ہوں گے۔

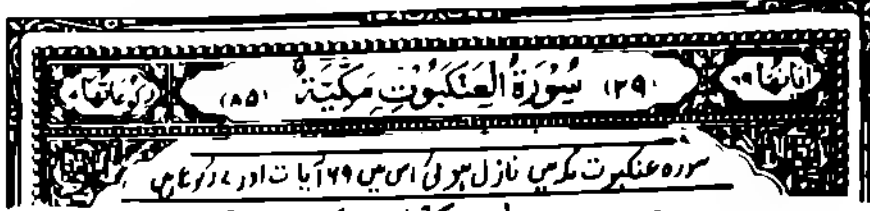
## قرآن فتح و کامیابی کا ذریعہ ہے

اس آیت میں آپ کو مکہ میں دوبارہ فاتحانہ واپسی کی خوشخبری اس عنوان سے دی گئی ہے کہ جس ذات نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہی آپ کو دشمنوں پر غالب کر کے دوبارہ مکہ شریف لوٹائے گا۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ قرآن کریم کی

تلاوت اور اس پر عمل ہی اس مدد خداوندی اور کامیابی کا ذریعہ ہوگا۔ کفار و مشرکین آپ کی نبوت کے واضح دلائل اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی آپ کو غلطی پر اور اپنے کو حق پر سمجھتے تھے، لہذا اس آیت کے اس حصہ قُلْ رَبِّیْ اَعْلَمُ الْخِیَاسِ فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیتے ہیں میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون سے سچا دین لیکر آیا ہے اور کون کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ یعنی میرے حق ہونے پر اور تمہارے گمراہ ہونے پر واضح دلائل موجود ہیں مگر جب تم ان سے کام نہیں لیتے تو پھر جواب یہی ہے کہ اللہ کو معلوم ہے وہ آخرت میں مبتلا دیکھا جزا دینا دیکھ۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ اللہ نے محض اپنی رحمت سے آپ کو نبوت کی دولت سے سرفراز فرمایا آپ کو تو اس کی توقع بھی نہ تھی کہ قرآن جیسی عظیم کتاب آپ کو عطا کی جائے گی یہ محض اللہ نے اپنے فضل سے آپ کو عطا فرمائی ہے، بس ہر کام میں اللہ پر بھروسہ رکھئے وہی کامیاب فرمائے گا، بس اب آپ قرآن کی تبلیغ کیجئے اور اس میں اپنی قوم کی کچھ رعایت نہ کیجئے اور نہ ان مشرکین سے تعلق رکھئے، مستحقِ عبادت صرف اللہ کی ذات ہے اور ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے اور ایک دن سب کو اللہ ہی کی عدالت میں حاضر ہونا ہے وہاں صرف اسی کا حکم چلے گا۔

الحمد للہ سورہ قصص کی تفسیر مکمل ہوئی۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الَّذِينَ أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۖ وَلَقَدْ

آئم۔ کیا ان لوگوں نے خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہیں پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور انکو آزمایا جاوے گا اور ہم تو ان لوگوں کو بھی

فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ۖ

آزمایا کیے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔ ہاں کیا

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَهُ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۖ

جو لوگ بڑے بڑے کام کر رہے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل بھاگیں گے۔ ان کی یہ تجویز نہایت ہی سیہوردہ ہے۔

## سورہ عنکبوت کی وجہ تسمیہ

اس سورہ کا نام عنکبوت (بمعنی مکڑی) اس لئے رکھا گیا کہ اس سورہ میں ایک جگہ کفار و مشرکین کے اعتقادات کو مکڑی کے جانے سے تشبیہ

دی گئی ہے کیونکہ مکڑی کا جالا بہت کمزور ہوتا ہے۔

اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لے آئے ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی جانچ نہیں کی جائیگی، مطلب یہ ہے کہ ایمان قبول کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ مختلف قسم کی آزمائشیں کرتے ہیں جو اللہ کا جس قدر مقرب ہوتا ہے اس کی اتنی ہی زیادہ آزمائش ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ سب سے زیادہ اور سخت آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوتی ہے اور اس کے بعد صالحین کی، پھر درجہ بدرجہ جس کا جیسا ایمان ہے۔

## شان نزول

یہ آیت اگرچہ اپنے شان نزول کے اعتبار سے خاص ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے جن کو ہجرت مدینہ کے وقت کفار و مشرکین نے خوب ستا رکھا تھا مگر اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے کہ ہر زمانہ کے علماء و صلحاء کی مختلف قسم کی آزمائش ہوتی

جلی آئی ہے اور ہوتی رہے گی۔

آگے ارشاد ہے کہ ہم پہلی امت کے لوگوں کو بھی مختلف قسم کی آزمائشوں میں آزما چکے ہیں اور اس سے ہمارا مقصد سچے، جھوٹے، نیک و بد کو الگ کرنا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کون اپنے ایمان میں مخلص ہے اور کون منافق۔ کیونکہ بسا اوقات مخلص و منافق کا آپس میں ملے رہنا بڑا نقصان دہ ہوتا ہے۔

اَمْرَحِبِّ الدِّينِ الخ اس آیت میں کفار کی بد انجامی سن کر مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے ارشاد ہے کہ وہ کفار و مشرکین جو غلط حرکتیں کرتے ہیں مسلمانوں کو ستاتے ہیں کیا ہماری گرفت سے بچ نکلیں گے، ایسا نہیں بلکہ انہیں ضرور عذاب دیا جائے گا۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنْ أَجَلَ اللَّهُ لَآئِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے سو اللہ تعالیٰ کا وہ معین وقت ضرور آئے والا ہے اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے اور جو شخص

جَاهِدًا قَاتِلًا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے رحمت کرتا ہے خدا تعالیٰ کو تمام جہان والوں میں کسی کی حاجت نہیں اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ہم ان کے

الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

گناہ ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا زیادہ اچھا بدلہ دیں گے۔

## تفسیر

جن مسلمانوں نے اللہ کی خوشنودی کے لئے سختیاں جھیلیں، مشرکین و کافرین کے ظلم و ستم برداشت کئے ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ جب تم اللہ کے حضور میں حاضر ہو گے تو تم سے کیا گیا وعدہ پورا ہوگا کہ تم کو اللہ کا دیدار و خوشنودی اور جنت کا عیش و آرام نصیب ہوگا۔ بلاشبہ اللہ ہر بات کو سنتا اور دیکھنے والا ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

اس کے بعد فرمایا گیا کہ یاد رکھو تمہیں جو سختیاں جھیلنے کی ترغیب دی جا رہی ہے اس میں اللہ کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ خود تمہارا ہی نفع ہے کیونکہ جو شخص بھی کسی قسم کی محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے کرتا ہے اللہ کو کسی کی کوئی ضرورت نہیں وہ مستغنی و بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ہم اپنی رحمت سے ان کے گناہ معاف کر دیں گے جن میں بعض گناہ جیسے کفر و شرک ہے وہ ایمان لانے سے دور

ہو جاتا ہے اور بعض گناہ توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں اور بعض گناہ نیک کام کرنے سے اور بعض محض اللہ کے فضل سے اور بعض گناہ سزا پا کر ختم ہو جاتے ہیں، اور ہم ان کے ایمان و اعمال صالحہ کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا

لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأَنْتُمْ لَكُمْ مِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

شریک ٹھہرا ہے جس کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں ہے تو تو ان کا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے سو میں تمکو تمہارے سب کام جتلا دوں گا

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝

اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کیے ہوں گے ہم ان کو نیک بندوں میں داخل کر دیں گے۔

## واقعہ شان نزول

یہ آیت حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے بہت فرمانبردار اور خدمت گزار تھے جب یہ ایمان لے آئے اور ان کی والدہ (جو کہ مشرک تھیں) کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا جب تک تو ایمان نہیں چھوڑے گا میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی چاہے مر جاؤں، جب انہیں اسی حالت میں تین رات دن گزر گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس حاضر ہوئے، ماں کی محبت بے پناہ تھی مگر اللہ کے فرمان کے سامنے کچھ نہ تھی، لہذا عرض کیا میں تمہارے لئے اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا، جب والدہ مایوس ہو گئیں تو انہوں نے کھانا پینا شروع کر دیا، اس پر یہ آیت وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا الخ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور اسی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہے کہ اگر وہ تجھے شرک کرنے پر مجبور کریں تو ان کا حکم مت مان۔ اور یاد رکھو تم سب کو مرنے کے بعد ہماری ہی عدالت میں آنا ہے اس وقت بتلادیا جائے گا اولاد اور والدین میں سے کس کی زیادتی تھی اور کون حق پر تھا۔ اور فرمایا کہ جو اس قسم کی زبردستی رکاوٹوں کے باوجود ایمان اور نیکی کی راہ پر قائم رہے تو ہم ان کا حشر اپنے خاص نیک بندوں میں کریں گے اور ان کو جنت میں داخل کریں گے۔



وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةً النَّاسِ

اور بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب ان کو راہ خدا میں کچھ تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذا رسانی کو

كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَٰكِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولَنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۖ أَوَلَيْسَ

ایسا کچھ جانتے ہیں جیسے خدا کا عذاب اور اگر کوئی مدد آپ کو رب کی طرف سے آپہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہمارے ساتھ تھے کہا اللہ تعالیٰ خود یا

اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۖ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ

جہاں والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کر کے دیکھا اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے دیکھا اور کھلم کھلا سے کہتے

الْمُنَافِقِينَ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ

ہیں کہ تم ہماری راہ چلو اور تمہارے گناہ ہمارے ذمہ۔ حالانکہ یہ لوگ ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے یہ بالکل

خَطِيئَتُهُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ ۖ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِّن شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ وَلَيَحْمِلُنَّ

جھوٹ بک رہے ہیں اور یہ لوگ اپنے گناہ اپنے اوپر لادے ہوں گے اور اپنے گناہوں کے ساتھ کچھ گناہ اور بھی)

أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَهُمْ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۚ

لادے ہونگے اور یہ لوگ جیسی جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے قیامت میں ان سے باز پرس ضرور ہوگی۔

## فریبی لوگ

ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر

ان کے دل میں ایمان کی مضبوطی نہ تھی ان کو جہاں اللہ کے راستہ میں

کوئی تکلیف پہنچی یا ایمان کی وجہ سے کفار و مشرکین نے ستایا تو گھبرا کر اپنی زبان سے

یا عمل سے ظاہر کرنے لگے ہم مومن نہیں، اور جب مسلمانوں کی کامیابی و ترقی دیکھتے تو پھر

کہنے لگتے کہ ہم تو مسلمان ہی ہیں اور اگر جہاد میں یہ لوگ مسلمانوں کے قیدی بن جاتے تو کہتے

ہم دل سے تو تمہارے ہی ساتھ ہیں مومن ہیں کفار کے ساتھ تو بوجہ زبردستی کے ہو گئے

تھے، مگر حقیقت حال اللہ کو خوب معلوم ہے، یہ زبان سے دعویٰ کر کے اللہ سے اپنے

دل کا حال نہیں چھپا سکتے۔

## کفار کی چال بازی

مسلمانوں کو بہکانے کے لئے کفار و مشرکین نے ایک چال

یہ چلی کہ مسلمانوں سے کہا تم لوگ بلا وجہ عذاب آخرت کے نکر سے ہمارے طریقے پر نہیں چلتے جب کہ ایسا نہیں ہے اور اگر تمہاری ہی بات مان لی جائے تو جلد ہم ذمہ داری لیتے ہیں کہ جو عذاب و تکلیف تمہیں آخرت میں ہوگی وہ ہم اپنے اوپر لے لیں گے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو باخبر کر رہے ہیں کہ ان کی چال بازی اور دھوکہ میں مست پھنسنا یہ جھوٹ اور غلط بک رہے ہیں، آخرت میں تو ان کی یہ حالت ہوگی کہ اپنے گناہوں کا بوجھ تو اٹھائے ہوئے ہوں گے ہی، ساتھ میں مزید ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی ان پر ہوگا جن کو یہ گناہوں میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنے تھے۔ دنیا میں جیسی دھوکہ بازی کی یہ باتیں کیا کرتے تھے آخرت میں ویسی ہی سخت قسم کی انہیں سزا دی جائے گی۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہدایت کی طرف لوگوں کو دعوت دے تو جتنے لوگ اس کی دعوت کی وجہ سے ہدایت پر عمل کریں گے تو ان سب کے اعمال کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا اور ان لوگوں کے اعمال سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور گناہ کی طرف دعوت دے تو جتنے لوگ اس کے کہنے سے اس گمراہی اور گناہ میں مبتلا ہوں گے ان سب کا گناہ اس کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا اور ان سے لوگوں کے گناہوں سے میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا

اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو وہ ان میں بیجا س سال کم ایک ہزار برس رہے پھر ان کو طوفان نے آدبا اور وہ بڑے ظالم لوگ تھے

فَاخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَبَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً

پھر ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو بچا لیا اور ہم نے اس واقعہ کو تمام جہان والوں کیلئے موجب بکرت بنا دیا۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو بھیجا جبکہ انہوں

لِّلْعَالَمِينَ ۝ وَابْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ

تعالیم کے لئے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ رکھتے ہو۔ تم لوگ اللہ کو جھوٹ کرخص جنوں

تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ

کو پوج رہے ہو اور جھوٹی باتیں تراشتے ہو تم خدا کو جھوٹ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم رزق

تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِشْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ

خدا کے پاس سے تلاش کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اور تم کو اسی کے پاس نوٹ کر جانا ہے اور اگر تم لوگ مجھکو

وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَإِنْ تَكْذِبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا

جو تم سمجھتے ہو پہلے بھی بہت سی امتیں جو تمنا سمجھ چکی ہیں اور پیغمبر کے ذمہ تو صرف صاف طور پر

عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

پہنچا دینا ہے۔

## پچھلی امتوں کے حالات سے حضور کو تسلی

پچھلے دور سے بیان ہوتا چلا آ رہا ہے  
کہ کفار و مشرکین حضور علیہ السلام اور آپ کے  
ساتھی مسلمانوں کو بہت ستاتے اور ظلم و ستم  
کرتے تھے۔ آپ کو تسلی دینے کے لئے اب یہاں

سے مختلف انبیاء علیہم السلام کے حالات کا ذکر ہے کہ ان کو کفار نے بڑی تکلیفیں پہنچائیں  
مگر مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری اور ہدایت پر قائم رہے اور انبیاء علیہم السلام اپنے  
فرض منصبی تبلیغ دین کو برابر انجام دیتے رہے۔

یہاں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا گیا ہے جنہوں نے  
تقریباً ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی، اس طویل مدت میں کفار نے آپ کو بے پناہ ستایا  
اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، اور جب یہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو پھر طوفان نے  
ان کو آگھیرا، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس کشتی کو ہم نے دنیا والوں کے لئے نشانی بنا  
رہا ہے تاکہ لوگ اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ چنانچہ ایک مدت تک یہ کشتی جودی پہاڑ

اقوال و تحقیق علیہ :- نو سو پچاس سال عمر جو قرآن نے بیان فرمائی ہے یہ تو یقینی ہے مگر بعض

روایات میں اس سے پہلے اور طوفان کے بعد کی عمر مزید ہے چنانچہ حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر میں مبعوث ہوئے ساڑھے نو سو سال دعوت و تبلیغ  
کا کام انجام دیا اور پھر طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس طرح گویا آپ کی کل عمر ایک ہزار  
پچاس سال ہوئی۔  
محمد یعقوب غفرلہ ولولہ

پر لگی رہی تاکہ دیکھنے والے سبق حاصل کریں۔ بعض مفسرین رحم نے نشانی کا مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ یہ قصہ کشتی نوح علیہ السلام کی بنا دی گئی ہے تاکہ اس قصے کو سنکر لوگ عبرت حاصل کریں۔ (یہ مکمل قصہ سورہ ہود پارہ ۱۲ آسان تفسیر ص ۱۲ تا ص ۲۵ پر گزر چکا ہے۔)

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے سخت امتحانات اور آزمائشوں سے گزرے، صاحبزادے کے ذبح کرنے کا قصہ پیش آیا، آتش نمرود میں ڈالا گیا وغیرہ۔ غرضیکہ طرح طرح کی تکلیفیں سہتے رہے اور اپنی قوم کو بھی تبلیغ کرتے رہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اس سے ڈرتے ہو یہی تمہارے لئے بہتر ہے مگر انہوں نے جن بتوں کو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو ان ہی کی پوجا کرتے ہو، یاد رکھو یہ تمہارے جھوٹے معبود تمہیں روزی نہیں دے سکتے (عام طور پر روزی کی وجہ سے آدمی اپنا ایمان خراب کر لیتا ہے اس لئے خاص طور پر روزی کا ذکر فرمایا) رزق دینا تو اللہ ہی کے قبضہ میں ہے بس صرف اسی کی عبادت کرو، اس کا شکر ادا کرو اور یاد رکھو تم سب کو ایک دن اللہ کی عدالت میں حاضر ہو کر ہر کام کا حساب و کتاب دینا ہے وہاں کیا جواب دو گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا میں تو تمہیں اللہ کا حکم سنا چکا اب اپنا برا بھلا تم سوچو، نہیں مانو گے تو پچھلی قوموں کا دوشوہ کی طرح نقصان اٹھاؤ گے۔

**أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ مِثْلَ ذَلِكَ عَلَىٰ اللَّهِ**

کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ اسکو پیدا کرے گا یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان

**يَسِيرٌ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ**

بات ہے آپ کہیں کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ کبھی بار بھی پیدا کرے گا بیشک

**الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ**

اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس کو چاہے گا عذاب دے گا اور جس پر چاہے رحمت فرما دے گا اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور تم زمین میں ہر

**يَشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ**

کتنے ہوا اور آسمان میں اور خدا کے ہوا نہ تمہارا کوئی کار ساز ہے اور نہ کوئی مددگار اور جو لوگ خدا کی آیتوں کے اور اس کے سامنے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

جانے کے منکر ہیں وہ لوگ میری رحمت سے نا امید ہوں گے اور یہی ہیں جن کو

وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

عذاب دردناک ہوگا۔

**خلق کو دوبارہ پیدا کرنا  
اللہ کیلئے مشکل نہیں**

حضرت ابراہیم ؑ نے اپنی قوم سے فرمایا اپنی ذات میں غور  
کرد تم کچھ نہ تھے اللہ نے تمہیں وجود بخشا اور پھر مگر مٹی  
بن جانے کے بعد تمہیں اسی طرح وجود بخشے گا اور اپنے  
ذات کے علاوہ تم دنیا کی دوسری مخلوقات بھی مضموم

پھر کر دیجو اللہ نے انہیں کس طرح پیدا فرمایا ہے اور ایک بار انہیں فنا کر کے پھر دوبارہ وجود میں  
لائے گا۔ تم دوبارہ جی اٹھنے کو مشکل اور ناممکن سمجھتے ہو مگر یاد رکھو یہ کام اللہ کے لئے کچھ  
بھی مشکل نہیں اور ذرا سوچو تو کبھی جس ذات نے تمہیں اور تمام مخلوقات کو پہلی مرتبہ جب کہ  
اس کا نقشہ اور میٹیریل کبھی موجود نہیں تھا پیدا کر دیا تو دوبارہ جبکہ نقشہ و نمونہ و غنیرہ  
سب کچھ موجود ہے پھر پیدا کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔

اور پھر دوبارہ جی اٹھ کر تمہیں اللہ ہی کے دربار میں جانا ہے وہ جس کو مستحق سزا سمجھے گا  
اسے عذاب دیگا اور جسے مستحق جزا سمجھے گا اسے ثواب دیگا اور یاد رکھو تم نہ زمین  
میں چھپ کر اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہو اور نہ آسمان میں اڑ کر۔ اور نہ اللہ کے علاوہ  
تمہارا کوئی کارساز ہے نہ مددگار یعنی اللہ کی پکڑ سے تم اپنے آپ کو نہ ہی تو اپنی تدبیر سے بچا  
سکتے ہو اور نہ کسی دوسرے کی حمایت و مدد سے۔

اخیر میں فرمایا گیا جو لوگ ہماری آیتوں اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر ہمارے دربار میں حاضری  
کا انکار کرتے ہیں وہی ہماری رحمت سے نا امید ہوں گے اور ان ہی کو دردناک عذاب دیا جائیگا۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِّنْ

سوان کا قوم کا جواب بس یہ تھا کہ کہیں لگے کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو جلاد سو اللہ نے ان کو اس آگ سے بچایا

النَّارِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّنْ دُونِ

بیشک اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں کسی رشتہ یاں ہیں اور ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر

اللَّهُ أَوْثَانًا، مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم

ببعضٍ وَيُلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا، وَمَا أُولَٰئِكَ إِلَّا النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ تَصَرُّيفٍ ۝

۝ فَمَنْ لَهُ لُوطٌ ۖ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

۝ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

وَأَتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا، وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

۝ (بڑے درجہ کے، نیک بندوں میں ہوں گے۔)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معقول اور مدلل باتیں سنکر جب قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے، ابراہیم کو قتل کر دیا آگ میں ڈال دو، آگ کی سختی سے گھبرا کر اگر اپنی بات سے ہٹ گیا تو نکال لیں گے ورنہ

وہیں جل کر رکھ ہو جائے گا۔ بہر حال یہ طے ہوا کہ آگ میں ڈال دیا جائے، الغرض آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا بس اللہ نے اس آگ کے انبار میں آپ کی حفاظت فرمائی اور آگ کو آپ کے لئے رگزار بنا دیا اور اس واقعہ سے لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کر دیا کہ جو حق پر ہوتے ہیں ان کی اس طرح حفاظت ہوتی ہے اور جو گمراہی پر ہوتے ہیں وہ ذلیل و رسوا ہوتے ہیں کہ اتنی بڑی طاقت ہوتے ہوئے وہ ایک آدمی کو جلا نہ سکے۔ (یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ سورہ انبیاء آسان تفسیر پارہ ۱ ص ۱۹ پر بیان ہو چکا۔)

انبیاء اپنی قوم پر بے پناہ شفیق و مہربان ہوتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے نکل کر پھر اپنی قوم کو نصیحت شروع کر دی فرمایا کہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر جو بتوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے یہ تمہارے آپسی دنیوی تعلقات کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ

۝

اکثر آدمی اپنے تعلقات، دوستی، رشتہ داری کے طریقہ پر رہتا ہے اس وجہ سے وہ حق بات پر غور نہیں کرتا اور حق کو سمجھ کر بھی اسے اختیار کرنے سے گزرتا ہے کہ سب دوست و رشتہ دار چھوٹ جائیں گے۔

اور یاد رکھو قیامت میں تمہارا یہ حال ہوگا کہ تم ایک دوسرے کے مخالف و دشمن ہو جاؤ گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے۔ مطلب یہ کہ آج جن دوستوں رشتہ داروں کی وجہ سے تم حق قبول کرنے سے گھبرار رہے ہو کل ہی تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔ ایک تفسیر اس کی یہ بھی کی گئی ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں پر لعنت کریں گے کہ تم نے ہمیں وقت پر دھوکہ دیا آج تم ہمارے کسی کام نہیں آ رہے ہو۔

حضرت ابراہیم ؑ نے اپنی قوم سے کچھ فرمایا کہ اگر تم اس بت پرستی سے باز نہ آئے تو تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا اور اس وقت تمہارا کوئی حمایتی و مددگار بھی نہ ہوگا۔ افسوس حضرت ابراہیم ؑ کے اس قدر وعظ و نصیحت کرنے پر بھی قوم میں سے کوئی ایمان نہ لایا سوائے ان کے بھتیجے حضرت لوط کے، یہ آپ کا آتش نمرود والا معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوئے اور ایک آپ کی چچا زاد بہن اور بیوی سارہ مسلمان ہوئیں، قوم کے اس قدر بدترین حالات دیکھ کر آپ نے فرمایا اب میں تم میں نہیں رہوں گا بلکہ اپنے رب کی بتلائی ہوئی جگہ ہجرت کر لوں گا چنانچہ آپ اپنے وطن شہر بابل سے (جو کہ عراق کا شہر ہے) ہجرت کر کے ملک شام پہنچے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت اختیار کی، اس وقت آپ کی عمر پچھتر سال تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا اسحق ؑ اور پوتا یعقوب ؑ عنایت فرمایا جن کی نسل بنی اسرائیل کہلاتی ہے اور پھر اللہ نے آپ کو یہ اعزاز بخشا کہ جس قدر بھی انبیاء علیہم السلام آئے اور جن کو آسمانی کتاب دی گئی وہ سب آپ کی اولاد میں سے ہوئے، حاضریٰ یہ کہ آپ کے بعد جس قدر بھی پیغمبر دنیا میں تشریف لائے وہ تمام آپ کی اولاد میں سے تھے اسی لئے آپ کو "ابوالانبیاء" یعنی انبیاء علیہم السلام کا باپ کہا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی اجر عظیم عطا فرمایا کہ تمام مخلوق میں مقبول اور امام بنا دیا، یہودی، نصرانی، بت پرست سمجھی آپ کی تعظیم کرتے ہیں اور اپنا مفتدی مانتے ہیں، اور آخرت میں بھی اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجہ کے صالحین یعنی انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں شامل رکھا۔

وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنِّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ

اور ہم نے لو ط (علیہ السلام) کو پہرے مار بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ

مِّنَ الْعَالَمِينَ ۚ إِنِّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۚ وَتَأْتُونَ فِي

تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان دلوں میں نہیں کیا۔ کیا تم مردوں سے فعل کرتے ہو اور تم ڈال دالنے ہو اور ابی

تَأْدِبِكُمُ الْمُنْكَرَ ۚ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ

بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو سو ان کی قوم کا جواب بس یہ تھا کہ تم ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو

إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ

لو ط نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو ان مفسد لوگوں پر غالب (اور ان کو عذاب سے ہلاک) کر دے۔

یہاں قوم لو ط کی تین گندی عادتوں کا ذکر کیا گیا ہے پہلی یہ کہ

تم اپنی شہوت لڑکوں سے پوری کرتے ہو، یاد رکھو یہ ایسا گندہ

فعل ہے جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا (بلکہ جانور بھی

اس گناہ سے بچتے ہیں)، دوسری یہ کہ ڈاکہ مارتے ہو لوگوں کے

نافلے لوٹ لیتے ہو تیسری یہ کہ اپنی ان گندی حرکتوں کا تذکرہ بھری مجلسوں میں بڑے فخر سے

کرتے ہو۔

حضرت لو ط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ یہ سب کام بہت بُرے اور اللہ کی ناراضگی کے ہیں

انہیں چھوڑ دو نہیں تو عذاب الہی تمہیں آگھیر لیگا۔ بجائے اس کے کہ یہ سمجھتے اور اپنی ان

حرکتوں کو چھوڑتے الٹا عذاب کا مطالبہ کرنے لگے۔ کہنے لگے اے لو ط اگر تو سچا ہے تو اپنے

رب کا عذاب لے آ۔ جب حضرت لو ط ان سے مایوس ہو گئے اور سمجھ لیا کہ اب یہ راہ راست پر

تَقْطَعُونَ السَّبِيلَ (یعنی راہ مارتے ہو) اس کی تین تفسیریں

کی گئی ہیں ۱۔ ڈاکہ مارنا ۲۔ خوبصورت لڑکوں کو لوگوں سے

چھین لینا ۳۔ اولاد کی راہ مارنا یعنی جس راستہ سے اولاد پیدا ہو

وہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنا۔ یہ تینوں تفسیریں قوم لو ط پر منطبق ہوتی ہیں کیونکہ وہ یہ

سب کام کرتے تھے۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوادیہ

## قوم لو ط کی تین گندی عادتیں

## اقوال و تحقیق!



آنے والے نہیں تو اپنے پروردگار سے دعا کی اے میرے رب میری مدد و نصرت فرما اور ان لوگوں کو ہلاک فرما۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُوا أَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ

اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیمؑ کے پاس بشارت لیکر آئے، ان فرشتوں نے کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں وہاں کے

إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۖ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۖ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ

باشندہ بڑے شریر ہیں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ وہاں تو لوط ہیں فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں ہیں ہم کو سب معلوم ہے ہم انکو اور ان کے خاص

لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ

متعلقین کو بچالیں گے بجز ان کی بی بی کے کردہ عذاب میں رہ جانیاں ان میں سے ہوگی اور جب ہمارے وہ فرشتہ دے لوطؑ کے پاس پہنچے تو لوطؑ

رُسُلُنَا لُوطًا سَيِّئًا بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا

ان کو جو سے غم ہوئے اور انکے کسب تنگ دل ہوئے۔ اور وہ فرشتے سمجھنے لگے آپ اندیشہ نہ کریں اور نہ غم ہوں ہم آپ کو اور آپ کے

مُنَجِّوُكَ ۖ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ

خاص متعلقین کو بچالیں گے بجز آپ کی بی بی کے کردہ عذاب میں رہ جانیاں ان میں سے ہوگی ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک آسمانی عذاب ان کی

هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا

ہزاروں کی سزاسی نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے اس بستی کے کچھ پریشان (اب تک) رہنے دے ہیں

آيَةُ بَيِّنَةٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

قوم لوط کی ہلاکت | حضرت لوط علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان

لوگوں کے ہلاک کرنے کا حکم فرمادیا چنانچہ فرشتے پہلے حضرت

زکریاؑ کے پاس آئے اور ان کو بڑھاپے میں لڑکا پیدا

ہونے کی خوشخبری دی اور فرمایا ہم قوم لوط کی بستی کو ہلاک کرنے آئے ہیں وہ اپنی گندی

حرکات سے کسی بھی طرح باز نہیں آ رہے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس میں تو

لوطؑ بھی رہتے ہیں، فرشتوں نے عرض کیا ہم مجرم اور غیر مجرم کو خوب جانتے ہیں ہم حضرت

لوطؑ اور ان کے متعلقین مومنوں کو اس بستی سے الگ کر دیں گے، ہاں حضرت لوطؑ کی بوی جو کہ مشرکہ تھی اور قوم کی گندی حرکتوں میں ان کی مدد کیا کرتی تھی وہ بھی ان ہی مجرموں کے ساتھ ہلاک کر دی جائیگی۔

حضرت ابراہیمؑ سے یہ گفتگو کرنے کے بعد فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس حسین نوجوان لڑکوں کی شکل میں پہنچے، حضرت لوطؑ انہیں دیکھ کر بہت پریشان ہوئے کہ میری قوم کے لوگوں میں گندی عادت ہے وہ میرے ان مہمانوں کے ساتھ برا سلوک کریں گے اور میرے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں کہ میں مقابلہ کر کے ان لوگوں سے اپنے مہمانوں کی حفاظت کر سکوں، جب فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو پریشان دیکھا تو عرض کیا آپ پریشان دغملگین نہ ہوں ہم انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں، چنانچہ حضرت لوطؑ اور ان کے مومن ساتھیوں کو اس بستی سے نکال کر پوری بستی کو ان عذاب کے فرشتوں نے الٹ دیا جس سے پوری بستی کے لوگ ہلاک ہو گئے۔ آج مکہ سے ملک شام کے راستے میں اس بستی کے ویرانے کھنڈرات پڑے ہیں جو لوگوں کے لئے سامان عبرت ہیں۔  
(یہ قصہ بھی تفصیل کے ساتھ سورہ ہود، اعراف، حجر میں بیان ہو چکا)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي دَارِ الْبَقَاءِ ۖ وَلَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَفْضَلِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ

اور مین والوں کے پاس ہم نے ان کے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور

وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۖ فَلَذَبُوهُ فَأَخَذَتْهُمْ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي

روز قیامت سے ڈرو اور سر زمین میں فساد مت پھیلاؤ، سو ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا پس زلزلے نے ان کو آپکڑا پھر وہ اپنے گھروں

دَارِهِمْ جُثِينَ ۖ وَعَادًا وَثمودًا ۚ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ تَذَوِّينَ

میں اونڈھے گر کر رہ گئے۔ اور ہم نے عاد اور ثمود کو بھی ہلاک کیا اور یہ ہلاک ہونا تم کو ان کے رہنے کے مقامات سے نظر آ رہا ہے اور شیطان نے

لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُصْتَبِرِينَ ۚ

ان کے اعمال کو ان کی نظر میں سختن کر رکھا تھا اور ان کو راہ حق سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ ہوشیار تھے اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ

کو بھی ہلاک کیا اور ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام کھلی دلیل لے کر آئے تھے پھر ان لوگوں نے زمین میں سرکشی کی اور

فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۝ فَكَلَّا أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِمْ فَمِنْهُمْ

بھار کے قوم نے ہر ایک کو اسکے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا۔ سو ان میں بعضوں پر تو ہم نے شدید ہوا بھیجی اور ان میں بعضوں کو ہولناک

مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا

آواز نے اُڑ دیا اور ان میں بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم

بِهِ الْأَرْضُ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا

کرتا لیکن یہی لوگ (شرارتیں کر کے) اپنے اوپر ظلم

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

کيا کرتے تھے

## سرکشوں کی تباہی

ان آیات میں کچھ اور ایسی قوموں کے مختصر تذکرے بیان کئے گئے ہیں جنہوں نے اللہ و رسول کی نافرمانی کر کے ہلاکت مول لی۔ پہلے حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ ہے

اللہ نے ان کو اہل مدین کی طرف مبعوث فرمایا چنانچہ آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی بندگی اور شرک سے بچنے کی دعوت اور زمین میں فساد مچانے سے منع کیا یعنی اپنے خالق و مالک کے ساتھ کسی کو سا جھی مت ٹھہراؤ اور نہ ہی ناپ تول میں کمی کرو، یہ برائیاں ان کے اندر تھیں، بس انہوں نے اپنے پیغمبر کی بات نہ مانی تو عذاب الہی زلزلہ کی شکل میں آیا جس سے صبح کو یہ اپنے گھروں میں دب کر ہلاک ہو گئے۔

اسی طرح نافرمانی کرنے اور اپنے نبی کو جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ نے قوم عاد و ثمود کو ہلاک کر ڈالا ان کی بستیوں کے کھنڈرات بھی تم کو منہ سے شام جاتے ہوئے نظر آئیں گے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ان کی سرکشی و نافرمانی

اور اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان قوموں پر ظلم نہیں کیا بلکہ سرکشی کر کے خود اپنے آپ پر انہوں نے ظلم کیا ہے، پھر اللہ نے اپنے اصول کے مطابق ان پر عذاب نازل

نسرادیا۔

(یہ سب واقعات سورۃ ہود، اعراف، حجر، عنکبوت میں گزر چکے ہیں)

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ إِذَا أَخَذَتْ

جن لوگوں نے خدا کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور

بَيْتًا ۚ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ مَكَوِّنًا ۖ يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ

کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے اگر وہ جانتے تو ایسا کرتے اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کو

يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ ۚ مِنْ شَيْءٍ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

جانتا ہے جس جس کو وہ لوگ خدا کے سوا پوج رہے ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنَاسٍ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ خَلَقَ اللَّهُ

بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو بس علم والے ہی لوگ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

طریق پر بنایا ہے ایمان والوں کے لئے اس میں (ایک استحقاق عبادت کی)

بڑی دلیل ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے کافرین و مشرکین کے معبودوں کو مکڑی کے جالے کی مثال دیکر

سمجھایا، فرمایا یہ معبودانِ باطل اتنے ہی کمزور اور بے بھروسہ ہیں جتنا کہ مکڑی کا جالا۔

مکڑی کا جالا جانوروں کے تمام گھونسلوں وغیرہ میں سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے

ذرا سا ہاتھ لگانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ بس مکڑی کا جالا جس طرح خود بے جان ہوتا

ہے اور وہ مکڑی کی کسی طرح بھی حفاظت نہیں کر سکتا اسی طرح ان مشرکین و کافرین

کے معبود ہیں کہ وہ خود بھی بے جان ہیں اور اپنے ماننے والوں کی بھی کسی طرح مدد

نہیں کر سکتے۔ بس زبردست غلبہ و قدرت والی ذات تو اللہ ہی کی ہے جو اپنے بندوں

کی تمام ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

کیا مکڑی کا جالا فقر و فاقہ لاتا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

اپنے گھروں کو مکڑی کے جالوں سے صاف رکھا کر دیکھو کہ ان کے لگے رہنے سے گھر میں فقر و فاقہ آتا ہے (یہ روایت اپنی سند کے اعتبار سے ضعیف ہے)۔  
 اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم اس طرح کی مثالیں لوگوں کو سمجھانے کیلئے دیتے ہیں تاکہ لوگ انہیں سمجھ کر اپنی جہالت دور کریں مگر ان مثالوں کو وہی سمجھتے ہیں جو عالم میں جن کو علم دیا گیا ہے یا وہ علم کے طلبکار ہیں۔ مشرکین مکہ وغیرہ تو اس طرح کی مثالوں کو سمجھنے کے بجائے اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح کی حقیر چیزوں مکملی چھڑ مکڑی وغیرہ کی مثال دینا اللہ کی عظمت کے منافی ہے اس طرح کی مثالیں دینا اللہ کے شایانِ شان نہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ جس چیز کی حقیقت کو سمجھایا جاتا ہے مثال اسی کے مطابق دی جاتی ہے جب کسی چیز کی کمزوری کو سمجھایا جائے گا تو ظاہر ہے مثال مکڑی چھڑ اور مکملی وغیرہ ہی سے دی جائے گی نہ کہ شیر اور ہاتھی وغیرہ سے۔

اخیر میں پھر توحید کو بیان فرمایا گیا ہے کہ آسمان و زمین کو اللہ نے بنایا ہے جب اس نے ان عظیم چیزوں کے بنانے میں کسی سے مدد نہیں لی تو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں وہ کیا کسی سے مدد لے گا۔

بس پتہ چلا وہ عظیم غلبہ و قدرت والا ہے اور ایسی ہی ذات مستحقِ بندگی ہوتی ہے جو کسی کی محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔

بحمد سبحانہ و تعالیٰ پارہ ۲۰ اَمَّنْ خَلَقَ ۲۰ کی تفسیر

بحسن و خوبی مکمل ہوئی۔

تفسیر ہذا ازلی کتب الفاسیر سے استفاد سے۔

بیان القرآن ۱۰۰ معارف القرآن ۱۰۰ فوائد عثمانیہ ۱۰۰ تفسیر منظرہ وغیرہم۔

طالبِ دعا :-

محمد یعقوب اسمی غفرلہ ولوالدیہ

## ﴿ تلخیص بخاری شریف ﴾

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ”اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری“ کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ”تلخیص بخاری شریف“ میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ و تشریح آسان و عام فہم انداز میں بالخصوص عام اردو داں طبقہ کے لیے مستند و معتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کر کے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔

”تلخیص بخاری شریف“ کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

## ﴿ رحمت کے خزانے ﴾

یہ مبارک کتاب اعمال حسنة کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ”المتجر الرابع فی ثواب العمل الصالح“ کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ”رحمت کے خزانے“ کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

## ﴿ توبہ کا دروازہ کھلا ہے ﴾

یہ ایک ایسی پُر اثر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے بڑی امید کر کے گناہوں سے توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کر کے ولی اللہ بن گئے، ایسے بڑے اثرا و واقعات پر مشتمل اصلاحی و انقلابی کتاب ہے، اس کو قاری محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی، رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

**گزارش:** خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

**IDARA DAWAT-O-TABLEEGH**

GALI NO-2 AALI KI CHUNGI

MANDI SAMITI ROAD, SAHARANPUR (U.P.)

Mob. 9837375773, 9837002261